

آئین اردو

مؤلفہ

لیجنٹ لائبریری محمد زین العابدین صافر جاکوٹاوی

بشنر مجسٹریٹ درجہ دوم پنجاب حال مقیم میرٹھ

مصدقہ

مرت علامہ سید سلیمان حساندوی عظیم دارالمصنفین اعظم گڑھ

پبلشر

نائی بک ڈپو محلہ اندر کوٹ شہر میرٹھ

باہتمام منشی محبوب علی پروپرائٹر

نامی پریس میں طبع ہوئی

۱۹۲۶ء

راولپنڈی

تصدیق و تائید
بہ درخواست صحیح مؤلف ائین اردو

از عالی جناب امیر سید سلیمان صاحب ندوی سلمہ اللہ تعالیٰ

عظیم دارالمصنفین اعظم گڑھ۔ ۲۶/۳/۱۳۳۴ سورجھہ۔ ۳۰ مارچ ۱۳۳۶ھ

محترم دام کریم

السلام علیکم۔ میں نے ماہ رمضان کی فرصت میں آپ کی پوری کتاب
(یعنی آئین اردو) دیکھی مجھے تو کہیں حرف رکھنے کی جگہ ملی نہیں
زبان سہل اور طریقہ ادا نہایت آسان ہے * ۱۲ رمضان ۱۳۳۴ھ

ر۔ سلیمان

فہرست مضامین آئین اُردو۔ از حضرت فرجاد صاحب

نمبر شمار	مضمون	صفحات	نمبر شمار	مضمون	صفحات	نمبر شمار	مضمون	صفحات
۱	دیباچہ	۲-۱	۲۴	متحرک -	۲۵	۵۱	ہمزہ -	۳۹
۲	تساع مصباح القواعد	۱۰-۳	۲۷	منفرد -	۲۶	۵۲	یائے مجہول -	۳۱
۳	تساع شرف قواعد اردو	۱۸-۱۱	۲۸	کسور -	"	۵۳	یائے لین -	"
۴	علم ہیجا	۱۹	۲۹	مضموم -	"	۵۴	یائے غلوٹی -	"
۵	حروف مجرورہ	"	۳۱	منون -	"	۵۵	حروف کی ترتیب -	"
۶	اعراب -	"	۳۱	مشدد -	"	۵۶	ما قبل -	"
۷	تقریر -	"	۳۲	ممدود -	"	۵۷	ما بعد -	"
۸	تقریر -	"	۳۳	مقصود -	"	۵۸	رسم الخط -	۳۲
۹	حروف ہجاء -	۱۹-۲۱	۳۴	ساکن -	"	۵۹	حروف مکتوبہ غیر ملفوظہ -	"
۱۰	منقوط یا منقوطہ -	۳۱	۳۵	موقوف -	"	۶۰	حروف شنسی -	"
۱۱	ثقیل یا ثقیلہ -	"	۳۶	مروم -	"	۶۱	حروف قمری -	۳۳
۱۲	ہندی کے خاص حروف	"	۳۷	آواز کے اعتبار سے حروف کی نام	"	۶۲	فائدہ -	"
۱۳	فارسی اور عربی کے مشترک حروف	"	۳۸	صحیح -	"	۶۳	حروف غیر مکتوبہ و ملفوظہ	"
۱۴	فارسی کا خاص حرف	"	۳۹	اعرابی -	"	۶۴	حروف مکتوبہ اصل و ملفوظہ بالجماع	۳۴
۱۵	فارسی اور ہندی کے مشترک حروف	۳۲	۴۰	الف تمیز -	۲۷	۶۵	ادغام -	"
۱۶	اعراب -	"	۴۱	نون غنہ -	"	۶۶	لفظ -	"
۱۷	زیر -	"	۴۲	نون شبہ غنہ -	"	۶۷	جمل -	"
۱۸	زیر -	"	۴۳	واو معروف -	"	۶۸	موضوع -	"
۱۹	پیش -	۲۳	۴۴	واو مجہول -	"	۶۹	علم صرف	۳۵
۲۰	تنوین -	"	۴۵	واو لین -	"	۷۰	کلمہ -	"
۲۱	تشدید و مد -	۲۳-۲۴	۴۶	واو تمیز -	"	۷۱	الفاظ مفرد -	"
۲۲	سکون -	۲۴	۴۷	واو معدول -	۲۸	۷۲	الفاظ مرکب -	"
۲۳	وقف -	"	۴۸	ہائے ملفوظی -	"	۷۳	علم صرف -	"
۲۴	روم -	"	۴۹	ہائے ثقیفی -	۲۹	۷۴	علم صرف کا موضوع	۲۶
۲۵	اعراب کے خاص حروف کی نام	"	۵۰	ہائے غلوٹی -	"	۷۵	کلمہ کی ترتیب	"

نمبر شمار	مضمون	صفحات	نمبر شمار	مضمون	صفحات	نمبر شمار	مضمون	صفحات
۷۶	اسم	۳۶	۱۰۲	صفات انتقاری سیم	۱۳۰-۱۳۱	۱۱۸	فعل لازم ناقص -	۱۱۸
۷۷	اسم خاص	۳۸-۳۹	۱۰۳	فائده	۹۳	۱۱۹	فاعل اور اسم کا فرق -	۱۱۹
۷۸	اسم عام	۳۸	۱۰۵	صفات عددی -	۹۳	۱۱۹-۱۱۸	نبر اور مقدار کا فرق -	۱۱۹-۱۱۸
۷۹	اسم جمع	۳۹	۱۰۶	صفات عددی معلوم	۹۴	۱۲۰-۱۱۹	افعال ناقص	۱۲۰-۱۱۹
۸۰	اسم ماضی -	۴۰	۱۰۷	صفات عددی مجهول	۹۴-۹۵	۱۲۱-۱۲۰	فائده -	۱۲۱-۱۲۰
۸۱	اسم فوری -	۴۰	۱۰۸	فائده -	۹۴	۱۲۱	فعل متعدی -	۱۲۱
۸۲	لوازم اسم	۴۱	۱۰۹	صفات عددی تثنیہ	۹۴-۹۵	۱۲۲	مفعول -	۱۲۲
۸۳	اسم کی ترکیب و تائید	۴۱-۴۲	۱۱۰	صفات عددی اضافی	۹۵-۹۶	۱۲۲-۱۲۱	فائده -	۱۲۲-۱۲۱
۸۴	اسم کی وجہ و توشیح	۴۲-۴۳	۱۱۱	صفات عددی کسور -	۹۶	۱۲۲	فعل متعدی کی تعریف -	۱۲۲
۸۵	اسم کی حالت -	۴۲-۴۳	۱۱۲	صفات عددی جمع	۹۷	۱۲۳-۱۲۲	متعدی بنفس	۱۲۳-۱۲۲
۸۶	اسم کی نوعیت -	۴۳-۴۴	۱۱۳	صفات عددی جمع سبیل	۹۷-۹۸	۱۲۳	متعدی پر لازم -	۱۲۳
۸۷	تثنیہ	۴۴	۱۱۴	صفات عددی جمع غنی	۹۸	۱۲۴	متعدی الاستغراق -	۱۲۴
۸۸	تثنیہ	۴۴-۴۵	۱۱۵	صفات عددی استغراق	۹۸-۱۰۰	۱۲۴-۱۲۳	متعدی بالواضعہ -	۱۲۴-۱۲۳
۸۹	فائده	۴۳	۱۱۶	صفات اشارہ -	۱۰۰-۱۰۱	۱۲۴	متعدی مناسبتہ قاعدہ -	۱۲۴
۹۰	فائده اشارہ	۴۳-۴۴	۱۱۷	فائده -	۱۰۱	۱۲۵-۱۲۴	لازم -	۱۲۵-۱۲۴
۹۱	فائده اشارہ	۴۴-۴۵	۱۱۸	فائده	۱۰۵	۱۲۵	متعدی بالواسطہ بنا کی قاعدہ -	۱۲۵-۱۲۴
۹۲	ضمیمہ انتقاری	۴۵-۴۶	۱۱۹	نوعیت صفات -	۱۰۵-۱۰۶	۱۲۶	فائده -	۱۲۶
۹۳	ضمیمہ	۴۶-۴۷	۱۲۰	فعل -	۱۰۶	۱۲۶	معروف و مجهول -	۱۲۶
۹۴	ضمیمہ استغراقی	۴۷	۱۲۱	مصدر -	۱۰۶-۱۰۷	۱۲۷	معروف -	۱۲۷
۹۵	فائده	۴۷-۴۸	۱۲۲	تعریف فعل -	۱۱۲	۱۲۷-۱۲۶	مجهول -	۱۲۷-۱۲۶
۹۶	فائده مفیدہ	۴۸	۱۲۳	لوازم فعل -	۱۱۲-۱۱۳	۱۲۸	مجهول وضعی -	۱۲۸
۹۷	ضمائم کی نوعیت -	۴۸-۴۹	۱۲۴	قرینہ فعل -	۱۱۵	۱۲۸	مجهول معنوی -	۱۲۸
۹۸	صفات	۴۹-۵۰	۱۲۵	نوع فعل -	۱۱۵	۱۲۹	ثبوت	۱۲۹
۹۹	صفات ذاتی -	۵۰-۵۱	۱۲۶	زمانہ -	۱۱۵-۱۱۶	۱۳۰-۱۲۹	منفی	۱۳۰-۱۲۹
۱۰۰	صفات انتقاری	۵۱-۵۲	۱۲۷	فعل لازم -	۱۱۶	۱۳۱	استحقاق افعال	۱۳۱
۱۰۱	صفات اشارہ	۵۲	۱۲۸	فاعل -	۱۱۷	۱۳۱	زمانہ -	۱۳۱
۱۰۲	صفات انتقاری	۵۲	۱۲۹	فعل لازم تام -	۱۱۷	۱۳۲-۱۳۱	افعال تصریحی -	۱۳۲-۱۳۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۵۷	انواع افعال -	۱۳۵-۱۳۶	۱۸۲	اسم فاعل -	۱۶۶-۱۶۷	۲۱۰	مشتق عام -	۱۹۸-۲۰۰
۱۵۸	ماضی مطلق مثبت معروف -	۱۳۵-۱۳۶	۱۸۵	اسم مفعول -	۱۶۷-۱۶۹	۲۱۱	مشتق زمانی -	۲۰۰-۲۰۱
۱۵۹	ماضی قریب مثبت معروف -	۱۳۶-۱۳۷	۱۸۶	حالہ ماضی -	۱۶۹-۱۷۰	۲۱۲	مشتق مکانی -	۲۰۱-۲۰۲
۱۶۰	ماضی بعید مثبت معروف -	۱۳۷-۱۳۸	۱۸۷	فائدہ -	۱۷۰-۱۷۱	۲۱۳	مشتق عددی -	۲۰۲-۲۰۳
۱۶۱	ماضی استمراری مثبت معروف -	۱۳۸-۱۳۹	۱۸۸	افعال مرکبہ -	۱۷۱-۱۷۲	۲۱۴	مشتق مقداری -	۲۰۳-۲۰۴
۱۶۲	ماضی احتمالی مثبت معروف -	۱۳۹-۱۴۰	۱۸۹	نوع خبریہ افعال مرکبہ	۱۷۲-۱۷۳	۲۱۵	مشتق سببی -	۲۰۴-۲۰۵
۱۶۳	ماضی شرطی مثبت معروف -	۱۴۰-۱۴۱	۱۹۰	فائدہ -	۱۷۳-۱۷۴	۲۱۶	مشتق ایجابی -	۲۰۵-۲۰۶
۱۶۴	حال	۱۴۱-۱۴۲	۱۹۱	ماضی مطلق مرکبہ	۱۷۴-۱۷۵	۲۱۷	مشتق انکاری -	۲۰۶-۲۰۷
۱۶۵	حال مطلق مثبت معروف -	۱۴۲-۱۴۳	۱۹۲	ماضی قریب مرکبہ -	۱۷۵-۱۷۶	۲۱۸	مشتق طور و طریقہ -	۲۰۷-۲۰۸
۱۶۶	حال احتمالی مثبت معروف -	۱۴۳-۱۴۴	۱۹۳	ماضی بعید مرکبہ -	۱۷۶-۱۷۷	۲۱۹	مشتق تاکیدری	۲۰۸-۲۰۹
۱۶۷	ماضی مستقبل مثبت معروف -	۱۴۴-۱۴۵	۱۹۴	ماضی ہائے زاری مرکبہ -	۱۷۷-۱۷۸	۲۲۰	مشتق ظنی -	۲۰۹-۲۱۰
۱۶۸	استفہامیہ -	۱۴۵-۱۴۶	۱۹۵	حال مطلق مرکبہ -	۱۷۸-۱۷۹	۲۲۱	مشتق استفہامی -	۲۱۰-۲۱۱
۱۶۹	امر معروف -	۱۴۶-۱۴۷	۱۹۶	مستقبل مرکبہ -	۱۷۹-۱۸۰	۲۲۲	دیگر کلمات مشتق افعال	۲۱۱-۲۱۲
۱۷۰	اشتقاقی فعل مثبت معلوم	۱۴۷-۱۴۸	۱۹۷	مشتق مرکبہ -	۱۸۰-۱۸۱	۲۲۳	نوعیت فعل -	۲۱۲-۲۱۳
۱۷۱	ماضی مطلق مجہول مثبت -	۱۴۸-۱۴۹	۱۹۸	نوع خبریہ افعال مرکبہ	۱۸۱-۱۸۲	۲۲۴	کلمات ربط -	۲۱۳-۲۱۴
۱۷۲	ماضی قریب مجہول مثبت -	۱۴۹-۱۵۰	۱۹۹	ماضی شرطی مرکبہ -	۱۸۲-۱۸۳	۲۲۵	کلمات فاعل -	۲۱۴-۲۱۵
۱۷۳	ماضی بعید مجہول مثبت -	۱۵۰-۱۵۱	۲۰۰	نوع احتمالی افعال مرکبہ	۱۸۳-۱۸۴	۲۲۶	کلمات مفعول -	۲۱۵-۲۱۶
۱۷۴	ماضی استمراری مجہول مثبت -	۱۵۱-۱۵۲	۲۰۱	ماضی احتمالی مرکبہ -	۱۸۴-۱۸۵	۲۲۷	کلمات اضافت -	۲۱۶-۲۱۷
۱۷۵	ماضی احتمالی مجہول مثبت -	۱۵۲-۱۵۳	۲۰۲	حال احتمالی مرکبہ -	۱۸۵-۱۸۶	۲۲۸	کلمات ایجاز -	۲۱۷-۲۱۸
۱۷۶	ماضی شرطی مجہول مثبت -	۱۵۳-۱۵۴	۲۰۳	نوع امریہ افعال مرکبہ -	۱۸۶-۱۸۷	۲۲۹	کلمات مفعول -	۲۱۸-۲۱۹
۱۷۷	حال معلق مجہول مثبت -	۱۵۴-۱۵۵	۲۰۴	نوع مشائیہ فعل مرکبہ -	۱۸۷-۱۸۸	۲۳۰	کلمات حصہ و تخصیص	۲۱۹-۲۲۰
۱۷۸	حال احتمالی مجہول مثبت -	۱۵۵-۱۵۶	۲۰۵	نئی ونی افعال مرکبہ	۱۸۸-۱۸۹	۲۳۱	کلمات تاکید -	۲۲۰-۲۲۱
۱۷۹	مستقبل مجہول مثبت -	۱۵۶-۱۵۷	۲۰۶	تفسیر اور الحاقی -	۱۸۹-۱۹۰	۲۳۲	کلمات قسم -	۲۲۱-۲۲۲
۱۸۰	مستقل مجہول مثبت -	۱۵۷-۱۵۸	۲۰۷	فعل کے ساتھ فعل کی ترکیب	۱۹۰-۱۹۱	۲۳۳	کلمات تشبیہ و مثال	۲۲۲-۲۲۳
۱۸۱	امر مجہول مثبت -	۱۵۸-۱۵۹	۲۰۸	کسی اور لفظ سے -	۱۹۱-۱۹۲	۲۳۴	کلمات تسلسل کلام -	۲۲۳-۲۲۴
۱۸۲	نئی ونی افعال معروف مجہول	۱۵۹-۱۶۰	۲۰۹	فائدہ -	۱۹۲-۱۹۳	۲۳۵	کلمات عطف -	۲۲۴-۲۲۵
۱۸۳	مشتق فعل -	۱۶۰-۱۶۱	۲۱۰	متعلقات فعل	۱۹۳-۱۹۴	۲۳۶	کلمات تروید -	۲۲۵-۲۲۶

نمبر شمر	مضمون	صفحت	نمبر شمر	مضمون	صفحت
۲۳۷	کلمات اضراب -	۲۵۰-۲۴۹	۲۴۵	فنا نده -	۲۴۶
۲۳۸	کلمات استدرک -	۲۵۰	۲۴۶	مرکب اضافی -	۲۴۸
۲۳۹	کلمات استثنا -	۱۵۱-۲۵۰	۲۴۷	مرکب توصیفی -	۲۴۵
۲۴۰	حرف بیان -	۲۵۱-۲۵۰	۲۴۸	مرکب عددی -	۲۴۹
۲۴۱	کلمات علت -	۲۵۲	۲۴۹	مرکب عطفی -	۲۴۷
۲۴۲	کلمات شرط و جزا -	۲۵۳-۲۵۲	۲۵۰	مرکب ظرفی -	۲۴۸
۲۴۳	طریق استعمال -	۲۵۳-۲۵۲	۲۵۱	مرکب امتزاجی -	۲۴۹
۲۴۴	کلمات ندا -	۲۵۴-۲۵۳	۲۵۲	مرکب یا لیدل -	۲۵۰
۲۴۵	کلمات جواب -	۲۵۹-۲۵۸	۲۵۳	مرکب بیان -	۲۵۰
۲۴۶	کلمات ایجاب -	۲۵۹-۲۵۸	۲۵۴	مرکب تابع -	۲۵۱
۲۴۷	کلمه تفسیر -	۲۶۰	۲۵۵	مرکب تاکید -	۲۵۱
۲۴۸	کلمات تمنا -	۲۶۰	۲۵۶	مرکب تمیز عددی -	۲۵۲
۲۴۹	کلمات تحقیر -	۲۶۱-۲۶۰	۲۵۷	مرکب تیسری -	۲۵۲
۲۵۰	کلمات تزئین کلام -	۲۶۱	۲۵۸	مرکب اشاره -	۲۵۳
۲۵۱	کلمات طبعی -	۲۶۱-۲۶۰	۲۵۹	مرکب ربطی -	۲۵۴
۲۵۲	کلمات تنبیه -	۲۶۲	۲۶۰	مرکب تفصیلی -	۲۵۷
۲۵۳	کلمات تاسف و زاری -	۲۶۳-۲۶۲	۲۶۱	مرکب بمباله -	۲۵۸
۲۵۴	کلمات تحسین -	۲۶۳-۲۶۲	۲۶۲	مرکب مکبر -	۲۵۹
۲۵۵	کلمات نفیر -	۲۶۳	۲۶۳	اسم فاعل ترکیبی -	۲۶۳
۲۵۶	کلمات نفرت -	۲۶۳-۲۶۲	۲۶۴	اسم مفعول ترکیبی -	۲۶۳
۲۵۷	کلمات سختی و شدت -	۲۶۵	۲۶۵	فنا نده -	۲۶۵
۲۵۸	کلمات تعجب -	۲۶۶-۲۶۵	۲۶۶	مرکب تام -	۲۶۶
۲۵۹	کلمات انبساط -	۲۶۶	۲۶۷	استاد -	۲۶۷
۲۶۰	کلمات تهفیت -	۲۶۷	۲۶۸	سند الیه -	۲۶۸
۲۶۱	کلمات قدوم -	۲۶۷	۲۶۹	سند -	۲۶۹
۲۶۲	علم محو	۲۶۷	۲۷۰	متعلقات -	۲۷۰
۲۶۳	کلام	۲۶۷	۲۷۱	اسم -	۲۷۱
۲۶۴	مرکب ناقص -	۲۶۷	۲۷۲	ضمیمه -	۲۷۲
۲۶۵	صفت -	۲۶۷	۲۷۳	صفت -	۲۷۳
۲۶۶	مقدار -	۲۶۷	۲۷۴	مقدار -	۲۷۴
۲۶۷	عدد -	۲۶۷	۲۷۵	عدد -	۲۷۵
۲۶۸	اضافات -	۲۶۷	۲۷۶	اضافات -	۲۷۶
۲۶۹	مرکب ناقص -	۲۶۷	۲۷۷	مرکب ناقص -	۲۷۷
۲۷۰	شبه فعل -	۲۶۷	۲۷۸	شبه فعل -	۲۷۸
۲۷۱	حالیه ماضی -	۲۶۷	۲۷۹	حالیه ماضی -	۲۷۹
۲۷۲	متعلق فعل -	۲۶۷	۲۸۰	متعلق فعل -	۲۸۰
۲۷۳	افعال معطوف -	۲۶۷	۲۸۱	افعال معطوف -	۲۸۱
۲۷۴	جاء و مجرور -	۲۶۷	۲۸۲	جاء و مجرور -	۲۸۲
۲۷۵	طریق استعمال -	۲۶۷	۲۸۳	طریق استعمال -	۲۸۳
۲۷۶	سند الیه و سندی و سند	۲۶۷	۲۸۴	سند الیه و سندی و سند	۲۸۴
۲۷۷	و جمع او ترکیبی یا مرکب یا مرکب	۲۶۷	۲۸۵	و جمع او ترکیبی یا مرکب یا مرکب	۲۸۵
۲۷۸	کلام یا مرکب یا مرکب یا مرکب	۲۶۷	۲۸۶	کلام یا مرکب یا مرکب یا مرکب	۲۸۶
۲۷۹	جاء منفرد -	۲۶۷	۲۸۷	جاء منفرد -	۲۸۷
۲۸۰	تنبیه -	۲۶۷	۲۸۸	تنبیه -	۲۸۸
۲۸۱	اجزای جمله منفرد -	۲۶۷	۲۸۹	اجزای جمله منفرد -	۲۸۹
۲۸۲	ترکیب جمله بجزای متعارف -	۲۶۷	۲۹۰	ترکیب جمله بجزای متعارف -	۲۹۰
۲۸۳	ترکیب جمله بجزای متعارف -	۲۶۷	۲۹۱	ترکیب جمله بجزای متعارف -	۲۹۱
۲۸۴	انتباه -	۲۶۷	۲۹۲	انتباه -	۲۹۲
۲۸۵	جمله مرکب -	۲۶۷	۲۹۳	جمله مرکب -	۲۹۳
۲۸۶	مرکب مفید -	۲۶۷	۲۹۴	مرکب مفید -	۲۹۴
۲۸۷	مرکب غیر مفید -	۲۶۷	۲۹۵	مرکب غیر مفید -	۲۹۵
۲۸۸	ترکیب بطریق متعارف -	۲۶۷	۲۹۶	ترکیب بطریق متعارف -	۲۹۶
۲۸۹	ترکیب بطریق جدید -	۲۶۷	۲۹۷	ترکیب بطریق جدید -	۲۹۷
۲۹۰	جمله مخلوط -	۲۶۷	۲۹۸	جمله مخلوط -	۲۹۸
۲۹۱	جمله معنی یث -	۲۶۷	۲۹۹	جمله معنی یث -	۲۹۹
۲۹۲	جمله متعارف -	۲۶۷	۳۰۰	جمله متعارف -	۳۰۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وساچہ

چند طالب العلموں نے مجھ سے قواعد اردو سمجھنی چاہی۔ اور میرے بچوں نے مجھ سے پڑھی۔ میں نے دیکھا کہ مصباح القواعد مؤلف مولوی فتح محمد خاں صاحب جالندہری میں زیادہ تر کوشش عربی صرفت و نحو کی طرف کی گئی ہے۔ خواہ ترتیب ہو خواہ ترکیب۔ حالانکہ ایرین زبان یعنی اردو کا لگاؤ سامی زبان یعنی عربی سے ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ اگرچہ مؤلف نے دعویٰ تو کیا ہے کہ میں نے تتبع عربی نہیں کیا۔ مگر وہ کہیں بھی مجتہد نہ طریق پر کام زن نہیں ہوئے۔

قواعد اردو مولوی عبدالحق صاحب بی۔ اے۔ سکریٹری انجمن ترقی اردو۔ انگریزی ڈگری پر ہے اور ان کی سعی اردو کو بالکل انگریزی سانچہ میں ڈھالنے کی معلوم ہوتی ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ انگریزی اور اردو دونوں ایرین زبانیں ہیں۔ لیکن طرز ادا اور محاورے اور مثالیں گویا بالکل ہی الگ الگ نمونوں مگر یکساں ہرگز نہیں۔

میں انگریزی بالکل نہیں جانتا۔ اور کامل عربی داں بھی نہیں ہوں۔ اس لئے میں نے اردو کے قواعد لکھنے میں ان زبانوں میں سے کسی ایک کی کورانہ تقلید سے کام نہیں لیا اور بلحاظ زبان اردو۔ اس کے قواعد موسوم بہ آئین اردو لکھے۔

ماسٹر وحید الرحمن صاحب عرفانی بی۔ اے۔ اور ماسٹر عبداللطیف خاں صاحب ایم۔ اے۔ اور ماسٹر حبیب الرحمن صاحب بی۔ اے۔ نے اس میرے مسودے کو معترضانہ دیکھا میں ان صاحبوں کا سپاس گزار ہوں کہ ان کی اصلاحی نظر نے آئین اردو کو اس قابل بنادیا کہ میں دیگر اہل علم کی خدمت میں اس درخواست کرنے کے لائق ہو گیا۔ کہ وہ بہ نظر اصلاح آئین اردو کو دیکھیں۔

دش بارہ صاحبوں کی خدمت میں خط لکھے مگر بجز نبیلوی سید سلیمان صاحب ندوی دارالمصنفین اعظم گڑھ کے کسی نے مجھے جواب نہ دیا۔ سید صاحب موصوف نے البتہ توجہ فرمائی اور مجھے لکھا کہ جو چند غلطیاں آپ نے اپنے خط میں مروجہ قواعدوں کی بابت لکھی ہیں وہ بالکل درست ہیں۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا رسالہ اچھا ہو گا کچھ دن کے لئے اصل مسودہ بھیجیں تو اردو میں اس کے بعد صاحب مروج کا کارڈ آیا کہ میں نے رمضان المبارک کی فرصت میں آئین اردو کو بالائینہ حد تک دیکھا مجھے کہیں حرف رکھنے کو بھی جگہ نہ ملی۔ نہایت سہل اور آسان طریقہ بیان ہے۔ اس سچی اور صحیح رائے نے مجھے آمادہ کیا کہ میں اس کی نشر و اشاعت کی طرف متوجہ ہوں۔ اس پر میرے کرم فرما ناشر وحید الرحمن صاحب بی۔ اے۔ نے فرمایا کہ آئین اردو میں کسی جگہ تم نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ مروجہ قواعدوں میں کیا اور کس قسم کی غلطیاں ہیں۔ اس عیب پوشی سے یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ موجودگی دیگر قواعد آئین اردو کی کیا ضرورت تھی۔ میں نے اس اعتراض کے دفعیہ کے لئے کل تو نہیں مگر کچھ غلطیاں صلیح القواعد اور قواعد اردو کی لکھ دی تھیں اور اصل مسودہ کے ساتھ دارالمصنفین اعظم گڑھ کو بھیج دی تھیں۔ مگر معلوم نہیں کہ کیوں وہ اصل مسودے کے ساتھ واپس نہ آئیں۔ اس لئے ضروری ہوا کہ میں اپنے دیباچہ کے ساتھ ہر ایک قواعد کے متعلق کچھ کچھ غرضیں لکھوں۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ سبب تالیف آئین اردو کیا ہے۔ میں نے ان غلطیوں کو اس طرح ظاہر کیا ہے :-

کہ اوّل اس قواعد کے صفحہ کا شمار لکھا ہو جس کی غلطی ظاہر کی ہو اس کے بعد اصل عبارت یا بشرط ضرورت لمخص یا مطلب عبارت۔ اور اس کے ختم کے بعد اس غرض میں کو ظاہر کر دیا ہے :-
میں نہایت شرمندہ ہوں کہ اس عیب گوئی سے اپنا ہنر ظاہر کر رہا ہوں اور اس ناقابل معافی قصور کے لئے عذر گناہ بدتر از گناہ سے کام نہ لانا چاہتا ہوں تاکہ ملامت عیب بینی اور عیب گوئی سے بچ جاؤں۔ مگر اخلاقاً یہ محال ہے اور اس لئے غسل لے عذرا کو شفیق لاتا ہوں +

فرحان علیہ الرحمۃ

تساع مؤلف مصباح القواعد

(ص ۱) تمام وہ حروف جن میں (وہ) کی آواز ملی ہوئی ہے۔ یہ عربی میں آتے ہیں نہ فارسی میں؟
 ہائے مخلوط التلفظ فارسی میں کہیں کہیں متعل ہے جیسے۔ زردہشت۔ آتش پرستوں کے پیغمبر
 صاحب کا نام ہی بھیاڑ۔ ساندھ گھوڑے کو کہتے ہیں؟
 (ص ۱۸) حروف علت۔ و۔ ا۔ ی۔

اُردو میں حروف علت نہیں ہوتے۔ میں نے ان حروف کو اعرابی لکھا ہے؟
 (ص ۲۲) قائمہ۔ تنوین کا نون بعض اوقات نظم میں متحرک ہو جاتا ہے۔ یعنی لفظ مابعد کے
 حرف اول کی حرکت اُس کو دیدیتے ہیں۔ حالی۔ تو نے دی قصداً اُس کی جان بچا؟
 یہ بحث عروض کے متعلق ہے۔ اور صرف نون تنوین ہی پر منحصر نہیں۔ لفظ آخر الساکن کے بعد جو
 متحرک الف کسی دوسرے لفظ کا آتا ہے۔ خواہ وہ الف اصلی ہو خواہ محذوف ہو خواہ وصلی ہو۔
 اس کی حرکت اسکے ماقبل ساکن حرف کو دیکر تقطیع میں اس الف کا گردینا جائز ہے۔ سعدی
 ہرگز امین زیا نشینم؟ سعدی ابے حکم شرع آب خوردن خطاست؟ نظیری
 بوسے یار من ازین سست و فاسے آید؟ پہلی مثال میں امین کا اصلی الف اور دوسری میں آ پ کا
 محذوف الف او نظیری میں ازین کا وصلی الف۔ تقطیع میں گر گئے۔ ایسے الف کو عروض والے
 الف وصل کہتے ہیں؟

(ص ۲۶) مصرع۔ دادرس کوئی بحر فائق الاصلح نہیں؟ اس مصرع میں اصباح کا کسرہ ال کے
 لام کو دیا گیا؟

یہ غلط ہے اصباح یا لکسر باب افعال کا مصدر ہے اور اس کے معنی ہیں صبح کرنا۔ اور اصباح
 بفتح جمع ہے۔ اور اس مصرع میں جمع برقی گئی ہے نہ کہ مصدر؟

(ص ۳۱) نواختن سے نوازنا؟ نوازنا نوازیدن سے ہے نہ کہ نواختن سے؟

(ص ۳۳) ”مصدر کبھی فعل حال کے معنی دیتا ہے۔ مومن

کیا قیامت ہے مجھی کو سب بُرا کہتے کو ہیں۔ یعنی بُرا کہتے ہیں۔“

اس جگہ یہ معنی نہیں۔ بلکہ یہ معنی ہیں کہ میرے بُرا کہنے کے لئے وجود میں آئے ہیں۔ بعض جگہ آمادگی کے معنی میں آتا ہے۔ جیسے میں جانے کو ہوں۔ یعنی جہانے کو آمادہ ہوں۔“

(ص ۳۴) ”مصدر لازم کے فاعل کے ساتھ۔ نے کبھی نہیں آتا۔“

یہ کلیہ صحیح نہیں۔ گنا۔ موتنا۔ سنکنا۔ تھوکننا۔ مصدر لازم ہیں اور ان کے فاعل کے ساتھ نے آتا ہے۔

(ص ۳۵) ”بعض مصدر ایسے ہیں کہ ہیں تو لازم مگر بعض اوقات ان کا مفعول بھی آجاتا ہے۔“

ذوق شبنم کی طرح سے ہیں رونا نہیں آتا۔ اس میں نہیں آتا فعل منفی رونا فاعل۔ ہمیں مفعول ہے۔“
فعل لازم کا مفعول نہیں آتا جو ترکیب کی صحیح نہیں۔ نہیں آتا فعل منفی لازم ناقص۔ ہمیں آسم
رونا خبر۔ یوں صحیح ہے۔“

(ص ۳۶) ”بعض مصدر ایسے ہیں کہ لازم کچھ ہیں متعدی کچھ۔ جیسے پڑنا سے ڈالنا۔“

ڈالنا کا لازم ڈالنا بھی آتا ہے۔“

(ص ۳۷) ”حاشیہ عربی میں جاد کے معنی ہیں آیا۔ اور جاد بہ کے معنی ہیں اس کو لایا۔“

یہ صحیح نہیں۔ جاد بہ کے معنی ہیں اسکے ساتھ آیا۔ کیونکہ جی کے معنی آنے کے ہیں اور اجادہ کے معنی ہیں لانے کے۔ جی لانے کے معنی میں نہیں آتا۔“

(ص ۳۸) ”ماضی مطلق مکرر ہو کر کبھی اسم کا کام دیتی ہے۔ جیسے وہ صبح کا بیٹھا بیٹھا شام کو اٹھا۔“

اس مثال میں بیٹھا بیٹھا حالیہ ہے نہ کہ ماضی۔ تکرار کی وجہ سے ماضی نہیں رہا۔“

(ص ۳۹) ”ماضی مطلق مکرر کبھی مفعول کے معنی دیتی ہے۔ حالی کھلی کی کھلی رہ گئی آنکھ سب کی۔“

اس صرع میں کھلی کی کھلی مفعول نہیں کیونکہ یہ جاننا فعل مرکب لازم ہے۔“

(ص ۴۰) ”گردان ماضی شرطی یا تمنائی مثبت حروف میں۔ وہ آیا ہو۔ وہ لایا ہو لکھا ہے۔“

آیا ہو۔ لایا ہو۔ ماضی احتمالی کے عینہ ہیں نہ کہ ماضی شرطی کے۔“

(ص ۱۰۲) ”ماضی مطلق پر کبھی لفظ ہوا کی جگہ لفظ گیا لگا کر مفعول کا صیغہ بنا لیتے ہیں جیسے لایا گیا اور گیا“

یہ غلط ہے۔ لایا گیا اور مارا گیا۔ ماضی مجہول کے صیغہ ہیں نہ کہ مفعول کے۔

(ص ۱۰۳) ”اسم مفعول کبھی فعل لازم سے بھی آجاتا ہے۔ جیسے آیا ہوا۔ گیا ہوا وغیرہ“

یہ ہم بتائے ہیں کہ فعل لازم۔ مفعول نہیں آتا۔ ورنہ فعل لازم کی تعریف صحیح نہیں رہتی آیا ہوا۔ گیا ہوا۔ وغیرہ حالیہ ماضی ہیں اور متعلق فعل نہ کہ مفعول۔

(ص ۱۰۴) ”لفظ ہار بھی اسم فاعل کے معنوں کا افادہ کرتا ہے۔ جیسے ہوں ہار۔ مرن ہار“

یہ کیلئے نہیں۔ ان مثالوں میں لفظ ہار نے قابلیت یا لیاقت کے معنی دیئے ہیں۔ الینہ پالن ہار۔

میں معنی فاعلیت پائے جاتے ہیں۔

(ص ۱۰۵) ”حاشیہ۔ باندھنا متعدی ہے اور بندھنا۔ اس کا لازم“

یہ صحیح نہیں۔ بندھنا متعدی بنفسیہ ہے منسوب مفعول اور باندھنا۔ منسوب بفاعل۔

(ص ۱۰۶) ”ہندوستان کے رولج کے بموجب۔ رضائی کی ماں۔ اور عید و کا باپ۔ کنیت ہے۔“

یہ غلط ہے۔ اردو میں کنیت نہیں ہوتی نسبت ابن کو اردو میں اگر کنیت کہیں تو اس میں عہدیت کنیت

کیسی کہاں سے آئے گی عرب میں کنیت بیشیت شہرت قائم مقام اسم ہوتی ہے۔ اور ہندوستان میں نہیں ہوتی۔

(ص ۱۰۷) ”مثلاً“ یہ ایک اسم نکرہ ہوتا ہے۔“

نکرہ کی قید صحیح نہیں جیسے یہ زید ہے وہ بکر ہے۔ یوں کہو کہ اشارہ سے نکرہ معرہ ہو جاتا ہے۔

(ص ۱۰۸) ”لو اور۔ اسے۔ بھی اشارہ کا کام دیتے ہیں۔ جیسے۔ اے لو میرا قلم۔ لو میری کتاب“

اشارہ کے لئے ان کا استعمال کہیں نہیں ہوتا۔ اکثر تعجب کے موقع پر بولتے ہیں جیسا کہ مثالائے مذکورہ میں ہے۔

(ص ۱۰۹) ”اسم اشارہ اور ضمیر میں یہ فرق ہے کہ اشارہ کسی عضو سے ہوتا ہے اور ضمیر کا خیال دل میں ہوتا ہے۔“

یہ فرق نہیں کیا دل عضو نہیں۔ دراصل ضمیر قائم مقام اسم ہوتی ہے۔ اور اشارہ اسم کے ساتھ

ہوتا ہے خواہ۔ اسم فی الذہن ہو یا لفظاً مذکور ہو۔

(ص ۱۱۰) ”اسم ظرف کی فاسی مثالوں میں لفظ نشستگاہ بیٹھنے کی جگہ کے معنوں میں لکھا ہے۔“

اس حیثیت سے کہ وہ مضاف ہے نہ کہ نہیں ہوتا۔ ورنہ اضافت کی غرض فوت ہو جائیگی۔
 (۱۸۶) ”کبھی ایک لفظ کو اسی کی طرف مضاف کرتے ہیں اور اس سے تمام کے معنی لیتے ہیں۔ جیسے آؤے کا آؤا“
 اس کو اضافت نہیں کہتے نسبت تسادی اور نسبت عموم و خصوص مطلق میں اضافت نہیں ہوا کرتی۔
 (۱۹۱) ”تابع مہمل۔ بامعنی لفظ کے ساتھ ایک بے معنی لفظ بولا جاتا ہو۔ جیسے۔ سچ۔ مچ۔ جھوٹ
 موٹ۔ طعنے مٹنے“

آخر کی مثال تابع موضوع میں ہونی چاہئے (مہنا) ہندی میں طعنہ کو کہتے ہیں۔ یہ بے معنی نہیں
 اور ہائے ہوز کے ساتھ ہے یعنی مہنہ۔
 (۱۹۷) ”جملہ اسمیہ“

چونکہ یہ جملہ اُردو میں نہیں ہوتا اس لئے اس کا ذکر فضول ہو۔
 (۲۱۷) ”بعض صورتوں میں کو علامت مفعول نہیں آتی۔ (۲) اگر مصدر مفعول ہو عام اس سے
 کہ اُردو کا مصدر ہو یا کسی اور زبان کا۔ جیسے۔ زید نے کھانا کھایا۔
 اس مثال میں کھانا مصدر نہیں بلکہ اسم ہے۔ صرف یہ مثال غلط ہے۔
 (۲۲۲) ”ظرف محدود کے ساتھ۔ اکثر۔ پر۔ یا۔ میں۔ یا۔ سے۔ یا۔ کو۔ استعمال کیا جاتا ہے۔
 غیر محدود کے ساتھ عموماً کوئی لفظ نہیں آتا“

سے۔ اور۔ کو۔ ظرف غیر محدود کے ساتھ آتے ہیں۔ جیسے وہ کہیں سے آیا ہو نہیں کیا۔ سامنے
 سے ہٹ جاؤ اور پر کو مست دیکھو۔ اس محراب کے نیچے کو چلے جاؤ۔ وغیرہ۔
 (۲۲۴) ”اُردو میں کبھی اسم مفعول حال کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے۔ خالد گھر میں بیٹھا ہوا کام کر رہا ہے۔
 بیٹھا ہوا۔ مفعول نہیں بلکہ حالیہ یا ضعی ہے جو عربی میں نہیں ہوتا“

(۲۲۸) ”حروف جار میں سے حرف (سے) کے جو متعدد استعمال بتائے ہیں وہاں لکھے ہیں۔

(۸) بیان کے لئے جیسے۔ احمد کو کھانے پینے۔ پیسے۔ کپڑے سے کچھ کمی نہیں۔
 اُردو میں یوں کہتے ہیں کہ احمد کو کھانے پینے اور پیسے ٹکے۔ یا کپڑے لئے کی کچھ کمی نہیں یا احمد کھانے

پہننے سے بے پرواہ ہے۔

(۹) تفضیل کے لئے۔ جیسے زید خالہ سے عالم ہے۔

یہ مثال اردو محاورہ کے خلاف ہے۔ یوں کہیں گے کہ زید خالہ سے زیادہ پڑھا ہوا۔ یا عالم ہے۔

(۱۰) استبعاد کے لئے۔ جیسے تیر نکلا جو کہاں سے تو گریزاں نکلا۔

اس مثال میں سے ابتدا کے لئے ہے نہ کہ استبعاد کے لئے۔ کیونکہ نکلنے کے بعد گریزاں نکلنا تحصیل حال سے کبھی سے اور تک شمول کا فائدہ دیتے ہیں۔ جیسے۔ عالم سے لیکر جاہل تک۔ اور بادشاہ سے لیکر فقیر تک۔

ان دونوں مثالوں میں سے ابتدا۔ اور تک انتہا کے لئے ہے جب تک کوئی کلمہ مفید معنی شمول نہ بڑھایا جائے۔ (ص ۲۴۹)

ایک آدھ کے سب اضافت کی مثالیں ہیں نہ کہ صرف حروف جر کی۔

(ص ۲۵۰) الفاظ۔ بے۔ بن۔ جز۔ بغیر۔ جوں۔ طرح۔ مانند۔ سب کو حروف جر میں لکھا ہے۔

حالانکہ۔ بے۔ اور۔ بن۔ حروف نفی ہیں۔ اور جز اور۔ بغیر حسب استعمال اکثر استثنا کے لئے آتے ہیں

جوں۔ طرح۔ مانند۔ تشبیہ کے لئے۔ مثالیں بھی اسی کی تائید کرتی ہیں۔

(ص ۲۵۲) حروف عطف پھر۔ اس میں ترتیب بھی پائی جاتی ہے۔ جیسے۔ زید آیا پھر عمر آیا۔

اَوّل تو یہ مثال زبان اردو کے محاورہ کے بموجب نہیں۔ یا تو یوں کہیں گے کہ پہلے زید آیا۔ پھر

عمر آیا۔ یا یوں کہ پہلے زید آیا پھر عمر۔

دوم۔ اس مثال میں پھر عطف کے لئے نہیں بلکہ وقت کے لئے ہے۔ کیونکہ ایک حکم میں یعنی آئے ہیں

شمول نہیں بلکہ تفاوت ہے۔

(ص ۲۵۳) کبھی ہونا کے مشتقات بھی حروف عطف کا کام دیتے ہیں۔ جیسے لیکچرار ہوے۔

پبلک سپیکر ہوے۔ ہر شے خواں ہوے۔ قوال ہوے۔ وغیرہ۔

اس مثال میں ہوئے نے حرف عطف کا کام نہیں دیا۔ بلکہ حرف عطف محذوف ہے اور ہوئے

اپنے اصلی معنوں میں ہے۔

(۲۵۶) ”استدراک کے حرف مگر ہاں۔ اَلَّا۔ البتہ۔“

پہلے لفظ میں مگر استدراک کے لئے ہے۔ اہم ہاں تنبیہ یا تاکید کے لئے ہاں استدراک کے لئے مگر کے ساتھ نہیں آتا۔

اَلَّا۔ استثناء کے لئے آتا ہوا استدراک کے لئے نہیں آتا۔

البتہ۔ تاکید یا تائید کے لئے آتا ہوا استدراک کے لئے نہیں آتا۔

جوشمالیں لکھی ہیں ان سے بھی میرے قول کی تائید ہوتی ہے۔

(۲۵۷) ”تعارف کے حرف۔ کیونکہ۔ اسلئے کہ۔ اس واسطے کہ۔ تاکہ۔ وغیرہ“

کیوں۔ لئے۔ واسطے۔ تا۔ یہ ضرور الفاظ علت میں اور کاف ان سب میں بیانیہ ہے اور اس لفظ اشارہ کا ہے۔

(۲۵۸) ”شرط کے حرف (یہاں شرط و جزا دونوں کے الفاظ لکھے ہیں) ان میں سے ایک لفظ

نہیں ہے۔ جیسے۔ تم وقت پہ آپہنچے نہیں ہو ہی چکا تھا۔“

نہیں۔ حرف جزا نہیں بلکہ تو حرف جزا ہے جو حذف ہے اور نہیں حرف نفی۔

(۲۵۹) ”جزا مقدم ہو تو حرف شرط واجب الحذف ہو جاتا ہے۔ غالب۔

نہ سُنو گِر بُرا کہے کوئی۔ نہ کہو گِر بُرا کرے کوئی۔ وغیرہ۔“

ان مثالوں میں حرف جزا حذف ہوا ہے نہ کہ حرف شرط۔

(۲۶۰) ”حاشا للہ۔ اس کے معنی ہیں کہ خدا پاک ہے۔ یعنی یہ لفظ عربی کے اعتبار سے

سبحان اللہ کا ہم معنی ہے۔“

آرسترا پا غلط۔ حاشا للہ۔ مترادف معاذ اللہ ہے۔ نہ کہ سبحان اللہ کا۔ دیکھو۔ قاموس۔

ح۔ ش۔ ی۔

(۲۶۱) ”غفلت کبھی نہ کیجیو ز نہار بھول کر۔ اس صریح میں تین تاکیدیں ہیں۔

کبھی تاکید اول ہے۔ ز نہار تاکید ثانی۔ بھول کر تاکید ثالث۔“

اس مصرع میں کبھی بمعنی کسی وقت ہے تاکید کے لئے نہیں +

عام

- (۱) اکثر مثالیں نظم کی ہیں۔ حالانکہ ضرورت نظم قواعد صرف و نحو کی پابند نہیں رہتے دیتی +
- (۲) ایسے قصص اور بعض علمی مسائل درج کتاب ہیں جو سبب اختتام کتاب ہڑ جانے کے صرف نہ +
- نحو کے لئے مفید نہیں +
- (۳) ترتیب مضامین بطریق عربی۔ چہ نہ کہ بطریق اردو +

تسلیح مؤلف قواعد اردو

(۱۰) پ۔ چ۔ ژ۔ گ۔ ہندی میں بھی پائے جاتے ہیں۔

حرف ژ۔ ہندی میں ہرگز نہیں پایا جاتا۔

(۱۱) حرفوں کی شکلیں کیونکر پیدا ہوئیں۔

یہ بیان ۵۔ ۶۔ ۷۔ صفحوں پر ہے۔ جس کا تعلق صرف و نحو سے کچھ نہیں۔ تاریخ املا کے لئے مناسب تھا۔

(۱۲) اردو میں مثل عربی کے حروف علت، دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک محض علامات یا

حرکات دو سکڑا حروف ا۔ و۔ ے۔

معلوم نہیں کہ حرکات کو حروف علت کیوں کہا گیا۔ حرکات حروف نہیں ہوتیں۔

اردو میں حروف علت نہیں ہوتے۔ کیونکہ۔ اجوف۔ معتل۔ مہموز۔ کا قاعدہ اردو میں نہیں اور

نہ اردو والے بحالت بیماری ان حروف سے کام لیتے ہیں۔

(۱۳) الفاظ نیر۔ اور۔ نواب کے معمولی ہجوں کا غاکہ اڑایا ہے جو صحیح نہیں کیونکہ تشدید

اور سکون ایک نہیں ہوتے۔ ورنہ مختلف صورتیں کیوں برتی جاتیں۔ مؤلف نے جس کو آواز کے

گھمانے سے تعبیر کیا ہے یہی خاصۃ تشدید ہے۔ جو وقت و سکون سے اس کو ممتاز کرتا ہے۔ اور

لفظ نیر کو یہ کے زیر سے غلط لکھا ہے زیر ہونا چاہئے۔

(۱۴) حروف قمری میں حرف لام کو درج کر دیا حالانکہ یہ شمسی ہے۔

(۱۵) فارسی کے واو معدولہ کو حرف قرار دیا ہے حالانکہ یہ شکل ایسی حرکت کی ہے۔ جو فتح

اور ضمہ۔ یا۔ کسرۃ اور ضمہ سے مخلوط ہو۔ چونکہ ایسی حرکت کے لئے کوئی علامت معین نہ تھی اس لئے

واو معدولہ تجویز ہوا۔ اور وضع جدید کی وجہ سے بصورت واو تحریر میں ظاہر کیا گیا۔ انگریزی میں

بھی مؤلف نے واو معدولہ بتایا ہے۔ مگر مثالیں غلط لکھی ہیں۔ یعنی۔ ہوال۔ بوال۔ لوارڈ۔ تلفظ۔

ہال۔ بال۔ لارڈ۔ کاہر۔ جواہل زبان کے لہجے کی نقل ہو۔ لیکن ان تینوں لفظوں میں حروف ڈبلیو۔ یا وی جو قائم مقام واد ہیں موجود نہیں۔ نہ لکھے جاتے ہیں۔ صرف اچھے کے تغیر سے انہیں واو معدولہ قرار دینا صحیح نہیں۔ البتہ لفظ سوارڈ۔ جسکے اسپیلنگ میں ہیں کہ۔ ایس۔ ڈبلیو۔ اے۔ آر۔ ڈی۔ اور اس میں ڈبل یو۔ قائم مقام واد موجود ہے مثال میں پیش کرنا شاید صحیح ہو۔

(۱۱۱) لون غنہ یا حرف ساکن کے بعد آتا ہے۔ جیسے۔ منہ۔ مہنسنا۔

اول تو یہ قید غلط ہے۔ جیسے۔ انگا۔ ڈنگا۔ بھنگا۔ رنگ۔ وغیرہ۔

دوسرے جو مثالیں دی ہیں ان میں بھی لون غنہ بعد حروف متحرک ہے نہ کہ ساکن۔

(۱۱۲) عربی کے آتم الہ کی مثالوں میں لفظ مشعل کو بروزن بفعل بکسر میم لکھا ہے۔

ایک تو لفظ مشعل بفتح میم اسم ظرف ہے یعنی جاتے شعلہ۔

دوسرے بکسر میم۔ اسکے معنی ایسے مشکے کے ہیں جس میں انگوڑ بھر کر رکھیں۔

(۱۱۳) ”اردو میں ہنز اور بھاری بھر کم چیز کو مذکر بولتے ہیں اور چھوٹی اور ہلکی چیز کو مؤنث جیسے۔ رتہ۔ رتی۔ گولا۔ گولی۔ وغیرہ۔“

یہ کاتبہ نہیں مثلاً۔ سپروا۔ پٹی۔ ڈوڈا۔ کڑی۔ ناند۔ کوٹدا۔ وغیرہ۔

(۱۱۴) ”جن الفاظ کے آخر میں الف یا (ہے) ہوگی وہ مذکر ہوں گے۔ اکثر عربی و فارسی الفاظ پر

بھی یہی قیاس کر لیا گیا ہے۔ جیسے۔ لٹکا۔ گھوڑا۔ بندہ۔ سقہ۔“

لفظ سقہ غلط ہے۔ دراصل سقاء۔ فعال کے وزن پر ہے۔ جو سماقی کا مبالغہ ہے۔ عربی کی

اور مثال دینی چاہئے تھی۔

(۱۱۵) ”ہندی کے وہ الفاظ جن کے آخر میں۔ او۔ یا۔ ون۔ ہوتا ہے۔ اکثر مؤنث ہوتے

ہیں۔ جیسے۔ باؤ۔ چھاؤں وغیرہ۔“

یہ قاعدہ اکثر نہیں۔ جیسے۔ بناؤ۔ وباؤ پھیلاؤ۔ داؤ۔ چڑھاؤ۔ اور گائوں۔ پائوں۔ وغیرہ۔

(۱۱۶) ”ضمایر جو صفت کا کام دیتی ہیں۔ جیسے۔ کیا چیز گر پڑی۔“

اس مثال میں کیا استفہامیہ ہے نہ کہ ضمیر
 (۱۱) کوئی اشخاص کے لئے اور کچھ اشیاء کے لئے استعمال ہوتا ہے
 یہ کلیہ نہیں۔ جیسے کوئی ٹوٹا پھوٹا نہیں۔ کوئی جھوٹا نہیں۔ وغیرہ یا کچھ آدمی آرہے
 ہیں کچھ آگئے ہیں۔

(۱۲) صفات ضمیری کے الفاظ میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ۔ اور۔ جیسے۔ مجھے اور دو۔
 اس مثال میں لفظ اور ضمیر نہیں۔ بلکہ عطیہ کے اضافہ کے لئے یعنی دیگر استعمال ہوا ہے اور پہلے
 عطیہ کی موجودگی بطریق سیاق۔ اشارہ کا کام دے رہی ہے۔
 (عام) اس کتاب میں ضمائر اور صفات اور اعداد وغیرہ کے ماخذ ہندی سے بتائے ہیں۔
 جن کا تعلق عام صرف سے کچھ بھی نہیں۔ یہ امور علم لغت سے متعلق ہیں اس لئے فضول ہیں۔
 (۱۳) فعل کی قسمیں تین لکھی ہیں اور چار بتائی ہیں۔
 (۱۴) فعل ناقص کی مثالوں میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔ وہ امیر بن گیا (ناقص) مکان
 بن گیا (لازم)۔

بن گیا صیغہ فعل مجہول ہے۔ جو فعل لازم سے نہیں آتا۔ اور فعل ناقص بھی ہمیشہ لازم ہوتا ہے
 پھر بن گیا۔ لازم۔ اور۔ ناقص کیونکر ہو گیا۔
 (۱۵) فعل معدولہ نہ تو لازم ہے نہ متعدی وہ صرف ہونا ظاہر کرتا ہے۔ جیسے۔ پٹنا۔ بجنا۔
 گھٹنا۔ وغیرہ اکثر قواعد نویسوں نے فعل کی اس قسم کو بالکل نظر انداز کر دیا۔
 اول تو ایسے افعال کو معدولہ کیوں کہا۔ کیا ان میں اپنے اصلی معنی سے عدول ہے۔ دوم یہ
 افعال متعدی مجہول ہیں جو معروف سے نہیں بنائے گئے۔ بلکہ مجہول معنوی ہیں جن قواعد
 کو دیکھا متعدی یا مجہول کی بحث میں ان کو پایا۔ کسی نے نظر انداز نہیں کیا۔

(۱۶) ”جب حالیہ کے ساتھ (ہوا) آتا ہے تو مفعول کے معنی دیتا ہے۔ جیسے۔ (روتا ہوا)۔
 روتا ماضی لازم ہے۔ پھر روتا ہوا نے مفعول کے معنی کیے دے۔ روتا ہوا حالیہ ماضی ہے نہ کہ مفعول۔

(۸۹ تا ۹۰) ”ان صفحوں میں خال کی انوکھی بحث لکھی ہے مضاف کو صرف حال لکھا ہے۔

حالانکہ زمانہ استقبال بھی اس میں پایا جاتا ہے۔ پھر امر کو حال کی دوسری صورت بتایا ہو۔ حالانکہ امر میں زمانہ حال کا حصہ نہیں ہوا کرتا۔ وہ تو ایک حکم ہے۔“

امر کی مثالوں میں لکھا ہے کہ۔ خدام کو زندہ رکھو۔ حالانکہ خلافت تباورہ اہل زبان ہے۔ وہ بچا رکھو کے بصورت خطاب۔ رکھے کہتے ہیں۔ اسی طرح دوسری جگہ ہے کہ خدام کو زندہ اور سلامت رکھو۔ یہاں بھی رکھے ہونا چاہئے۔“

پھر لکھا ہے کہ امر میں بعض اوقات حکم کا آئندہ تک قائم رہنا پایا جاتا ہے مثلاً خدا کا حکم ہے کہ چوری نہ کرو۔ یہاں بھی بعض کی قید فضول ہے۔ ہر حکم تا تعمیل قائم رہتا ہے۔“

(۹۰) ”حال تمام جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کام ابھی اچھی ختم ہوا ہے۔ جیسے۔ وہ آیا ہے۔ پیغام لایا ہے۔ یہ تعریف حال تمام لفظ آیا ہے پر صادق نہیں آتی۔ کیا یوں نہیں کہتے کہ۔ وہ سچ آیا ہے۔

دو پہر بعد جائے گا۔ اور جب کام کا ختم ہونا اس سے تسلیم کیا جاتا ہے تو پھر حال کیوں کہتے ہو ختم شدہ زمانہ کے لئے لفظ ماضی ہو۔ اور ابھی ابھی کے معلوم کرنے کے لئے لفظ قریب ہے۔ اگر قریب زمانہ گذشتہ کو حال کہتے ہو۔ تو قریب تر آئندہ کو کیوں اس لقب کی قابل نہیں سمجھتے۔“

(۹۱) ”طور مجہول عموماً اور اکثر افعال متعدی کا ہوتا ہے۔“

عموماً اور اکثر کی قید فضول ہے افعال لازم مجہول نہیں ہو سکتے۔“

(۹۲) ”بعض اوقات فعل لازم کے ساتھ بھی طور مجہول استعمال ہوتا ہے۔ جیسے۔ مجھ سے وہاں

جا کر آیا نہ گیا۔ مجھ سے اتنی دور نہیں چلا جاتا۔ مجھ سے آیا نہیں جاتا۔“

فعل لازم سے کبھی مجہول نہیں آتا۔ اور اگر ایسا تسلیم کیا جاتا ہے تو تعریف کیوں نہیں بدلی۔

در اصل ان مثالوں میں جاناکے مشتقات کا استعمال برائے وضع مجہول ہرگز نہیں کیونکہ ان میں

مثالوں کا مضمون یوں بھی ادا ہو سکتا ہے کہ۔ میں وہاں جا کر نہ آسکا۔ میں اتنی دور نہیں چل سکتا

میں نہیں آسکتا۔ اور ان مثالوں میں لفظ (میں) فاعلی حالت میں ہے۔ پس امثلہ بالا میں (میں) فاعلی

فاعل ہو اور مجھ ضمیر فاعل۔ اس ضمیر کو اگر مفعول مالم بیٹھے فاعلہ قرار دیں تو لاسمعلوم فاعل بھی غیبی ضمیر
 معلوم ہوگی۔ اس کے علاوہ دو اوپر کی مثالوں میں مرکب فعل کے مابین حرف نفی لانا غیر فصیح ہے۔
 یوں کہنا چاہئے کہ مجھ سے وہاں جا کر نہ آیا گیا۔ مجھ سے نہیں آیا جاتا۔

(۱۰۰) نہ۔ اور۔ نہیں کے استعمال میں فرق ہو۔ ماضی شیطیہ اور مضارع کے ساتھ نہیں استعمال
 نہیں کرتے۔ بلکہ (نہ) استعمال ہوتا ہے۔

یہ صحیح نہیں۔ بلکہ حسب موقع دونوں استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے۔ میں نے منع کیا وہ نہیں مانا وہ گھر
 سے نہیں نکلتا۔ میں نے کئی بار بلاوا بھیجا وہ نہیں آئے۔ سچ بتاؤ کیا تم نے پیسے نہیں چرائے۔

(۱۰۱) شرطیہ کے دو سر حصہ میں بھی جیسے جزا کہتے ہیں نہیں نہیں آتا۔ بعض اوقات اس کے
 استعمال میں غلطی ہو جاتی ہے مثلاً۔ (ہم خدا تجھ کو سمجھتے گر خودی ہوتی نہیں) میں اگر بجائے نہیں کے
 نہ ہوتا تو بہتر اور فصیح تر ہوتا۔

جو قاعدہ بیان کیا گیا۔ اس کے بموجب اس صرح کی شرط میں لفظ نہیں استعمال ہوا ہے۔ نہ کہ خبر
 میں۔ پھر غلط کیوں ٹھہرایا گیا۔

(۱۰۲) جب کسی جملہ کے دونوں حصوں میں حرف نفی لانا مقصود ہو تو (نہ) لکھنا چاہئے۔ جیسے
 نہ خود آتا ہے۔ نہ دوسروں کو آنے دیتا ہے۔

کیا یہ استعمال کہ خود آتا بھی نہیں۔ اور۔ ہمیں بلاتا بھی نہیں۔ صحیح نہیں۔
 (۱۰۳) مرکب افعال کے بیان میں اسماء وصفات کی ترکیب سے جو افعال بطور مثال پیش کئے
 ہیں۔ وہ مرکب افعال کی مثالیں نہیں ہیں۔ جیسے۔ پوچھا کرنا۔ دم توڑنا۔ وغیرہ۔ کیونکہ بصورت اس لئے
 پوچھا کی۔ اس نے دم توڑا۔ پوچھا اور دم۔ مفعول ہیں۔ اور وہ پوچھا کر رہا ہے۔ یا وہ دم توڑ رہا ہے۔
 میں پوچھا۔ اور دم۔ خبر ہیں۔ مرکب افعال نہیں۔

(۱۰۴) حرف عطف کے بیان میں اکثر مثالیں صحیح نہیں مثلاً :-

(۱) وصل کے لئے کیا۔ جیسے کیا وہ اور کیا تم دونوں ایک ہو۔

یہاں کیا مساوات کے لئے ہے نہ کہ وصل کے لئے۔

(۲) وصل کے لئے پا۔ کہ۔ جیسے کوئی ہے یا نہیں۔ یا۔ کوئی ہے کہ نہیں۔

ان دونوں مثالوں میں پا۔ اور۔ کہ۔ تردید کے لئے ہیں نہ کہ وصل کے لئے۔

(۳) استدراک کے لئے۔ بلکہ۔ جیسے ایک نہیں بلکہ دو ہیں۔

یہاں بلکہ ترقی کے لئے نہ کہ استدراک کے لئے۔

(۴) علت کے لئے مبادا۔ جیسے۔ آپ کہ بھیجئے مبادا وہ نہ آئے۔

اقل تو یہ مثال یوں ہوئی چاہئے۔ آپ کہلا بھیجئے مبادا وہ نہ آئے۔

دوم۔ اس مثال میں مبادا علت کے لئے نہیں بلکہ شک کے لئے ہے۔

(۱۲۴) حروف تخصیص یہ ہیں۔ ہی۔ تو۔ بھی۔ ہر۔

ان میں سے بحر فظ ہی کے اور کوئی لفظ تخصیص کے لئے نہیں آتا۔ اس بیان میں ادبی غلطیاں ہیں۔

(۱۲۵) اسمائے کیفیت کے (۶) ضمن میں لکھا ہو کہ مادہ فعل کے آگے (ئی) معروف یا

زائی، پڑھانے سے اسمائے کیفیت بن جاتے ہیں۔ لیکن اس پر بڑا اعتراض ہے۔ بڑا اعتراض ہے۔

جیسے۔ دھلائی۔ سلائی۔ وغیرہ

ان مثالوں میں ایسے الفاظ بھی ہیں کہ جو اجرت کے علاوہ اسم حاصل کے معنی میں بھی برتے جاتے

ہیں جیسے۔ اس کرتے کی سلائی خراب ہے۔ اسکی دھلائی اچھی نہیں۔ وغیرہ۔

(۱۵۳) بھرنا۔ اس کا پیٹ بھرا۔ (لازم) میں نے پانی بھرا (مستعدی)۔

بھرنے متعدی ہے لازم نہیں ہو سکتا۔ پہلی مثال مرکب ناقص کی ہے نہ کہ جملہ کی۔

(۱۵۴) الفاظ (جی) اور (دل) کے ساتھ جب چاہنا کے مشتقات آتے ہیں تو (نے) کا

لفظ نہیں آتا۔ جیسے۔ جی چاہا۔ دل چاہا۔

(۱) یہ کلیہ نہیں۔ جیسے۔ میرا جینا ہی میرے جی نہ چاہا۔ میرا نہیں نالانا اگر میرے دل نہ نہ چاہا

(۲) بعض افعال کے ساتھ جو خاص موق پر متعدی استعمال ہوئے ہیں ان کے علاوہ فاعل نہیں آتی۔

میں اسے رویا۔ وہ مجھے ہنسنا۔ وہ مجھ سے لڑا۔
 ان مثالوں میں۔ رویا۔ ہنسنا۔ لازم ہیں۔ اور لازم ہی استعمال ہوئے ہیں۔ لڑا متعدی ہے اور
 متعدی استعمال ہوا ہے معلوم نہیں کہ اس تحریر سے دعائے۔ کاتب کیا ہے۔
 (۱۵۵) نے علامت فاعل ہو اور مفعول کے ساتھ کبھی نہیں آتی۔ مجھ اور تجھ کے ساتھ جب
 کوئی صفت آتی ہے تو نے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے مجھ کو بخت نے یہ کب کہا تھا۔ تجھ پر بخت نے
 ایسا کیا۔

ان مثالوں میں مجھ اور تجھ فاعل ہیں نہ کہ مفعول۔
 (۱۵۶) علامت کو کے متعلق اس صفحہ میں اور صفحہ ۱۵۷ میں جو قواعد لکھے ہیں وہ کلیہ نہیں ہیں
 (۱۶۱) حالت اضافی ضمن (۱) ملک یا قبضہ کے لئے جیسے اس کا کیا بگڑتا ہے۔ اس کا
 کیا جاتا ہے۔ کیا کو حالت اضافی میں سمجھنا چاہئے۔
 ان دونوں مثالوں میں کیا اضافت کے لئے نہیں۔ کچھ نہیں کے معنوں میں ہے۔ اور کیا
 کبھی اضافت کے لئے نہیں آتا۔

(۱۶۲) ضمن (۱) کل کے لئے اس کا اظہار اس طرح ہوتا ہے کہ مضاف اور مضاف الیہ
 دونوں ایک ہی لفظ ہوتے ہیں اور ان کے درمیان علامت اضافت ہوتی ہے۔ جیسے سب کے
 سب۔ ڈھیر کا ڈھیر۔ اضافت کے ساتھ لفظ کا یہ تکرار اور معنی بھی دیتا ہے۔ مثلاً (الف)
 بالکل اور مطلق۔ جیسے جاہل کا جاہل۔ (ب) کثرت۔ جیسے جھنڈ کے جھنڈ۔ (ج) جبر اور تقبیل
 جیسے رات کی رات۔ وغیرہ۔ (د) شمول جیسے آدمی کا آدمی اور بندر کا بندر وغیرہ۔

ان مثالوں میں اضافت نہیں کیونکہ نسبت مساوات میں اضافت نہیں ہو کر تی۔
 (۱۶۳) بعض اوقات حرف اضافت کے بعد کا اسم یعنی مضاف الیہ محذوف بھی ہوتا ہے
 جیسے۔ ایمان کی تو یہ ہے۔ یعنی ایمان کی بات۔

اس مثال میں مضاف محذوف ہے نہ کہ مضاف الیہ۔ اور وہیں حرف اضافت کے بعد مضاف

آتا ہے نہ کہ مضاف الیہ ۛ

(عام) بعض قواعد کے خلاف نظم کی مثال پیش کی گئی ہے۔ حالانکہ نظم کی ضرورت متحمل ترتیب قواعد نحو نہیں ہوتی ۛ

(۱۶۵) ضمن (۲۲) ایک طول طویل حکمت میں بتایا ہے کہ احمد نے اس کے تھپڑ مارا۔ اس نے اس کے چٹکی لی۔ وغیرہ میں (کے) اضافت کے لئے ہے ۛ

یہ صحیح نہیں۔ یہ (کے) علامت مفعول ہے۔ بصورت اضافت تخصیص کیا ہوگی ۛ

(۱۸۱) اور صفحہ (۱۸۲) ان میں بہت سے قاعدے صحیح نہیں۔ مثلاً ۛ

(۱) لفظ اپنی کی بابت لکھا ہے۔ کہ بعض اوقات صفت کے معنی دیتا ہے جیسے اپنی گرہ سے دینا ۛ اس مثال میں اضافی تخصیص ہے نہ کہ صفت ۛ

(۲) کبھی آپ کی بجائے آپ کا لفظ محاورہ میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے۔ آپ سے باہر ہو جانا۔ دراصل آپ ضمیر ہے۔ اور آپا بمعنی نفس۔ و ذات۔ و ہوش۔ و قابو وغیرہ آتا ہے ضمیر کی جگہ استعمال نہیں ہوتا۔ عامل کے آنے سے اس کا الف (یے) سے بدل جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ ۛ

(۱۸۵) کوئی بطور ضمیر ہمیشہ جانداروں کے لئے استعمال ہوتا ہے ۛ

یہ صحیح نہیں۔ جیسے۔ کوئی جھو جھرا ہے۔ کوئی کچا ہے۔ کوئی پکا۔ وغیرہ ۛ

(۱۹۵) بعض اوقات صرف آم کے ساتھ والا آتا ہے اور فعل محذوف ہوتا ہے۔ جیسے۔

محبت والا۔ دولت والا۔ یعنی محبت رکھنے والا۔ دولت رکھنے والا ۛ

اصل مثالوں میں والا آم فاعل کی علامت نہیں بلکہ صاحبیت کے لئے ہے۔ یعنی صاحب محبت۔ اور خدا دو

عام

(۱) اکثر ان مسائل کا بیان جو صرف میں آچکے ہیں مگر کچھ تفصیلی کے عنوان سے بھی کیا گیا ۛ

(۲) نحو میں جن جملوں کا ذکر ہے ان کی ترکیب نہیں بتائی گئی ۛ

(۳) بیان میں ترتیب کا لحاظ نہیں کیا گیا ۛ

(۴) جو الفاظ متعدد معانی میں استعمال ہوتے ہیں ان کا ذکر ایک جگہ درج کر دیا گیا۔ ہر ایک معنی میں موقع بموقع وہ لفظ نہیں لکھا گیا ۛ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

علم ہجا

علم کے معنی ہیں۔ جاننا۔ اور ہجا کے معنی ہیں حرفوں کو الگ الگ پڑھنا۔ پس علم ہجا کے معنی حرفوں کا جاننا اور پڑھنا ہوئے۔

حرف مجرّد۔ جو آواز منہ سے نکلتی ہے۔ اس میں دو چیزیں ہوتی ہیں۔ ایک تو نری آواز خواہ اکہری ہو یا دوہری۔ دوسرے وہ سہارا جس کے ذریعہ سے یہ آواز نکالی جاسکتی ہے۔ کیونکہ بلا سہارے کے آواز نکل ہی نہیں سکتی۔ اس نری آواز کو حرف کہتے ہیں۔

اعراب۔ دوسری چیز وہ سہارا ہے جس کے ذریعہ سے آواز نکلتی ہو اس کو اعراب کہتے ہیں۔ جو آواز حرفوں اور سہاروں کے ذریعہ سے کسی غرض یا مطلب بیان کرنے کے لئے نکالی جائے۔ اس کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے دو طریقے ہیں۔

(۱) تقریر۔ یعنی زبانی بات چیت۔ یہ آواز جون کی توں صرف حاضر اور موجود سننے والوں پر ختم ہو جاتی ہے۔ نقل و حکایت کے ذریعہ سے بزمانہ آئندہ یہ آواز بجھنے نہیں پہنچتی بلکہ لفظاً اور معناً اس میں اکثر اول بدل ہو کر کچھ کی کچھ ہو جاتی ہے۔ اس لئے اس کو محفوظ رکھنے کی غرض سے دوسری ترکیب نکالی گئی۔ یعنی:-

(۲) تحریر۔ یعنی لکھنا۔ لکھنے سے اس آواز کی حفاظت ہو جاتی ہے۔ یہ بچنے والے والی نسلوں کو اپنی غرض اور مدعا سے آگاہ کرتی ہے۔

لکھنے کے لئے جو طریقے اور قواعد بنائے ہیں وہ فن املاد کہلاتے ہیں۔

حروف ہجا۔ ہر زبان والوں نے اپنی ضرورت کے موافق جو علامتیں اور سہارے اپنے ہجا کے لکھنے اور محفوظ رکھنے کے لئے بنائے ہیں ان کو حروف ہجا۔ یا حروف تہجی کہتے ہیں۔

اُردو۔ یہ زبان قدیم اور خالص نہیں بلکہ متعدد زبانوں سے مل کر بنی ہو۔ اس زبان کے جزو اعظم تین زبانیں ہیں۔ ایک ہندی یعنی پرکرت زبان جو سنسکرت سے ماخوذ ہے۔ سب سے زیادہ اسی کے الفاظ اُردو میں ہیں۔ دوسرے عربی زبان اس کے الفاظ اُردو میں بمقابلہ ہندی کے لگ بھگ کم ہیں۔ مگر بمقابلہ فارسی زیادہ ہیں تیسری فارسی زبان اس کے الفاظ بمقابلہ ہندی اور عربی کے کم ہیں ترکی الفاظ فارسی کے سلاپ سے اُردو میں بھی آئے۔ اور اور زبانوں کے الفاظ سہولت تجارت اور ذرائع تبادلہ خیالات کی وجہ سے داخل ہوئے۔ آج کل ان دونوں اسباب کے سوا حکومت کی زبان ہونے کی وجہ سے اور نیز مخزن علوم جدیدہ ہونے کے باعث انگریزی ذخیل ہو رہی ہے۔

اس لئے اُردو میں ہندی اور عربی اور فارسی تینوں زبانوں کے حروف برتے جاتے ہیں۔ ان کی تعداد تریسٹین ہے۔ لیکن اگر ہائے مخلوط کی جو جس کو دو چشتی ہے بھی کہتے ہیں۔ اور جو بلا دوسرے حروف کی آواز کی مدد کے آواز نہیں دیتی۔ اور جس کی علیحدہ صورت اس طرح (ھ) لکھتے ہیں الگ نہ گئی جیسے تو یہ تعداد باؤن حروف کی رہ جاتی ہے۔ ان باؤن حروف میں سے سیسٹینس حروف اکہری آواز کے ہیں :-
ا ب پ ت ٹ ث ج چ ح خ و ڈ ذ ر ز ث س ش
ص ض ط ظ ع غ ف ق ک گ ل م ن و ہ ی ع۔
 اور دو ملی ہوئی آوازوں کے یہ پندرہ حروف ہیں :-

پھ پھ تھ ٹھ چھ چھ وھ وھ رھ رھ کھ گھ لھ مھ نھ۔
 اُردو میں ان باؤن حروف کے نام بالترتیب یہ ہیں :-

الف۔ بے۔ بھے۔ پے۔ پھے۔ تے۔ تھے۔ ثے۔ جیم۔ چھے۔ چے۔ چھے۔ حے۔ خے۔
 وال۔ وھے۔ ڈال۔ ڈھے۔ ڈال۔ رے۔ رھے۔ رے۔ اڑھے۔ اڑھے۔ زے۔ زے۔ سین۔ شین۔
 صاد۔ ضاد۔ طوے۔ طوے۔ عین۔ غین۔ فے۔ فاف۔ کاف۔ کھے۔ گ۔ گھے۔
 لام۔ لھے۔ میم۔ مھے۔ نون۔ نھے۔ واو۔ وے۔ ہمزہ۔ چھوٹی یے۔ بڑی یے۔
 ان ناموں سے ظاہر ہے کہ بعض حروف کی صورت تو ایک سی ہے مگر آواز الگ الگ ہے۔

اس جدی جدی آواز کی پہچان نے لئے نقطے تجویز ہوئے کسی حرف کے اور کسی کے نیچے کسی کے بیٹھ میں نقطہ یا نقطہ دیکھئے۔ اور کسی حرف کے لئے ایک اور کسی کے لئے دو کسی کے لئے تین نقطے مقرر کئے تین نقطوں سے زیادہ کسی حرف کے لئے نقطے نہیں ہوتے۔

ٹے۔ ڈال۔ ژ۔ ان تین حرفوں پر بجائے نقطہ کے یا تو ایک چھوٹی سی طو سے اس طرح (ط) کی یا سیدھی لکیر ایسی (-) بنا دیتے ہیں۔

منقوط یا منقوطہ۔ یا معجم یا معجمہ وہ حروف ہیں جن پر نقطہ یا نقطے ہوں۔
ثقیل یا ثقیلہ۔ یا ہندی وہ حروف ہیں جن پر بجائے نقطہ یا نقطوں کے چھوٹی سی طو یا سیدھی لکیر بنا دی جاتے۔ ان کل حرفوں میں سے کچھ تو تینوں زبانوں یعنی ہندی۔ عربی۔ فارسی میں مشترک ہیں اور کچھ ہر ایک زبان کے لئے خاص ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے:-

(۱) ہندی کے خاص حروف۔ ٹ۔ ڈ۔ ژ۔ ہیں۔ جو عربی یا فارسی زبان کے نقطوں میں نہیں آتے۔ اور لفظ ژ ہندی کے کسی لفظ کے شروع میں نہیں بولا جاتا۔

باقی پندرہ حرف طواں آواز والے بھی ہندی کے لئے خاص ہیں۔ عربی میں تو آتے ہی نہیں۔ فارسی میں نہایت کم اکا دکا آتا ہے جو نہ آنے کی برابر ہے۔

(۲) عربی کے خاص حروف۔ ث۔ ح۔ ذ۔ ص۔ ض۔ ط۔ ظ۔ ع۔ ق۔ یہ نو حرف ہیں۔ جو ہندی یا فارسی نقطوں میں نہیں آتے۔

(۳) فارسی اور عربی کے مشترک حروف۔ ز۔ خ۔ یہ دونوں ہندی میں نہیں آتے۔

(۴) فارسی خاص حروف۔ ژ۔ ہے جو عربی یا ہندی میں نہیں آتا۔

۱۵۔ عربی میں ان حرفوں میں سے ہم کل حرفوں کے نقطے ہوئے یا نہ ہونے یا نیچے یا اوپر ہونے یا ایک یا ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں انقاب بھی ہیں۔ مگر ان کی ضرورت تحریر اور صورت میں کچھ نہیں۔ اس لئے ہم نے انہیں لکھے۔

۱۶۔ بعض فارسی الفاظ میں جو ان حرفوں کے لکھنے کا رواج پڑ گیا ہے وہ تصحیح نہیں۔ جیسے۔ گد۔ گاہ۔ گزشتہ۔ قند۔ شفت۔ طیش۔ طشت۔ چاقو۔ دراصل ان کو یوں لکھنا چاہئے۔ گز۔ گاہ۔ گزشتہ۔ قند۔ شفت۔ طیش۔ طشت۔ چاکو۔

لفظ خانقاہ میں جو قاف ہے یہ فارسی لفظ گاہ کے گاف کی جگہ نہیں بلکہ قاف ترکی لفظ ہے اور خان فارسی خان کے معنی گھر اور قاف کے معنی عبادت۔ یعنی عبادت کا گھر۔ اب مقبرہ کے معنی میں قاف سے متعلق ہے۔

فارسی اور ہندی کے مشترک حروف - پ - چ - گ - یہ تینوں حروف عربی میں نہیں آتے
باقی بیس حروف تینوں زبانوں میں مشترک ہیں ۔

اعراب - یعنی وہ سہارے جن کے ذریعہ سے حرفوں کی آواز نکلتی ہے - ہندی اور فارسی دونوں
انہیں حرکات و سکنات یعنی اعراب پر بس کی جو عربی زبان میں تھیں ۔

گو عربی سامی خاندان کی زبان ہے اور ہندی اور فارسی ایرانی خاندان کی - مگر فطرت اور ضرورت
انسانی کا یکساں یا قریب یکساں کے ہونا ان مختلف خاندانوں کے ملاپ میں کام آیا - اور تھوڑی
سی ترمیم کے بعد یہی اعراب اردو زبان کے لئے کافی ہو گئے ۔

ان اعرابوں یا حرکات و سکنات کے نام اور صورتیں یہ ہیں :-

(۱) زبر - اس کو فتح - فتح نصب - بھی کہتے ہیں - یہ حرکت حرف کے اوپر اس شکل سے (س)
لکھی جاتی ہے - جیسے - بندر قلندر - میں بے - دال - اور قاف - لام - دال - پر یہ عربی میں جہاں
زبر کی آواز کو زبر سے بڑھانا اور الف کی آواز سے مشابہ کرنا مقصود ہوتا ہے اس حرف کے اوپر
اس طرح کی (ا) علامت بنادیتے ہیں - اس کو عربی میں فتح اشباعی اور اردو میں کھڑا زبر
کہتے ہیں - جیسے - الرحمن - اسمعیل - ظہ - النک - کے تیم - طوسے - ہی - لام - پر ہے - ان کو
پڑھنے والا اس طرح پڑھے گا - کہ الرحمان - اسماعیل - ظاہا - الانک ۔

(۲) زیر - اس کا نام کسر اور کسرہ اور جر بھی ہے اس کی صورت تو وہی ہے جو زبر کی ہے
اتفاق ہو کہ یہ علامت حرف کے نیچے دی جاتی ہے - جیسے - دن - گر - سل - سینکا ۔

اس کی دوسری صورت بھی کھڑے زبر جیسی حرف کے نیچے لکھتے ہیں - اور پڑھنے میں حرف جہاں
آواز پیدا کرتے ہیں اس کو کسرہ اشباعی یا پڑا زیر کہتے ہیں - جیسے - ہم - الفہر - العسراق
فی بلاہ - یہ اس طرح پڑھے جائینگے - ہم - الفہری - العراقی - فی ہلالی ۔

۳۔ اعراب کے معنی گھوڑا دوڑانے یا تیز کرے گئے ہیں - چونکہ ان کے ذریعہ سے حرفوں کی آواز رواں ہوتی
ہے اس لئے ان کا نام اعراب رکھا ۔

۴۔ اشباع کے معنی ہیں - پیٹ بھر دینا - چونکہ اس علامت سے پوری اور بھرپوری آواز نکلتی ہے -
اس لئے یہ نام رکھا ۔

بنائی جائے۔ دوہری ہونگائی ہے۔ یعنی پہلی آواز ساکن اور دوسری متحرک۔ اور یہ علامت ہمیشہ حرف متحرک پر آتی ہے اور حرف کے اوپر لکھی جاتی ہو۔ اور جو حرکت اس حرف پر ہو وہ اپنے موقع پر بتو رہے گی۔ جیسے۔ بچہ۔ بچی۔ ستو۔ لٹو۔ رشا۔ رشی۔

(۶) الف۔ عربی میں اس علامت کی دو صورتیں ہیں۔ اور ہر حرف پر یہ علامت آتی ہے۔ مگر اردو۔ اور فارسی میں صرف الف پر یہ علامت اس صورت سے (س) لکھتے ہیں اور کسی حرف پر نہیں لاتے۔ اور اس سے الف کو کھینچ کر پڑھنا پڑتا ہے۔ جیسے آٹا۔ آؤ۔ آٹو۔ آیا۔ آشنا۔ آسیا۔ آزاد۔ آباد۔

(۷) سکون۔ یا جزم۔ اس کی صورت یہ ہے (د) جس حرف کے اوپر یہ علامت ہو وہ اس آواز کا ٹھکانا۔ مقصود ہوتا ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ سکون والے حرف سے جو پہلا حرف ہو۔ وہ متحرک ہو۔ جیسے۔ جب۔ کب۔ سب۔ گر۔ مر۔ پے۔ رے۔ ٹرے۔

وقف۔ اس کی علامت تو وہی ہے جو سکون کی ہے صرف اتنا فرق ہے کہ وقف اس سکون کو کہتے ہیں جو سکون کے بعد سکون آئے۔ جیسے۔ چوں۔ بول۔ لوگ۔ روگ۔ کھال۔ چال۔ میں لام اور گاف۔

عربی میں دو ساکن سے زیادہ ایک کلمہ میں جمع نہیں ہوتے۔ اس لئے سکون اور وقف دوہی نام ہیں۔ فارسی اور اردو میں تین بھی یکجا آتے ہیں۔ مگر دوسرے اور تیسرے ساکن کا سکون وقف ہی کہلاتا ہے۔ جیسے۔

فارسی میں تین سکون کی مثالیں۔ سوخت۔ ساخت۔ بانشت۔ بخت۔ پارس۔ کارو۔ تاخت۔ آوخت۔ گیخت۔ سیوخت۔ فروخت۔

لے دراصل حروف اعرابی میں سے حرف واو۔ اور یہ پرہاں تشدید ہوتی ہے وہاں اس کے سکون کی آواز اپنی نکلتی ہے جو صرف سکون سے مشابہ نہیں ہوتی۔ بلکہ ایسے سکون سے ملتی جلتی ہے۔ جس میں حرکت کی آمادگی بھی پائی جائے۔ دیگر حروف میں سکون سکون ہی کی طرح پڑھا جاتا ہے۔

ثالث عربی میں ایک مد تو ادھوری قلم سے ہوتی ہے جیسے (س) اس کی کشش کم کرتے ہیں۔ یا تہی۔ تاہر۔ وائی۔ اثلث۔ دوسری مد پوری قلم کی ایسے (س) اس کی کشش زیادہ کرتے ہیں جیسے۔ آل۔ ات۔ اکتھ۔

اُردو میں تین سکون کی مثالیں۔ جانچ۔ پانچ۔ سانس۔ بالٹس۔ اینٹ۔ چھینٹ
 کانس۔ پھانس۔ بینٹھ۔ کھونٹ۔ گھونٹ۔ ہونٹ۔
 چار ساکن اُردو یا فارسی میں بھی نہیں آتے۔ کھونٹ۔ گھونٹ۔ بینٹھ۔ میں۔ کھے
 ٹھے۔ ایک حرف ہے۔

روہم۔ رے کے زبر اور واو کے سکون اور ہم کے وقف کے ساتھ۔ عربی میں یہ نام
 ایسے وقف کا ہے جس کو دوسرے حرف سے ملانے کے لئے پڑھنے والا ایک دھوری یا ہلکی سی
 حرکت کے ساتھ اس طرح پڑھے کہ دیکھنے والے کو تو ہونٹوں کا متحرک ہونا معلوم ہو۔ لیکن
 غصنے والے کو اس موقوف حرف کے متحرک ہونے کا پتہ نہ لگے۔

اُردو میں بعض لفظوں کے پہلے حرف پر (جس سے دوسرے حرف یا سے مخلوطی ہو۔ یعنی وہ پہلے
 جو ملا کر پڑھی جائے) دو خفیف حرکتیں ہوتی ہیں۔ جو سننے والے کو سکون کے مشابہ معلوم
 ہوتی ہیں۔ لیکن ان کے ادا کرنے میں ہونٹوں اور زبان کو حرکت ہوتی ہے یہ حرکت خواہ
 کیسی ہی ہلکی کیوں نہ ہو۔ مگر حرکت ضرور ہے۔ سکون ہرگز نہیں۔

اس حرکت کی دو صورتیں اُردو میں ہیں۔

ایک تو یہ کہ یائے مخلوطی کے بعد الف ہو۔ اس صورت میں یائے مخلوطی سے پہلے حرف
 کی حرکت زیر اور زبر سے ملی ہوئی ہوگی۔ جیسے۔ کیا۔ پیاس۔ پیار۔ کیار۔ میں کاف اور یہ
 کی حرکت ہے دوسرے اگر یائے مخلوطی کے بعد واو ہو تو اس سے پہلے حرف کی حرکت زبر
 اور پیش سے ملی ہوئی ہوگی۔ جیسے۔ کیوں۔ کیونکر۔ کے کاف کی۔

چونکہ اس ملی ہوئی حرکت کا کوئی نام نہ تھا۔ اس لئے ہم نے اس کا نام روم قرار دیا۔

اعراب کے لحاظ سے حروف کے نام

متحرک۔ ہر وہ حرف جس پر کسی قسم کی حرکت ہو متحرک کہا جاتا ہے۔ جیسے۔ رات۔
 دن۔ دھن۔ پن۔ قطعاً۔ ادائے۔ بلائے۔ ابّا۔ مستی۔ چھٹو۔ آنا۔ مگر ہر حرکت کے لحاظ سے

جیسے متحرک کے جو کسی قدر عام ہر حرفوں کے خاص نام بھی دیے جاتے ہیں ۔
 مقفوح - وہ حرف جس پر اعراب پورا یا کھڑا نہیں ہو جیسے - وڑ - ڈال - البرحمن ۔
 مکسور - وہ حرف جس کے نیچے اعراب پورا یا پڑا نہیں ہو جیسے - ز - یس - ہم ۔
 مشہوم - وہ حرف جس پر پورا یا اعراب پڑا ہوتا ہے جیسے - ن - ع - ع - ع - ع ۔
 مشوک - وہ حرف جس کے اوپر یا نیچے کسی قسم کی تہوں کی علامت نہ ہو جیسے - ل - ل - ل ۔
 مشدود - وہ حرف جس پر تشدید ہو - اور دو مرتبہ پڑھا جائے - ہا ساکن - دوسرا متحرک - جیسے -
 گدا - گدی - گدو ۔

مہرور - وہ حرف جس پر مہر اور کھینچ کر پڑھا جائے جیسے - آم - آو - آو ۔
 مشہور - وہ حرف جس پر مہر اور کھینچ کر پڑھا جائے جیسے - اب - اب - اب ۔
 ساکن - وہ حرف جس کے پہلے متحرک حرف ہو - اور آخر وہ ساکن ہو جیسے -
 اب - کس - چپ - کی - بے - سین - پے ۔
 موقوف - ایسا حرف کہ نہ اس پر اور نہ اس سے پہلے ہر دو کوئی حرکت ہو - جیسے - کام ۔
 لین - دین - دور - دڑ - کے میم - فون - رے - رے ۔
 اگر تین ساکن ہوں تو بھی تیسرے کو موقوف کہیں گے جیسے - دوست - پھانس - پھانس - اور میں ۔
 مہرور - وہ حرف جس پر مہر اور پڑا - یا زیر اور پیش سے ملی ہوئی کیفیت سے حرکت ساکن کے
 مشابہ ہو - جیسے - کیا - پیار - کیوں - کیونکر ۔

آواز کے اعتبار سے حرفوں کے نام

صحیح - تمام حروف سوائے - الف - واو - اور یہ کے ہر حالت میں اور اعراب اور واو -
 اور یہ جب متحرک ہوں صحیح کہلاتے ہیں ۔
 اعرابی - الف - واو - اور - یے - جب ساکن ہوں اور ان سے پہلے حرف متحرک ہو
 اس کی حرکت ان سے متوافق ہو تو یہ اعرابی کہلاتے ہیں - اس لئے کہ زیر کے پڑھانے سے الف
 اور پیش کے کھینچ کو پڑھانے سے واو اور زیر کی کشش سے یے پیدا ہوتی ہیں اور یہی تین
 ان تینوں حرفوں کے توافقی ہیں - چونکہ یہ حروف متحرک پیدا ہوتے ہیں لہذا اعرابی کہلاتے ہیں ۔

الف تہمیر جو لکھا جائے۔ مگر پڑھانہ جائے۔ یہ الف عربی کے ان ہینوں پر جن کے
آئیں۔ اور جو آتا ہے۔ اس لئے لکھتے ہیں کہ واو اصلی اور واو جرح ہیں تمیز ہو سکے۔ جیسے
بینوا۔ تو جروا۔ طروا۔ آمنوا۔

لٹون غٹہ۔ یعنی کنگنا۔ ٹون۔ اگرچہ صحیح ٹون کی آواز بھی ٹال کی مدد سے نکلتی ہے۔ جیسے
باروا۔ (ان۔ جان۔ دھان وغیرہ کا ٹون ہے۔ لیکن جب اس کی آواز غٹہ کے ساتھ لگتا ہے
تو غٹہ ہوتا ہے تو اس کو غٹہ کہتے ہیں اور علمبرہ لکھتے ہیں ایسے ٹون کے پیٹ میں فقط ٹون ہے
جیسے۔ یہاں۔ وٹاں۔ جہاں۔ کہاں۔ مگر جب کسی حرف کے ساتھ ملتا ہو اور بیان میں آئے
تو نقطہ دیں گے۔ جیسے۔ بھنورا۔ بھینٹ۔ بھانت۔

بعض الفاظ میں جبکہ ٹون غٹہ سے پیچھے۔ بے۔ یا۔ پے۔ آئے۔ تو یہ ٹون اس حرف سے
بل کر حرف میم کی آواز دیتا ہے۔ جیسے۔ کھنبا۔ چنبا۔ منبر۔ دُنبر۔ چنبر۔
اور بعض الفاظ میں باوجود ایسی صورت واقع ہونے کے میم کی آواز نہیں ہوتی جیسے

ٹبولی۔ چنبیلی۔ سنہلنا۔ چھنیپ۔ بھانپ۔ وغیرہ۔
ٹون شعبہ غٹہ۔ یعنی ایسا ٹون کہ نہ تو اس کی آواز ٹون صحیح کہی ہو اور نہ پوری
کنگنا ہٹ لئے ہوئے ہو جیسے۔ گنگا۔ ڈنگا۔ لنگی۔ بھنگی۔ سنگھارٹا۔ وغیرہ میں ہے۔
واو معروف۔ ایسا ساکن واو جس کے پہلے حرف پر پیش ہو۔ اور خوب ظاہر ہو کہ
پڑھا جائے۔ جیسے۔ ٹولی۔ ٹھولی۔ مڑاؤ۔ لنگور۔ چول۔ دھول۔ دھوپ۔ روپ۔

ایسے واو پر اٹا پیش بنادیتے ہیں۔
واو مجهول۔ ایسا ساکن واو جس کے پہلے حرف پر پیش ہو۔ مگر پوری طرح ظاہر ہو کہ
نہ پڑھا جائے۔ جیسے۔ گول۔ ڈول۔ مور۔ شور۔ سولا۔ ہنڈول۔ ایسا واو عربی میں نہیں آتا۔
واو لیس۔ ایسا ساکن واو جس کے پہلے حرف پر زبر ہو۔ جیسے۔ دوڑ۔ اور چوسر۔ چوڑ۔
رسولی۔ جور۔ طور۔ شوہر۔ گوہر۔ وغیرہ میں ہے۔

واو تہمیر۔ یہ واو صرف عربی میں الفاظ عمر بسکون میم اور لفظ عمر و بفتح میم کی
لئے صرف کے معنی پچھانا ہوا۔ مثلاً جمہول کے معنی ہیں بھولا ہوا۔ مثلاً لین کے معنی ہیں نرم۔

تمیز کے لئے لکھا جاتا ہے۔ مگر پڑھا نہیں جاتا۔

واو معدول۔ اس کو واو معدولہ اور واو مخلوطی اور واو مصرعہ ضمیمہ بھی کہتے ہیں عربی میں یہ واو نہیں ہوتا۔ ہندی میں صرف ایک لفظ سوانگ ہے۔ یہ واو پڑھا نہیں جاتا لکھا جاتا ہے۔ روزمرہ کی گفتگو میں سوانگ بولتے ہیں۔ اس لفظ کی مثال میں یہ دو مصرعے بھی پیش کئے جاتے ہیں۔ پہلا مصرع۔ سوانگ نیالا یا ہے۔ دیکھتا جرخ کن۔
دوسرا مصرع۔ ایک سوانگ ہے جو کاٹھ کی پتلی ستور گئی۔
واو معدول فارسی زبان کے لئے مخصوص ہے۔ چونکہ زبر اور پیش کی ملوان آواز کے لئے کوئی علامت نہ تھی اس لئے اس کا کام واو سے لیا گیا۔

اگر لفظ سوانگ کے سین پر بھی فتح اور ضمہ سے ملی ہوئی حرکت ہو تو اس کو واو معدولہ کہا جاسکتا ہے۔ مگر صرف ایک لفظ ہے یہ قرار دینا کہ ہندی میں واو معدول ہو۔ صحیح نہیں کسی ایک آدھ لفظ میں ایسے واو کا ہونا۔ نمونے کی برابر ہے۔ البتہ فارسی میں یہ واو آتا ہے اور ہمیشہ خ کے بعد اور حرف خے پر ایسا زبر پڑھتے ہیں جس میں کچھ کچھ پیش کی بوبھی آتی ہو۔ جیسے۔
خود۔ خواجہ۔ خواست۔ خوش۔ خواند۔ خویش وغیرہ میں ہے۔

ہائے ملفوظی۔ اس کو ہائے اصلی بھی کہتے ہیں۔ یعنی ایسی ساکن ہے جو پڑھنے میں اچھی طرح واضح ہو۔ جیسے۔ یہ۔ وہ۔ آہ۔ راہ۔ نباہ۔ پناہ۔ کہہ۔ رہ۔ وغیرہ۔

لہ میرے نزدیک فارسی میں بحیثیت حرف واو معدولہ کا استعمال نہیں کیا جاتا۔ بلکہ بطریق علامت جدیدہ ہوتا ہے۔

لہ فارسی قواعد نویسوں نے جو لکھا ہے کہ جو واو حرف خے کے بعد آئے اور اس کے بعد حرف۔ الف یا دال یا رے۔ یا زے یا سین یا شین یا نون یا ہے یا یے میں سے کوئی حرف آئے تو وہ واو معدولہ ہوگا جیسے۔
خواجہ۔ خود۔ خور۔ خوش۔ بعض حرفوں کی مثال نہیں لکھی۔ یہ نکیہ نہیں۔ کیونکہ فارسی میں ایسے الفاظ ہیں کہ خے کے بعد اور ان نو حرفوں سے پہلے واو ہے اور معدولہ نہیں۔ جیسے۔ خواہوا و مفتوح بمعنی قوت لایوت خود ہوا و جمول۔ کلاہ آہنی روز جنگ۔ خود نہ ہوا و مفتوح نام کو شک بہرام گور۔ خوزہ ہوا و جمول۔
نارج بھرنے کا کھیل۔ خوشنیدن ہوا و جمول مترادف خیسانیدن۔ خوشیدن ہوا و جمول بمعنی سوکھنا۔
خون ہوا و معدولہ۔ خوزہ ہوا و مفتوح۔ گلا گھٹا ہوا۔

ہاے تحقیقی۔ اس کا نام ہائے منظرہ حرکت اور ہائے بیان بھی ہے۔ یعنی وہ ہے جو آخر
الفاظ پر ساکن آتی ہے۔ اور صرف اظہار حرکت حرف با قبل کے لئے ہوتی ہے۔ جیسے ا۔
بیتخلفنہا پر بارزینہ۔ سایہ۔ پایہ۔ یگانہ بیگانہ۔ اگر اس کے پہلے حرف پر زبر ہو تو اس سے
کو سب سے کی صورتیں لکھتے ہیں اور الف کی طرح پڑھتے ہیں۔

یہاں سے مخلوطی۔ اس کو ہائے مخلوط التلفظ یا ہائے ثقیلہ بھی کہتے ہیں۔ اردو رسم الخط
میں ہمیشہ سے اس کو دو چشمی لکھتے ہیں۔ اس طرح (ہ) ایسی (ہ) عربی میں بالکل نہیں
آتی۔ اور فارسی میں بہت ہی کم۔ جیسے۔ زرہ دھرت۔ جو نام سے جو سیوں کے شت پنہیر کا
یا چھ یا جس کے معنی ہیں سائنڈ گھوڑا۔

البتہ ہندی میں بکثرت استعمال ہے۔ اور اپنے پہلے حرف کے ساتھ اس کی آواز ایسی مل جاتی ہے
کہ ایک ہی آواز معلوم ہوتی ہے۔ ہندی میں اس سے کا ملاپ صرف دس حرفوں کے ساتھ تھا۔
یعنی بے۔ پے۔ تے۔ ٹے۔ جیم۔ بے۔ وال۔ ڈال۔ کاف۔ گاف۔ کے ساتھ۔ جیسے بھاپ
پھول۔ تھالی۔ ٹھوکر۔ جھولا۔ چھچھو۔ نڈر۔ دھوتر۔ ڈھال۔ گھوپا۔ گھوڑا۔

مگر اردو والوں نے۔ رے۔ ڈے۔ لام۔ میم۔ نون۔ ان پانچ حرفوں کے ساتھ اور
ملادیا۔ جیسے گیارھواں۔ پڑھنا۔ چوٹھا۔ کھار۔ کھنڈیا۔ میں۔ بعض صاحبوں نے ان پانچ
حرفوں کے سوا۔ سیے اور واو۔ دو اور حرفوں کے ساتھ اس (ہ) کو مخلوط کر کے۔ یہاں۔
دھان۔ استعمال کئے۔ اور جن لوگوں نے اس تصرف کو پسند نہیں کیا۔ انہوں نے (ہ) کو
بالکل حذف کر کے۔ یاں اور واں استعمال کئے۔ یہ دونوں صورتیں نہ صحیح ہیں۔ نہ فصیح ہیں
بلکہ یہاں اور واں صحیح ہیں کیونکہ یہیں اور وہیں میں نہ تو ہائے مخلوطی برتی جاتی ہے۔
اور نہ اصلی ہے ساقط ہوتی ہے۔

تہذیب۔ یہ حرف نہ تو اشکال حروف صحیحہ میں سے ہے اور نہ اعراب مذکورہ میں سے
لیکن ہم نے اس کو حروف صحیحہ میں اس لئے شمار کیا۔ کہ تمام حرفوں میں ہوائے ہمزہ کے کوئی
حرف متشبیہ یعنی کیکی پاتی ہوئی آواز والا نہیں۔ عربی میں ہمزہ کا استعمال ساکن اور متحرک
دونوں طرح ہوتا ہے۔ لیکن فارسی اور ہندی میں ہمزہ ساکن نہیں آتی۔ اور نہ متشبیہ یا جھٹکے

حے اور حے کے مابعد پے اور بے کے مابعد تے ہے ۔
 رسم الخط - اردو زبان کی مستعمل تینوں زبانوں میں بعض حروف دست لکھے جاتے ہیں ۔
 مگر پڑھے نہیں جاتے ۔ اور صرف عربی زبان کے الفاظ میں بعض حروف پڑھے جاتے ہیں مگر
 لکھے نہیں جاتے یا لکھے جاتے ہیں کچھ اور پڑھے جاتے ہیں کچھ اور ۔
 حروف مکتوبہ غیر محفوظ - یعنی ایسے حروف جو لکھے جائیں اور پڑھے نہ جائیں ۔
 ہندی میں - جھکو - تجھکو - دودھ - وغیرہ الفاظ میں ہائے مخلوطی لکھتے ہیں ۔ مگر پڑھتے
 یا بولتے وقت - جھکو - تجھکو - دودھ - کہتے ہیں ۔

فارسی میں - واو و ہول لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا ۔ جیسے خوش - خود خواجہ - ذوق خواہ
 عربی میں - الف لام - یعنی لفظ (ال) ایسا ہے جس کلمہ پر لام تعریف داخل ہوتا ہے ۔ تو اس
 صحیح اصول کے بموجب کہ ابتدا بساکن نہیں ہو سکتی ۔ ہمزہ وصل بصورت الف - لام - کے
 ماقبل لاتے ہیں ۔ اور (ال) لکھتے ہیں ۔ اس ہمزہ وصل اور لام تعریف کی دو صورتیں ہیں ۔
 (۱) حروف شمسی - یہ چودہ حروف ہیں { ا - ت - ث - د - ذ - ر - ز - س - ش -

اگر ایسے لفظ پر جس کے شروع میں مذکورہ بالا چودہ حروف ہیں ۔ سے کوئی حرف ہو اور اس پر
 الف اور لام - داخل ہو ۔ تو لام لکھنے میں تو آئیرگا ۔ مگر پڑھا نہیں جائیگا ۔ اور اصل
 لفظ کا پہلا حرف - جس پر الف اور لام داخل ہوا ہے مشدد ہو جائیگا ۔ جیسے - التواب -
 الثابت - الدلیل - الذکر - الرؤف - الزاہد - السعید - الشہید - الصبور - القصار -
 الطاہر - الظاہر - اللطیف - النعیم ۔ اگر اس داخل شدہ الف اور لام سے پہلے کوئی
 لفظ متحرک آئے گا تو الف اور لام دونوں نہیں پڑھے جائیں گے ۔ جیسے عبدالموہب -
 جمیل الشار - واضح الدالمت - رافع الذکر - مالک الرقاب - صاحب الزہد - سہی السہات -
 کبیر الشان - عظیم الصفات - عید الضحیٰ - مسائل الطب - صلوة الظهر - عبد اللطیف - جناب النعیم ۔
 ان چودہ حروف کو شمسی اس لئے کہتے ہیں ۔ کہ شمس کہنے میں صرف لام اور طاء و شمس
 کہنے میں الف اور لام دونوں نہیں پڑھے جاتے ۔ اور اصل لفظ شمس کا شین مشدد ہو جاتا ہے ۔

(۲) حروف قمری۔ یہ بھی چودہ حروف ہیں۔ ا۔ ب۔ ج۔ ح۔ خ۔ ع۔ غ۔ ف۔ ق۔ ک۔ م۔ و۔ ہ۔ ی۔ اگر الف اور لام کسی ایسے لفظ پر آئیں جس کے شروع میں ان چودہ حروف میں سے کوئی حرف ہو۔ تو الف اور لام دونوں پڑھے جائیں گے۔ جیسے۔ الاحد۔ البر۔ الجلیل۔ الحق۔ الخالق۔ العلی۔ الغنی۔ الفتاح۔ القادر۔ الکریم۔ المؤمن۔ الوہاب۔ المادی۔ الیقین۔ اور اگر کوئی لفظ متحرک الآخر۔ ایسے لفظوں سے آکر ملے جن کے اصل لفظ کے شروع میں مذکورہ بالا چودہ حروف میں سے کوئی حرف ہو۔ اور اس پر الف اور لام داخل ہوا ہو۔ تو ہمزہ وصل یعنی الف لکھا جائے گا۔ مگر پڑھا نہیں جائیگا۔ جیسے۔ عیم الاہسان۔ جلی البرہان۔ عبد الجبار۔ وسیع الحلم۔ علیم الخبیر۔ کثیر العلم۔ عالم الغیب۔ مطلع الفجر۔ ملک القدوس۔ صاحب الکرم۔ معتدل المزاج۔ کتاب الوصاف۔ حامل الہدایا۔ مال الیتیم۔ ان حروف کو حروف قمری اس لئے کہتے ہیں کہ القمر کہنے میں۔ الف اور لام دونوں پڑھے جاتے ہیں۔ اور لیلة القمر کہنے میں الف نہیں پڑھا جاتا۔

فائدہ۔ یہ شمسی اور قمری حروف صرف عربی میں ہیں۔ فارسی اور ہندی میں نہیں ہوتے۔ یہاں بھی بتا دینا مناسب ہے۔ کہ ہمزہ وصل ہر درج کلام میں ساقط ہو جاتی ہے۔ یعنی لکھی جاتی ہے پڑھی نہیں جاتی۔ لیکن لام جا رہ آنے پر لکھتے بھی نہیں۔ جیسے۔ للاناث۔ للملکۃ۔ للاناث۔ وغیرہ میں۔

حروف غیر مکتوب و موقوفہ۔ یعنی ایسے حروف جو لکھے تو نہ جائیں مگر پڑھنے میں آئیں۔ یہ عربی رسم الخط میں کھڑے زیر۔ اور پڑے زیر۔ اور اٹے پیش کی حالت ہے۔ کہ لکھنے میں تو اعراب کی صورت ہوتی ہے اور پڑھنے میں حروف کی آواز۔ جیسے۔ اسمعیل۔ الرحمن۔ النک۔ یبنی۔ ان میں یہ کھڑا زیر الف کی آواز دیتا ہے۔ اور اسماعیل۔ الرحمان۔ الایک۔ یا بنی۔ پڑھتے ہیں۔ اور ہلال۔ رجال۔ بہ۔ تباشیر۔ ان میں پڑا زیر۔ یے کی آواز دیتا ہے اور ہلالی۔ رجالی۔ ہی۔ تباشیری۔ پڑھا جاتا ہے۔ اور سرہ۔ ظلہ۔ سلمہ۔ ارفع۔ یفرع۔ میں الٹا پیش واو کی آواز دیتا ہے۔ ان لفظوں کو۔ سرہ۔ ظلمو۔ سلمو۔ ارفعو۔ یفرعو۔ پڑھتے ہیں۔

حروف مکتوب بالاصل و ملفوظ بالبدل یعنی ایسے حروف جو لکھنے میں اور ہوں اور پڑھنے میں اور آواز دیں۔ یہ بھی عربی رسم الخط میں مذکورہ بالا اعرابوں کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ جیسے مرتفعاً۔ محتجباً۔ جائی۔ زکوۃ۔ صلوٰۃ۔ مشکوٰۃ۔ ربوۃ۔ ان کو۔ مرفیاً۔ مجتباً۔ جئی۔ زکات۔ صلوات۔ مشکوات۔ ربا۔ پڑھا جاتا ہے۔

ادغام۔ صرف عربی کے لئے خاص ہے۔ اردو یا فارسی میں نہیں ہوتا۔
لفظ۔ اعراب اور حروف سے مل کر جو آواز منہ سے نکلتی ہے۔ اس کو لفظ کہتے ہیں۔
 جیسے۔ بش۔ گھڑو۔ دخو۔ زول۔ یا۔ اب۔ واہ۔ خوب۔ جانا۔ کھانا۔ زید۔ اچھا۔ وغیرہ۔ ان مثالوں میں دو قسم کے لفظ ہیں۔

ایک مصل۔ یعنی ایسی آوازیں یا آواز جو کسی مطلب یا غرض کے ظاہر کرنے کے لئے نہوں۔ یعنی کسی معنی کے لئے اس زبان میں برتی نہ جاتی ہوں۔ ان الفاظ کو مکمل۔ کھا جاتا ہے۔ جیسے۔ جڈ۔ ٹیگ۔ لڑمن۔ ہوتس۔

دوسری موضوع۔ یعنی ایسی آواز جو اس زبان میں کسی مطلب یا غرض کے ظاہر یا بیان کرنے کے لئے مستعمل ہو۔ اس کو موضوع کہا جاتا ہے۔ جیسے۔ واہ۔ ابن۔ زید۔ ولید۔ اچھا۔ برا۔ یہ۔ وہ۔ بیٹھنا۔ اٹھنا۔ سونا۔ جانا۔ دوڑنا۔ بھگانا۔ پٹنا۔ لٹنا۔ وغیرہ ہیں۔

۱۔ صلوٰۃ۔ زکوٰۃ۔ مشکوٰۃ۔ جب شے یا مضاف نہوں تو الف بصورت واو لکھتے ہیں۔ اور تشبیہ اور اضافت کی حالت میں الف ہی سے لکھا جاتا ہے۔ جیسے۔ صلاتان۔ زکاتان۔ حیاتہ۔ مشکاتہ۔

۲۔ ادغام کے معنی ہیں چھا جانا۔ یا۔ گھیر لینا۔ فارسی کے الفاظ جو قواعد لکھنے والوں نے عمل ادغام کی ہند میں پیش کئے ہیں۔ ان میں دراصل ادغام نہیں۔ بلکہ ہم خارج یا قریب الخارج ہونے کی صورت میں ابجد اس قسم کا ہوتا ہے جس سے ادغام کا گمان ہو جاتا ہے۔ جیسے۔ شب۔ بو۔ شب۔ پرک۔ بدتر۔ میں ادغام نہیں۔ اگر ادغام ہوتا تو صرف حرف مدغم فیہ لکھا جاتا۔ البتہ فرسخ کو جو فرسخ لکھا جاتا ہے۔ اس میں ادغام کا تشابہ ہے۔ لیکن ادغام نہیں۔ فرسخ کہنے میں جو ایک زبان کا بھاری پن تھا۔ اس کو حرف ر سے کے مشدّد کر دینے سے ہلکا کر دیا۔ عربی میں ادغام کے جائز اور لازم ہونے کی متعدد صورتیں ہیں۔ اور موانع ادغام بھی کئی ہیں۔ اور مخارج اور صفات کا جاننا۔ اور افعال والنباس وغیرہ کا سمجھنا ضروری ہے۔ اردو میں چونکہ عربی الفاظ بصورت ادغام ہی پڑتے جاتے ہیں جن میں ادغام اور عمل ادغام کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس لئے اس کا ذکر مفصل لکھنا فضول ہے۔ لفظ عربی جو اس سے معنی ہیں کسی چیز کے منہ سے نکلنے یا پھیلنے کے عربی مثل ہے اکلث التمرۃ ولفظت النواۃ یعنی میں نے کھجوریں کھائیں اور کھلیاں تھوکر دیں۔

۳۔ مکمل کے معنی ہیں چھوڑا ہوا۔ ۱۲۔ موضوع کے معنی میں رکھا ہوا یا بنایا ہوا۔ ۱۳۔

علم صرف

کلمہ ہر معنی والے لفظ کو جو کسی ایک معنی کے لئے بنایا گیا ہو یا ایک سے زیادہ لفظوں کے کسی ایک معنی کے لئے بولے جائیں۔ تو انکو کلمہ کہیں گے یعنی معنی والا لفظ خواہ مفرد ہو یا مرکب جب ایک معنی کے لئے بنایا جائے۔ تو وہ کلمہ ہے۔ جیسے :

الفاظ مفرد۔ دہلی۔ چمٹا۔ فوج۔ پانی۔ یہ۔ وہ۔ اچھا۔ بُرا۔ پنجابی۔ بہتر۔ انا سی۔ جانا۔ آنا۔ کھانا۔ پینا۔

الفاظ مرکب۔ محمد حسین۔ خان بہادر۔ ابوالکلام۔ فصیح الملک۔ شاہ آباد۔ شاہجہاں آباد۔ وسپنا۔ کنگر۔ سرپوش۔ لین دین۔ پکڑو۔ دھکڑو۔ لے آؤ۔ نا۔ بھاگ جانا۔ سب کچھ۔ ہر کوئی۔ اس کو کلمہ اور لفظ میں جو فرق ہے وہ بھی ظاہر ہو گیا۔ کہ لفظ تو ہر ایک لفظ کو کہیں گے۔ اور کلمہ کے لئے لفظ کا لفظ مفرد ہونا ضروری نہیں صرف دو معنی مفرد ہونا کافی ہے۔ ہر لفظ لفظ خواہ ایک ہی معنی والا لفظ ہو۔ خواہ ایک سے زیادہ۔ مگر ہر ایک معنی کے لئے جیسا کہ اوپر کی مثالوں سے ظاہر ہے۔ کہ دہلی ایک لفظ ایک معنی شہر کے نام کے لئے وضع ہوا اور محمد حسین دو لفظوں سے ایک ایک کلمہ ایک شخص کے نام کیلئے بنایا گیا۔

علم صرفت۔ وہ علم ہے کہ جس میں کلموں اور کلموں کے تغیر و تبدل سے بحث کی جائے۔ اس حیثیت سے کہ جب کوئی مطلب یا مدعا بیان کیا جائے۔ تو صحیح طریقہ پر بات کہنے کی کلموں اور بیانات میں کیا کیا کام دیتے ہیں۔ اور ان میں کیا کیا اور کس کس طرح ادل بدل ہوتی ہے جیسے زید نے مجھ سے التجا کی کہ میں اسے اردو پڑھا دیا کروں۔

۱۔ صرفت کے لغوی معنی ہر چیز اور ہر حالت پر ملاحظہ کرنے کے ہیں۔
۲۔ اگر کسی لفظ کو جو کسی ایک معنی کے لئے بنایا گیا ہو کسی علت متحدہ کی رو سے کسی دوسرے معنی میں بھی استعمال کریں تو اس کو علت میں فرق نہیں آتا جیسے ملتا۔ حرکت کر کے معنی میں وضع ہوا اور علت متحدہ یعنی حرکت کے خیال سے مانوس ہونے کے لئے بھی برتا گیا۔

اس پوری بات میں جسکو علم نخویں کلام کہتے ہیں۔ یہ بتانا کہ زید کیا ہے۔ اور۔ نے کیا ہے اور بجائے نام کے مجھ کیوں آیا ہے۔ اور سے نے کیا کام دیا۔ اور التجا کے ساتھ کی۔ کیوں کہا۔ کیا کیوں نہ کہا۔ اور کہ کہنے سے کیا فائدہ ہوا۔ اور جس نام کی جگہ مجھ کہا اس کی عوض میں۔ میں کیوں لائے۔ اور بجائے زید کے نام کے اس سے کام لیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ علم صرف ہے۔ علم صرف کا موضوع جس علم میں جس شے یا شخص سے بحث کی جائے۔ اس شے یا شخص سے اس علم کا موضوع کہتے ہیں۔ پس علم صرف کی تعریف سے ظاہر ہے کہ چونکہ اس علم میں کلمہ سے بحث ہے۔ اس لئے علم صرف کا موضوع کلمہ ہے۔

کلمہ کی تقسیم

اردو زبان میں کلمہ کی تیرہ قسمیں ہیں۔
اسم۔ ضمیر۔ صفت۔ فعل۔ متعلقات فعل۔ ربط۔ عطف۔ ندا۔ جواب۔ تفسیر۔
تمثیل۔ ترتیب۔ کلام۔ طبعی۔
اب ہم ہر ایک کا بیان اسی ترتیب سے کرتے ہیں۔

اول اسم

یعنی ایسا کلمہ جو کسی شخص یا چیز یا شخصوں یا چیزوں کا نام ہو۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر اسم کا مستحق خارج میں بھی نظر آنے والا ہو۔ بلکہ ذہنی اور اعتباری شے کا جو نام ہوگا وہ بھی اسم ہی کہلائے گا۔ مثلاً۔ زید۔ گنگا۔ ہمالیہ۔ کلو۔ مومن۔ ابوالکلام۔ محسن الملک۔ پیراغ دہلی۔ آدمی۔ جانور۔ چاندی۔ سونا۔ قحج۔ بھیڑ۔ چڑھاؤ۔ اتار۔ رنگائی۔ بنائی۔ وغیرہ۔ ان اسموں کو بلاغی عنوانوں میں بیان کیا جاسکتا ہے۔

لہ کلام کا مفصل بیان علم نخویں دیکھو۔

(۱) اسم خاص۔ ایسا نام جس سے خاص شخص یا خاص چیز کیلی سمجھی جائے یہ ضرور نہیں کہ اس شخص یا چیز کا یہ ابتدائی ہی نام ہو۔ بلکہ ہر ایسا نام جو کسی خدمت یا عزت یا منصب یا قابلیت یا صفت یا محبت یا حقارت یا اختصار یا نسبت یا تعلق یا لگاؤ کی وجہ سے رکھا جائے۔ وہ اسم خاص ہوگا جیسے۔

ابتدائی نام۔ احمد۔ حامد۔ دلی۔ میرٹھ۔ گنگا۔ بنما۔ ہمالیہ۔ بندھیا۔ چل۔
عزازی نام۔ محسن الملک۔ فصیح الملک۔ سالار جنگ۔ امین الدولہ۔
وصفی نام۔ محبوب الہی۔ سلطان الہند۔ سالار۔ مدار۔ خواجہ۔
اختصاری نام۔ بدرالاسلام سے بدرو۔ شمس العارفین سے چھٹو۔ عنایت حسین سے نئی
حقارت کا نام۔ پیرسرام سے پرسا۔ رام چند سے چندو۔ مین سکھ سے سکھا۔
محبت کا نام۔ محسن۔ مہمن۔ جھنڈولا۔ موتی۔ پیارا۔ لاڈلا۔
نسبتی نام۔ ابوالقاسم۔ ابوالبشر۔ ابوہریرہ۔ ابوتراب۔ ابن ام مکتوم۔ ابن ابوطہ
ابن جوزی شاعر جو نظم میں لکھنے کے لئے اپنا نام پسند کرے۔ وہ بھی اسم خاص میں شامل ہے
جیسے۔ مؤمن۔ غالب۔ ذوق۔ حالی۔ امیر۔ محسن۔ اکبر۔ آزاد۔ راسخ۔ ناسخ۔ انیس۔ ویر۔ وغیرہ
فائدہ۔ ایک ہی نام اگرچہ متعدد شخصوں یا چیزوں کا تو ہو۔ مگر ایک قسم کی تمام چیزوں کا

۱۔ اسم خاص کو اسم معرف بھی کہتے ہیں۔
۲۔ واضح رہے کہ ابتدائی نام کو جیسے۔ زید۔ عمرو۔ بکر۔ وغیرہ میں۔ علم۔ عین۔ اور لام کے زیر سے۔ اور وہ نام جو حکومت کی طرف سے کسی خدمت یا عزت یا صفت کی وجہ سے تجویز ہو۔ جیسے۔ ہماراجہ۔ شمس العلماء۔ وغیرہ
وغیرہ تو اسے خطاب اور اگر کسی خاص صفت کی وجہ سے لوگوں میں وہ نام مشہور ہو جائے جیسے۔ حضرت شاہ ولی اللہ کا نام۔ یا ہرے پھلے۔ بوٹوں یعنی ہرے چنوں کا نام تو اسے لقب۔ اور اگر کسی نسبت کی وجہ سے اس نام کی شہرت ہو۔ جیسے۔ ابوالکلام۔ ابوالبشر۔ ابن سیرین۔ تو اسے کنیت اور جو نام بوجہ محبت یا حقارت کے رکھا جائے جیسے۔ کلہو۔ متو۔ چھٹو۔ چھٹو کھانپٹ۔ پورگا۔ یدرو۔ گیدر۔ قطبہ۔ وغیرہ۔ تو اسے عرف۔ اور اگر شاعر نظم کے لئے اپنا نام رکھے۔ جیسے۔ نسیم۔ نیر۔ داغ۔ سنابل۔ وغیرہ تو اسے تخلص کہتے ہیں۔ اور یہ سب اسم خاص کے تحت میں ہیں۔

شخصوں پر صادق نہ آئے۔ وہ بھی اہم خاص ہوتا ہے مثلاً حامد کئی آدمیوں کا نام ہو۔
مگر چونکہ یہ نام تمام آدمیوں پر صادق نہیں آتا اس لئے اہم خاص ہے۔

(۲) اہم عام۔ ایسا نام جو کسی ایک شخص یا چیز یا کئی شخصوں یا چیزوں کے لئے خاص
تو ہو۔ لیکن ایک قسم کی چیزوں یا شخصوں کی ہر ایک فرد پر الگ الگ صادق آئے۔ یعنی
قسم کے لئے تو خاص ہو۔ مگر اس قسم کی تمام فردوں کے لئے عام ہو۔ اور یہ نام پوری فرد پر تو
صادق آئے۔ مگر اسکے جزو پر صادق نہ آئے۔ اور جن شخصوں یا چیزوں کے نام ہوں وہ
خارج میں نظر آئیں اعتباری اور ذہنی ہوں جیسے آدمی۔ جانور۔ لڑکا۔ لڑکی۔ عورت۔ مرد۔
اونٹ۔ گائے۔ بیل۔ میز۔ کرسی۔ تلوار۔ بندوق۔ ڈوٹی۔ دھونکنی۔ ہتھوڑا۔ گتھڑا۔ مسطر
مینیر۔ بصلقہ۔ مسواک۔ حجاب۔ جاروب۔ رد مال۔ آئینہ۔ یا۔ گھر۔ گلی۔ کوچہ۔ محلہ۔ گاتوں۔
شہر۔ باغ۔ رات۔ دن۔ صبح۔ شام۔ دوپہر۔ گھنٹہ۔ منٹ۔ یا۔ غرضگوں۔ کانیں۔ کانیں۔ قد۔ قد۔
چھڑ۔ پھیر۔ پھیر۔ پھیر۔ گھر۔ گھر۔ تراق۔ تراق۔ گھر۔ گھر۔ سائیں۔ چوں۔ چوں۔ چیں۔ چیں۔ یا۔ ٹپا
لیٹا۔ پانگڑی۔ پٹیا۔ کھٹیا۔ بچو۔ پٹیا۔ بچو۔ گڑ۔ انکھڑی۔ باغچہ۔ یا۔ پگڑ۔ ناکڑا۔ تینگڑ۔ مثلاً چھتر
شاہ۔ راہ۔ شہتوت۔ شہباز۔

یہ سب اہم عام ایسے اسماء ہیں کہ جو پوری چیز یا شخص کے لئے بولے جاتے ہیں۔ انکے کسی
جزو پر صادق نہیں آتے جیسے میز۔ پوری چیز کو کہیں گے۔ اس کے کسی حصہ یا یا کو نہیں
کہتے۔ ایسے ہی آدمی جو پورے شخص پر صادق آتا ہے۔ ہاتھ یا پیر یا ٹانگ کو آدمی نہیں
کہتے۔ وغیرہ وغیرہ۔

۵۔ یہ سب قسم کے نام اہم عام ہیں۔ ان کے جدا جدا نام بھی قواعد انوں نے لکھے ہیں جیسے آدمی۔ جانور۔ گتھڑا۔
بیل۔ میز۔ کرسی۔ وغیرہ کو اسم ذات۔ اور پھلنی۔ جھارو۔ چمٹا۔ کھٹیا۔ وغیرہ کو اسم آلہ۔ اور گھر۔ گلی۔ کوچہ۔ وغیرہ کو
اسم ظرف مکان۔ اور گھڑی۔ بیل۔ رات۔ دن۔ کو اسم ظرف زمان۔ اور کھسکھس۔ روں۔ دس۔ سہاؤں۔ گڑ۔ وں۔
کو اسم صوت۔ اور بچہ۔ مردک۔ بھنی۔ جالی۔ کرتی۔ وغیرہ کو اسم صفت۔ اور کھٹا۔ پگڑ۔ منسوار۔ شاہ۔ شاہ۔
کو اسم کسب لکھا ہے۔ عربی زبان میں یہ اسماء معینہ زنون پر آتے ہیں۔ اس لئے ضرورت بدگاہانہ اسم کی تھی۔ لیکن
اردو میں حین۔ دن۔ نہیں اس لئے ہم نے ان سب کو اسم عام کے تحت میں درج کر دیا۔

اہم عام کو
اسم نکرہ
بھی کہتے
ہیں

(۳) اہم جمع۔ ایسا اہم جو ایک قسم کی بہت سی چیزوں یا شخصوں پر بولا جائے کسی ایک کی فرد پر صادق نہ آئے جیسے خلقت۔ قافلہ۔ گروہ۔ لشکر۔ فوج۔ قطار۔ انجن۔ محفل۔ انبار۔ بازار۔ دل۔ منڈلی۔ بھیر۔ ڈھیر۔ روڑ۔ لٹڈا۔ ٹکڑی۔ ڈار۔ منڈی۔ برات۔ وغیرہ۔

(۴) اہم مادی۔ ایسا اہم جو اپنے مستے کے کل اور جزو۔ دونوں پر صادق آئے یعنی سالم چیز اور اس کے ٹکڑے کا ایک ہی نام ہو جیسے چاندی۔ سونا۔ لوہا۔ تانبہ۔ پتیل۔ رنگ جیت۔ ٹین۔ نکل۔ آگ۔ ہوا۔ پانی۔ مٹی۔ لکڑی۔ چونا۔ شورہ۔ گندھک۔ چرنال۔ موم۔ چربی۔ بان۔ نوار۔ کاغذ۔ سنگھیا۔ بلور۔ سوت۔

اہم مادی کی جمع اکثر نہیں آتی۔ اور بعض کی جمع جو مستعمل ہے۔ وہ بصورت جمع اہم عام ہوتی ہے نہ کہ اہم مادی جیسے ہوائیں۔ لکڑیاں۔ یہ بصورت جمع اہم عام ہیں۔

(۵) اہم ذہنی۔ اسکو اہم حاصل بھی کہتے ہیں یعنی کسی فعل یا صفت یا اسم عام کا اثر یا نتیجہ جو ذہن میں آئے اور خارج میں اس کا وجود نہ ہو۔ اس اثر یا نتیجہ کے بیان کے لئے جو نام ہو جیسے دکھن۔ پہنچ۔ اتار۔ چکا ہٹ۔ خوشی۔ ہریا دل۔ گرمی۔ سردی۔ وغیرہ۔ اسیکا ذہنی آرد میں سماعی ہیں۔ کوئی خاص قاعدہ ان کے بنانے کے لئے نہیں فعل اور صفت اور اسم عام سے آئے ذہنی آتے ہیں۔ جیسے۔

فعل۔ اچھنا۔ چلنا۔ چلنا۔ کلنا۔ ہنستا۔ بکنا۔ لوٹنا۔ کھسوٹنا۔ گھبراننا۔
 اہم ذہنی۔ اچھن۔ چلن۔ چلن۔ کلن۔ ہنسی۔ بکواس۔ لوٹ۔ کھسوٹ۔ گھبراہٹ۔
 فعل۔ اٹھنا۔ پہچاننا۔ ملنا۔ چلنا۔ ہلانا۔ پہنانا۔ سمانا۔ لڑنا۔

اہم ذہنی۔ اٹھان۔ پہچان۔ ملاپ۔ جلاپا۔ ہلاوا۔ پہناوا۔ سمائی۔ لڑنٹ۔
 صرف فعل بھی اسم ذہنی کے لئے برتا جاتا ہے یعنی اپنی اصلی صورت میں فعل کے معنی بھی دیتا ہے اور اسم ذہنی کے بھی جیسے دباؤ۔ بناؤ۔ چھٹاؤ۔ بہاؤ۔ جھگڑا۔ پہنچ۔ بھاگ۔ چمک۔ پوچھا۔ بگاڑ۔ سنوار۔ ترپ۔ جھڑپ۔ پھوڑ۔ مرد۔ جھوٹ۔ پھوٹ۔ پہچان۔ وغیرہ۔

ان کا استعمال معنی فعل ذیل کی مثالوں میں دیکھو *

میرے پیر دباؤ۔ تم کسی بناؤ۔ آستینیں ست چڑھاؤ۔ شوسے ست بہاؤ۔ وہ مجھ سے جھگڑا۔
وہ مجھ تک نہیں پہنچ سکتا۔ وہ لڑکا بھاگ سکتا ہے جگنو چک رہا ہے۔ اس نے بتوں کو پوچھا۔
تم نے کام بگاڑ دیا۔ اس نے گھر سٹوار لیا۔ تو مت تڑپ۔ تو مت جھڑپ۔ اس لنگی کو پھوڑ۔
اسکا ہاتھ مت مروڑ۔ گھر یا پھوٹ گئی۔ کیو تر چھوٹ گیا۔ میں نے تمہیں پہچان لیا *

اور اسم ذہنی کی یہ مثالیں ہیں *

مجھ پر کسی کا دیاؤ نہیں۔ وہ بناؤ کر رہے ہیں۔ لنگا چڑھاؤ یہ ہے۔ پانی کا ہاؤ کس طرف کو
رکھو گے۔ آپس کا جھگڑا اچھا نہیں۔ بادشاہ تک پہنچ نہیں ہو سکتی۔ ایک بھاگ میں دم چڑھ گیا
اس نگینہ کی چمک مدھم ٹپ گئی۔ وہ پوچا کر رہا ہے۔ ان میں باہم بگاڑ ہو گیا۔ اپنی چیزیں سنوار کر
رکھو۔ میرے دل کی تڑپ کم نہیں ہوتی۔ ان میں آج خوب جھڑپ ہوئی۔ آخر تمہاری باتوں کا
پتھر ٹپ کیا ہے وہ اپنی مروڑ میں لٹسی کو نہیں گانٹھتا۔ ان دونوں پھپھوں کی چھوٹ ہو جائے
ہندوستان کی پھوٹ مشہور ہے۔ چالو لوں کی پہچان مجھے نہیں *

صفت - کھٹا۔ بیٹھا۔ ٹھنڈا۔ گرم۔ نرم۔ سخت۔ سرنج۔ کالا۔ بیمار *

اسم ذہنی - کھٹاس۔ بیٹھاس۔ ٹھنڈک۔ گرمی۔ نرمی۔ سختی۔ سرنجی۔ کالک بیماری

صفت - تیز۔ گول۔ چورس۔ تندرست۔ اچھا *

اسم ذہنی - تیزی۔ گولائی۔ چورسائی۔ تندرستی۔ اچھائی *

اسم عام - انگ۔ آل۔ کس۔ بھولا۔ گنوار۔ رائڈ۔ مام۔

اسم ذہنی - انگلیٹ۔ آل سیٹ۔ بھولاپن۔ گنوارپن۔ رڈاپا۔ مامتا *

کبھی دونوں کی تکرار سے اسم ذہنی آتا ہے خواہ وہ دونوں لفظ ایک مادہ کے ہوں یا انہوں سے

فعل کی تکرار سے لین جن میں چھان میں۔ چل چلاؤ۔ میل ملاپ۔ آہر جابر۔ بیان پہچان۔ دیکھ

بھال۔ چپین۔ چھپٹ۔ یک۔ یک۔ اٹھ اٹھاؤ۔ بیٹھ بیٹھاؤ *

صفتوں کی تکرار سے۔ خوشبو۔ بدبو۔ بھینسی بھینسی خوش بو۔ تیز بو۔

اسم وصف کی ترکیب۔ کپڑا گند۔ مائیں گند۔ بغل گند۔ گندہ زمین۔ شیش چشم۔

بجس فلوں سے جو اسماء ذہنی آتے ہیں وہ اسم ذہنی کا کام بھی دیتے ہیں اور اسم معا وصفہ کا بھی

یعنی ایسے اسم کا جس سے کسی کام کی ضروری یا معا وصفہ دریافت یا ظاہر کیا جائے۔ جیسے۔

اسم ذہنی۔ دھلائی۔ رنگائی۔ بنائی۔ کٹائی۔ سلائی۔ کھدائی۔ پسائی۔ وغیرہ۔

ان کا استعمال بطریق اسم ذہنی کے یوں ہے۔ کہ

اس کٹ کی دھلائی خراب ہے۔ اس چادر کی رنگائی اچھی نہیں۔ اس دری کی بنائی چھیدی

ان کھیتوں کی کٹائی کب ہوگی۔ اس قمیص کی سلائی بہت اچھی ہے۔ کنوئیں کی کھدائی بھونچکی

مکان کی پسائی کتنی باقی ہے۔ چونہ کی پسائی خوب ہوئی چاہئے۔ موچ کٹائی بہت چاہتی ہو

اور بطریق اسم معا وصفہ۔ ان کا استعمال اس طرح ہوگا۔ کہ

ان کپڑوں کی دھلائی کیا ہوگی۔ کتنی رنگائی مانگتے ہو۔ اسکی بنائی بتلاؤ۔ تمہیں روزانہ کٹائی

کیا ملتی ہے۔ اچکن کی سلائی دو روپیہ ہوئی۔ میری کھدائی عطا فرما۔ ہے۔ پسائی کا ابھی کچھ

باقی ہے۔ ایک دمٹری گہیوں کی پسائی تین پیسے ہیں۔

اسم معا وصفہ بھی اسم عام ہی ہوتا ہے۔

اسم مصدر

اسم فاعل

اسم مفعول

ان تینوں اسموں کا بیان فعل کی بحث میں ہوگا۔

لوازم اسم

صورت استعمال اسم۔ اسم یا مذکر ہوگا یا مؤنث۔ اس اسم کی تذکیر و تانیث کو جن کتب میں

اور یا واحد ہوگا یا جمع اس و نہایت و جمع کا نام تعداد ہے۔ یا بطریق فاعل یا مفعول یا متعلق الیہ

یا مضاف ہوگا۔ اسکو حالت اسم سے تعبیر کیا جاتا ہے *
 یہ ضروری ہے کہ بوقت استعمال اسم ان تین صورتوں میں سے کسی نہ کسی صورت میں بولا جا
 (۱) جنس یعنی اسم کی تذکیر و تانیث * اسم یا تو مذکر ہوگا یعنی نر جیسے لڑکا۔ یا مؤنث
 ہوگا یعنی مادہ جیسے لڑکی *
 اردو میں دو قسم کی تذکیر و تانیث ہے۔ ایک مذکر یا مؤنث حقیقی یعنی جو بروئے پیدا

مذکر یا مؤنث ہو۔ تذکیر و تانیث حقیقی صرف جانداروں میں ہوتی ہے یعنی ان جانداروں
 میں جو بچے یا انڈے دیتے ہیں۔ جیسے لڑکا۔ لڑکی۔ گھوڑا۔ گھوڑی۔ کیوتر۔ کیوتری وغیرہ
 دوسری۔ مذکر یا مؤنث غیر حقیقی یعنی جن میں تذکیر و تانیث واقعی تو نہیں مگر اہل زبان نے
 انکا مذکر یا مؤنث ہونا فرض کر لیا ہو۔ ایسی تذکیر و تانیث بعض جانداروں اور عام بے جان
 چیزوں میں ہوتی ہے۔ جیسے چیونٹا۔ چیونٹی۔ گھڑا۔ گھڑیا۔ کونڈا۔ کونڈالی۔ چھرا۔ چھری۔ لٹیا۔
 لٹیا۔ کلہا۔ کلہیا۔ وغیرہ *
 اکثر جانداروں کے ناموں میں تذکیر و تانیث کا استعمال ان کے مذکر یا مؤنث ظاہر کرنے کی

غرض سے کیا جاتا ہے۔ جیسے مرد۔ عورت۔ بچہ۔ بچی۔ ہرن۔ ہرنی۔ سانپ۔ سانپن۔ مرغ۔
 مرغی۔ وغیرہ *
 مگر بعض جانداروں اور تمام ہجان چیزوں میں زیادہ تر بڑائی اور چھٹائی کے لحاظ سے تذکیر

تانیث ہوتی ہے۔ جیسے تلتیا۔ بھڑ۔ پنکھا۔ پنکھی۔ شہتیر۔ کڑی۔ کنچا۔ کن سلائی۔ کنکھا۔ کنکھی
 وغیرہ۔ اور بعض ناموں میں تذکیر و تانیث کیلئے چھٹائی بڑائی کا لحاظ بھی نہیں ہوتا۔ جیسے
 کونڈا چھوٹا۔ اور کونڈا یا ناند بڑی۔ سیرا چھوٹا۔ پٹی بڑی۔ گھیرا چھوٹا۔ گود بڑی۔ لٹوا چھوٹا
 گھیر بڑی۔ پتنگ یا کنکوا۔ چھوٹا۔ نکل بڑی۔ وغیرہ میں چھوٹے کو مذکر اور بڑی کو مؤنث بولتے ہیں

۱۔ تذکیر کے معنی ہیں مذکر کی طرف نسبت دینی اور تانیث کے معنی ہیں مؤنث کی طرف منسوب کرنا *
 ۲۔ مذکر یا مؤنث حقیقی کو مذکر یا مؤنث۔ اصلی۔ یا۔ واقعی۔ یا جبلی یا قدرتی بھی کہتے ہیں *
 ۳۔ مذکر یا مؤنث غیر حقیقی کو مذکر یا مؤنث مجازی۔ یا فرضی۔ یا نقلی بھی کہتے ہیں *
 ۴۔

انسان کی تذکرہ و تائید کا اثر اردو زبان میں پیشہ - رشتہ - مذہب - منصب - صفت

نمک ذات پر بھی پڑتا ہے جیسے +

مذکر کنہڑا - مالی - دھوبی - سقا - کھار - جلاہا - رنگریز - لوہار +
مؤنث کنہڑن مالن - دھوبن سقن - کھاری - جولاہی - رنگریزن - لہاری +

مذکر باب - پچھیا - چچا - بھائی - دولہا - تایا - دادا - وغیرہ +
مؤنث ماں - پچھی - چچی - بہن - دلہن - تائی - دادی - وغیرہ +

مذکر مسلمان - ہندو - عیسائی - یہودی - پارسی +
مؤنث مسلمانہ - ہندنی - عیسائین - یہودن - پارسن +

مذکر ڈپٹی - داروغہ - تحصیلدار - بھٹانہ دار +
مؤنث ڈپٹن - داروغن - تحصیلدارنی - بھٹانہ دارنی +

مذکر لنگڑا - اندھا - چنڈھا - بوڑا - ٹولا - ٹھگنا
مؤنث لنگڑی - اندھی - چنڈھی - بوڑی - ٹولی - ٹھگنی +

مذکر گورا - مولوی - منشی - پنڈت +
مؤنث گوری - مولون منشن - پنڈتانی +

مذکر برہمن - شیخ - سید - پٹھان - بھٹل +
مؤنث برہمنی - شیخانی - سیدانی - پٹھانی - بھٹلانی +

مذکر فرنگی - بنگالی - پنجابی - ولایتی - عربی - یورپی +
مؤنث فرنگن - بنگالن - پنجابن - ولایتن - عربن - یورپنی +

غرض ہر ایک لحاظ سے مذکر و مؤنث بولے جاتے ہیں جن کی تفصیل لکھی جاتی ہے +
مذکر و مؤنث میں بعض نام تو ایسے ہیں کہ جنہیں ہم اشتقاقی یا مادی شرکت معلوم نہیں کرتے جیسے -

۱۔ سقا - راتنی کا مبالغہ ہے سقا جو ہے سے لکھتے ہیں غلط ہے ۱۲ +

مذکر باب۔ ابا۔ مرد خصم میان۔ شاہ۔ نواب۔ غلام۔ داماد۔ بیل۔ بیٹہ۔ لال۔
 مونث۔ ماں۔ اماں۔ عورت۔ جو رو۔ بیوی۔ بانو۔ بیگم۔ لونڈی۔ بہو۔ گائے۔ بکری۔ جیتی۔
 مذکر۔ بھول۔ دوپٹہ۔ جھالہ۔ سلمہ۔ ٹھپہ۔ کوٹ۔

مونث۔ کلی۔ اورھنی۔ کرن۔ گجائی۔ دھنک۔ واس۔ کٹ۔
 اکثر نام ایسے ہیں جنہیں مذکر سے مونث بناتے ہیں مگر مونث بنانیکے لئے کوئی کلیہ قاعدہ
 نہیں جتنا اکثر یہ قاعدے لکھے جاتے ہیں۔

(۱) جن مذکر ناموں کے آخر میں حرف الف یا ہا سے ختم ہوں تو مونث بنانیکے لئے ان
 دونوں حرفوں کو یا سے معروف سے بدل لیتے ہیں۔ جیسے۔

مذکر۔ بیٹا۔ لڑکا۔ چچا۔ دادا۔ نانا۔ بھوپا۔ بیٹیا۔ اندھا۔ لنگڑا۔ بکرا۔ گھوڑا۔
 مونث۔ بیٹی۔ لڑکی۔ چچی۔ دادی۔ نانی۔ بھوپھی۔ بیٹی۔ اندھی۔ لنگڑی۔ بکری۔ گھوڑی۔
 مذکر۔ بلا۔ مرغ۔ بڑا۔ جیوٹا۔ بچہ۔ نواسہ۔ بندہ۔ پردہ۔
 مونث۔ بٹی۔ مرغی۔ ٹڈی۔ جینوٹی۔ بچی۔ نواسی۔ بندہ۔ پردی۔

مذکر۔ ٹوکرا۔ ڈلا۔ بھیللا۔ پٹارا۔ کنگھا۔ بقیہ۔ صندوقہ۔ پیالہ۔
 مونث۔ ٹوکری۔ ڈلی۔ بھیلی۔ پٹاری۔ کنگھی۔ بقی۔ صندوقی۔ پیالی۔
 (ب) اور کہیں ایسے مذکر ناموں کے مونث بنانے میں جن کے آخر میں الف یا ہا سے

ختم ہوں۔ الف اور ہ سے پہلے بے پڑھاتے ہیں اور ہا کو ختمی کو الف بدل دیتے ہیں۔
 اور مذکر کا اگر دوسرا حرف وا ہو تو مونث میں صرف ضمہ بجاتا ہے جیسے۔

مذکر۔ بوڑھا۔ کتا۔ چڑا۔ چوہا۔
 مونث۔ بوڑھی۔ کتیا۔ چڑیا۔ چھیا۔

۵۔ اکثر اردو میں اسمائے مصغر کو یعنی چھٹی چیز کے نام کو مونث بولتے ہیں اب خواہ اس کو تصغیر سمجھو
 تائید کیونکہ حقیقی تذکرہ تائید۔ بے بانوں میں نہیں ہوتی۔

مذکر۔ موٹھا۔ چوٹھا۔ پٹا۔ گھڑا۔ ہنڈا۔

مؤنٹ۔ مڑھیا۔ چکھیا۔ پڑیا۔ گھڑیا۔ ہنڈیا۔

لیکن گڑا کی ڈال کوڑے سے بدل کر مؤنٹ میں گڑیا کہتے ہیں۔

(ج) بعض مذکر ناموں پر صرف یا ئے معروف بڑھانے سے مؤنٹ بناتے ہیں جیسے۔

مذکر۔ پٹھان۔ بہمن۔ چار۔ سنار۔ لہار۔ کھار۔ کنجر۔ کچن۔ ہرن۔ بندر۔

مؤنٹ۔ پٹھانی۔ بہمنی۔ چاری۔ سناری۔ لہاری۔ کھاری۔ کنجری۔ کچنی۔ ہرنی۔ بندری۔

مذکر۔ کبوتر۔ مرغ۔ مگر۔ کیدڑ۔ گوجر۔

مؤنٹ۔ کبوتری۔ مرغی۔ مگڑی۔ گیدڑی۔ گوجری۔

مذکر۔ ٹوپ۔ ڈھیر۔ پہاڑ۔ پتھر۔ جوہر۔ رات۔ خصال۔ جال۔

مؤنٹ۔ ٹوپی۔ ڈھیری۔ پہاڑی۔ پتھری۔ جوہری۔ درانتی۔ کھالی۔ جالی۔

اسم سوڑکا شدہ واؤ مؤنٹ بنانے میں صرف ساکن رہتا ہے۔ اور ے ساکن متحرک

ہو جاتی ہے اور مؤنٹ کو سوری کہتے ہیں۔

(د) بعض مذکر ناموں پر یاؤ۔ الف اور لون اور پے یعنی لفظ (انی) یا صرف لون

اور پے یعنی لفظ (انی) مؤنٹ کے لئے زیادہ کرتے ہیں جیسے۔

مذکر۔ مغل۔ شیخ۔ پینڈ۔ مہتر۔ فقیر۔ ڈوم۔ نٹ۔ جاٹ۔ مسلمان۔

مؤنٹ۔ مغلانی۔ شیخانی۔ پینڈتانی۔ مہترانی۔ فقیرانی۔ ڈومنی۔ نٹنی۔ جاٹنی۔ مسلماننی۔

مذکر۔ میو۔ اہیر۔ راجپوت۔ شیر۔ مور۔ اونٹ۔ سانڈ۔

مؤنٹ۔ میونی۔ اہیری۔ راجپوتنی۔ شیرنی۔ مورنی۔ اونٹنی۔ سانڈھنی۔

جن ناموں کا دوسرا حرف شدہ ہو۔ مؤنٹ میں اس پر بجائے تشدید کے سکون رہتا ہے

جیسے سید سے سیدانی۔

یہ بھی یاد رکھو کہ بعض علامات تاہیث جیسے حرف پے یا لفظ (انی) یعنی ایسی علامت

جس کا حرف اول ساکن ہو۔ مذکر پر پڑھائیں۔ تو مذکر جو اردو میں ساکن الاخر ہوتا ہو اس کا
حرف آخر ساکن اپنے حرف مابعد کے موافق متحرک ہو جائیگا جیسا کہ امثلہ یا لاسمطاً بہرہ چکا ہے
(۷) بعض جانداروں کے مذکر ناموں میں جنکے آخر کا حرف الف یا یاء معروف یا ہاء

مختفی ہو ان میں بجائے ان آخر کے حرفوں کے مونث میں صرف نون لاتے ہیں۔ جیسے :-

مذکر۔ سقار۔ بھڑ بھو بجا۔ کچڑا۔ سپنیر۔ مالی۔ تیلی۔ جوگی۔ داروغہ۔ موجی :-

مونث۔ سقن۔ بھڑ بھو بجن۔ کچڑن۔ سپنیرن۔ مالن۔ تیلن۔ جوگن۔ داروغن۔ موجن :-

(۸) بعض جانداروں کیلئے مذکر ناموں سے کوئی حرف نہیں گرتے۔ اور مونث کے لئے صرف

حرف نون پڑھا دیتے ہیں۔ جیسے :-

مذکر۔ گوال۔ ناگ۔ سانپ :-

مونث۔ گوالن۔ ناگن۔ سانپن :-

(۹) بعض ناموں کو مذکر سے مونث بنانے میں قواعد بالاکالفاظ نہیں ہوتا۔ جیسے :-

مذکر۔ سسرا۔ رندوا۔ کھتری۔ استاد بہندو۔ بھائی۔ نائی۔ ینیاء۔ ہاتھی :-

مونث۔ سساس۔ رائد کھترانی۔ استانی بہندنی۔ مین۔ نائن۔ پینتی۔ پتھنی :-

مذکر۔ کوٹڈا۔ لوٹا۔ کلہڑا :-

مونث۔ کنڈالی۔ لٹیا۔ کلہیا :-

(۱۰) بعض جانوروں کے نام مذکر بولے جاتے ہیں۔ اگرچہ مونث حقیقی۔ ان کیلئے نہ ہو :-

مونث کیلئے جدا نام نہیں ہوتا۔ جیسے۔ کوا۔ الو۔ لوا۔ باز۔ ٹوٹرو۔ شکرہ۔ لگڑ۔ باشہ۔ بیا۔

کچھوا۔ اڑدھا۔ سانڈہ۔ گھرگٹ۔ گھیرا۔ تیندوا۔ جیتا۔ گینڈا۔ پارہ۔ چیل۔ خرگوش۔ گورخر۔ بکھ

وغیرہ :- انسانوں میں بھی بھانڈ۔ اور نقال۔ مذکر و مونث دونوں کیلئے آتے ہیں :-

(۱۱) بعض جانوروں کے نام مونث بولے جاتے ہیں اگرچہ مذکر حقیقی ان کیلئے ہو یعنی انکے

مذکر کو بھی مونث بولتے ہیں۔ جیسے۔ چیل۔ قمری۔ مینا۔ گرسل۔ بیٹا یا بیٹ۔ فاختہ :-

بہری-کویل-ابابیل-کوئی-گوہ-چھپکلی-مچھلی-پاتل-کھٹی-مرغابی-لوٹری-چھچھوند-گھونس*
 مذکورہ نمونہ ناموں کی شناخت کیلئے یہ قاعدہ بھی اکثر یہ ہے کہ نہ کلیتہً نہ جن ناموں کے
 آخر کا حرف الف ہو وہ مذکورہ لے جاتے ہیں۔ جیسے کہ مثال ہائے مذکورہ بالا میں بہت سے
 نام آچکے ہیں۔ مگر گھٹا۔ پوجا۔ دوا۔ مالا۔ ستیلا۔ جٹا۔ سبھا۔ گٹھیا۔ انگیا۔ غذا۔ چھالیا
 اتا۔ دوا۔ دعا۔ رضا۔ ٹھلیا۔ گنگا۔ جمنہ۔ کلھیا۔ ڈبیا۔ وغیرہ۔ باوجود آخر میں الف ہونے کے
 نمونہ لے جاتے ہیں*۔

اور ایسے اسماء خاص جیسے آخر میں واو معروف ہو۔ اکثر مذکورہ لے جاتے ہیں جیسے رامو
 چنو۔ چھنو۔ مٹو۔ بدلو۔ نانو۔ باتو۔ کرمو۔ بدھو۔ منگلو۔ کلو۔ بابو۔ وغیرہ۔ اور جن ناموں کے
 آخر میں یائے معروف ہو وہ اکثر نمونہ لے جاتے ہیں جیسے کہ اوپر کی مثالوں میں آچکے
 گئے اسماء ذیل۔ دہی۔ گھی۔ پانی۔ ہاتھی۔ مالی۔ نائی۔ بھائی۔ سپاہی۔ قسائی۔ وغیرہ
 باوجود آخر میں یائے معروف ہونیکے مذکورہ لے جاتے ہیں*۔

اور ایسے اسماء خاص جن کی آخر میں واو مجہول ہو۔ اکثر نمونہ لے جاتے ہیں جیسے
 رامو۔ گیندو۔ چمپو۔ چھنو۔ نانو۔ تانو۔ کرمو۔ باتو۔ بدھو۔ وغیرہ*۔
 انگریزی الفاظ جو اردو میں خیل ہوتے جاتے ہیں۔ ان میں سے اسماء جمع اکثر نمونہ لے
 جاتے ہیں۔ جیسے۔ کہنی۔ کھٹی۔ پالیمٹ۔ کونسل۔ کیورٹی۔ وغیرہ*۔

ایسے انگریزی الفاظ کی جنس جن کے مترادف الفاظ بھی اردو میں مستعمل ہیں۔ وہی ہوگی
 جو اردو میں ہے یعنی اردو کے ہم معنی الفاظ اگر مذکورہ لے جاتے ہیں تو انگریزی الفاظ بھی مذکور
 ہوئے جائیں گے۔ جیسے۔ اسکول۔ آفس۔ بیگ۔ پریس۔ وغیرہ مذکورہ لے جاتے ہیں۔ اور اگر
 اردو الفاظ نمونہ مستعمل ہیں تو انگریزی بھی نمونہ مستعمل ہونگے جیسے گورنمنٹ۔ کلاس ایکٹ
 ہیٹ۔ وائیں۔ وغیرہ نمونہ مستعمل ہوتے ہیں*۔

جن لفظوں کے ہم معنی الفاظ اردو میں نہیں۔ وہ اپنے قریب المعنی الفاظ کی موجود مذکورہ نمونہ

بولے جائیں گے جیسے پوسٹ کارڈ لپ ٹکٹ۔ نوٹ۔ وغیرہ مذکور ہیں۔ اور توکل مشین
کمیشن چینی۔ لال ٹین۔ وغیرہ مونث +

فارسی زبان میں اگرچہ مذکور مونث کے لئے الگ الگ صیغے نہیں ہوتے مگر جب اردو
میں فارسی کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ تو بعض کو مذکر اور بعض کو مونث بولتے ہیں +
اکثر ایسے الفاظ جنکے آخر میں شین ہو اور وہ اکثر اسم حاصل ہوتے ہیں اردو میں مونث استعمال
کئے جاتے ہیں جیسے نمائش کی تمائش کی کشش کی کشش کی خدا کی بخشش خدا کی ستائش
خدا کی نیایش پاپوش اپنی + مگر خوش خوش سرپوش مذکر بولتے جاتے ہیں +

ہوش کو کمین مذکر بولتے ہیں اور کمین مونث + تیغ شمشیر کمان۔ کتہہ سپر وغیرہ
مونث بولے جاتے ہیں اور نیزہ۔ تیر۔ ترکش۔ گز۔ تبر۔ خود۔ وغیرہ کو مذکر بولتے ہیں +
اسی طرح عربی زبان کے اسمائے آلہ بعض مذکر بولے جاتے ہیں اور بعض مونث مثلاً +

مذکر۔ معیار۔ مقیاس۔ میزان۔ مصداق۔ منقار۔ وغیرہ +

مونث۔ مقرر۔ میزان۔ محراب۔ منقار۔ وغیرہ +

معراج اور مضارب کا استعمال مذکر اور مونث دونوں طرح کرتے ہیں +

باب مفاعلہ کے ہم وزن مصدروں کے آخر میں (تے) جو ہے کی صورت پر لکھی جاتی ہے۔ اور حالت
سکون میں وہ (ہے) کی طرح پڑھی جاتی ہے اردو میں جن عربی الفاظ کی ایسی (تے) کو (ہے) کی
طرح پڑھتے ہیں انکو اکثر مذکر بولتے ہیں جیسے مباحثہ۔ مناظرہ۔ مجادلہ۔ مکابرہ۔ مقابلہ۔ شاعر
مناقضہ۔ وغیرہ +

اور جن الفاظ میں اس آخر کے حروف تے پڑھتے ہیں۔ انکو اکثر مونث بولتے ہیں جیسے۔

معاملت۔ متافرت۔ مشاورت۔ مناقشت۔ موافقت۔ متابعت۔ وغیرہ +

بالتفصیل کے اکثر مصادر خواہ وہ اردو میں معنی مصدری مستعمل ہوں یا نہوں مونث

بولے جاتے ہیں جیسے۔ تقدیر۔ تدبیر۔ تحریر۔ تقریر۔ تصویر۔ توفیر۔ تنظیر۔ تقبیر۔ ترقیم۔ تہمیر۔ تہمیر۔

تہذیب - ترغیب - ترہیب - تصویب - تعویق - توفیق - تحقیق - تدریق - تنسیق - تعیل - تکیل - تریل
توکیل - تہرید - وغیرہ - مگر تعویذ کو مذکور بولتے ہیں *

اور اگر باب تفعیل کے ہمزون ہر صادر کے آخر میں (ہے) ہو تو اسکو بھی مذکور بولتے ہیں جیسے -
تخمینہ - تعلیقہ - تنقیہ - تصفیہ - تخلیہ *

جو کلمات باب ہائے - انفعال - افعال - افتعال - تفعیل - استفعال - تفاعل - تفعلة کے
وزن پر ہیں - ان میں کسی کو مذکور بولتے ہیں اور کسی کو مؤنث جیسے *

مذکور - انحصار - انکسار - اندمال - انحطاط - انصراف - وغیرہ *
مؤنث - انتہار - انقضار - انجلاؤ - انخار - وغیرہ *

مذکور - اعتقاد - اعتماد - اعتدال - اعتراف - اتقاق - وغیرہ *
مؤنث - اتجار - احتیاط - احتیاج - ابتداء - اقتدار - وغیرہ *

مذکور - انکار - اقرار - اکرام - انعام - اجلاس - افلاس - وغیرہ *
مؤنث - ایثار - امداد - افراط - املاء - ایجاد - وغیرہ *

مذکور - توکل - تعصب - تصرف - تبرک - تکلف - تنفس - وغیرہ *
مؤنث - توجہ - توقع - تضرع - وغیرہ *

مذکور - تقاطع - تقابل - توار - تجاہل - تعافل - تعارف - وغیرہ *
مؤنث - تواضع - تسلی - تلافی - تقاوی - تماوی - تساوی - وغیرہ *

مذکور - استقلال - استکمال - استعفاء - استکبار - وغیرہ *
مؤنث - استمداد - استغفار - استدعا - استسقاء - وغیرہ *

مذکور - تجربہ - تذکرہ - تبصرہ - ترکیبہ - تنمیه - تصفیہ - تخلیہ - وغیرہ *
مؤنث - تربیت - تعزیت - تقویت - تولیت - تنہیت - وغیرہ *

الغرض مذکور مؤنث کا استعمال نیربان اردو متعلق عربی و فارسی وارو و سماعت پر منحصر ہے

اسکے لئے کوئی کا یہ قاعدہ یا قاعدے نہیں ہیں۔

(۲) تعداد لینی اہم کی وحدت و جمع۔ اول واحد و جمع کی تعریف کی جاتی ہے۔
(واحد) ایسا اسم جس سے ایک شخص یا ایک چیز سمجھی جائے جیسے۔ لڑکا۔ گھوڑا۔ گٹر۔
ہنڈیا۔ لڑکی۔ بلی۔ کتیا۔ کتاب۔ ورق۔ وغیرہ۔

(جمع) ایسا اسم عام جس سے ایک سے زیادہ اشخاص یا چیزیں سمجھی جائیں جیسے۔ لڑکے۔
لڑکیاں۔ گھوڑے۔ بلیاں۔ کتیاں۔ گٹرے۔ ہنڈیاں۔ کتابیں۔ ورقے۔ وغیرہ۔
واحد اسموں کا ذکر اس سے پہلے کیا جا چکا ہے۔ اب جمع بنانے کے آئین لکھے جاتے ہیں۔
ایک جمع مذکر (۱) جس اسم قاعدہ مذکر کے آخر میں الف یا ہائے محذوف ہو تو جمع بنانے میں
ان دونوں حرفوں کو یا سے جمبول یا قبل مکسور سے بدل دیا جائے گا۔ جیسے۔

واحد مذکر۔ لڑکا۔ بیٹا۔ گھوڑا۔ مرغ۔ قاعدہ۔ فائدہ۔ ڈالا۔ پودا۔
جمع مذکر۔ لڑکے۔ بیٹے۔ گھوڑے۔ مرغے۔ قاعدے۔ فائدے۔ ڈالے۔ پودے۔
واحد مذکر۔ سودا۔ آ رہ۔ رندہ۔ انڈا۔ وغیرہ۔
جمع مذکر۔ سودے۔ ارے۔ رندے۔ انڈے۔ وغیرہ۔

(ب) بعض واحد مذکر ناموں کے آخر کے الف کو ایسی یا جمبول سے بدل دیتے ہیں جن کے
مرکز پر ہمزہ مکسور ہو۔ جیسے۔

واحد مذکر۔ سوا۔ کوا۔ جوا۔ سوا۔

جمع مذکر۔ سوئے۔ کوئے۔ جوئے۔ سوئے۔

مگر یہ قاعدہ اکثر ایسے اسماء میں برتا جاتا ہے جہاں واؤ سے پہلے حرف پرشیش ہو۔ اگر حرف
باقبل آخر پرشیش نہ ہوگا تو حرف آخر کو یا سے جمبول سے۔ اور واؤ کے زیر کو زبر سے بدل دیتے جیسے۔
واحد مذکر۔ لا۔ توا۔ کھوا۔
جمع مذکر۔ لوے۔ توے۔ کھوے۔

اور اگر واؤ سے پہلا حرف مضموم ہو۔ مگر واؤ اور الف کے مابین ایک یا ایک سے زیادہ حرف

آجائیں تب بھی آخر کے حرف کو یا سَ جھول سے بدلتے ہیں۔ اور الف سے پہلے اگر زیر کے
سوا کوئی اور حرکت ہو تو اس کو زیر سے بدلیں گے۔ جیسے :-

واحد مذکر۔ موہیا۔ بوہیا۔ سوٹھیا۔ لوہیا۔ بوریہ۔ موڑھا۔ چیت کوڑیا۔

جمع مذکر۔ موہیے۔ بوہیے۔ سوٹھئے۔ لوہیے۔ بوریے۔ موڑھے۔ چیت کوڑیے۔

(ج) جن واحد مذکر ناموں کے آخر میں حروف واو اور الف اور نون غنہ ہوں تو جمع بنانے
وقت حرف واو کو ساکن کر دیتے ہیں۔ اور بجائے الف کے ایک یا سَ جھول جس کے مرکز پر ہمزہ
ہو اور دوسری یا سَ جھول ساکن نون غنہ سے پہلے بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے :-

واحد مذکر۔ دھواں۔ رواں۔ کنواں۔ جمع مذکر۔ دھوئیں۔ روئیں۔ کنوئیں۔

اور اگر واحد مذکر کے آخر میں۔ یے اور الف اور نون غنہ ہو۔ تو یے کو کسروہ دیکر اس کے مرکز
پر ہمزہ لائیں گے۔ اور الف کو گراویں گے۔ جیسے :-

واحد مذکر۔ دایاں۔ بایاں۔ جمع مذکر۔ دائیں۔ بائیں۔

آئین جمع مؤنث۔ واحد مؤنث جمع مؤنث بنانیکے قواعد حسب ذیل ہیں :-

(۱) جس اسم واحد مؤنث کے آخر میں یا سَ معروف ہو۔ اس اسم کی جمع یا سَ معروف کے
بعد یا تو الف اور نون غنہ زیادہ کر کے۔ یا۔ یا سَ جھول اور نون غنہ بڑھا کر بناتے ہیں پہلی
صورت میں اسم واحد کے آخر کی یا سَ معروف ساکن کو زیر کی حرکت سے اور دوسری صورت
میں اسم واحد کے آخر کی یا سَ معروف کو زیر کی حرکت سے متحرک کرتے ہیں۔ جیسے :-

واحد مؤنث۔ لڑکی بچی۔ گھوڑی۔ مرغی۔ کرسی۔ تھالی۔ دیکھی۔ رکابی۔

جمع مؤنث { لڑکیاں۔ بچیاں۔ گھوڑیاں۔ مرغیاں۔ کرسیاں۔ تھالیاں۔ دیکھیاں۔ رکابیاں۔
کرکسین۔ بچسین۔ گھوڑیوں۔ مرغیوں۔ کرسیوں۔ تھالیوں۔ دیکھین۔ رکابین۔ }

(ب) جن واحد مؤنث ناموں کے آخر میں فقط (یا) ہو۔ انکی جمع بھی دو طرح ہوتی ہے،
یا تو الف کے بعد صرف نون غنہ بڑھا دیتے ہیں۔ یا۔ الف کو یا سَ جھول کسبوری بدلتے ہیں

غنتہ کا اضافہ کرتے ہیں جیسے *

واحد مَوْنُوت - چڑیا - گڑیا - کٹیا - کھیا - چوہیا - ڈبیا - پڑیا *
 جمع مَوْنُوت - چڑیاں - گڑیاں - کٹیاں - کھیاں - چوہیاں - ڈبیاں - پڑیاں *
 جمع مَوْنُوت - چڑیں - گڑیں - کٹیں - کھیں - چوہیں - ڈبیں - پڑیں *
 (ج) جن واحد مَوْنُوت ناموں کے آخر میں الف اور نون غنتہ یا واو اور نون غنتہ ہوں ان کی جمع بنانے میں نون غنتہ کے بعد ایسی یا ئے محمول مکسور جس کے مرکز پر ہمزہ ہو بڑھاتے ہیں جیسے *
 واحد مَوْنُوت - ماں - جون - لوں * جمع مَوْنُوت - مائیں - جوئیں - لوائیں *
 اور اگر واحد مَوْنُوت کے آخر میں الف اور نون صحیح ہو یعنی غنتہ ہو تو نون صحیح کے بعد یا ئے محمول ساکن اور نون غنتہ بڑھائیں گے اور اصل اسم کے نون صحیح ساکن کو کسرہ دینگے جیسے *
 واحد مَوْنُوت - ران - جان - تان - کھان - کمان - زبان - شان *
 جمع مَوْنُوت - رائیں - جائیں - تائیں - کھائیں - کمائیں - زبائیں - شائیں *

(د) جس اسم واحد مَوْنُوت کے آخر میں الف ہو - اس کی جمع بنانے کے لئے الف کے بعد یا ئے محمول مکسور جس کے مرکز پر ہمزہ ہو اور نون غنتہ کا اضافہ کیا جاتا ہے جیسے *

واحد مَوْنُوت - گھٹا - لٹا - جٹا - مالا - پٹا - ماما - پپٹا - دوا - غذا - ہوا - بلا - فضا *
 جمع مَوْنُوت - گھٹائیں - لٹائیں - جٹائیں - مالائیں - پٹائیں - مامائیں - پپٹائیں - دوائیں - غذائیں - ہوائیں - بلائیں - فضائیں *

(ک) جس اسم واحد مَوْنُوت کے آخر میں یا ئے معروف نہ ہو - جو اکثر علامت تانیث ہوتی ہو اور وہ حروف بھی نہوں جن کے متعلق قاعدے لکھے جا چکے ہیں انکی جمع بنانے میں حرف آخر کو کسرہ دیکر یا ئے محمول ساکن اور نون غنتہ موقوف زیادہ کیا جاتا ہے جیسے *
 واحد مَوْنُوت - رات - بات - گاجر - چلمن - کیل - نتھ - چھت - برسات - چتون *

جمع ٹوٹ۔ راتیں پاتیں گاجریں۔ چلنیں کیلیں۔ چھتیں برساتیں چتوئیں
 مگر لفظ بھوں کی جمع میں واو لین کو کسرہ دیکر نون غنہ سے پہلے یا پھر بول ساکن بڑھاتو ہیں اور بھوئیں کہتے ہیں
 قائمہ۔ ان تمام جمع کے قاعدوں کے علاوہ یہ بھی ایک قاعدہ ہے کہ اسماء کا حرف آخر اگر
 الف ہو تو بعض اسموں میں اسے گرا کر اسکے حرف قبل کو ضمہ دینگے جیسے۔ گریا۔ گریوں۔ پریا
 پریوں۔ یا بعض اسموں میں الف کو قائم رکھ کر اسکے بعد ایسا واو مضموم جس کے مرکز پر ہمزہ ہو۔
 زیادہ کر کے نون غنہ لائیں گے جیسے۔ ماواؤں۔ داناؤں۔ چتاؤں۔ جٹاؤں۔ مالاؤں۔ وغیرہ
 میں۔ اور جن اسموں کے آخر میں نون غنہ ہے ان میں نون غنہ سے پہلے صرف ایسا واو مضموم
 جس کے مرکز پر ہمزہ ہو اضافہ کر لیتے ہیں جیسے۔ ماؤں۔ جوؤں۔ لوؤں۔ وغیرہ میں لیکن بعض
 نون غنہ قائم رہتے ہیں اور جمع کے لئے واو۔ اور نون غنہ۔ اصلی اسم کے نون غنہ کے بعد بڑھایا جاتا
 ہے جیسے۔ زبانون۔ کمانوں۔ جہانوں۔ جانوں وغیرہ میں * اور بعض اسماء جن کے آخر میں نون غنہ
 سے پہلے الف ہو۔ اور الف کے ماقبل واو۔ ان میں الف کو گرا کر اصل کلمہ کے واو پر ہمزہ مضموم
 پڑھا دیتے ہیں جیسے کنوؤں۔ دھوؤں۔ روؤں وغیرہ میں * اور ان کے سوا باقی اسماء میں واو
 ساکن اور نون غنہ موقوف جمع کے لئے زیادہ کیا جاتا ہے جیسے۔ راتوں۔ باتوں۔ گاجروں۔
 چلتوں چھتوں کیلوں گھروں۔ ڈھیروں وغیرہ میں۔ اس طرح کی جمع ہمیشہ فعل متعدی
 کے ساتھ آتی ہے فعل لازم کے ساتھ نہیں آتی *

بعض مذکر اور ٹوٹ نام ایسے ہیں کہ اردو میں ان کے لئے جمع نہیں ہوتی۔ جیسے۔ سویرا۔ دوپہر
 دھول۔ چاندی۔ سونا۔ مٹی۔ لوہا۔ تانبا۔ وغیرہ۔ اور تمام اسمائے صوت سوا قنقہ کے *
 فارسی اور عربی الفاظ مستعملہ بھی ایسے ہیں کہ جن کی جمع اردو قاعدوں کی بموجب اردو میں
 نہیں ہوتے جیسے۔ دریا۔ خطر۔ حرف۔ لفظ۔ شام۔ خلقت۔ گروہ۔ لشکر۔ انبار۔ بازار وغیرہ *
 ان دونوں صورتوں میں بعض اسماء کی جمع واو اور نون غنہ سے آتی ہے جیسے۔ دریاؤں۔
 لفظوں۔ گروہوں۔ لشکروں۔ وغیرہ *

بعض اسمِ مذکر بھی بولے جاتے ہیں اور مونث بھی جیسے قلم۔ بیل۔ طوطی۔ سانس۔ منکر۔ نقاب۔ گیند۔ بالاء۔ غور۔ طرز۔ کمار۔ کلک۔ درود۔ فاتحہ۔ چمن۔ گزند۔ حرفِ میم۔ حرفِ جیم وغیرہ ایسے الفاظ جو ایک سے زیادہ معنی میں مستعمل ہیں۔ وہ کسی معنی میں مذکر ہوتے ہیں۔ اور کسی میں مونث جیسے :-

تال۔ وزن۔ موسیقی کے معنی میں مونث۔ تالاب کے معنی میں مذکر۔
نال۔ بندوق کی نلی۔ اور گھاس وغیرہ کی کھوکھلی نلی کے معنی میں مونث اور ناف کے معنی میں مختلف فیہ یعنی کوئی مذکر کہتا ہے کوئی مونث۔ اور لکڑی یا پتھر یا وہ ہے کا کندہ جیسے پہلوان اٹھاتے ہیں۔ اس معنی میں مذکر بولتے ہیں +

لگن۔ لگاؤ کے معنی میں مونث۔ اور برتن کا نام ہونے میں مذکر ہے +
اسی طرح فارسی اور عربی کے الفاظ جو اپنی اصلی زبان میں مذمعنی ہوں اور اردو میں بھی مستعمل ہوں جیسے گرز۔ بمعنی بسا اوقات۔ مونث۔ اور بمعنی گھاٹ مذکر +

مثلاً بسکون اوسط بمعنی مانند۔ مذکر اور مونث دونوں طرح مستعمل ہے اور بمعنی کاغذ استقدر بمعنی صرف مونث +

ترک چھوڑنے کے معنی میں مذکر اور کتاب وغیرہ میں جو کاغذ کے ٹکڑے کا نشان رکھتے ہیں بعض مختلف فیہ یعنی ایسے اسم کہ ان کو مذکر بھی بولا جاتا ہے اور مونث بھی۔ ان کی جمع اگر بوائے بھول اور نون غنہ سے بنائی جائے تو مونث بولیں گے۔ جیسے میری قلمیں کون لیگیا۔ اس شورہ کی قلمیں باریک اور چمکدار ہیں۔ اس کے کھیت کی ڈول پر بہت کیکریں کھڑی ہیں +
اور جب واؤ اور نون سے جمع بنائی جائے۔ تو مذکر بولیں گے جیسے قلموں کے بندن کیکروں کے جھنڈ +

اسم کی حالت

اسم جب کسی کلام میں بحیثیت جزر کلام بولا جاتا ہے تو ضرور ہے کہ ان چھ حالتوں میں سے کسی ایک حالت میں ہو

حالت - اسم مفرد یا مرکب کا وہ تعلق جو جملہ میں کسی دوسرے اسم یا فعل کے ساتھ ہو۔ اس کا نام حالت ہے جیسے - زید آیا۔ یہاں زید حالت فاعلی میں ہے اور بروے ترکیب نحوی بھی فاعل یا - زید کھڑا ہے۔ یہاں بھی زید حالت فاعلی میں ہے۔ مگر بروے ترکیب نحوی زید کو فاعل نہیں کہیں گے بلکہ اسم کہیں گے۔

(۱) حالت فاعلی - جس اسم سے کسی فعل کا صادر ہونا یا کسی صفت کا ہمیں قائم ہونا یا جائے وہ اسم حالت فاعلی میں ہوتا ہے۔ جیسے - زید دوڑا۔ گھوڑا ہنستا یا۔ آدمی آئے۔ لڑکوں غل چایا۔ لڑکیاں گارہی ہیں۔ اونٹ بیمار ہو گیا۔ گھوڑی ہانپ رہی ہے۔ مزدور اینٹیں ڈھونڈ رہے ہیں۔ ان مثالوں میں - زید، گھوڑا، آدمی، لڑکیاں، اونٹ، گھوڑی، مزدور سب حالت فاعلی میں ہیں۔

(۲) حالت مفعولی - ایسا اسم جو کلام میں اس طرح واقع ہو کہ اس پر کسی فعل کا یا فعل کے اثر کا واقع ہونا پایا جائے۔ اور اس اسم کا تعلق فعل کے ساتھ ہو سکے کہ اس پر فعل واقع ہوا ہے اور کسی قسم کا ہو جیسے۔

بکرتے پانی پیا۔ گھوڑوں نے گھاس کھائی۔ ولید نے آم چوسا۔ خالد نے کرتہ پہنا۔ عمرو نے ٹوپی اوڑھ لی۔ زید نے لڑکی کو خط لکھا۔ خالد نے لڑکے سے کہا۔

ان جملوں میں پینے کا فعل پانی پر۔ اور کھانے کا فعل گھاس پر اور چوسنے کا فعل آم پر واقع ہوا۔ اور اسی طرح دوسرے اسموں کو سمجھ لو۔ اس نے۔ پانی۔ گھاس۔ آم۔ کرتہ۔ ٹوپی۔ لڑکی لڑکا۔ یہ سب اسم حالت مفعولی میں ہیں۔

مفعول مالم یستعمی فاعلہ یعنی ایسا مفعول جس کا فاعل معلوم نہ ہو۔ وہ بھی حالت مفعولی میں مانا جائے گا جیسے - زید پٹا۔ ناج بکا۔ وہاں گئے کھیتیں کٹی ان میں - زید، ناج، وہاں کھیتی چاروں اسم حالت مفعولی میں ہیں۔

(۳) حالت مجروری - ایسا اسم جس کا تعلق کسی فعل یا مشبہ فعل یا صفت کے ساتھ

کلام سے ظاہر ہو۔ یا یوں کہو کہ جو اسم حرف جر کے تحت میں ہو جیسے :-
 زید دہلی سے آیا۔ بکر چھپت پر چڑھا۔ گھوڑا اتھان پر نہیں تھا۔ نوکر بازار تک گیا ہے۔ زید نے
 تلوار سے شیر بار بکر کی گولی چاندیاری کے چاند پر لگی۔ ان کلاموں میں۔ دہلی چھپت اتھان
 بازار۔ تلوار۔ چاند۔ یہ سب حالت مجبوری میں ہیں۔

(۴) حالت ظرفی۔ ایسا اسم کہ جس کا تعلق مکان یا زمان سے ہو۔ یا جو مکان یا زمان
 ظاہر کرے۔ جیسے۔ زید گھر میں ہے۔ لڑکا دوپہر سے غائب ہے۔ ولید پلنگ پر سوتا ہے۔ خالدرات
 چلا گیا۔ زید ایک گھنٹے میں آئیگا۔ ان جملوں میں۔ گھر۔ دوپہر۔ پلنگ۔ رات۔ گھنٹہ۔ حالہ ظرفی میں ہیں۔
 (۵) حالت اضافی۔ ایسا اسم جو کسی دوسرے اسم کی طرف اس نسبت کیا جائے کہ دوسرے
 اسم میں ایک طرح کی خصوصیت پیدا ہو جائے۔ جیسے زید کا گھوڑا۔ ولید کا لوٹا لڑکے کا قلم۔ لڑکی کی
 اور نشنی۔ خالدر کی میز۔ بکر کی کرسی۔

یہ ترکیبات ناقص تمام کے تمام حالت اضافی میں ہیں نہ کہ ان میں سے کوئی ایک اسم۔
 حالت ندائی۔ ایسا اسم جس کو حرف ندا کے ساتھ پکارا یا بلایا جائے۔ جیسے ارے لڑکے۔
 او جانے والے۔ یا اللہ۔ ارے بچے۔ زید ہوت۔
 ان فقروں میں لڑکا۔ جانے والا۔ اللہ بچے۔ زید۔ جو متاد ہیں یعنی جنکو پکارا گیا ہے بوجہ کلام
 ندا حالت ندائیہ میں ہیں۔

فاعل اور مفعول اور مجرور اور ظرف اور اضافت اور ندا کا مفصل بیان۔ اپنے اپنے موقع
 پر آئے گا یہاں صرف حالت کے متعلق لکھا گیا ہے اور ان حالتوں میں جو تغیر و تبدل اسم
 میں ہوتا ہے اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔

تنبیہ اسم یا ضمیر یا صفت میں ہم نے جو حالت لکھی ہیں یا لکھیں گے دراصل اسناد ہیں جن کا
 ذکر نحو میں اسناد اور سند الیہ کے بیان میں مفصل لکھا جائیگا۔ اور باہمی کلمات کے تعلق کا ذکر کیا
 جائیگا۔ صرف میں اسناد کا نام حالت ہے۔ اور چونکہ حالت اسم و ضمیر و صفت میں کچھ اول بدل

بھی ہوتی ہے۔ اور تغیر و تبدل کا ذکر علم صرف میں آتا چاہیے۔ اس لئے حالت کا بتانا ضروری ہوا۔ اور اسی وجہ سے ہم نے اس کلمہ کے علاقہ کا جسکی وجہ سے اسم یا ضمیر یا صفت کسی حالت میں مانی جاتی ہے ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ یہ بیان متعلق علم نحو ہے نہ کہ متعلق علم صرف۔
 قائدہ۔ کسی کلمہ یا مرکب ناقص کا تعلق کسی دوسرے کلمہ سے کسی جملہ میں جو پایا جائے۔ اس کو اس کلمہ یا مرکب ناقص کی حالت کہتے ہیں۔ مرکب ناقص کے کلمات میں سے کوئی ایک کلمہ کسی حالت میں نہیں ہوتا۔ اور حالت بتانے میں مرکب کلمہ ایک کلمہ سمجھا جاتا ہے جیسے۔ زید کا گھوڑا آیا۔ اسکی حالت بتانے میں زید کا گھوڑا یہ سارا مرکب ناقص حالت فاعلی اضافی میں ہو گیا۔ نیکو آنے کا فعل ہر گھوڑے سے سرزد ہونا بیان نہیں کیا۔ بلکہ زید کے گھوڑے سے سرزد ہوا ہے اسی طرح۔ نیک آؤ میں نے کھانا دکھایا۔ یہاں نیک آؤ کی حالت فاعلی وصفی میں ہیں نہ کہ الگ انسان میں سے کوئی کلمہ۔ یہ بات ہم ہر جگہ حالت کے بیان میں نہیں لکھیں گے اسکو یاد رکھنا چاہئے۔

اسم کی نوعیت

اسم کی نوعیت ظاہر کرنے کیلئے حسب ذیل باتیں بیان کرنی چاہئیں

(الف)۔ قسم یعنی کس قسم کا اسم ہے۔ اسم عام۔ یا اسم خاص یا اسم جمع۔ وغیرہ۔

(ب) جنس یعنی مذکر ہے یا مؤنث۔

(ج)۔ تعداد یعنی واحد ہے یا جمع۔

(د)۔ حالت یعنی مجملہ فاعلی۔ و مفعولی و اضافی وغیرہ کس حالت میں ہے۔

چند مثالوں میں۔ اسم کی نوعیت بیان کرنے کا طریقہ دیتا جاتا ہے۔

خان بہادر پیرزادہ محمد حسین صاحب نے۔ ابن بطوطہ کے سفر نامہ اردو میں ترجمہ کیا۔

(۱)۔ خان بہادر۔ اسم خاص۔ واحد مذکر حالت فاعلی میں۔

(۲)۔ پیرزادہ۔ اسم خاص۔ واحد مذکر۔ حالت فاعلی میں۔

(۳۳) - ضمیر حسین - اسم خاص - واحد مذکر - حالت فاعلی میں :-

(۳۴) - ابن بطوطہ - اسم خاص - واحد مذکر - حالت اضافی میں :-

(۳۵) - سفر نامہ - اسم خاص - واحد مذکر - حالت اضافی میں :-

(۳۶) - اردو - اسم خاص - مؤنث - حالت مجروری میں :-

عاید بھاری نے مشاعرہ میں غزل پڑھی :-

(۱) - عاید بھاری - یہ ترکیب اضافی اسم خاص - واحد مذکر - حالت فاعلی میں :-

(۲) - مشاعرہ - اسم عام - واحد مذکر - حالت ظرفی میں :-

(۳) - غزل - اسم عام - واحد مؤنث - حالہ بیفعولی میں :-

ایک سا دھوا لنگوٹی یا ندھے اور چادر لپیٹے چمٹا ہاتھ میں لئے - دھرم سالہ
میں آیا - اس کے ساتھ ایک چھوٹا سا کتا ہے - اس کے گلے میں ننھی سی پٹیا ہے
جس میں گھونگر و شکر ہوئے ہیں - لوگ جوق جوق اس کے درشن کرنے جا رہے
ہیں - اس کے گرد میل لگا ہوا ہے :-

(۱) - سا دھوا - اسم عام - واحد مذکر - حالت فاعلی میں :-

(۲) - لنگوٹی - اسم عام - واحد مؤنث - حالت بیفعولی میں :-

(۳) - چادر - اسم عام - واحد مذکر - حالت بیفعولی میں :-

(۴) - چمٹا - اسم عام - واحد مذکر - حالت بیفعولی میں :-

(۵) - ہاتھ - اسم عام - واحد مذکر - حالت ظرفی میں :-

(۶) - دھرم سالہ - اسم عام - یہ ترکیب اضافی - واحد مؤنث - حالت ظرفی میں :-

(۷) - کتا - اسم عام - واحد مذکر - حالت فاعلی میں :-

(۸) - گلا - اسم عام - واحد مذکر - حالت اضافی میں :-

(۹) - پٹیا - اسم عام - واحد مؤنث - حالت بیفعول مالم سیٹھے فاعلہ میں :-

- (۱۰)۔ گھونگرو۔ اہم عام۔ جمع مذکر۔ حالت مفعول بالمستثنیٰ فاعلہ میں *
 (۱۱)۔ لوگب۔ اہم جمع۔ جمع مذکر۔ حالت فاعلی میں *
 (۱۲)۔ جوق جوق۔ اہم جمع۔ جمع مذکر۔ حالت متعلق فعل میں *
 (۱۳)۔ میللا۔ اہم جمع۔ واحد مذکر۔ حالت مفعول بالمستثنیٰ فاعلہ میں *
 دریوں کی بنائی دیدی گئی۔ بچنے والے نے ان کی بناوٹ بڑی چترائی سے کی ہے۔
 (۱)۔ دریوں کی بنائی ہوئی مرکب اضافی مونث۔ حالت مفعولی اضافی میں *
 (۲)۔ بن سستہ واسٹہ۔ اہم عام۔ واحد مذکر۔ حالت فاعلی میں *
 (۳)۔ ان کی بناوٹ۔ مرکب اضافی جمع مونث۔ حالت مفعولی اضافی میں *
 (۴)۔ چترائی۔ اہم ذہنی۔ واحد مؤنث۔ حالت متعلق فعل یعنی مجروری میں *

دوم ضمیر

ایسا کلمہ جو کسی شخص یا چیز کے نام کی عوض بولا جائے۔ اور بولنے میں ایک ہی نام کو بار بار دہرانے پر سے کہیں۔

زیر نے آکر اپنی سرگزشت سنائی۔ اگرچہ وہ کہتا تھا کہ مجھ میں زیادہ دیر تک بیٹھنے کی طاقت نہیں۔ اور میری طبیعت بھی درست نہیں۔ مگر میں نے اس حالت کا ظاہر کرنا ضروری خیال کیا اس کلام میں زید اسم ہے۔ اور الفاظ۔ وہ مجھ میں۔ میری۔ میں۔ جو اس کلام میں بجائے اسم زید۔ آئے ہیں ضمیر میں *

اُرو میں ضمیر کی چھ قسمیں ہیں *

(۱) ضمیر شخصی یعنی وہ ضمیر جو آپس میں گفتگو کرتے وقت باتیں کرنے والے باہم ایک دوسرے کیلئے یا کسی اور شخص یا چیز کیلئے جس کا ذکر شنائے گفتگو میں آچکا ہو۔ استعمال کریں *
 جب باہم بات چیت ہوتی ہے تو ایک تو بات کرنے والا ہوتا ہے۔ اگر وہ اپنے نام کی

جگہ ضمیر برتے تو اس ضمیر کو واحد متکلم کہیں گے جیسے میں جاتا ہوں یہاں میں کی
ضمیر بات کہنے والے کے نام کی جگہ ہے اس لئے واحد متکلم ہے ۔

اور اگر بات کرنے والا ایک سے زیادہ کو اس بات میں اپنا شریک ظاہر کرے لے ضمیر
لائے تو اس کو جمع متکلم کہیں گے جیسے ہم جاتے ہیں۔ یہاں کئی جاتے والوں کے نام
کی جگہ ضمیر ہم ہے اس لئے جمع متکلم ہے ۔

دوسرا وہ شخص جس سے بات کی جائے۔ اگر اس دوسرے شخص کو تنہا خطاب کیا جائے تو
بات کہنے والا اس کے نام کی جگہ لفظ تو۔ لائیگا۔ اور اس لفظ تو کو ضمیر واحد حاضر یا واحد غائب
طے کے زمرے کہیں گے جیسے۔ تو جا۔ یہاں ضمیر تو دوسرے شخص حاضر کے نام کی جگہ ہے۔
اس لئے اس کو واحد حاضر یا واحد غائب کہیں گے ۔

اور اگر وہ جن کی طرف خطاب کرنا ہے ایک سے زیادہ ہیں تو اس کے ناموں کی جگہ ضمیر تم
لاتے ہیں اور اس کو جمع حاضر یا جمع غائب کہتے ہیں۔ جیسے تم جاؤ۔ یہاں ضمیر تم ایک سے
زیادہ مخاطبوں کے نام کی جگہ ہے۔ اس لئے جمع حاضر یا جمع غائب کہیں گے ۔

اور اگر وہ شخص یا چیز جس کے متعلق بات کہتی ہے۔ ایک ہے اور حاضر نہیں اس کے
نام کی جگہ ضمیر وہ برتی جائے گی۔ اور اس کو واحد غائب کہا جائیگا۔ جیسے۔ وہ گیا۔ یہاں
اس شخص کے نام کی جگہ ہے جو موجود نہیں اس لئے اس کو واحد غائب کہیں گے ۔

اور اگر ایک سے زیادہ شخصوں یا چیزوں کے نام کی جگہ ضمیر لانی ہو تو بھی لفظ وہ یا وہ بولا جائیگا۔
لفظ وہ جو پرانی اردو میں بولتے تھے اب متروک ہے۔ اور اس صورت میں کہ وہ سے
ایک سے زیادہ اشخاص یا چیزیں مراد ہوں اس کو جمع غائب کہیں گے جیسے۔ وہ گئے۔ یا
وہ گئے۔ یہاں وہ۔ یا۔ وہ ضمیر جمع غائب ہیں ۔

ان تمام ضمیروں کو ضمیر شخصی کہتے ہیں اور حسب تفصیل بالا ان کی صورت یہ ہوگی ۔

تعداد متکلم حاضر غائب

واحد میں تو وہ
 جمع ہم تم وہ یا دو
 واحد متکلم کی ضمیر جب کسی صفت کی موصوف ہو تو بجائے میں کے مجھ اور بجائے تو کو تجھ بھی آتی ہے
 جیسے مجھ غریب کو کیوں سنا رہا ہو۔ مجھ پر ڈیسی پر رحم کرو تجھ سے حال کو کون پوچھے گا۔
 بلحاظ حالات کے ضمیر شخصی میں جواول بدل ہوتی ہے وہ ہم ذیل میں لکھتے ہیں۔
 حالت واحد متکلم جمع متکلم واحد حاضر جمع حاضر واحد غائب جمع غائب
 اصل ضمائر میں ہم تو تم وہ وہ یا دو۔
 حالت فاعلی میں ہم نے تو نے تم نے اس نے انھوں نے
 حالت مفعولی مجھ یا تجھ کو ہمیں یا تم کو تمہیں یا انکو اسے یا اس کو انھیں یا انکو
 حالت مجروری مجھ پر ہم پر تجھ پر تم پر اس پر ان پر
 حالت ظرفی مجھ میں ہم میں تجھ میں تم میں اس میں ان میں
 حالت جارحی میرا ہمارا تیرا تمھارا اس کا ان کا
 حالت تدائی یہ حالت ضمیر کیلئے نہیں آتی ہم کیلئے حاضر ہے ضمیر وہ کے ساتھ۔
 فارسی کا الفاظ اے آنکہ اور اے کہ کی تقلید میں جو کہا جاتا ہے کہ اے وہ کہ تیرا۔
 ثانی کوئی نہیں۔ اے وہ کہ تیری بھلائی کا چرچہ عام ہے۔ بہت کم اور شاذ اور نادر استعمال
 ان ضمیروں میں مذکر و مؤنث کا فرق نہیں ہوتا۔ دونوں کے لئے ایک ہی ضمیر برتی جاتی ہے اب
 ان پانچوں حالتوں کی مثالیں بیان کرتے ہیں جس ترتیب سے حالتیں لکھی ہیں اسی ترتیب سے
 مثالیں دی جاتی ہیں۔

واحد متکلم میں نے پکارا مجھے پکارا۔ مجھ کو پکارا۔ مجھ پر مہربانی کی۔ مجھ میں طاقت نہیں۔ میرا گھر ہے
 جمع متکلم ہم نے پکارا ہمیں پکارا۔ ہم کو پکارا۔ ہم پر مہربانی کرو ہم میں طاقت نہیں۔ ہمارا گھر ہے۔
 واحد حاضر تو نے پکارا۔ تجھے پکارا۔ تجھ کو پکارا۔ تجھ پر مہربانی کی۔ تجھ میں طاقت نہیں۔ تیرا گھر ہے۔

جمع حاضر۔ تم نے پکارا تمہیں پکارا۔ تم کو پکارا۔ تم پر مہربانی کی تم میں طاقت نہیں بھارا گھر ہو۔
 واحد غائب۔ اس نے پکارا۔ اسے پکارا۔ اس کو پکارا۔ اس پر مہربانی کرو۔ اس میں طاقت نہیں اس کا گھر ہو۔
 جمع غائب۔ انھوں نے پکارا۔ ان کو پکارا۔ انھیں پکارا۔ ان پر مہربانی کی ان میں طاقت نہیں ان کا گھر ہو۔
 ہر طرح کی ضمیر واحد کا استعمال اکثر حقارت یا محبت کیلئے کیا جاتا ہے۔ ورنہ ضمیر جمع بجائے واحد
 کے استعمال کیجاتی ہے۔ اور اس سے عزت و عظمت مقصود ہوتی ہے جیسے میں جاتا ہوں
 تو جاتا ہے۔ وہ جاتا ہے کی جگہ یوں کہیں گے کہ ہم جاتے ہیں۔ تم جاتے ہو۔ وہ جاتے ہیں۔
 اگرچہ جاتے والا واحد ہو۔ البتہ جناب باری تعالیٰ عز اسمہ کی حضور میں بوقت دعا یا التجا یا
 واحد ہی کی ضمیر استعمال کیجاتی ہے تاکہ شائبہ شرک نہ ہو جیسے۔ الٰہی تو مجھے تندرستی عطا کر۔
 خداوند ایتھرے سوا میرا کوئی نہیں۔ اسے خدا تو میری مدد کر۔

آپ۔ حاضر کی دونوں ضمیروں تم اور تو کی جگہ لفظ آپ کا استعمال زیادہ وسیع سمجھا جاتا
 ہے اور لفظ آپ کیلئے فعل یا صفت کا بھی صیغہ جمع برتا جاتا ہے۔ جیسے۔ آپ آئے۔ آپ
 دریافت فرماتے ہیں۔ آپ علم ہیں۔ آپ بہت اچھے ہیں۔ مگر فعل یا صفت کا جمع لانا اسی
 وقت ہوتا ہے جبکہ لفظ آپ حالت فاعلی میں ہو۔ دوسری حالتوں میں جمع نہیں لاتے جیسے
 آپ کو کس نے دہم کا دیا۔ آپ پر کون تخت لگا سکتا ہے۔ آپ میں اب وہ نوکر نہیں رہا۔
 آپ کا گھر گر پڑا۔

غائب کیلئے بھی آپ کا استعمال تعظیماً کرتے ہیں جیسے کسی غائب کی نسبت کہیں کہ آپ
 یوں فرمایا کرتے تھے۔ آپ زمانہ تشریف لاتے۔ اپنی حیات میں آپ نے کبھی نماز فضا نہیں کی۔
 لفظ آپ بحالت اضافت۔ واحد مذکر میں اپنا۔ اور واحد جمع مونث میں اپنی اور جمع مذکر میں
 اپنے ہو جاتا ہے جیسے یہ اپنا گھوڑا ہے۔ یہ اپنی گھوڑی ہے۔ یہ اپنے گھوڑے ہیں۔ یہ اپنی
 گھوڑیاں ہیں۔

جب کوئی اہم ظاہر یا ضمیر حالت فاعلی یا مفعولی۔ وغیرہ میں ہو یا ان میں سے دو حالتوں میں

تو بجائے اہم یا ضمیر کے مکر لائیے۔ اپنا۔ یا۔ اپنی۔ یا۔ اپنے لاتے ہیں۔ جیسے
 میں اپنا کام کرتا ہوں تم اپنا کام کرو۔ وہ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنا رہے ہیں۔
 تم نے اپنے حوصلہ سے بڑھ کر یہ کام کیا۔ ہم تو اپنی کمرے میں سست ہیں میں نے اپنے ہاتھ سے دیا
 وہ اپنے آپ باتیں کر رہا تھا۔ سب اپنی اپنی کہانی کہتے ہیں۔ انھوں نے اپنے اپنے ہنر دکھائی۔
 وہ اپنے آپ کو عقلمند سمجھتا ہے۔ وہ اپنے آپ میں بڑا بنا ہوا ہے۔
 اپنے تئیں متروک ہو بجائے اس کے اپنے آپ کہتے ہیں۔
 کبھی آپ بجائے اپنا۔ یا۔ اپنی کے بولتے ہیں۔ جیسے۔ آپ کالج سو مہا کالج میں آپ بیٹی
 کہانی کہتا ہوں۔ کبھی آپ نے آپ۔ یا آپ ہی آپ خود بخود کے معنوں میں آتا ہے جیسے۔
 کیا میں آپ سے آپ گر پڑا۔ کیا وہ آپ سے آپ چلا گیا۔ کیا وہ آپ ہی آپ روٹھ گیا۔
 کبھی آپ کی جگہ آپ کا استعمال ہوتا ہے جیسے۔ وہ آپ سے یا ہر ہو گیا۔ وہ آپ سے نہیں
 یا راو یاروں کے الفاظ و احادیث کی ضمیر کی جگہ اور صرف یاروں کا لفظ ضمیر جمع شکلم کے لئے
 بولتے ہیں جیسے۔ یار تو وہیں ڈٹے رہے۔ یاروں نے تو پہلے ہی کہنا تھا۔ وہ یاروں کا یار ہو
 یاروں نے تو بہت زور مارا یعنی میں نے۔ یاروں کو چھوڑ کہاں چلے یعنی ہمیں۔
 قائد۔ فارسی اور عربی میں دو قسم کی ضمیریں ہوتی ہیں ایک متصل یعنی فعل کے ساتھ
 ملی ہوئی جیسے۔ آدم میں میں یعنی میں آیا اور ضرعی میں (نی) یعنی مجھے مارا۔ ایسی ضمیر اردو میں نہیں
 ہوتی۔ دوسری منفصل یعنی الگ جیسے ادا۔ وہ آیا۔ یا۔ انا۔ احمد میں احمد ہوں۔ اردو میں صرف
 منفصل ضمیر ہی ہوتی ہیں۔

(۲) ضمیر اشارہ۔ ایسا لفظ جس سے کسی شخص یا چیز کو بتایا جاسے۔ اور جس شخص یا چیز
 کو بتایا جائے یہ لفظ اس کے اہم کا قایم مقام ہو۔ جیسے۔ نہیں۔ وہ لاؤ۔ اس کو نہیں اسکو
 بلاؤ جس شخص یا چیز کو بتایا جائے اسے اشارہ الیہ کہتے ہیں۔ اس کے لئے دو لفظ ہیں۔
 (۱) سہ۔ اشارہ قریب کیلئے جیسے یہ تھا۔ یہ رہا۔ یہ ہو۔ یہ آیا۔ یہ گیا۔ یہ بٹھا۔ یہ بگا۔ یہ بہت اچھا ہے

یہ پٹا۔ یہ لکھا تذکرہ تائید اور وحدت جمع میں یہ ضمیر یکساں رہتی ہے جیسے یہ آیا۔ یہ آئے۔
یہ آئی یہ آئیں *

زور دینے یا توثیق کیلئے اسکی (ہے) کو کسرہ دیکر یا بے معروف بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے۔
ہی تھا۔ یہی تھے۔ یہی تھی۔ یہی تھیں *

حالت مفعولی و اضافی وغیرہ میں واحد کیلئے (اس) بکسرہ الف اور جمع میں (ان) بکسرہ
الف سے ضمیر بدل جاتی ہے۔ مگر حالت فاعلی میں واحد کیلئے تو (اس) بکسرہ سٹور رہتا ہے مگر جمع
کیلئے بجائے (ان) کے انھوں کہیں گے جیسے۔ اس نے مارا۔ اس کو مارا۔ اس پر مار پڑی۔
اس میں سانس ہے۔ اسکا گھوڑا انھوں نے مارا۔ ان کو مارا۔ ان پر مار پڑی۔ ان میں کتابیں ہیں
ان کے گھوڑے ہیں *

حالت مفعولی میں بجائے (ان کو) کے انھیں بھی بولتے ہیں جیسے انھیں مارو۔
انھیں پکڑو۔ انھیں لاؤ۔ انھیں لجاؤ۔ وغیرہ۔ لیکن حالت مفعول بالمشیئہ فاعلہ میں
یہ کی ضمیر بستور رہے گی جیسے یہ پٹا۔ یہ لکھا۔ یہ کٹے۔ یہ پٹے۔ وغیرہ *

زور دینے کے موقع پر (اس) کے سین کو کسرہ دیکر صرف یا بے معروف۔ اور (ان) کے نوں کو بکسرہ
کر کے ہائے مخلوطی اور یا بے معروف اور نوں غنہ بڑھاتے ہیں جیسے۔ اسی نے کہا تھا۔ اسی کو
پکھا رہا تھا۔ اسی پر میں سوار تھا۔ اسی میں روپیے رکھے تھے۔ اسی کا مکان ہے۔ یا انھیں سے
ملا تھا۔ انھیں پر پھروسہ ہے۔ انھیں میں ڈھونڈ لو۔ انھیں کا باغ ہے۔ وغیرہ۔ ضمیر (یہ) کے
بعد یا بے معروف صرف حالت فاعلی میں بڑھائی جاتی ہے۔ اور اس ضمیر (یہ) کو ایسے موقع
پر بولتے ہیں جہاں نے علامت فاعلی نہ بولی جاسے۔ جیسے یہی گیا تھا۔ یہی کہہ رہا تھا۔ یہی کھا گیا۔
یہی سوتا تھا۔ یہی رو رہا ہے *

(ب) وہ۔ اشارہ بعید کیلئے۔ انھیں بھی بحالت تذکرہ تائید اور وحدت جمع کوئی تبدیلی
نہیں ہوتی جیسے۔ وہ گیا۔ وہ گئے۔ وہ گئی۔ وہ گئیں *

حالت فاعلی مفعولی وغیرہ میں بجائے (وہ) ضمیر واحد کے (اس) بضم الف بتا جاتا ہے۔
 جیسے۔ اُس نے دیکھا۔ اُس کو دیکھا۔ اُس پر چڑھا۔ اُسیں بیٹھا۔ اُس کا قلم۔
 مگر (وہ) کی ضمیر جمع بولنے کے وقت۔ انھوں الف کے پیش سے حالت فاعلی اور انہیں حالت
 مفعولی ہیں جبکہ علامت مفعولی ہو۔ اور بحالت علامت مفعولی ہونے یا دیگر حالتوں میں (اُن)
 الف کے پیش سے استعمال کرتے ہیں۔ جیسے۔ انھوں نے پڑھا۔ انھیں پڑھایا۔ اُن کو پڑھایا۔
 ان پر آفت آئی۔ ان میں سب چیزیں رکھ دیں۔ ان کے موڑھے ہیں۔
 علامت مفعولی میں جہیں مفعول مالم شے فاعلہ ہوتا ہے ضمیر وہ بدستور رہتی ہے وہ بجا۔ وہ
 چھتا۔ وہ لٹا۔ وہ کٹا۔ وہ گٹا۔ وغیرہ۔

بجائے (یہ) کے ایسا۔ او بجائے (وہ) کے ویسا بھی بطریق ضمیر اشارہ متصل ہیں۔ مگر ایسی جگہ
 جہاں تمثیل یا تشبیہی مقصود ہو۔ ایسا۔ اور ویسا کے آخر کا الف جبکہ علامت فاعلی و
 مفعولی وغیرہ ان کے ساتھ نہ تو جمع نہ کریں یا بے جمہول سے اور واحد و جمع نمونہ میں یا بے
 معروف سے بدل جاتا ہے۔ جیسے۔ ایسا لانا۔ ویسا مت لانا۔ ہم ایسے سوئے۔ یہ ویسے نہیں
 یہ ایسی ہے۔ یہ ویسی ہیں۔ اور علامات کے ساتھ۔ واحد مذکر کے لئے ایسے اور جمع مذکر کے لئے
 ایسوں۔ اور واحد مؤنث کیلئے ایسی۔ اور جمع مؤنث کیلئے ایسیوں۔ لاتے ہیں۔ جیسے۔
 حالت فاعلی کسی ایسے ہی نے کہا ہوگا۔ ایسیوں نے ہی بکاڑ دیا۔ کوئی ایسی ہی چرا لیا
 ایسیوں نے ہی مل کر یہ کام کیا ہوگا۔

حالت مفعولی۔ ایسے کو کون پوچھتا ہے۔ ایسیوں کو اپنے پاس مت آنے دو۔ سی
 گھر میں کیوں جانے دیتے ہو۔ ایسیوں کو راہ راست پر لانا مشکل ہے۔
 حالت مجروری۔ ایسے سے کیا کام ہو سکتا ہے۔ ایسیوں سے بناہ آسان نہیں۔ ایسی
 کیوں ملتے ہو۔ ایسیوں کو کیوں آتے دیتے ہو۔

حالت اضافی۔ ایسے کا منہ دیکھا۔ ایسیوں کا ہاتھ پکڑا۔ ایسی کی باتیں سنیل۔ ایسی کا

مکان کیوں خریدیا؟

حالت ظرفی۔ ایسے میلے میں روٹی مت رکھو۔ ایسوں میں کھانا نہ آتا رہا۔ ایسی ٹیلی میں پاں کیوں لائے۔ ایسوں میں سلوک کیونکر ہو؟

ولیسما۔ ویسی۔ وغیرہ جواب میں بولتی ہیں اور اس کے جواب میں جیسا وغیرہ بھی آتا ہے۔ اور تنہا بھی استعمال کرتے ہیں جیسے۔ ویسیا لاؤ جیسا کل لائے تھے۔ تم ایسا لائے ویسا نہ لائے۔ جیسا میں نے کہا تھا۔ یہ ویسی نہیں جیسی میں چاہتا ہوں۔ یہ ویسا نہیں اڑتا جیسا پہلے اڑتا تھا۔ اب یہ ویسی نہیں رہی جیسی پہلے تھی۔ ایسا ٹھنڈا اور شیریں تھا کہ پھر ویسا نہ ملا۔

ضمائر شخصی اور ضمیر اشارہ کے ساتھ لفظ اور یا کچھ اور بڑھاکر فرق مراتب کا اظہار کیا جاتا ہے۔ جیسے۔ تو اور ہے وہ اور ہے میں اور ہوں وہ اور ہے ہم اور ہیں تم اور ہو۔ یہ اور ہے وہ اور ہے وہ کچھ اور ہے اور تم کچھ اور۔ تم کچھ اور ہو کچھ اور۔ یہ کچھ اور ہے وہ کچھ اور۔ ان صورتوں میں تذکیر و تانیث کا کوئی فرق نہیں ہوتا۔

(۴) ضمیر موصولہ۔ اس کو ضمیر سیائی بھی کہتے ہیں یعنی ایسی ضمیر جو کسی اسم یا ضمیر کی جگہ بیان کے جملہ میں آئے۔ اور دو فقروں میں ربط پیدا کر دے ضمیر موصولہ کے بعد کا فقرہ صلہ کہلاتا ہے اور موصول اور صلہ بلکہ جملہ کا پورا جزو ہوتے ہیں۔ اگر ضمیر موصولہ میں شرط کے معنی پائے جائیں تو اس کے بعد کے فقرہ کو جزا کہتے ہیں جیسے۔

صلہ کی مثال۔ وہ قلم جو تم نے دیا تھا کھویا گیا۔ جو کل آیا تھا وہ چلا گیا۔

جزا کی مثال۔ جو تم کہتے تو میں جاتا۔ جو تم بلا تے تو میں آتا۔

اس ضمیر کے لئے اردو میں دو لفظ ہیں (جو) بضم جیم اور واو مجہول۔ اور (جو) اور کبھی فاعلی (کہ) بھی ضمیر موصولہ کی جگہ آتا ہے۔ مگر یہ ضمیر موصولہ نہیں۔ کیونکہ بحالت فاعلی و مفعولی وغیرہ استعمال نہیں۔

(۱) جو۔ تذکیر و تانیث اور وحدت و جمع میں یہ ضمیر بدستور رہتی ہے جیسے جو گیا تھا وہ

آگیا جو گئے تھے وہ آگئے جو گئی تھی وہ آگئی۔ جو گئی تھیں وہ آگئیں۔

حالت فاعلی میں جبکہ علامت بنے نہ ہو اور حالت مفعولی میں جبکہ بحیثیت مفعول مالم شیے فاعلہ واقع ہو۔ تو اس ضمیر میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی جیسے جو آیا تھا گیا۔ جو گئی تھی وہ مگر گئی جو بارتے تھے وہ بکڑے گئے۔ جو بیٹھی تھیں وہ مگر بیٹھ گئیں۔ جو بیٹھا تھا وہ بھاگ گیا جو بھایا سو کھا لیا۔ جو لٹی تھی وہ رو رہی تھی جو تھی وہ نکال لی۔

لیکن فاعلی حالت میں جبکہ علامت نے آئے۔ اور باقی دیگر حالتوں میں۔ واحد کے لئے ضمیر (جو) لفظ جس سے بدل جاتی ہے۔ جیسے جس نے شناسی خوش ہوا جس کو بلایا وہ آگیا جس پر پڑتی ہے وہی جانتا ہے۔ جسکی لاکھی اسکی بھینس جس میں کو رکھ دوں۔ مگر حالت مفعولی میں (جس) کی جگہ جسے بھی متعلق ہے۔ جیسے جسے کو بللاؤں جسے پوچھو اس کا حال بتاؤں۔ جمع میں ضمیر (جو) بحالت فاعلی جبکہ علامت فاعل بھی موجود ہو۔ (جنہوں) ہی بجاتی ہے جیسے جنہوں نے وعظ کیا تھا وہ آگئے ہیں جنہوں نے آنا تھا وہ آچکے۔

اور حالت مفعولی میں (جن) اور (جنہیں) سے جیسے جن کو اچھا سمجھا وہی بُرے نکلے جن کو بلایا تھا وہ آگئے۔ یا جنہیں اچھا سمجھا وہی بُرے نکلے جنہیں بلایا وہ آگئے۔

حالت مجروری اور ظرفی اور اضافی میں صرف (جن) سے بدلتے ہیں جیسے جن سے ملنا تھا وہ مل گئے جن پر پھروس تھا وہی انکار کر گئے۔ جن میں خرابی تھی وہ واپس کر دیئے جن کا مال تھا انہیں دیدیا۔

حالت اضافی میں تذکرہ و تائید کا اثر علامت اضافت پر ہوتا ہے۔ اصل ضمیر پر نہیں ہوتا جیسے جن کا گھوڑا تھا وہ لیگئے۔ جس کی چیزیں تھیں اُسے دیدیں جس کا کام تھا اس نے کیا۔

جن کا مکان ہے وہی رہتے ہیں۔ جمع کی ضمیریں تعظیم کیلئے واحد پر بھی بولی جاتی ہیں جیسے جن صاحب کا ذکر تھا وہ تشریف لے آئے یہ صاحب ہی ہیں جنہوں نے کل لکچر دیا تھا۔

ضمیر (جو) اور اُس کی بدلی ہوئی صورتوں کے جواب میں (وہ) اور اس کی بدلی ہوئی صورتیں برتی جاتی ہیں۔ اور بعض جگہ لفظ (سو) اور اگر ضمیر (جو) مشروطی معنی دے تو اس کے جواب میں (تو) آتا ہے جیسے جو کہا تھا وہی ہوا۔ جو کل بازاریں شے تھیں وہی ہیں۔ جو منظور ہو وہ بتا دو جس سے کہو اس سے کہوں جس کے ساتھ بھلائی کی اُسی نے برائی کی جن کا پیغام آیا تھا وہ آپ آگئے جو سویا سوچو گا۔ جو کیا سوچو گا۔ جو ہوا سو ہوا۔ جو کہو تو میں جاؤں۔ جو آتا تو میں کہتا۔ جو ایک کلموں میں اسکا حذف کر دیتا بھی جائز ہے جیسے کہو کہوں۔ جسے کہو بلا دوں جس سے کہو دریافت کراؤں۔

(جو) اور (جس) اور (جسے) اور (جن) مکرر آتے ہیں۔ ان میں سے (جو) کی تکرار جیسے یا جتنا کے معنی بھی پیدا ہوتے ہیں۔ جیسے جو جو آنے والے تھے آپکے جو جو کہا تھا سب کہیا اور نیز ان چاروں ضمیروں کی تکرار سے۔ فرداً۔ فرداً کسی تعلق کا اظہار کیا جاتا ہے۔ جیسے جو جو کام کر رہے تھے وہ چلے گئے جس جس نے مارا تھا وہ پکڑے گئے جس جس کو پیغام بھیجا وہ آگیا جن جن کے نام بتائے اُن سے کہو یا جسے جسے کھانا کھانا ہو وہ آجائے۔ ضمیر جو کے بعد لفظ کچھ بڑھاتے ہیں اور اُس سے تکمیل کے معنی لیتے ہیں۔ جیسے جو کچھ سب جاتا رہا۔ جو کچھ کہا سب سنا۔ جو کچھ مسیخ پاس ہے سب آپکا ہے۔

اور ضمیر (جو) کے بعد لفظ کوئی اور ضمیر (جس) کے بعد لفظ کسی کا اضافہ کر کے عمومیت کے معنی پیدا کرتے ہیں۔ جیسے جو کوئی آیا بڑا ہوا ہی آیا جس کسی سے پوچھا اس نے کچھ نہ بتایا جو کوئی آئے گا صلواتیں سنائے گا جس کسی سے پوچھو گے یہی جواب دے گا۔

ضمیر (جو) کے بعد لفظ کہیں بھی زیادہ کیا جاتا ہے۔ جیسے جو کہیں جاتا ہے کسی غرض سے جاتا ہے جو کہیں آتا جاتا ہی ہوا سے کیا معلوم۔

(ب) جو تسما۔ اس ضمیر کی تاثیر میں خواہ واحد کے لئے ہو۔ خواہ جمع کے لئے۔ آخر کا لفظ یا سے معروف سے۔ بدل دیا جاتا ہے۔ اور جمع مذکر کے لئے یا سے مجهول سے۔ اور حالت جاعلی

و فصولی وغیرہ میں بھی۔ واحد مذکر کے لئے یا ئے جہول سے اور جمع مذکر کے لئے۔ الف کو واؤ جہول سے بدل کر تون عنہ زیادہ کرتے ہیں۔ اور جمع مونث کیلئے واؤ جہول اور تون عنہ بلا کسی حرف کے بدلنے کے پڑھاتے ہیں۔ اور حرف کے بدلنے یا پڑھانے میں یہ ہے کہ یا پڑھائے ہوئے پہلے حرف کے قبل کی حرکت ان حرفوں کی بموجب ہو جاتی ہے۔ یعنی الف کیلئے زیر۔ یے کے لئے زیر۔ واؤ کے لئے پیش۔ جیسے۔ جونسہ۔ جونسے۔ جونسی۔ جونسوں۔ انتخاب اور تمیز کے لئے۔ اس ضمیر کا استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے جونسہ کو لے آؤں۔ جونسے آئے ہوئے تھے وہ چلے گئے۔ جونسی پڑھا کرتی ہے وہ آئی۔ جونسگی رہی تھیں وہ انعام مانگتی ہیں۔ حالت کی مثالیں۔

جونسے نے کل کتاب دکھائی تھی وہ اور کتابیں لایا ہے۔ جونسے کو صبح دھکا یا تھا وہ پھر آگیا۔ جونسے پر آپ کی نظر عنایت ہے وہ عرض کرتی ہے جوں سے میں کوہ پکڑے کھڑوں* جونسے کی اڑھنی رنگو اتی ہوو دیدو۔ جونسوں نے آٹھیں ڈھوئی تھیں وہ مزدوری مانگتے ہیں جونسوں کو کل بلایا تھا وہ آج آئی ہیں۔

لیکن پانچوں حالتوں میں۔ بجائے جونسہ اور اس کے مشتقات کے۔ جو اور اس کی تبدیلی صورتوں کا برتنا فصیح ہے۔ اور جونسہ کی تبدیلی شدہ صورتوں کو نہیں برتتے۔

اس ضمیر کو جب پیہم کر لانا چاہیں تو (سا) اور اس کی بدلی ہوئی صورتوں کا استعمال ضمیر ثانی میں کرتے ہیں۔ پہلی ضمیر میں نہیں کرتے۔ جیسے۔

جون جونسہ۔ جون جونسے۔ جون جونسوں۔ جون جونسوں۔ اب بجائے ان سب کے جو جو یا جن جن مستعمل ہے۔

(۴)۔ ضمیر استفہام۔ وہ ضمیر جو سمجھنے یا دریافت کرنے کیلئے بولی جائے۔ جیسے۔

کون ہے۔ کیا ہے۔ کونسہ ہے۔ کہے ہیں۔ کتنا ہے۔ اُردو میں ضمیر استفہام کے پانچ لفظ ہیں۔

(۱) کون۔ کات کے زیر سے۔ ضمیر ذوی العقول کی تعریف دریافت کرنے کے لئے آتی ہے۔

جیسے۔ کون گرا۔ کون بولا۔ کون آیا۔ کون گیا۔ کون ہے۔ کون تھا۔ تذکرہ و تالیف اور جمع

وجہ میں ضمیر کون نہیں بدلتی۔ جیسے۔ کون گرا۔ کون گرے۔ کون گری۔ کون گریں *

حالت فاعلی و مفعولی وغیرہ میں حسبِ میل تبدیلیاں اس میں ہوتی ہیں *

حالت فاعلی۔ جب فاعل کے ساتھ علامت نے ہو تو واحد اور جمع کے لئے کون ہی نہیگا۔

جیسے۔ کون بولا۔ کون بولے۔ کون گئی۔ کون گئیں *

اور اگر علامت نے فاعل کے ساتھ ہو تو واحد کے لئے (کون) (کس) سے بدل جاتا ہے

جیسے کس نے مارا کس نے کہا۔ کس نے دھول اڑائی۔ کس نے خبر دی *

اور جمع کے لئے کنبھوں بولا جائیگا۔ جیسے۔ کنبھوں نے باتیں کیں کنبھوں نے تالیاں بجائیں

کنبھوں نے دعائیں دیں *

حالت مفعولی۔ اگر مفعول کے ساتھ علامت کو نہ ہو۔ تو واحد کیلئے۔ (کسے) بولتے ہیں

جیسے۔ کسے پڑھایا۔ کسے پیار کیا۔ کسے بلایا۔ کسے دھمکایا *

اور جمع کے لئے کنبھیں کہتے ہیں جیسے کنبھیں بلاتے ہو۔ کنبھیں پڑھاتا ہے۔ کنبھیں لے جاتے ہیں

اور اگر مفعول پر علامت کو ہے تو واحد کے لئے کس اور جمع کے لئے کن پرتا جاتا ہے جیسے

کس کو سلا یا۔ کس کو جگایا۔ کس کو پلایا۔ کس کو کھلایا۔ کن کو پکڑا۔ کن سے کہا۔ کن کو لاؤ۔

کن کو پیغام بھیجا *

مفعول بالِ ضمیر کے لئے واحد اور جمع میں اصل ضمیر کون برقی جائیگی۔ جیسے کون پٹا

کون لٹے۔ کون پٹی۔ کون لٹیں *

حالت مجروری { ان تینوں حالتوں میں واحد کے لئے (کس) اور جمع کے لئے (کن)

حالت اضافی { آتا ہے جیسے حالت مجروری کس سے باتیں ہوئیں کس سے لڑائی ہوئی

حالت ظرفی { کس پر مار چڑی کن پر عفت ہوئے کن سے خط و کتابت کی۔ کن پر

آفت آئی۔ کن سے محبت ہے۔ کن پر ناراضی ظاہر کی جا رہی ہے * حالت اضافی کس کا مکان ہے

کس کی دکان ہے۔ کس کا ذکر تھا۔ کس کی باتیں ہو رہی تھیں۔ کن کے پاس جانا ہے۔ کن کا پیغام لائے ہو۔ کن کی تصویریں ہیں۔ حالت طرفی۔ کس میں برتن رکھے ہیں۔ کس میں مانی ہے۔ کس میں آگ لگی۔ کن میں دھبے پڑ گئے۔ کن میں گھیوں بھر دیئے۔ کن میں مول آ رہا ہے۔ ان کام ضمیر دس میں تذکیر و تانیث کے وقت کوئی تغیر نہیں ہوتا۔ کس اور کن۔ یہ دونوں جاندار و بیجان کے لئے عام ہیں جیسے اشلہ بالا سے ثابت ہوا۔ کیوں۔ اور کس اور کن مگر بھی بولے جاتے ہیں اور متعدد اشیاء پر غلطیوں کے متعلق کسی ایک بات کا استفہام ہوتا ہے جیسے کون کون آیا۔ کس کس نے گواہی دی۔ کن کن کو کھانا کھلایا۔ کس کس میں پانی بھرا۔ کن کن کی ٹینٹو ٹوٹی۔ انتخاب اور تیز کے استفہام کیلئے ضمیر (کون) پر (سا) کا لفظ اور بڑھا کر واحد مذکر کے لئے کونسا۔ اور واحد اور جمع مؤنث کیلئے کونسی۔ اور جمع مذکر کے لئے کونسے۔ بولتے ہیں جیسے کونسا پسند آیا۔ کونسی پسند آئی۔ کون سے پسند آئے۔ کونسی پسند آئیں۔

حالت فاعلی و مفعولی وغیرہ میں اس ضمیر کا تغیر و تبدل حسب ذیل ہے۔
حالت فاعلی میں اگر فاعل کے ساتھ علامت فاعل نہ ہو تو وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث کی طرح ہوگی جس طرح اوپر بیان کی گئی۔ جیسے کونسا آیا۔ کونسی آئی۔ کونسے آئے۔ کونسی آئیں۔ اور اگر علامت فاعل آئے گی تو واحد مذکر کے لئے کونسے اور جمع مذکر کیلئے کونسوں۔ اور واحد مؤنث کے لئے کونسی۔ اور جمع مؤنث کے لئے کونسیوں آئے گا۔ جیسے۔ کون سے تے پڑھا۔ کونسوں نے پڑھا۔

حالت مفعول مالم نسیم فاعلہ کی صورت میں کونسا کی ضمیر وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث میں اپنی ابتدائی صورت پر رہے گی۔ جیسے۔ کونسا ہارا۔ کون سے ہارے۔ کونسی ہاری۔ کونسی ہاریں۔ اور حالت مفعولی میں اگر علامت مفعول کے ساتھ ہو۔ اور حالت مجروری۔ اور حالت ظہری اور حالت اضافی میں ضمیر کونسا کا تغیر یکساں ہے یعنی واحد مذکر کے لئے کونسا۔ واحد مؤنث کے لئے کونسی۔ جمع مذکر کے لئے کونسوں۔ جمع مؤنث کے لئے کونسیوں۔ جیسے

حالت مفعولی۔ کون سے کو پکارا۔ کونسی کو پکارا۔ کونسیوں کو پکارا۔
حالت مجروری۔ کونسے سے باتیں کیں۔ کونسی سے باتیں کیں۔ کونسیوں سے باتیں کیں۔
سے باتیں کیں۔

حالت ظرفی۔ کونسے میں ٹھٹھا پانی ہے۔ کونسی میں نمک کھایا۔ کونسے میں نالج بھرا ہے۔ کونسے میں کھیل رہی ہیں
حالت اضافی۔ کونسے کا دانہ ہے۔ کونسی کسی جاہلی کو کونسیوں کو ٹھٹھا لے لیا۔ کونسے کوئی فعل نہی
ہوگی۔ کونسا کو جواب میں جو نسا آتا ہے اور دونوں میں یکساں ادل بدل ہوتی ہے۔ جیسے۔

سوال	جواب	سوال	جواب
کونسا پسند ہے۔	جو نسا سب سے اوپر ہے۔	کون سے چائیں گے۔	جو سب سے کل کسے گئے۔
کونسی منگاتے ہو۔	جو نسی خولصورت ہو۔	کونسیوں سے مشورہ کیا۔	کونسیوں کو اس قابل سمجھا۔
جب چیزوں یا شخصوں کے فردا فردا انتخاب کے لئے ان ضمیر و نکا کر بولنا مقصود ہو تو۔	بجائے	کونسا کونسا۔	یا کونسی کونسی وغیرہ کے۔
کون کونسا۔	کون کونسا۔	کون کونسی۔	کتنے ہیں۔ جیسے۔
کون کونسا پٹا کیا۔	کون کونسی خریدیں۔	کون کونسے خراب ہیں۔	کون کونسی چہرہ کات
رہی ہیں۔	کون کونسیوں نے مشورہ کیا۔	کون کونسیوں کو سبق پڑھایا۔	
(ب) کیا۔	وریا فت خبر کیلئے۔	ضمیر جاندار اور بے جان کے لئے بولی جاتی ہے۔	جیسے
کیا کہتے ہو۔	کیا سنا۔	کیا ہوا۔	کیا ہے۔
کیا ٹوٹا۔	کیا پھوٹا۔	وحدت و جمع۔	اور تذکرہ و تائید
اور حالت ذی علی مفعولی وغیرہ سے اس ضمیر میں تبدیلی نہیں ہوتی۔	جیسے۔		

کیا کھایا۔ کیا کھائی۔ کیا لائے۔ کیا لائیں۔

حالت فاعلی۔ کیا کیا۔ کیا لائے۔ کیا سنی۔ کیا لائیں۔

حالت مفعولی۔ کیا کھایا۔ کیا توڑے گئے۔ کیا اٹھالی۔ کیا ہٹالی گئیں۔ کیا لٹا۔ کیا لگا چوڑکھ
یہ ضمیر کلمات ربط یا علامات کی معمول نہیں ہوتی۔ اس لئے علامت فاعلی یا مفعولی اور حالت
مجروری یا اضافی یا ظرفی اس کے لئے نہیں ہوتیں۔

کبھی خلافت توقع کسی امر کے نام ہو جانے کے لئے بحیثیت ضمیر اس کا استعمال ہوتا ہے جیسے:
کیا کھا کیا ہوا۔ کیا کہا تھا اور کیا جواب ملا۔ کیا لائے اور کیا لیچلے۔

کبھی عبارت بہام کیلئے جیسے: کیا کہا پھر کہو۔ اچھا پھر کیا ہوا۔
منہب ضمیر ہم کو آتی ہے تو قدر کے معنی دیتی ہے جیسے: کیا کیا کیا۔ کیا کیا سنا۔ کیا کیا
گذری۔ کیا کیا دیکھا۔ کیا کیا بھگتی۔

(ج) کا ہے۔ یہ ضمیر مشورہ یا خبر دریافت کرنے کیلئے آتی ہے۔ مگر بلا کلمات ربط متصل
نہیں ہوتی جیسے: کا ہے نے کاٹا۔ کا ہے نے پکڑا۔ حالت فاعلی کیلئے: کا ہے کو توڑوں۔ کا
کو لیجا رہی ہو۔ ان مثالوں میں ضمیر کے معنی بھی ہیں اور صلہ فعل کے بھی۔ اگر اس ضمیر کو مکرر لائیں
تو صرف ضمیر کے معنی صاف صاف سمجھ میں آئیں گے جیسے: کا ہے کا ہے کو اکھاؤں۔ کا ہے کا
کو لیجاؤں چاروں مثالیں حالت مفعولی کی ہیں کا ہے سے ردئی کھاؤں۔ کا ہے سے لکھوں حالت
مجروری کے لئے۔

کا ہے میں ٹھوگوں۔ کا ہے میں رکھوں۔ حالت ظرفی کے لئے۔
کا ہے کا سبق پڑھوں۔ کا ہے کی مغزی لگے گی۔ حالت اضافی کیلئے۔
بصورت شکر ارتقا قسم کے معنی لئے جاتے ہیں اور بیاے مہول اور بیاے معزوف دونوں طرح
استعمال ہوتا ہے جیسے: کا ہے کا ہے میں پیوند لگاؤں۔

کا ہی کا ہی کی دھجیاں اٹھی کر لیں۔ کا ہے کا ہے پر پمک ٹکے گی۔ کا ہی کا ہی کانجن بنالیا
کا ہی کا ہی کے ٹکڑے جوڑ دیئے ہیں +

(د) کے۔ یہ ضمیر تعداد دریافت کرنے کیلئے آتی ہے۔ اور ایک سے زیادہ کی دریافت مفعول
ہوتی ہے خواہ جواب میں ایک ہی ہو۔ تذکرہ و تائید کا فرق اس میں نہیں ہوتا۔ جیسے: آ
کے گئے۔ کے نے کھایا۔ کے نے غل مجایا۔ حالت فاعلی میں: کے گئے۔ کے پڑے۔ کے سے پوچھا۔
کے کو کھلایا۔ حالت مفعولی میں: کے سوئے۔ کے سی باتیں کہیں کے پر گڑا پٹیا۔ حالت مجروری میں:

کے کی شرکت ہوئی۔ کے کا سا جھانکنا۔ حالت اضافی میں ۔

کے میں اٹا پھرا۔ کے میں کپڑے رکھے۔ حالت ظرفی میں ۔

(۴) کتنا۔ یہ ضمیر مقدار یا تعداد دریافت کرنے کیلئے بولی جاتی ہے۔ واحد مذکر کے لئے کتنا

اور واحد اور جمع مؤنث کیلئے کتنی اور جمع مذکر کے لئے کتنے۔ اور علامات کے ساتھ جمع مذکر

کے لئے کتنوں اور جمع مؤنث کے لئے کتنیوں۔ بولتے ہیں جیسے کتنا پڑھا۔ کتنا کھایا۔ کتنی

سنیں کتنی لکھیں کتنے چارہ ہیں۔ کتنوں کو خبر کی کتنیوں نے گایا ۔

کتنے پرہہ رہے ہیں۔ کتنے کھیل چلے کتنوں نے سبق یاد کیا۔ کتنوں نے امتحان

دیا کتنی آئیں اور کتنی آئیں گی کتنیوں نے گیت گائے کتنیوں نے پرہہ کا تا ۔

کتنوں کو مارا۔ کتنوں کو سمجھایا۔ کتنوں کو قطع کرنا سکھایا۔ کتنیوں کو بلایا۔

کتنے پئے۔ کتنے بکے۔ کتنے چوسے۔ کتنے توڑے ۔

کتنوں سے ملاقات کی۔ کتنوں سے حال دریافت کیا۔ کتنیوں پر ہانپنا۔

کتنیوں پر خفگی کا اظہار ہوا ۔

کتنوں کا حصہ ہے۔ کتنوں کی لاٹھیاں چھین لائے۔ کتنیوں کی اوڑھنیاں

دھانی تھیں۔ کتنیوں کی چوڑیاں آسمانی تھیں ۔

کتنوں میں تالا لگایا جائے گا۔ کتنیوں میں زردہ اتار دوں۔ کتنوں میں

درغ لگ گیا۔ کتنوں میں کپڑے نکلے ۔

(۵) ضمیر نکرہ۔ وہ ضمیر جو غیر معین شخص یا چیز کے لئے بولی جائے۔ جیسے کوئی ارہا ہے۔

ان میں سے کوئی سا بیلو۔ کچھ بیٹھے ہیں۔ کسی چلے گئے۔ ضمیر نکرہ کیلئے اکثر یہ کلمات بولے جاتے ہیں ۔

(۱) کوئی۔ بضم اول دو اور جہول۔ ضمیر اور اس کی تبدیل شدہ صورتیں جاندار اور بجان کیلئے

بولی جاتی ہیں۔ اور وحدت جمع اور تذکیر و تانیث میں کوئی فرق اس ضمیر میں نہیں ہوتا جیسے کوئی

آیا ہے۔ کوئی آئے ہیں۔ کوئی آئی ہے۔ کوئی آئی ہیں ۔

البتہ حالت فاعلی و مفعولی وغیرہ میں بجائے کوئی کے کسی بھی بولا جاتا ہے۔ جیسے :-
 حالت فاعلی جب علامت فاعل۔ فاعل کے ساتھ ہو تو کوئی بدستور رہیگا۔ جیسے کوئی
 بول رہا ہے۔ کوئی بیٹھا ہے۔ کوئی سو رہا ہے۔ کوئی گاتی ہے۔ کوئی جانے والے ہیں۔ کوئی
 آنے والے ہیں۔ اور جب فاعل کے ساتھ علامت ہوگی تو ضمیر کوئی کو کسی سے بدلے نیکی جیسے
 کسی نے مارا کسی نے گایا کسی نے پڑھا کسی نے لکھا کسی نے کہا :-
 حالت مفعولی مفعول نام لیتے فاعل کی صورت میں کوئی بدستور رہیگا جیسے کوئی چٹا
 کوئی ٹٹا۔ کوئی کٹا۔ کوئی نکا :- اور دوسری صورت میں علامت مفعول آنے سے (کسی)
 کہیں گے جیسے کسی سے کہو کسی کو بلاؤ کسی سے ملو کسی کو آواز دو :-
 حالت مجروری کسی سے میں نہیں ملا کسی پر اس نہیں پڑی کسی سے میری جان بچان
 نہیں کسی پر آپ کو اعتماد نہیں :-
 حالت ظرفی کسی میں دم نہیں کسی میں عقل نہیں کسی میں قند ہو تو لے آؤ :-
 حالت اضافی کسی کا گھر ہو گا مجھے کیا خبر۔ میں کسی کے پاس نہیں گیا۔ آپ کو کسی کی یاد
 ستا رہی ہے۔ وہ کسی کا یاد نہیں :-
 کوئی اور کسی جب مکر رہو لے جاتے ہیں۔ تو ان کی دلالت فرد افراد۔ کسی شخصوں یا کسی
 چیزوں پر ہوتی ہے۔ جیسے کوئی کوئی آیا ہے۔ کوئی کوئی دانے چک رہا ہے یا کسی کسی نے
 سبق یاد کیا ہے کسی کسی سے میں ملا کسی کسی کو میں نے دیکھا :-
 اور اگر مختلف یا متضاد۔ افعال یا اسماء صفات کا ذکر کیا جائیگا۔ تو بھی ضمیر میں مکر رہتی
 جائیں گی۔ مگر یہ تکرار ہیچ نہیں ہوتی۔ بلکہ دونوں کے مابین فصل لفظی ہو گا :-
 جیسے۔ کوئی آتا ہے کوئی جاتا ہے۔ کوئی سن رہا ہے کوئی رو رہا ہے۔ کوئی اچھا ہے کوئی بُرا ہے
 کوئی چھوٹا ہے کوئی بڑا ہے۔ کوئی کالا ہے کوئی گورا کسی نے کہا کسی نے سنا کسی سے پوچھا
 کسی نے بتلایا کسی کی آنکھ دکھتی ہے کسی کا کان کسی کا ہاتھ پیر کسی کا دامن۔ کوئی ہر لایا

کوئی کیونکر لایا کسی نے پڑیا پڑی کسی نے کوٹا۔
 ان ضمیروں کی سپیم نکر کے وقت حرف نفی اُن کے پیچ میں تاکید یا زور دینے کیلئے لائیں
 اور اس سے ان ضمیروں کی نحو میں زیادتی ہو جاتی ہے۔ جیسے کوئی نہ کوئی تو سچ پوچھے گا۔
 کوئی نہ کوئی ضرور آیا۔ کوئی نہ کوئی تو ہمارا ساتھ بھی دیا۔ کسی نہ کسی نے ضرور کہا۔ کسی نہ کسی
 تو ملاقات ہوگی۔ کسی نہ کسی طرح تمہیں آنا چاہئے۔
 ضمیر کوئی کے بعد لفظ سا بھی زیادہ کر لیتے ہیں اور کوئی سا کہتے ہیں اس سے انتخاب یا تمیز کے
 معنی پیدا کیے جاتے ہیں۔ کوئی سا کا الف جمع مذکر میں یا سے مجہول سے اور اعداد و جمع مؤنث
 میں یا سے معرفت سے بدل جاتا ہے جیسے کوئی سا لے آؤ۔ کوئی سے خریدو۔ کوئی کسی بچھاؤ
 کوئی سی ہوں لے آؤ۔

حالت فاعلی اور مفعولی وغیرہ میں اگر فاعل یا مفعول کے ساتھ علامت نہ آئے۔ تو واحد
 و جمع۔ اور تذکر و تانیث میں یہی صورت رہے گی۔ اور اگر علامتیں ہیں تو واحد مذکر کے لئے کوئی
 سے اور جمع مذکر کیلئے کوئی سوں۔ اور واحد مؤنث کیلئے بدستور کوئی سی اور جمع مؤنث
 کیلئے۔ (کوئی سیوں) کہیں گے۔ جیسے ۱۔

حالت فاعلی۔ کوئی سا آیا ہوگا۔ کوئی سے آئے ہونگے۔ کوئی سی آئی ہوگی۔ کوئی سی
 آئی ہونگی۔ کوئی سے مارا ہوگا۔ کوئی سوں نے مارا ہوگا۔ کوئی سی لے گا یا ہوگا۔ کوئی سیوں
 نے لے گا یا ہوگا۔

حالت مفعولی۔ کوئی سا پٹا ہوگا۔ کوئی سے پٹے ہونگے۔ کوئی سی پٹی ہوگی۔ کوئی سی پٹی ہونگی۔
 ان مثالوں میں کوئی سا وغیرہ مفعول مالم بیشہ فاعلیہ ہیں اور صرف مفعول کی مثالیں یہ ہیں۔
 کوئی سے کو بلاؤ۔ کوئی سوں کو بلاؤ۔ کوئی سی کو بلاؤ۔ کوئی سیوں کو بلاؤ۔
 حالت مجروری۔ کوئی سے پر مار پڑیگی۔ کوئی سوں پر مار پڑیگی۔ کوئی سی پر مار پڑیگی۔ کوئی
 سیوں پر مار پڑے گی۔

حالت ظرفی۔ کوئی سے میں بھر دو۔ کوئی سوں میں بھر دو۔ کوئی سی میں بھر دو۔ کوئی سوں میں
حالت اضافی۔ کوئی سے کا گھڑا ہو لے آؤ۔ کوئی سوں کے کپڑے ہوں نہ مھلنے دیدو۔ کوئی سی
کی اور مھنی ہو رنگ دو۔ کوئی سیوں کے کرتے ہوں سی دو *

لیکن حالتوں کے لحاظ سے جمع مذکر اور جمع مؤنث کے صیغوں کا استعمال غیر مناسبت ہے
اور اس لئے انکا بولنا متروک ہے *

(ب) کچھ۔ کافی پیش سے۔ ضمیر بھی جاندار اور بے جان کیلئے عام ہے۔ اور غیر
اور ہم تعداد کے لئے آتی ہے۔ اور ایک یا ایک سے زیادہ کے لئے آتی ہے جیسے کچھ توڑا
کچھ مروڑا۔ کچھ پیاکچھ بھیرا۔ کچھ اکٹھا یا کچھ گرایا۔ کچھ توڑے کچھ پھوڑے۔ کچھ کھٹے کچھ پیٹھے۔
کچھ کچے کچھ پکے۔ کچھ بیٹھے ہیں کچھ اڑ گئے۔ کچھ ٹوٹ گئے۔ کچھ سڑ گئے۔ کچھ رہ گئے۔ وغیرہ *
حالت فاعلی و مفعولی وغیرہ میں جب علامتوں کے ساتھ اس ضمیر کا استعمال نہ ہو تو (کچھ) بدلتا
رہتا ہے۔ اور علامتوں کے ساتھ استعمال کرنے میں اس ضمیر کا لانا غیر فصیح ہے۔ اور بجائے
اس کے (بعض) یا (چند) کو حسب موقع برتا جاتا ہے اب ضمیر کچھ کی حالتیں بتائی جاتی ہیں جیسے
حالت فاعلی۔ کچھ آئے کچھ گئے۔ کچھ باتیں کر رہے ہیں بلا علامت فاعل کے استعمال ہوا
اور ایسی جگہ بھی بعض یا چند استعمال کرتے ہیں۔ جیسے بعض آئے۔ چند گئے۔ چند باتیں کر رہے
ہیں بعض چپ بیٹھے ہیں۔ اور علامت کے ساتھ یعنی بجائے کچھ نے پڑھا۔ کچھ نے گایا۔ کچھ نے
کھایا۔ کچھ نے بتایا۔ کے۔ بعض نے پڑھا۔ بعض نے کھایا۔ بعض نے گایا۔ بعض نے بتایا۔
یا چند نے پڑھا۔ چند نے کھایا۔ چند نے گایا۔ چند نے بتایا۔ کہیں گے *

حالت مفعولی۔ بلا علامت مفعول بحیثیت مفعول ماضی فاعل کے *

کچھ پئے۔ کچھ بکے۔ کچھ پیسے۔ کچھ لٹے۔ کچھ بچے۔ کچھ گئے۔ کچھ کٹے *

اور علامت کے ساتھ بجائے کچھ کو مارا۔ کچھ کو بلایا۔ کچھ سے کہا۔ کچھ سے فرمایا۔ کے بعض کو
مارا بعض کو بلایا۔ بعض سے کہا بعض سے فرمایا۔ یا چند کو مارا چند کو بلایا چند سے کہا چند سے

فرمایا۔ بولیں گے +

حالت مجروری۔ میں بھی بجائے کچھ سے ملاقات ہوئی۔ کچھ سے باتیں کیں کچھ پر ناراض ہوئے
کچھ پر مہربانی فرمائی۔ بعض اور چند برتیں گے جیسے بعض سے ملاقات ہوئی بعض سے باتیں کیں
بعض پر ناراض ہوئے بعض پر مہربانی فرمائی۔ یا چند سے ملاقات ہوئی وغیرہ +

اسی طرح حالت ظرفی و اضافی۔ میں بعض کا لفظ برتا جاتا ہے۔ جیسے +

حالت ظرفی بعض میں میں بعض میں نہیں بعض میں آبادی ہے بعض میں مہول آڑ رہتی ہے

حالت اضافی بعض کے گھر خالی ہیں بعض کا پتہ نہیں۔ بعض کی خبر آئی ہے +

چند کا لفظ بھی غیر مانوس الاستعمال ہے۔ یعنی بہت کم مستعمل ہوتا ہے +

اس ضمیر کو فرق مراتب بیان کرنے کیلئے بھی بولتے ہیں۔ جیسے یہ کچھ اور ہے وہ کچھ اور۔ یہ کچھ

اور یہی ہے۔ تم کچھ اور سمجھے۔ میں کچھ اور سمجھا +

کبھی ضمیر کچھ سے ہیہ توقع ظاہر کی جاتی ہے۔ خواہ وہ خوف و خطر کی ہو۔ یا امن و سکون کی جیسے

کچھ خوف والا ہے۔ کچھ ہو کر رہیگا۔ صبر کرو کچھ ہو رہیگا +

اس ضمیر کی تکرار متصل و منفصل اور مثبت اور منفی آتی ہے اور مختلف معانی ظاہر کرتی ہے

جیسے۔ کچھ کچھ معلوم ہوا ہے۔ کچھ کچھ طے ہو چکا۔ کچھ کچھ باقی ہے۔ کچھ کچھ ہو رہا ہے۔ ایک کچھ

کہتا ہے ایک کچھ۔ یہ کچھ سوچتا ہے وہ کچھ۔ میں کچھ سمجھا۔ تم کچھ سمجھے۔ نہ کچھ کہتا ہے نہ کچھ سنتا

ہے۔ نہ کچھ کہتا کچھ سنتا۔ کچھ نہ کچھ ہو گا ضرور۔ تم نے نہ کچھ کیا نہ کچھ دھرا۔ کچھ نہ کچھ تو بتانا چاہا +

کچھ نہ کچھ کیا کرو +

ضمیر کیا بھی کچھ نہیں کے معنی میں برتی جاتی ہے جیسے۔ ہمیں اسکی کیا فکر۔ یعنی کچھ فکر نہیں

تھیں کیا پرواہ۔ یعنی کچھ پرواہ نہیں +

(ج) کئی۔ یہ ضمیر بھی تعداد غیر معین کے لئے آتی ہے۔ اور اس پر کلمہ ایک۔ یا ایک کا اضافہ

اک بھی زیادہ کیا جاتا ہے۔ مگر اس سے اس کے معنی میں کچھ فرق نہیں ہوتا۔ جیسے +

حالت فاعلی۔ کئی آئے کئی آگئے۔ کئی دانہ چک رہے ہیں۔ کئی نے لکڑیاں۔ کئی نے کھانا
 کئی نے لکڑی دیئے۔ کئی نے وعظ کیا۔ کئی اک آئے کئی اک گئے۔ کئی اک دانہ چک رہے ہیں
 کئی ایک نے مارا۔ کئی اک نے کھایا۔ کئی ایک نے لکڑی دیئے۔ کئی ایک نے وعظ کیا۔

حالت مفعولی۔ کئی پڑے۔ کئی چھتے۔ کئی بکے۔ کئی لٹے۔ کئی کو کھلایا۔ کئی کو ہنسایا۔ کئی کو
 رلایا۔ کئی کو مارا۔ کئی کو بلایا۔ کئی کو بچھاڑا۔ کئی اک پڑے۔ کئی اک چھتے۔ کئی ایک بکے۔ کئی ایک لٹے
 کئی اک کٹے۔ کئی ایک کو کھلایا۔ کئی اک کو ہنسایا۔ کئی ایک کو مارا۔ کئی ایک کو رلایا۔

حالت مجروری۔ کئی سے باتیں کیں۔ کئی سے ملاقات ہوئی۔ کئی پر چڑھا۔ کئی پر گرا۔ کئی پر
 ناراض ہوا۔ کئی سے راہنی ہوا۔ کئی اک سے باتیں کیں۔ کئی ایک سے ملاقات کی۔ کئی اک سے
 راضی رہا۔ کئی اک پر چڑھا۔ کئی ایک پر گرا۔ کئی ایک پر ناراض ہوا۔

حالت ظرفی۔ کئی میں آئیں گے۔ کئی اک میں آئیں گے۔ کئی میں غل جیا۔ کئی ایک میں غل
 کئی میں بگاڑ ہو گیا۔ کئی اک میں بگاڑ ہو گیا۔

حالت اضافی۔ کئی کا منہ ٹوٹا۔ کئی اک کا ہاتھ اترنا۔ کئی کا سا بھا ہوا۔ کئی ایک کی
 انگلی کٹی۔ کئی کے برہٹے۔ کئی اک کے بازوؤں پر زخم آیا۔

کئی کی ضمیر کو ہم پر معنی تعدد بولتے ہیں جیسے۔ کئی کئی بیٹھ گئے۔ ایک رکابی میں کئی کئی
 کھانے لگے۔ کئی کئی نے نلکے گایا۔ کئی کئی کو بلایا۔ کئی کئی کو پیام بھیجا۔

(۵) سارا۔ یہ ضمیر کل اور تمام کے معنی میں آتی ہے۔ واحد مذکر کے لئے سارا۔ اور واحد مؤنث
 اور جمع مؤنث کیلئے ساری۔ اور جمع مذکر کے لئے سارے۔ بولتے ہیں۔ جیسے سارا نکل گیا۔

سارے چوس لئے۔ ساری سما گئی۔ ساری آگئیں۔

حالتوں میں جب اسکے ساتھ علامتیں آئیں تو واحد مذکر کے لئے سارے۔ اور جمع مذکر کے
 لئے ساروں اور واحد مؤنث کیلئے ساری اور جمع مؤنث کیلئے ساریوں۔ بتانا جاتا ہے۔ جیسے
 حالت فاعلی۔ سارا نکل آیا۔ سارے چلے گئے۔ ساری گزر گئی۔ ساری آگئیں۔ یہ مثالیں

بلا علامت کی ہیں۔ اور علامت فاعل کے ساتھ (جو صرف جمع کے صیغوں پر آتی ہے)۔

واحد کے صیغوں پر نہیں آتی) یوں یوستے ہیں کہ :

ساروں نے کھانا کھایا۔ ساریوں نے ملکر گایا :

حالت مفعولی بحیثیت مفعول بالمستثنیٰ فاعلہ بلا علامت۔ سارا اگر گیا۔ ساری بکھر گئی

سارے پٹے۔ ساری لٹیں : علامت کے ساتھ سارے کو گوندھ لیا۔ ساروں کو تل دیا۔

ساری کو کوٹ لیا۔ ساریوں کو بلالیا :

حالت مجروری۔ سارے پر بوجھاڑ پڑی۔ ساروں پر بوندیں ٹپکیں۔ ساری پر رخن دیا

ساریوں پر پالش ہو گئی :

حالت ظرفی۔ سارے میں کوڑا کر دیا۔ ساروں میں مٹی بھر دی۔ ساری میں دھیسے ڈال دیے

ساریوں میں کھوج آگئی :

حالت اضافی۔ سارے کا بوجھ مجھ پر ہے۔ ساروں کا مکان سا بھلا ہے :

ساری کا حساب لکھنا میرے ذمہ ہے۔ ساریوں کی صلاح یہی ہے :

(۸) سب۔ ضمیر اور کل اور تمام۔ جو اس کے مترادف الفاظ ہیں۔ ایک دوسرے کی جگہ

برتے جاتے ہیں۔ اور انہیں وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث سے کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

اور نہ کسی علامت کے آنے سے ان میں اول بدل ہوتی ہے۔ جیسے :-

حالت فاعلی۔ سب یا کل۔ یا تمام۔ آگیا۔ سب۔ یا۔ کل۔ یا تمام۔ آگئے۔ سب یا کل یا تمام

آگئی۔ سب یا کل یا تمام آگئیں :

حالت مفعولی۔ سب کو کہا کل کو بلالیا۔ تمام کو پیام دیا :

حالت مجروری۔ سب کے کہدیا۔ کل سے مل لیا۔ تمام سے ملاقات ہوئی :

حالت اضافی۔ سب کا سامان آگیا۔ کل کی کہانی سنی۔ تمام کے کاغذات دیکھے :

حالت ظرفی۔ سب میں آم بٹھ دیئے۔ کل میں کیڑا لگ گیا۔ تمام میں روغن ہو گیا :

(۵) ایک - دو - چار - چھ - وغیرہ - یہ نمبریں اور دیگر اعداد کے الفاظ بیان تعداد کے لئے آتے ہیں۔ گوان سے صحیح تعداد کا ظاہر کرنا مقصود ہو یا نہ ہو۔
تذکیر و تائید کافرق تو ان میں نہیں ہوتا۔ البتہ اپنی تعداد کے لحاظ سے - واحد - اور - جمع - بولے جاتے ہیں - جیسے -

حالت فاعلی - بلا علامت فاعلی - ایک آنا ہے ایک جانا ہے - وہ نہیں رہے ہیں
چار رو رہے ہیں - دس بکھرے ہیں تو پانچ بیٹھے ہیں - علامت فاعل کے ساتھ - ایک نے
دو دو پیا - دو نے بکھر دیا - تین نے کھایا - اور چار بکھو کے رہے -
حالت مفعولی - ایک پٹا - دو ٹپے - چار کو سنایا - دو کو سمجھایا -
حالت چروری - ایک سے بولے - دو سے نہ بولے - چار سے ملے تین سے انکار کر دیا -
حالت اضافی - ایک بڑا مال بھارا - دو کی پگڑی اتاری - دو کے گھر دعوت کھائی -
پیار کی باتیں سنیں -

حالت ظرفی - ایک میں چوہ ہے ایک میں کتھا - چار میں چھالیا رکھی - دو میں زرد بھر دیا
دہاکے اور سیکڑے وغیرہ بھی بطریق ضمیر متعل ہیں مگر ان سے بھی صحیح تعداد بیان کرنی مقصود
نہیں ہوتی - جیسے سیکڑوں مارے گئے ہزاروں زخمی ہوئے - بچا سوں اڑ گئے بیسیوں قیدی ہوئے
دس کچھ کہتے ہیں دس کچھ سیکڑوں کا جتھا ہے - لاکھوں آپڑے -

جب ان کو بیم مکر لاتے ہیں - تو فردا فردا کسی تعداد صحیح یا بیم کے لئے بولتے ہیں جیسے -
ایک ایک آؤ - دو دو جاؤ - پانچ پانچ ایک جگہ بیٹھو - دس دس سینس کی ٹولیاں لائی
ہیں - سو سو کا ایک ایک جتھا بانٹھا ہے - ہزار ہزار کی قطار تھی -

ضمیر ایک کی بیم تکرار کی صورت میں حرف نفی نہیں لاکر (کوئی) کے معنی لیتے ہیں - جیسے -
ایک نہ ایک پڑا ہی رہتا ہے - ایک نہ ایک آیا ہی رہتا ہے -
کبھی مختلف تعداد کی ضمیروں میں حرف نفی لاتے ہیں اور وہ تعداد مقصود یا لذات نہیں ہوتی -

بلکہ تعداد سہم کی کثرت بیان کی جاتی ہے جیسے - دو نہ چار سینیوں آگئے - ایک نہ دو چپا سیں
پر نو بیت پہنچ گئی ۔

(۶) ضمیر استغراقی - ایسا کلمہ جو متعدد شخصوں یا چیزوں میں سے ہر ایک پر
فرداً فرداً صادق آئے ۔

یہ ایک لفظ (ہر اسے جو تنہا استعمال نہیں ہوتا - بلکہ ہر ایک - یا - ہر اک - یا - کسی - یا -
ہر کوئی - استعمال ہوتا ہے - یعنی - ایک یا - اک - یا کسی - یا کوئی کے ساتھ استعمال کرتے ہیں
حالت قاعلی - ہر ایک نے سمجھایا - ہر ایک نے کہا - کسی نے گایا - ہر کوئی آیا ۔ ہر ایک
بیٹھ گیا - ہر ایک لڑنے لگا ۔ ہو گیا ۔

حالت مفعولی - ہر ایک پڑا - ہر اک لٹا - ہر کوئی کھاتے لگا - کسی کو آواز پڑے گی -
ہر ایک کو بٹھایا جائیگا - ہر کوئی بڑا لگیا ۔

حالت مجروری - ہر ایک سے ملنا چاہئے - ہر اک سے ملاقات کیگئی - کسی سے اچھنا
ٹھیک نہیں - کسی پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا - ہر ایک پر قصور محسوس دیا - ہر ایک پر اعتبار کیا ۔
حالت ظرفی - ہر ایک میں آم رکھ دیتے - ہر اک میں کھلیں بھر دیں - کسی سرکڑے ٹٹوں نے
حالت اضافی - میں نے ہر ایک کا ساتھ دیا - ہر اک کی بات سن لیا کرو - کسی کو گھر بیت
جاؤ - حالت مجروری اور ظرفی اور اضافی میں ہر کوئی مستعمل نہیں ہوتا ۔

قائدہ - ہر ایک ضمیر کے بعد تاکید کیلئے لفظ (کھی) بولا جاتا ہے بعض کے ساتھ بلا علامت
حالت اور اکثر کے ساتھ بعد علامت حالت کے جیسے - وہ بھی نہ آیا - وہ بھی نہ گئے - تو بھی نہ بولا -
تم بھی نہ بولے - میں بھی تھا - ہم بھی جاتے - اس نے بھی کہا - انھوں نے بھی فرمایا - مجھے بھی یاد ہے
ہمیں بھی چاہئے - تجھیں بھی سلام کہا ہے - تجھے بھی بلایا تھا - تجھ کو بھی بلا تھا - اس کو بھی
پوچھتے تھے - اسے بھی پوچھتے تھے - مجھ پر بھی خفا ہوئے - ان پر بھی مہربانی کی - مجھ میں بھی
طاقت نہیں - میرا بھی ارادہ ہے - اس کا بھی دل اچھا نہیں - آپ بھی نہ آئے - آپہ بھی نہ پوچھا

اپنا بھی کام نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی تھا۔ وہ بھی تھا۔ جو بھی آئے آئے دو۔ جو نہا بھی لیجئے
بہتر ہے۔ کوئی بھی نہ ملا کسی نے بھی نہیں پوچھا۔ کوئی سا بھی تھا۔ کوئی سے۔ تے بھی بات
نہ کی۔ کچھ بھی نہیں تھا۔ کچھ بھی کہا ہے۔ ایک بھی نہ آیا۔ وغیرہ۔

ضمائر استفہام میں سے صرف ضمیر (کتنا) کے ساتھ بصورت نفی فعل (بھی) کا استعمال
کرتے ہیں۔ جیسے کتنا بھی نہیں۔ اور ضمائر نکرہ میں سے (کئی) اور (سارا) کے ساتھ (بھی)
نہیں برتا جاتا۔ اسی طرح ضمیر استعزافی پر نہیں بولتے۔

قائدہ مفیدہ۔ ضمائر جب قائم مقام آہم ہوتی ہیں تو ضمیر کہلاتی ہیں۔ اور جب آہم کے
ساتھ آتی ہیں۔ تو صفت کا کام دیتی ہیں ضمیر نہیں ہوتیں ضمیروں کی مثالیں قسم کی
بیان ہو چکیں صفت کی مثالیں صفت میں لکھیں گے۔

ضمائر کی نوعیت

ضمیر کی نوعیت بیان کرنے میں مل کی باتیں بتانی چاہئیں

- (۱) قسم۔ یعنی ضمیر کو کسی قسم کی ہے۔
- (ب) جنس۔ یعنی مذکر ہے یا مؤنث۔ یا مشترک۔
- (ج) تعداد۔ یعنی واحد ہے یا جمع یا مشترک۔
- (د) حالت۔ یعنی فاعلی یا مفعولی یا اضافی میں سے کس حالت میں ہے۔

کچھ مثالوں میں اس طریقہ بیان نوعیت کو لکھا جاتا ہے۔

کل جو میکے پاس آئے تھے وہ آج بھی آئے

(۱) جو۔ ضمیر موصولہ مشترک مذکر۔ حالت فاعلی میں۔

(۲) میکے۔ ضمیر شخصی واحد مذکر۔ حالت اضافی میں۔

(۳) وہ۔ ضمیر اشارہ بعید مشترک مذکر۔ حالت فاعلی میں۔

انہوں نے کہا کہ مجھ کو تم سے کچھ کہنا ہے *

(۱) انہوں - ضمیر شخصی جمع غائب مذکر - حالت فاعلی میں *

(۲) مجھ - ضمیر شخصی واحد متکلم مذکر - حالت فاعلی میں *

(۳) تم - ضمیر شخصی جمع حاضر مذکر - حالت مجروری میں *

(۴) کچھ نہ کچھ - ضمیر نکرہ مشترک مذکر - حالت مفعولی میں *

جن کا ذکر میں نے کیسے کیا تھا تو ان کے پاس ہوا بیوہ *

(۱) جن - ضمیر موصولہ بیحدہ جمع مشترک مذکر - حالت اضافی میں *

(۲) میں - ضمیر شخصی واحد متکلم مذکر - حالت فاعلی میں *

(۳) تجھ - ضمیر شخصی واحد حاضر مذکر - حالت مجروری میں *

(۴) تو - ضمیر شخصی واحد حاضر مذکر حالت فاعلی میں *

(۵) ان - ضمیر شخصی جمع غائب مذکر - حالت متعلق فعل میں *

کوئی ایسا نہیں ملتا کہ جس سے سارا نہیں تو کچھ نہ کچھ تو حال معلوم ہو جائے *

(۱) کوئی - ضمیر نکرہ مشترک مذکر - حالت فاعلی میں *

(۲) جس - ضمیر موصولہ مشترکہ واحد مذکر - حالت مجروری میں *

(۳) سارا - ضمیر نکرہ - واحد مذکر - حالت مفعولی *

(۴) کچھ نہ کچھ - ضمیر نکرہ مشترک واحد مذکر - حالت مفعولی میں *

کئی آئے تھے - یہ خیر نہیں کہ کہے تھے - کیا کہتے تھے *

(۱) کئی - ضمیر نکرہ مشترک مذکر - حالت فاعلی میں *

(۲) یہ - ضمیر اشارہ قریب مشترک مؤنث - حالت فاعلی میں *

(۳) کہے - ضمیر استفہام مشترک مذکر - حالت فاعلی میں *

(۴) کہتے - ضمیر استفہام مشترک مذکر - حالت فاعلی میں *

- (۵) کیا۔ ضمیر استفہام مشترک مذکر۔ حالت مفعولی میں *
 ہر ایک آتا ہے اور اپنی اپنی سنا جاتا ہے کس کس کی یاد ہے *
 (۱) ہر ایک۔ ضمیر استغراقی۔ واحد مذکر۔ حالت فاعلی میں *
 (۲) اپنی اپنی۔ ضمیر شخصی واحد مؤنث۔ حالت اضافی میں *
 (۳) کس کس۔ ضمیر استفہام۔ واحد مذکر۔ حالت اضافی میں *
 یہاں تو ایک نہ ایک آیا ہی رہتا ہے کل دو تھے آج چار ہیں *
 (۱) ایک نہ ایک۔ ضمیر نکرہ واحد مذکر۔ حالت فاعلی میں *
 (۲) دو۔ ضمیر نکرہ جمع مذکر۔ حالت فاعلی میں *
 (۳) چار۔ ضمیر نکرہ۔ جمع مذکر۔ حالت فاعلی میں *
 ان میں سے مجھے کوئی سا بھی پسند نہیں آیا *
 (۱) ان۔ ضمیر اشارہ قریب جمع مذکر۔ حالت ظرفی میں *
 (۲) مجھے۔ ضمیر شخصی واحد مذکر۔ حالت فاعلی میں *
 (۳) کوئی سا۔ ضمیر نکرہ واحد مذکر۔ حالت مفعولی میں *
 ایسا نہ کرتا کہ تم اس سے چالو *
 (۱) ایسا۔ ضمیر اشارہ قریب واحد مذکر۔ حالت فاعلی میں *
 (۲) تم۔ ضمیر شخصی جمع حاضر مذکر۔ حالت فاعلی میں *
 (۳) اُس۔ ضمیر اشارہ بعید واحد غائب مذکر۔ حالت مفعولی میں *

سوم صفت

صفت کہتے ہیں کسی شخص یا چیز میں کسی وصف یا عیب کی خصوصیت بیان کرنے کو
 خواہ بطریق مثبت یعنی اس خصوصیت کے ہونے کو بیان کیا جائے۔ یا بطریق منفی یعنی اس
 صفت لغت میں کسی شخص یا چیز کی حالت یا خصوصیت یا علامت کے بیان کو کہتے ہیں *

خصوصیت کا ہونا ظاہر کیا جائے جیسے۔

مثبت وصف۔ اچھا۔ سچا۔ سیدھا۔ گول۔ لمبا۔ ڈبلا۔ موٹا۔ وغیرہ +

مثبت عیب۔ لنگڑا۔ ٹولا۔ اندھا۔ کانا۔ اوچھا۔ ٹھٹھا۔ بونا۔ گتجا۔ وغیرہ +

منفی وصف۔ نڈر۔ ان گنت۔ ان بول۔ بے جوڑ۔ بے لاگ۔ وغیرہ +

منفی عیب۔ ترہاک۔ ان پڑھ۔ کدھرب۔ بن سرا۔ نکما۔ نراسا۔ ان کھڑے۔ نکا۔ بڑے۔ وغیرہ +

یہ صفت اردو میں آٹھ قسم کی ہوتی ہے +

(۱) صفت ذاتی۔ یعنی ایسی صفت جس سے کسی خصوصیت ظاہری یا باطنی کا قیام

واستمرار کسی شخص یا چیز میں سمجھا جائے۔ یہ صفت کبھی تو افعال سے آتی ہے۔ جیسے۔

فعل۔ اڑنا۔ ہٹنا۔ دینا۔ بہنسننا۔ کھیلنا۔ مڑنا۔ مرننا۔ بھولنا۔ کھولنا۔ کھونا۔ کمانا +

صفت۔ اڑیل۔ پھیل۔ دھیل۔ پھنسوڑ۔ کھلاڑ۔ مڑیل۔ مریل۔ پھلیکا۔ پھولا۔ کھوؤ۔ کھاؤ +

فعل۔ بھاگنا۔ گھٹنا۔ بڑھنا +

صفت۔ بھگڑا۔ گھٹیل۔ بڑھیا +

اور کبھی اسم سے جیسے۔

آہم۔ بھاگ۔ ڈھال۔ جی۔ انگ۔ الکس۔ پیاس۔ بھوک۔ سچ۔ بھوٹ +

صفت۔ بھاگوان۔ دھلوان۔ جیوٹ۔ انگلیٹ۔ اسیٹ۔ پیاسا۔ بھوکا۔ سچا۔ بھوٹا +

اسم۔ سیدھ۔ ٹھڑ۔ بانک۔ وغیرہ +

صفت۔ سیدھا۔ ٹھڑا۔ بانکا۔ وغیرہ +

اور کبھی ہندی کے دو کلمے ملکر صفت کے معنی دیتے ہیں جیسے مین چلا۔ ہنس مکھ۔ منہ کھپٹ۔

چو کنا۔ کام چور۔ بلوٹ۔ لاج و نٹ۔ بلوان۔ کل جیبا۔ گاہک۔ روپا۔ کن۔ سیا۔ کھل۔ اپاڑ۔ لیلوٹ۔ وغیرہ +

اور ہندی اور فارسی یا عربی الفاظ کی ترکیب سے صفت لاتے ہیں۔ جیسے +

تھکدار۔ لوچ دار۔ بے چین۔ منہ زور۔ سدا بہار۔ کرم بھوڑ۔ چلے تن۔ قول ہار +

اور کبھی صفت فارسی کلموں کے ملائے سے جیسے - دانش مند - نیک پے - خوش رو -
 شب خیز - باریک بین - خود آگاہ - نیک اندیش وغیرہ *
 اور کبھی عربی کے مختلف الاوازن الفاظ سے جیسے *
 شکیل - جمیل - بخیل - حسین - سخی - طبیب - لیب - حکیم - عاقل - عالم - جاہل - کابل -
 محاسب - مستعد - ذاکر - شاغل - مریض - ولی - غیور - وغیرہ *
 اور کبھی فارسی کلمات وصفی سے جیسے *

دلیر - بہادر - ہوشیار - توانا - تندرست - آزاد - بیمار - مردار - سنجیدہ - وغیرہ *
 اور کبھی عربی اور فارسی ترکیب سے جیسے * عقل مند - سعادت مند - بد خصلت - نیک عاقل
 بد اطوار - ناشکر - بے صبر - نیک ذات - خوش صفات - خوبصورت - بد صورت -
 خجستہ صفت - خیر سگال - دقیقہ رس - وغیرہ *

جب صفت ذاتی میں کسی شخص یا چیز کا دو سے زائد خصوصیات یا چیزوں سے بڑھ کر یا تہجج دیگر
 بیان کرنا مقصود ہو تو اس کو عربی میں تفضیل کہتے ہیں تفضیل کیلئے عربی میں تو اکثر افعال کا
 وزن واحد ذکر کے لئے ہے جو اردو میں بھی برتا جاتا ہے جیسے - اکبر - اعلیٰ - ادنیٰ - اشرف
 افضل - اکمل - احقر - ابر - اکثر - ارشد - اسعد - وغیرہ *

اور فعلی کا وزن واحد نوشت کیلئے آتا ہے جیسے - کبریٰ - صغریٰ - علیا - طوبی - وسطیٰ -
 وغیرہ - مگر فارسی اور اردو میں نہ تو تفضیل کیلئے کوئی مخصوص وزن ہے اور نہ کوئی ایک لفظ
 اس کیلئے بنایا گیا ہے - دو یا دو سے زیادہ لفظوں کو ترکیب دیا تفضیل کے معنی پیدا کئے
 جاتے ہیں - فارسی میں ترکیب صفت پر زیادہ کر کے تفضیل کے معنی لیتے ہیں جیسے نیک سے
 نیک تر - بد سے بد تر - خوش سے خوش تر - سبک سے سبک تر - گراں سے گراں تر - آزردہ سے

۱۔ فارسی میں بسیار کا لفظ تفضیل کے لئے نہیں آتا - بلکہ مبالغہ کے لئے آتا ہے - جیسے بسیار
 بسیار نیک - بسیار بدی - یا نیکی میں مبالغہ ہے نہ کہ تفضیل *

آزردہ تیش سے بیش تر فرخ سے فرخ تر

آرڈو میں اول تو تفضیل اور مبالغہ کیلئے الفاظ وضع نہیں ہوئے۔ مرکب لفظوں سے یہ معنی آئے
دوسرے تفضیل نفسی اور تفضیل بعض اور تفضیل کل جو عربی میں تفضیل کی قسمیں ہیں۔ ان میں سے
آرڈو میں تفضیل بعض اور تفضیل کل کا سامعہم تو پایا جاتا ہے۔ مگر تفضیل نفسی اور مبالغہ نفسی
کوئی تمیز نہیں یعنی نہایت اچھا۔ اور بہت بد کو خواہ اچھائی اور بدی میں مبالغہ سمجھو یا
تفضیل قرار دو۔ مگر میرے نزدیک آرڈو میں تفضیل نفسی نہیں ہوتی۔ صرف مبالغہ ہوتا ہے اور
ان دونوں میں یہ فرق ہے کہ مبالغہ میں کسی صفت یا عیب کی کثرت یا زیادتی بلا کسی مقابلہ
کے پائی جاتی ہے۔ اور تفضیل کیلئے ضرور ہے کہ صفت یا عیب کی زیادتی بمقابلہ اور
کے ظاہر کی جائے۔ اس تعریف سے مرکبات ذیل :

مبالغہ کیلئے بہت اچھا۔ بہت ہی اچھا۔ نہایت بُرا۔ نہایت ہی بُرا۔ بڑا نیک
بڑا ہی نیک کہیں لمبا۔ ایک چھٹا ہوا۔ ایک ہی لچا۔ زیادہ بد صورت۔ بد سے بدتر کا
بد معاش۔ اول نمبر کا چور۔ اعلیٰ درجہ کا اچھا۔ وغیرہ :

تفضیل بعض کیلئے اس سے اچھا۔ اس سے بُرا ان میں سے چالاک۔ اُن میں سے بڑا
کسی سے اچھا کسی سے بُرا کئی سے فریدار۔ کتنوں سے خوش رنگ۔ وغیرہ :
تفضیل کل کیلئے سب بھاری کل سے خوشنما تمام سے ذہین۔ ساروں سے
بہتر۔ وغیرہ : استعمال کئے جاتے ہیں :

آرڈو میں صفت ذاتی کے کلمات سماعتی ہیں۔ قیاسی نہیں۔ یعنی ان کے بنانیکا کوئی
قاعدہ نہیں جس شخص یا چیز کو تفضیل دیجائے اسے مفضل۔ ضاد کے زیر سے۔ اور

لئے نقطہ کے بعد یا سنے معروف اور لون غٹہ کا اضافہ کر کے چوتریں کہتے ہیں۔ اس میں یہ اول
نہ نسبت کیلئے زیادہ کیا جاتا ہے نہ تفضیل کیلئے جیسے بہک ترین۔ خوش ترین۔ کیونکہ فارسی میں یہ
اور لون نسبت کے لئے آتے ہیں نہ کہ تفضیل کے لئے۔ جیسے زریں شوب۔ زریں شوب بہیم۔ آہنیں
شوب بہیم تفضیل کے لئے اور لون کی زیادتی نہیں ہوتی :

جس پر تفصیل دی جائے اُسے بمفضل علیہ کہتے ہیں۔

(۲) صفت نسبتی کسی ایک شخص یا چیز کے تعلق یا لگاؤ کو کسی دوسرے شخص یا چیز بیان کرنے کو نسبت کہتے ہیں جس کا تعلق ظاہر کیا جاتا ہے اسے مشبوب و جس سے ظاہر کیا جاتا ہے اسے مشبوب الیہ کہا جاتا ہے۔

اُردو میں جن زبانوں کے کلمات برتے جاتے ہیں۔ ان میں جو اکثر یہ قاعدے ہیں وہ لکھتا ہوں کلیہ قاعدہ کوئی نہیں۔

(۱) اکثر اسماء پر نسبت کیلئے پائے معروف بڑھائی اور اس کے قابل کو کسرہ دیا جاتا ہے۔
بہندی۔ دھانی رنگ۔ سبستی جوڑا۔ کپاسی دوپٹہ۔ ہلاسی چادر۔ جنگلی بیر۔ ہپاڑی آدمی۔
میوانی مرد۔ پنجابی عورت۔ بنگالی فقیر۔ مدراسی سادھو۔

عربی۔ عربی گھوڑا۔ عجمی زبان۔ بلنچی مزاج۔ مصری سوداگر۔ غرقی جانب۔ عربی سمت۔ عربی گڑ۔
سفری سامان۔ امکانی بات۔

فارسی۔ فارسی کتاب۔ تازی زبان۔ آبی جانور۔ زعفرانی رنگ۔ کافی دھات۔ سپہانی چھری۔ ایرانی تلوار۔ تاکھانی موت۔ آسمانی مصیبت۔

(۲) جن کلمات کے آخر میں ہا محقق ہو نسبت دینے کے وقت اس (ہے) کو حذف کر کے، س کے حرف ثانی کی حرکت کو کسرہ سے بدل دیں گے۔ جیسے۔

اصل لفظ۔ نوشہرہ۔ مالوہ۔ سرساوہ۔ مکہ۔ کوفہ۔

نسبت۔ نوشہری مرد۔ مالوی تباکو۔ سرساوی عورت۔ مکی کچوریں۔ کوئی مرد۔

(۳) اور بعض حرفوں کے آخر کی ہا محقق کو حرف واو سے بدل کر یا سے معروف زیادہ

کرتے ہیں اور حرف ثانی ہا محقق کو ساکن بولتے ہیں۔ جیسے۔

اصل لفظ۔ تھانہ۔ سامانہ۔ نگینہ۔ سہنہ۔ کپڑا۔ جہتہ۔ بیضہ۔

نسبت۔ تھانوی۔ سامانوی۔ نگینوی۔ سہنوی۔ کپڑاوی۔ جہتوی۔ بیضوی۔

(۴) اور کیں لفظ کے آخر کی ہائے حقیقی کو اور اس (ہے) کے قبل حرف سے پہلے۔ اگر حرف (یے) ہو تو اس کو یعنی (ہے) اور (یے) دونوں کو حذف کر کے یا ئے معروف بڑھادی ہیں جیسے
صل لفظ۔ دینے۔ حنیفہ۔

نسبت۔ مدنی لوگ۔ حقیقی مذہب۔

(۵) بعض اسموں پر واو مکسور اور یا ئے معروف ساکن نسبت کیلئے زیادہ کرتے ہیں۔ جیسے۔

صل لفظ۔ دم۔ صفرا۔ سووا۔ لطفا۔ بیضا۔

نسبت۔ دہوی۔ صفراوی۔ سوداوی۔ لطحاوی۔ بیضاوی۔

(۶) اور بعض ایسے ناموں میں جن کے آخر کا حرف یا ئے معروف ہو (یے) سے پہلے واو مکسور

زیادہ کرتے ہیں۔

صل لفظ۔ دہلی۔ بریلی۔ علی۔ ثانی۔ معنی۔

نسبت۔ دہلوی۔ بریلوی۔ علوی۔ ثانوی۔ معنوی۔

(۷) بعض ایسے ناموں پر جن کے آخر میں الف ہو۔ دو یا ئے معروف بڑھاتے ہیں اور اس سے

پہلی یے مکسور ہوتی ہے اور اسکے مرکز پر ہمزہ ہوتا ہے۔ جیسے۔

صل لفظ۔ صہبا۔ بینا۔ بنیا۔ ضیا۔ کر بلا۔ فدا۔ صفا۔ فضا۔

نسبت۔ صہبائی۔ بینائی۔ بنیائی۔ ضیائی۔ کر بلائی۔ فدائی۔ صفائی۔ فضائی۔

(۸) اور بعض ایسے اسموں پر جن کے آخر میں الف مقصورہ یعنی۔ ایسی یے۔ ہو جو الف کی طرح

پڑھی جائے۔ اسکو الف کی صورت میں لاکر اس کے بعد دو یا ئے معروف جن میں سے

پہلی یے کے مرکز پر ہمزہ ہوتا ہے اور اسے مکسور پڑھتے ہیں۔ زیادہ کی جاتی ہیں۔ جیسے۔

صل لفظ۔ موسیٰ۔ عیسیٰ۔ مصطفیٰ۔ مرتضیٰ۔

نسبت۔ موسائی۔ عیسائی۔ مصطفائی۔ مرتضائی۔

یا۔ یا ئے مقصورہ کو واو مکسور سے بدل کر یا ئے معروف بڑھاتے ہیں۔ جیسے۔

نسبت - موسوی - عیسوی - مصطفوی - مرتضوی +

(۹) بعض ایسے اسموں پر جن کے آخر میں الف ہو۔ نوں مکسور اور یا سے معروف بڑھاتے ہیں جیسے

اصل لفظ - صنعا - باقلا +

نسبت - صنعانی - باقلانی +

(۱۰) بعض اسموں کے آخر کے حرف کو مفتوح کر کے الف زیادہ کرنے کے بعد نوں مکسور اور یا سے معروف ساکن کا اضافہ کرتے ہیں جیسے +

اصل لفظ - رب - حق - تحت - فوق - روح - نوح +

نسبت - ربانی - حقانی - تحتانی - فوقانی - روحانی - نوحانی +

(۱۱) فارسی الفاظ مستعملہ اردو میں اسم کے حرف آخر کو کسرہ دیکر یا سے معروف ساکن اور نوں غنہ ہر وقت نسبت کیلئے لاتے ہیں جیسے +

اصل لفظ - نخست - زر - سیم - نگار - کمتر - بہتر - بلور +

نسبت - نخستین - زرین - سیمین - نگارین - کمترین - بہترین - بلورین +

جو قاعدے بیان کئے گئے۔ ان کے علاوہ بھی نسبت آتی ہے جیسے +

اصل لفظ - گیموں - گانو - سونا - سونا - روپا - روپا - چچا - خالہ - مٹوا - پیٹ +

نسبت - گیموان - گنوار - سنہار - سنہری - رہیلار - رہیری - چچیرا - خلیلار - مٹیلار +

اصل لفظ - بیٹھ - پانوں - مٹی - کوڑی - ماں - نوک - سچ - رنگ - شرم +

نسبت - بیٹھلا - پوانی - مٹیالا - کوڑیالا - نوکیر - سچیلار - رنگیلار - شرمیلار +

اصل لفظ - کیل - سیل - سیل - پستہ - شرمہ - رنگا - بات - قانون - ہماں +

۱۲۔ عربی میں مصطفیٰ اور مرتضیٰ سے نسبت مصطفیٰ اور مرتضیٰ آتی ہے۔ یہ اول فارسی والوں

نے نصرت کیا۔ اور مصطفوی۔ اور مرتضوی بنایا جیسا کہ حافظ شیرازی لکھتے ہیں +

دریں چین گل بے خاک چھید آئے + چراغ مصطفوی با شرا رب الہیست

یہ فارسی کا اتباع اردو والوں نے بھی کیا اور اس پر مصطفائی اور مرتضائی کا اور اعتنا نہ کر دیا +

نسبت - گیلہ سیلا سیلا پستی - سرسی - دنگی - باتونی - قانونی - صابونی +
 اصل لفظ - رس - پنج مانجھ - آگے پیچھے - کچا - چمپا - سات - آٹھ - دھواں +
 نسبت - رسید - بچلوا - منجھلا - اگلا - پچھلا - کچیا - چمپئی - ستوانسا - اٹھوانسا - دھوانسا +
 اصل لفظ - پانی - اڑنا - ڈکھ - سکھ - بدخشاں - رسی - مردیمین - آرمینیا +
 نسبت - پنیل - اڑاک - ڈکھیا - سکھیا - بدشی - رازی - مردزی - یانی - ارمی +
 اصل لفظ - غزنی - ہرات - طے - فرانس - پتھر - نصاریٰ - غصہ +
 نسبت - غزوی - ہروی - طائی - فرانسیسی - پتھریلی - نصرانی - غصیل +
 کبھی نسبت کیلئے لفظ (والا) وغیرہ بھی استعمال کرتے ہیں جیسے کلکتہ والا بہتی والے
 لاہور والی - مدراس والی +

گو عربی میں اور فارسی میں نسبت کے اکثر یہ قاعدے ہوں مگر اردو میں زیادہ تر نسبت کا مدار
 سماعت پر ہے بعض صفات نسبتی ایسی ہیں کہ بطریق اہم بھی ان کا استعمال ہوتا ہے۔ بنگالی آیا
 پنجابی گیا۔ یہاں یہ الفاظ بطور اہم ہیں اور یہ شخص بنگالی ہے۔ یہ بنگالی پنجابی ہے۔ یہاں صفات
 نسبتی ہیں صفت نسبتی میں اس فرق و تمیز کا لحاظ رکھنا ضروری ہے +
 (۳) صفت مقداری یعنی ایسا اسم جس سے کسی شخص یا چیز کی مقدار بذریعہ ناپ
 تول یا ڈیل ڈول کے بتائی جائے جیسے۔ گز بھر کپڑا۔ من بھر آٹا۔ بہتیرا ناچ۔ کچھ روٹی۔
 کتنا لمبا۔ ایسی موٹی گاجر۔ جتنا کو تھوڑا ہے۔ چند آدمی +

ان مثالوں سے صفت مقداری کی دو قسمیں معلوم ہوتی ہیں +
 (۱) صفت مقداری معین یعنی جس صفت سے صراحت کے ساتھ مقدار بیان کی جائے جیسے
 گز بھر لٹل۔ آدھ سیر گھی۔ من بھر باجرہ۔ پاؤ بھر الائچیاں۔ تول بھر چاندی +

۱۔ پہلے اس ملک کا نام ارسن تھا ۱۲۔
 ۲۔ لفظ جی جو ترکی ہے اور دارندہ یا صاحب کے معنوں میں ہے۔ جیسے بلبل جی۔ نقار جی۔ باورچی۔ وغیرہ۔
 اردو کے سلسلہ الفاظ میں یہ نسبت کے لئے نہیں ہوتے بلکہ قصہ اور مالکیت کے معنی میں آتے ہیں ۱۳ +

(۳) صفت مقدار سیہم ایسی صفت جس سے صحیح مقدار تو معلوم نہوتی ہو مگر تخمینہ اور اندازہ ظاہر نہ ہوتا ہو۔ مقدار سیہم کے بیان کرنے کیلئے مختلف الفاظ اردو میں مستعمل ہیں یعنی :-
 (الف) زیادتی مقدار سیہم کیلئے زیادہ بہت۔ بہتیرا۔ خوب وغیرہ مفردات میں اور جمع میں اس قدر بہت کچھ وغیرہ مرکبات میں سے آتے ہیں جیسے زیادہ دیر ہو گئی بہت دیر ہو گئی۔
 بہتیرا سمجھایا۔ خوب ہوا بلی۔ اچھی طرح بچوڑا۔ بہت کچھ دیا۔ اس قدر غصہ مت کرو۔ (یہ) اور (وہ) بھی زیادتی کے معنی میں مستعمل ہیں جیسے یہ ٹھنڈا پڑی کہ تالاب جم گئے۔ وہ دیر چڑھا کہ الٹی تو یہ :-

(ب) کمی مقدار سیہم کیلئے کچھ کچھ۔ ذرہ۔ ذرہ۔ کم۔ کم۔ کم۔ ہلکا ہلکا۔ حقیقت حقیقت۔
 تخفیف۔ تھوڑا۔ تھوڑا۔ تھوڑا۔ آٹکل۔ بالشت۔ چلو۔ مٹھی وغیرہ مفردات و مرکبات میں سے بولے جاتے ہیں جیسے کچھ درد باقی ہے۔ کچھ کچھ بوندیں پڑیں۔ ذرہ ٹھوڑا۔ ذرہ چلتے لگا۔ کم ٹمک ڈالتا۔ کم کم آواز آئی۔ ہلکا چھینٹا پڑا۔ ہلکی ہلکی ہوا چل رہی ہے۔ ہلکا ہلکا درد ہو رہا ہے۔
 تخفیف تلخی باقی ہے۔ تخفیف تخفیف بھوک معلوم ہونے لگی۔ تھوڑا اکھیلنا۔ تھوڑا تھوڑا بخار رہتا ہے۔ تھوڑی تھوڑی باتیں سنیں۔ انگل بھر گند پیری سے کیا ہو گا۔ یہ تو بالشت بھر جا رہی چلو بھر باقی میں ڈوب مرو۔ مٹھی بھر دانے دیدو :-

مقدار سیہم کی دریافت یا اظہار کیلئے کتنا۔ جتنا۔ اور کس قدر۔ اور اس قدر اور جس قدر وغیرہ الفاظ بولتے ہیں جیسے کتنا آٹا لاؤں کتنے آم منگائے ہیں کتنی نانگیاں چھائیں کس قدر ہوا چل رہی ہے۔ ایکے اس قدر پانی پر سا کہ پہلے کبھی نہیں برسا جس قدر گھی کی ضرورت ہو کہ رو جتنی ترکاری منگاؤ لا دوں۔ اتنا سا ماں کیا کرو گے۔ اتنی باتیں ہی روٹھ گئے :-
 جتنا۔ اتنا۔ اتنا۔ مقابلہ مقدار سیہم کے لئے بولتے ہیں جیسے جتنا گر ڈالو۔ اتنا ہی میٹھا ہو جتنا چھوٹا۔ اتنا ہی کھوٹا۔ جتنا گھی تم نے کہا اتنا ہی میں لایا جتنی باتیں تجھے یاد تھیں اتنی میں نہ کہیں۔ جتنے آدھی آئیں گے۔ اتنی ہی کرسیاں منگا لیجئے :-

(سا) کا لفظ مقدار بہم کے بعض کلمات کے ساتھ آتا ہے۔ اور تذکیر و تانیث اور جمع میں آئیں اول بدل ہوتی ہے جیسے۔ حقوڑا سا قندے آؤ۔ ذرہ سا ٹک چاہئے۔ ہلکا سا رنگ کافی ہے خفیف سی بات پرست بگڑو۔ کم کم سا درد ہو رہا ہے۔ حقوڑے سے امرود اور حقوڑی سی کھرنیاں منگالو۔

قائل ہے۔ جو الفاظ صفت مقداری کیلئے آتے ہیں ان میں سے بعض کلمات اس طرح بھی پئے جاتے ہیں کہ وہ متعلق فعل ہوں۔ اور صفت مقداری کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ کتنا ہی مارو وہ باز نہیں آنے کا۔ حقوڑا سا کام کر کے آتا ہوں۔ ان مثالوں میں کتنا ہی اور حقوڑا سا متعلق فعل ہیں۔ اور کتنا آنا لاؤں۔ حقوڑا سا شہد منگادو۔ یہاں دونوں کلمے صفت مقداری ہیں۔ یہ امر سیاق کلام سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس کا لحاظ ضروری ہے۔ اسی طرح صفات مقداری محیثین و بہم میں بھی تمیز کرنی چاہئے جیسے چلو بھر پانی لے آؤ۔ مٹھی بھر دانے ڈال دو۔ ان میں یہ الفاظ صفت مقداری بہم ہیں۔ اور چلو بھر کر پانی لانا۔ مٹھی بھر کر دانے لاؤ۔ یہاں صفت مقداری محیثین ہیں جو طرز کلام سے معلوم ہوتے ہیں۔ ذرہ کے ساتھ لفظ ایک یا ایک کا خفیف اک بھی برتا جاتا ہے۔ جیسے۔ ذرہ اک ٹھرو۔ ذرہ ایک بائیں کربوں۔ ایسے ہی یہ الفاظ گھڑی۔ پل۔ پہر وغیرہ کے ساتھ آتے ہیں جیسے۔ مجھے آئے۔ گھڑی اک ہوئی۔ پل اک گزرا۔ پہر اک ہوا۔ وغیرہ۔

(۴) صفت عددی۔ ایسی صفت جس سے شخصوں یا چیزوں کی تعداد یا ان کا متر ترقیبی بیان کیا جائے جیسے۔ ایک آدمی۔ چند گھوڑے۔ پہلا سبق۔ پانچویں کتاب دگنا نشہ۔ تہائی نقصان۔ دونوں لڑکے۔ ان مثالوں سے صفت عددی کی سماعت میں ہوتی ہے۔ (الف) صفت عددی معلوم۔ ایسی صفت جس سے شخصوں یا چیزوں کی صحیح تعداد بیان کی جائے جیسے۔ دس مرد۔ پانچ عورتیں۔ دو بچے۔ تین گھوڑے۔ چار کیوٹر۔ سو روپیہ۔ ایک چرخہ۔ چھ گھرے۔ سات کرسیں۔ نو کرتے۔ بارہ جھنجھنے۔

(ب) صفت عددی مجہول۔ اسی صفت جس کے کسی شخص یا چیز کا اندازہ یا تخمینہ بیان کیا جائے جیسے چند لڑکے۔ کچھ مرد۔ کئی عورتیں۔ تھوڑے آدم۔ زیادہ آڑو۔ بہت گھڑے۔ کم گھڑیاں وغیرہ۔ صفت بمقداری ہم کے الفاظ صفت عددی مجہول میں بھی برتے جاتے ہیں۔ اگر مقصود ان کلمات سے مقدار ہو۔ تو صفت بمقداری ہے۔ اور تعداد ہو تو صفت عددی۔ جیسے۔ کئی من آٹا لانا ہے۔ یہ صفت بمقداری ہوئی اور کئی کیوتاڑ گئے۔ یہ صفت عددی ہے۔ زیادہ لکھی جائے۔ صفت بمقداری ہم۔ زیادہ آدمی آگئے۔ صفت عددی مجہول۔ صفت عددی معام کے ساتھ اگر ایک یا اک کا کلمہ بولا جائے۔ تو اس سے صفت عددی مجہول کے معنی مراد ہوتے ہیں جیسے۔ بیس اک آدمی۔ دس اک نیچے۔ بارہ ایک گھڑے۔ پانچ ایک مرغیاں۔ یہاں صحیح تعداد ظاہر کرنی مقصود نہیں بلکہ تخمینہ کے طور پر تعداد بیان کی گئی ہے۔

مختلف اعداد صحیح کی تکرار سے بھی صحیح تعداد معلوم نہیں ہوتی۔ جیسے۔ پتین چار آدمی۔ پانچ سات لڑکے۔ دس پانچ آدم آٹھ دس خود پڑے۔ سیکرہ اور لاکھ اور ہزار وغیرہ۔ انکی اور ہائیوں کی جمع جنکی جمع آتی ہے۔ عدد مجہول کے لئے آتے ہیں۔ جیسے۔ میں سو بار گیا۔ تم ہزار مرتبہ آئے۔ لاکھ طرح سمجھا یا۔ سیکڑوں آدمی جمع ہو گئے۔ چڑیا گھر میں ہزاروں جانور ہیں۔ اب کے موسم میں لاکھوں تلیر گئے۔ بیسیوں چیزیں رکھی ہیں۔ بچا سوں مرد تماشا دیکھ رہے ہیں۔ دسیوں بندر آگئے۔ ستر اور نوے کی جمع بالکل استعمال نہیں۔ باقی عشرات کم استعمال ہیں۔ ان گنت۔ اور ہشمار اور لاتعداد۔ وغیرہ بھی صفت عددی مجہول کے لئے بولے جاتے ہیں جیسے۔ ان گنت عابریں دیں۔ بے شمار شمر پڑے۔ لاتعداد گالیاں سنائیں۔

صفت عددی مجہول کے کلمات کے ساتھ لفظ (سا) اور اس کی ہم معنی میں بھی برتی جاتی ہیں اور اس سے اصل کلمہ کے مفہوم میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جیسے۔ تھوڑے سے سوال نہ لگائے ہیں۔ ذرہ سا شمار اور راتی ہے۔ بہت سی مرغیاں اندے دیتے لگیں۔

جیسا کہ ہم لکھ آئے ہیں کہ صفت عددی اور صفت بمقداری کے کلمات ملتے جلتے ہیں۔

اور سیاق کلام سے ان میں تمیز ہوتی ہے۔ لفظ (سا) بڑھانے کے بعد بھی اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

قانون۔ اسمائے اعداد صفت عدوی کیلئے خاص نہیں ہیں۔ جب تعداد کے معنی دینے کی صفت عدوی ہیں۔ اور جب ناپ یا تول وغیرہ کے معنی دینے کی صفت بتقداری جیسے۔ چار گز ملل لانا۔ اور دو گز لٹھا چاہئے۔ یہاں چار اور دو ناپ کی مقدار ہیں۔

(ج) صفت عدوی ترتیبی۔ ایسی صفت جس سے کسی شخص یا چیز کی گنتی کا مرتبہ یا ترتیب بتائی جائے۔ جیسے۔ پہلا گھنٹہ۔ دوسرا سبق۔ تیسرا سوال۔ چوتھا کمرہ۔ پانچواں لڑکا۔ چھٹی کتاب۔ ساتویں جماعت۔ ترتیب بتانے میں ایک کو پہلا۔ دو کو دوسرا۔ تین کو تیسرا۔ چار کو چوتھا۔ چھ کو چھٹا۔ کہتے ہیں۔ اور پانچ اور سات اور سات کے بعد کے مسلسل اعداد کے ناموں میں حروف واو مفتوح اور الف ساکن اور نون غنہ یعنی لفظ (واں) بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے۔ پانچواں۔ ساتواں۔ آٹھواں۔ پندرھواں۔ بیسواں۔ ساٹھواں۔ سوواں۔ وغیرہ۔ اسی طرح ہزارواں اور لاکھواں۔ بولا جاتا ہے۔

سوا اور ہزار وغیرہ کے ساتھ اکائیاں بھی اگر ہوں تو علامت ترتیب یعنی لفظ (واں) اکائیوں کے ساتھ بولتے ہیں۔ جیسے۔ ایک سوا ایکواں۔ ایک ہزار ایکواں۔ مگر اس کا استعمال بہت کم ہوتا ہے۔ والہ جب کسی شے کو تولتا ہے۔ تو ہر وزن کی تعداد کو یاد رکھنے کیلئے اس تعداد کو دہراتا رہتا ہے۔ جب تک کہ اس سے اگلی تول پوری نہ ہو جائے۔ اور اس موقع پر بالعموم وہ وزن کرنے والا۔ الف ساکن اور نون غنہ تو ترتیب کے واسطے استعمال کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ ایکواں ہیں ایکواں۔ دواں ہیں دواں۔ تیناں ہیں تیناں۔ پانچاں ہیں پانچاں۔ ساتاں ہیں ساتاں۔ وغیرہ۔ ترتیب کے لحاظ سے جہاں اسماء اعداد کے آخر میں الف آتا ہے جیسے۔ پہلا۔ دوسرا۔ تیسرا۔ چوتھا۔ چھٹا۔ یہ الف واحد مذکر کے لئے مستعمل رہتا ہے۔ اور حالت فاعلی وفعولی وغیرہ میں یا سے ثبوت سے بدل جاتا ہے۔ جیسے۔ پہلا لڑکا۔ دوسرا آدمی۔ چوتھا لڑکا۔ پانچواں آدمی۔

پہلی لڑکی نے دوست کا آدمی کو تیسرے مرد کا جو تھے گھوڑے سے چھٹے اونٹ پر اور دوسرے
توشت میں اور نیز حالت فاعلی وغیرہ میں یہ الف بیا معروف سے بدل جاؤ گا۔ جیسے پہلی لڑکی
دوسری عورت تیسری گھوڑی۔ چوتھی مرغی۔ چھٹی اونٹنی۔

پہلی لڑکی نے دوسری عورت کو۔ تیسری گھوڑی کا۔ چوتھی مرغی سے۔ چھٹی اونٹنی پر۔
اور چھ عددوں کے نام کے بعد لفظ (واں) لائیں۔ وہاں واں کا الف حسب مذکورہ بالا
یکے سے لے کر تیسری تک اور تبدیل بھی ہوگا۔ جیسے۔ پانچواں لڑکا۔ ساتواں لڑکا۔ آٹھواں آدم۔ نواں بچہ
دسواں گنا۔ پانچویں انڈے میں۔ ساتویں لڑکا۔ آٹھویں آدم۔ نویں بچہ۔ دسویں لڑکا۔
پانچویں کہوتری۔ ساتویں ہاسن۔ آٹھویں نارنگی۔ نویں ٹینڈسی۔ دسویں گارڈی۔ پانچویں گارڈی
نے۔ ساتویں ہاسن کو۔ آٹھویں نارنگی میں۔ نویں ٹینڈسی پر۔ دسویں گارڈی سے۔

جن صفات مذکورہ کے آخر میں الف ہوتا ہے۔ وہ واحد کر میں بدستور رہتا ہے۔ اور
جہ زکریا میں یا مفعول سے اور واحد جمع توشت میں یا تے معروف سے بدل جاتا ہے۔ جیسے
پہلی۔ پہلے پہلی۔ دوسرا۔ دوسرے۔ دوسری۔ اور یہی عمل علامت تشریف یعنی لفظ (واں) کے
الف میں ہوتا ہے۔ جیسے۔ پانچواں۔ پانچویں۔ پانچویں۔

۱) صفات مذکورہ کے معنی میں دگنا یا ٹینگنے سے زیادہ کرنا
اس صفت سے لے کر تیسری صفہ یا تیر کی تعداد ذریعہ معانی بیان لیتا ہے۔ جیسے گنا۔ چو گنا۔
پہن گنا۔ تیس گنا۔ دس گنا۔ اور غیر۔

آر دو میں اس کے لئے دو لفظ ہیں۔

(۱) گنا۔ گنا کے پیش اور توں کے زبر سے۔ اس لفظ کو یا تو عدد کے پہلی نام کے بعد
زیادہ کرتے ہیں۔ جیسے۔ دو گنا۔ تین گنا۔ چار گنا۔ پانچ گنا۔ چھ گنا۔ دس گنا۔ پچاس گنا۔ اور
نہر دو گنا۔ اور اگر گنا کے گنا کو ماکن کر کے ٹو گنا۔ اور عدد تین کے حرفت بیٹے اور

۱) محبت جیسے دو گنا یا دگنا کے دو نامی کہتے ہیں۔

نون کو گر کر اور گنا کے گاف کو ساکن کر کے تگنا۔ اور عدد چار کی رے کو گر کر اور اسکے الف کو واو لین سے بدل کر اور گنا کے گاف کو ساکن کر کے چوگنا۔ اور عدد پانچ میں یا تو ویرا الف اور نون کو گر کر لفظ گنا بڑھا کر تیچ گنا کہتے ہیں۔ یا الف اور نون درمیانی کرنے کے بعد تیچ کو مفتوح کر کے واو لین کا اضافہ کرنے کے بعد گنا کے گاف کو موقوف ٹپتے ہیں۔ اور پچ گنا کہتے ہیں۔ عدد ایک اور پانچ کے بعد کے اعداد میں لفظ گنا بڑھانے سے کچھ اول بدل نہیں ہوتی جیسے ایک گنا۔ چھ گنا۔ سات گنا۔ دس گنا۔ پچاس گنا۔ سو گنا وغیرہ گنا کا الف واحد ذکر میں بدستور رہتا ہے۔ اور جمع ذکر میں یا سہمبول سے اور واحد ذکر میں اور جمع مؤنث میں یا سہمبول سے بدل جاتا ہے جیسے۔ دگنے آم۔ تگنتی نارنگیاں۔ چنگنے آلوچے۔ چھ گنتی ناسپاتیاں وغیرہ۔

(۲) ہر اسے ساکن اور رے کے زیر سے۔ یہ لفظ چار کے عدد تک استعمال ہے اور پانچ کے عدد کے ساتھ غیر فصیح۔ باقی اعداد کے ساتھ نہیں بولا جاتا جیسے۔

اکرا۔ دہرا۔ تہرا۔ چوہرا۔ پچہرا۔ فصیح نہیں سمجھا جاتا۔

ان میں عدد ایک کی درمیانی رے کو گر کر کاف ساکن کو مفتوح کر دیا جاتا ہے۔

دو گنا دو کو گر کر لفظ ہر ایک کون اول بڑھا دیتے ہیں۔

تین کے عدد سے رے اور نون گر دیا جاتا ہے۔

چار کے عدد میں الف کو واو لین سے بدل دیا جاتا ہے۔

جیسا کہ اسٹیلہ بالا سے ظاہر ہوگا۔

حالت تذکیر و تانیث میں ہر اکے الف میں بھی گنا کے الف کی طرح اول بدل ہوتی ہے۔

(۳) چند۔ یہ فارسی لفظ ہے اور فارسی اسمائے اعداد کے ساتھ آتا ہے۔ جو اردو میں

استعمال ہیں اور چار سے زیادہ عددوں کے ساتھ نہیں بولتے اور اسمائے اعداد میں اس کے

آنے سے اول بدل نہیں ہوتی جیسے۔ یک چند۔ دو چند۔ سہ چند۔ چار چند۔

(۵) صفت عددی مکسور۔ اسی صفت جس سے کسی شخص یا چیز کا حصہ یا ٹکڑا سمجھا جائے۔ خواہ یہ حصہ یا ٹکڑا سالم عدد کے ساتھ ہو یا تنہا ہو جیسے سوایا۔ ڈیوڑھا۔ تہائی۔ چوتھائی۔ پوتا۔ آدھا۔ وغیرہ۔ مثالیں۔ سوایا نفع۔ ڈیوڑھا نقصان۔ تہائی روٹی۔ چوتھائی پان۔ آدھا بکٹ۔ پوتی تول۔ پونے دو سیر دال۔ تین پاؤ قند۔ وغیرہ۔ ان صفات کے آخر کا الف بھی (گنا) کے الف کی طرح تذکرہ و تانیث اور وحدت و جمع میں بدل جائیگا جیسے سوایا آٹا۔ ڈیوڑھے چنے۔ سوائی جوار۔ ڈیوڑھی دالیں۔ آدھا چہرہ آدمی تصویر۔ بعض عددوں کی تکرار بھی ہوتی ہے اور تعدد کے معنی لئے جاتے ہیں جیسے۔ آدمی آدمی روٹی۔ پاؤ پاؤ ٹکڑا۔ تہائی تہائی کھٹل۔

جہاں اصلی عدد کے پورے نام کے ساتھ حصہ یا ٹکڑا بھی ہو۔ وہاں تعدد کے لئے سالم عدد کو مکرر پولیس کے حصہ کی تکرار نہیں کرتے جیسے۔ پونے دو دو سیر آٹا۔ تین تین پاؤ چنے تقسیم کر دو۔ (۶) صفت عددی مجموعی۔ اسی صفت جس سے کسی شخصوں یا کئی چیزوں کا کسی کام میں یا کسی کام کے اثر قبول کرنے میں شریک ہونا بیان کیا جائے جیسے۔ دونوں کبوتر اڑ گئے۔ چاروں پلنگ اٹھائے۔ سب آدمی آگئے۔ ساری لڑکیاں اٹھالیں یہ صفت قسم کی اثر (۱) صفت عددی مجموعی جلی۔ اسی صفت جس سے شخصوں یا چیزوں کی جمع تعداد کسی کام کرنے یا کسی کام کا اثر قبول کرنے میں بیان کی جائے جیسے۔ دونوں ٹوٹے پڑ گئے۔ دونوں آدمی کھا رہے ہیں۔ اس صفت کے لئے دو کے عدد پر نون مضموم اور واو مجہول ساکن اور نون غنہ زیادہ کیا جاتا ہے جیسے۔ دونوں بچے کھیل رہے ہیں۔

دونوں لڑکیاں تندرست ہیں۔ تین اور چار اور پانچ۔ اور سات اور آٹھ اور دس اور باقی وہائیاں ساٹھ تک۔ ان اسماء کے بعد صرف واو مجہول ساکن اور نون غنہ زیادہ کیا جاتا ہے جیسے۔ تینوں ادنٹ لہ گئے۔ چاروں مرغیاں انڈے دینے لگیں۔ پانچوں سوار آگئے۔ ساتوں مہمان چلے گئے۔ آٹھوں آدمی ٹھٹھے نکلے۔ دسوں مزدور کام پر ہیں۔ بیسوں لوٹے پہنچ گئے۔

ہر طرف - ہر ایک سمت - ہر ایک طرح - ہر اک گانوں - وغیرہ +
جب لفظ ہر کو ہم مکرر لاتے ہیں تو اسکے ساتھ لفظ ایک یا اک نہیں لاتے جیسے :-
ہر ہر آدمی - ہر ہر جانور - ہر ہر طرف - ہر ہر گھوڑا - ہر ہر بیل وغیرہ +

اسم عام کی ہم نکر اسے بھی استغراق کے معنی پیدا ہوتے ہیں جیسے آدمی آدمی انتر -
کوئی میر کوئی کنکر - کلی کلی کھل گئی - درخت درخت جھوم رہا تھا - مگر گھر سے گانے کی آواز آ رہی
تھی - جگہ جگہ روتا پڑ رہا تھا - بات بات پر اعتراض مچ رہے تھے - لفظ جھومڑا چار رہا تھا - مگر
یہ نکر اسماعی ہے اسکے لئے کوئی قاعدہ نہیں +

بجائے لفظ ہر کے مکرر لانے کے اور ہر ہر آدمی کی زبان پر یہی تھا کہنے کے (ایک ایک
آدمی کی زبان پر یہی تھا) کہنا زیادہ فصیح ہے +

کبھی لفظ (کیا) سے ہر ایک کے معنی لیتے ہیں جیسے کیا امیر کیا فقیر سب تماشے میں تھے +
کیا بچہ کیا بوڑھا سب شیاں ہمارے تھے - کیا چھوٹا کیا بڑا سب چلے آ رہے ہیں +
(ح) صفت اشارہ - ایسی صفت کہ ہم پڑے - اگرچہ وہ اسم عام ہی کیوں نہ ہو اور
ایک قسم کی خصوصیت پیدا کرے جیسے یہ آدمی ہے - وہ جانور ہے - یہ گھوڑا ہے - وہ اونٹ ہے
اردو میں صفت اشارہ کے لئے دو کلمے ہیں +

(۱) یہ - یہ اشارہ قریب کے لئے - وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث میں یکساں بولا جاتا ہے
جیسے - یہ لڑکا - یہ لڑکی - یہ لڑکے - یہ لڑکیاں - یہ گھوڑا - یہ گھوڑے - یہ گھوڑی - یہ گھوڑیاں +
تو ثقیق کے لئے لفظ (یہ) کی (ہے) کو کسرہ دیکر یا بے معروف بڑھا دیتے ہیں جیسے - یہی مرد
یہی لوگ یہی عورت - یہی عورتیں + حالت فاعلی و مفعولی وغیرہ میں - (یہ) واحد کی بجائے
(اس) بکسرۃ الف اور (یہ) جمع کی بجائے (ان) بکسرۃ الف بولتے ہیں جیسے :-

حالت فاعلی - اس آدمی نے مارا - ان آدمیوں نے مارا - اس عورت نے گایا - ان عورتوں نے
گایا + جہاں (نے) علامت فاعل نہ ہو وہاں صرف (یہ) آئینگا جیسے - یہ مرغا بولا - یہ مرغ

یو لے۔ یہ مرغی بولی۔ یہ مرغیاں بولیں۔
 حالت مفعولی۔ بصورت مفعول مالم یستے فاعلہ لفظ (یہ) میں کوئی تغیر نہیں ہوتا جیسے یہ
 ہے۔ یہ لڑکی۔ یہ نہیں۔ یہ بکا۔ یہ بکے۔ یہ بکی۔ یہ بکیں۔
 اور جیب مفعول کے ساتھ علامت مفعول ہو۔ تو واحد میں اس اور جمع میں ان کہیں گئے۔
 اس لڑکے کو بلاؤ۔ اس لڑکے سے کہو۔ ان لڑکوں کو بلاؤ۔ ان لڑکوں سے کہو۔
 اس لڑکی کو بلاؤ۔ اس لڑکی سے کہو۔ ان لڑکیوں کو بلاؤ۔ ان لڑکیوں سے کہو۔
 حالت مجروری۔ اس آدمی سے کام ہے۔ ان آدمیوں سے کام ہے۔ اس عورت سے
 کام ہے۔ ان عورتوں سے کام ہے۔ اس لڑکے پر مار پڑی۔ ان لڑکوں پر مار پڑی۔ اس لڑکی پر
 مار پڑی۔ ان لڑکیوں پر مار پڑی۔
 حالت اضافی۔ جب (یا) اور (نا) علامت اضافت ہو۔ یا ان دونوں علامتوں کی تکرار
 شدہ صورتیں۔ تو صفت اشارہ ہر جگہ یہ آئیگی۔ جیسے۔ یہ گھوڑا میرا ہے۔ یہ گھوڑے میرے ہیں۔
 یہ گھوڑی میری ہے۔ یہ گھوڑیاں میری ہیں۔ یا۔
 یہ گھوڑا اپنا ہے۔ یہ گھوڑے اپنے ہیں۔ یہ گھوڑی اپنی ہے۔ یہ گھوڑیاں اپنی ہیں۔
 اور جب علامت اضافت کا کے کی ہوں۔ تو واحد کے لئے اس اور جمع کے لئے ان کا
 جیسے۔ اس آدمی کا باغ۔ ان آدمیوں کے باغ۔ اس عورت کا مکان۔ ان عورتوں کے مکان۔
 اس آدمی کا وارنٹ۔ ان آدمیوں کے وارنٹ۔ اس عورت کا وارنٹ۔ ان عورتوں کے وارنٹ۔
 اضافت کی علامتوں کا بیان کلمات ربط کے بیان میں مفصل لکھا جا رہا ہے۔
 حالت ظرفی۔ اس گھر سے پانی ہے۔ ان گھروں میں پانی ہے۔
 اس گھر میں پانی ہے۔ ان گھروں میں پانی ہے۔
 ان حالتوں میں (اس) اور (ان) کے ساتھ توشیح و حصر کے لئے۔ (اس) کے سین کو کہہ دیکر
 یا سے معرفت پر پڑھا ہے۔ جیسے۔ اسی آدمی سے چرایا۔ اسی عورت سے کھانا۔

اور (ان) کے تون کو کسرہ دیکر لفظ (ہی) ہے کے زیر سے پڑھاتے ہیں۔ (ان) کو کسرہ
 بلا یا تھا۔ اتنی عورتوں کو پیام دیا تھا۔ اتنی لڑکوں سے دریافت کیا تھا۔ اتنی لڑکیوں کو
 صفت اشارہ کے طریق پر چسب۔ لفظ (ہی) کا استعمال کیا جائے۔ تو ان کے لفظ کی طرح
 اور نون غنہ بڑھا کر (انہیں) کہنا صحیح نہیں۔ کیونکہ توثیق و حصر کیلئے لفظ (ہی) انکار سے کہلاتا
 (ہیں) انہیں کا لفظ ضمیر جمع کے لئے یوں ملتے ہیں کہ صفت اشارہ کیلئے تمام لفظوں پر اشارہ
 کے بیان میں بھی اس طرف اشارہ کیا ہے۔

(۲) وہ اشارہ بعید کیلئے۔ اس میں بھی وہی تغیر تبدیل ہوتے ہیں تو ہم سے لفظ (ان)
 میں بتائے ہیں۔ البتہ حالتوں میں جہت بچاتے رہا واحد کے اس آئے گا تو اس کے الٹ کو
 صنفہ دیں گے اور اسی طرح (ان) کے الٹ پر پیش پڑھیں گے۔ جیسے۔ وہ گھوڑا یا وہ گھوڑے
 آئے۔ وہ گھوڑا کس دیا۔ وہ گھوڑا میرا ہے۔ وہ گھوڑی اپنی ہے۔ اس گھوڑی کو آؤ
 ان گھوڑیوں کو نکلا دو۔ اس گھوڑی پر تم سوار ہو۔ ان گھوڑوں پر زین ڈال دو۔ ان گھوڑیوں
 کی ایال کتر دو۔ ان گھوڑوں کے بچھاڑی نکا دو۔ ان گھوڑوں میں سلوک ہے۔ ان گھوڑوں
 میں کوئی عیب نہیں۔

یہ کلمات جب اسم کے ساتھ آتے ہیں تو صفت اشارہ کہلاتے ہیں اور جب تنہا اسم کی
 جگہ آئیں تو ضمیر کہلائیں گے۔ یہ آدمی اچھا ہے۔ وہ لوگ میرے ہیں۔ یہاں یہ اور وہ صفت
 اشارہ ہیں۔ اور یہ اچھا ہے۔ وہ برا ہے۔ یہاں (یہ) اور (وہ) قائم مقام اسم ہیں (ان)
 ضمیر اشارہ ہیں جن لفظوں سے اشارہ کریں ان کو کلمات اشارہ کہتے ہیں اور ضمیر کی حرمت
 اشارہ کیا جائے لے مشار الیہ۔

فائدہ۔ تمام صفتیں جب کسی اسم کے ساتھ آتی ہیں تو صفت کا کام کرتی ہیں اور جب تنہا
 برتی جاتی ہیں تو اسم کا جیسے۔ زیادہ اچھا ہے۔ خالہ میرا ہے۔ ولی میرا ہے۔ بڑا نہیں ہے۔
 ان مثالوں میں۔ اچھا۔ برا۔ سمجھا۔ ذہین۔ فطانت ہیں۔

اچھوں سے ملنا چاہئے۔ بروں سے بچو۔ سمجھدار کی بات مانو۔ ذہین سبق جلدی یاد کر لیتا ہے۔ ان مثالوں میں۔ اچھوں۔ بروں۔ سمجھدار۔ ذہین۔ آسم ہیں *
 قائمہ۔ تمام صفات جن کا بیان ہو چکا ہے۔ یا تو صفت ہونگی۔ اور انکا موصوف ہونگا
 ہی گمراہیگا۔ جیسے یہ اچھا لڑکا خوبصورت لڑکی۔ یہ آدمی۔ وہ نوکر عربی زبان۔ کچھ آسم۔
 دو گز بلبل۔ تھوڑا سا لٹھا۔ پہلی کتاب۔ دونوں قلم۔ ان مثالوں میں اچھا۔ خوبصورت۔ یہ۔ وہ۔
 عربی۔ کچھ۔ دو گز۔ تھوڑا سا۔ پہلی۔ دونوں۔ صفت ہیں۔ اور لڑکا۔ لڑکی۔ آدمی۔ نوکر۔ زبان۔ آسم
 مل۔ لٹھا۔ کتاب۔ قلم۔ موصوف ہیں۔ یا یہ صفات۔ خبر گمراہیگی اور انکا موصوف۔ آسم گمراہیگا
 جیسے۔ زید اچھا ہے۔ یہ لڑکا شریہ ہے۔ یہ ملل میسی ہے۔ یہ مٹھائی تھوڑی ہے۔ ان مثالوں
 میں سے پہلی مثال میں صفت زید اور باقی مثالوں میں۔ یہ لڑکا۔ یہ ملل۔ یہ مٹھائی۔ یہ ترکیب صفتی
 آسم ہیں اور اچھا۔ شریہ۔ میسی۔ تھوڑی۔ یہ خبر ہیں۔ اور یہ فعل ناقص جبکہ مفضل ذکر فعل
 کی بحث میں آئے گا *۔

نوعیت صفات

صفت کی نوعیت بیان کرتے وقت ذیل کی باتیں بتانی جائیں۔

- (۱) قسم۔ یعنی کس قسم کی صفت ہے *۔
 - (۲) جنس۔ یعنی مذکر ہے یا مؤنث یا دونوں کے لئے مشترک *۔
 - (۳) تعداد۔ یعنی واحد ہے یا جمع *۔
 - (۴) حالت۔ یعنی صفت اور موصوف کو الگ الگ بیان کرنا *۔
- اب نوعیت بیان کرنے کی مثالیں دیکھو *۔
 یہ لڑکا بڑا بھلا گوان ہے *۔

- (۱) یہ صفت اشارہ لڑکا آسم عام واحد مذکر موصوف اشارہ۔ یہ ترکیب توصیفی۔ آسم۔
- (۲) بڑا بھلا گوان۔ صفت ذاتی تفصیلی۔ خبر لڑکے کی *۔

وہ پنجابی سوداگر۔ انگریزی سوداگروں سے بہتر ہے *

(۱) وہ صفت اشارہ پنجابی صفت بتی اشارۃ الیہ یہ دونوں بلکہ ہر صفت ہوئے سوداگر

موصوف۔ یہ صفت اور موصوف بہ ترکیب تو صفتی اسم ہیں *

(۲) انگریزی صفت بتی سوداگروں موصوف صفت موصوف بلکہ یوحہ (سے) کلہ جابر کے متعلق

(۳) بہتر صفت ذاتی تقضیلی جس کا موصوف (وہ پنجابی سوداگر) ہے خبر ہے *

اس لڑکی کی اوڑھتی کے لئے تین گز لمبل لا دو *

(۱) اس صفت اشارہ لڑکی اسم عام مونث موصوف اشارۃ الیہا *

(۲) تین گز صفت عددی معلوم۔ لمبل اسم عام موصوف *

چند بیہمان آگئے ہیں تھوڑا سا خشکہ دم کر لینا *

(۱) چند صفت عددی مجہول بیہمان موصوف *

(۲) تھوڑا سا صفت مقداری بیہمان خشکہ موصوف *

اس مہاجن کو گہیوں میں دگنا اور چٹوں میں سوایا نفع ہوا *

(۱) اس صفت اشارہ مہاجن اسم عام موصوف اشارۃ الیہ *

(۲) دگنا صفت عددی اضاعافی۔ نفع موصوف *

(۳) سوایا صفت عددی مکسور۔ نفع موصوف *

دونوں لڑکیاں اور سارے بچے پڑھ رہے ہیں *

(۱) دونوں صفت عددی مجموعی صلی۔ لڑکیاں اسم عام جمع مونث موصوف *

(۲) سارے صفت عددی مجموعی خفی بچے اسم عام جمع مذکر موصوف *

ہر طرف گھٹا چھا رہی ہے *

(۱) ہر صفت عددی استغراقی۔ طرف اسم عام موصوف *

بیس اک آدمی آئے ہیں *

- (۱) بیس اک صفت عددی جمہول۔ آدمی اسم عام مذکر موصوف ✽
 تیسرا لڑکا پاس ہے اور پانچواں قیل ✽
 (۱) تیسرا صفت عددی ترتیبی۔ مذکر۔ لڑکا اسم عام واحد مذکر موصوف ✽
 (۲) پانچواں صفت ترتیبی مذکر۔ لڑکا اسم عام واحد مذکر موصوف ✽

چهارم فعل

ہم اسم کی بحث میں لکھ آئے ہیں کہ مصدر کا ذکر فعل کی بحث میں لکھا جائیگا۔ اس لئے
 ہم اول مصدر کا بیان کرتے ہیں ✽
 مصدر۔ ایسا اسم جو کسی فعل کا نام ہو۔ اور اس میں کوئی زمانہ نہ پایا جائے۔ یا یوں کہو کہ
 مصدر ایسے اسم کو کہتے ہیں جس سے کرنا۔ یا سہنا یا ہونا۔ یا قید زمانہ پایا جائے مصدر کے
 آخر میں ہمیشہ ناہوتا ہے اور اگر (نا) کو گرا دیں تو جو باقی رہیگا۔ وہ مادہ مصدر کہلاتا ہے اور
 اسی سے تمام افعال بنائے جاتے ہیں اور یہ مادہ ہی صیغہ واحد حاضر ہوتا ہے ✽
 پس جس اسم کے آخر میں لفظ (نا) ہو۔ اور اسکے حذف کر دینے کے بعد صیغہ واحد حاضر
 رہ جائے وہ مصدر ہے۔ جیسے۔ آنا۔ جانا۔ پکڑنا۔ چھوڑنا۔ لانا۔ لوٹنا۔ کھلوانا۔ بکنا۔ پٹنا وغیرہ
 اگر ان اسموں سے علامت نا حذف کر دی جائے تو ✽

آ۔ جا۔ پکڑ۔ چھوڑ۔ لا۔ لو۔ کھلوا۔ یک۔ پٹ۔ جو مادہ باقی رہا صیغہ واحد حاضر ہے۔
 جن اسموں کے آخر میں لفظ ناہوتا ہو اور اسکے حذف کر دینے کے بعد جو باقی رہے وہ صیغہ واحد

۱۰ مصدر اسم ہے مگر چونکہ تمام افعال مصدر سے بنتے ہیں اس لئے اس کا ذکر فعل میں مناسب ہے جس طرح اسم
 فاعل اور اسم مفعول اور اسم حالیہ کا ذکر اسم میں نہیں کرتے بلکہ شبہ فعل میں کیا جاتا ہے ✽

۱۱ مصدر کا لازم متعدی ہونا ہم نے مصدر کے یا نیل اس بیان نہیں کیا کہ مصدر اسم ہے اور لازم متعدی ہونا لازم
 فعل میں ہی ہیں کیونکہ اسمیں فاعل مفعول کے تعلقات ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے کہ فعل لازم اور متعدی مصدر سے
 مشتق ہوتے ہیں مصدر کو لازم متعدی کہا جاتا ہے افعال کے ذکر میں لازم و متعدی کی مثالیں مصدر ہی کی گئی ہیں ✽

حاضر ہو تو اس کو مصدر نہیں کہتے جیسے۔ گھراتا۔ تانا۔ بانا۔ سمہ دھانا۔ کھسیانا۔ تانا۔ کانا۔ وغیرہ
ان کا اگر ناکرا دیا جائے۔ تو باقی ماندہ الفاظ زبان اردو میں بے معنی ہونگے۔

مصدر میں جب تک کہ وہ مصدری معنی دیتا ہے زمانہ نہیں پایا جاتا۔ البتہ افعال تصریحی کے
آنے سے جن کا ذکر آگے آتا ہے زمانہ پیدا ہو جاتا ہے معنوی لحاظ سے اس وقت اس کو مصدر
نہیں کہا جاتا یعنی اسم قرار نہیں دیا جاتا۔ بلکہ فعل ہو جاتا ہے جیسے مجھ جانا ہے یہاں مصدر
نے حال کے معنی دیئے۔ اگر انھیں جانا تھا تو کیوں نہیں گئے۔

یہاں ماضی کے معنوں میں مصدر کا استعمال ہوا۔ استقبال کیلئے علامت (کا) مصدر کے ساتھ
استعمال نہیں ہوتی۔ بصورت احتمال لفظ (ہوگا) البتہ مصدر کے ساتھ جاتا ہے۔ جیسے۔
اب تو کل جانا ہوگا۔

مصدر تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک تو مجرد۔ دوسرے فریدیہ۔ تیسرے مرکب۔ مگر ہم نے
فریدیہ اور مرکب کے ایک ہی قسم مرکب میں داخل کر لیا ہے۔ اور مصدر کی صرف دو قسم قرار دی ہیں۔
یعنی مصدر مجرد۔ اور مصدر مرکب۔ پھر ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں ایک مثبت و دوسری
منفی۔ چنانچہ اسی ترتیب سے ہم مصدر کا ذکر کرتے ہیں۔

(۱) مصدر مجرد مثبت یعنی ایسا اسم جو معنی مصدری کے اثبات کیلئے بتایا گیا ہو۔
سونہ۔ جاگنا۔ چلنا۔ پھرنہ۔ پڑھنا۔ لکھنا۔ سمجھنا۔ پکڑنا۔ پٹھانا۔ لکھنا۔ سمجھنا۔ پکڑنا۔ لوانا۔
دلوانا۔ کھلوانا۔ بلوانا۔ بجنا۔ بکنا۔ لٹنا۔ چھٹنا۔ وغیرہ۔

(۲) مصدر مرکب مثبت۔ اس مصدر کو کئی طریقوں سے بتاتے ہیں۔
اول کسی ایک مصدر کا مادہ دوسرے مصدر کے شروع میں لگا دیا جاتا ہے۔ جیسے۔
لے دوڑنا۔ لے جانا۔ لے سکانا۔ لے چکانا۔ لے پڑنا۔ لے ڈوبنا۔ جاپکڑنا۔ جالینا۔ جادینا۔ پھیلنا۔
کس دینا۔ کھینچ لینا۔ کھینچ دینا۔ کود پڑنا۔ لڑ پڑنا۔ جھگڑ پڑنا۔ وغیرہ۔

۱۔ مثبت اور منفی کی تعریف افعال کی بحث میں دیکھو ۱۲ منہ۔

دوم کسی ہم میں کچھ تصرف کے بعد علامت مصدر لانا۔ آہم میں جو تصرف ہوتا ہو وہ معنی ہے جیسے۔
اسم۔ مگا جوتا۔ گدگدی۔ ساٹھ۔ چکر۔ گول۔ لات۔ وغیرہ۔

مصدر۔ ر۔ لکھنا۔ جھٹلنا۔ گدگدانا۔ سٹھلنا۔ چکانا۔ گلریانا۔ لٹینا۔ وغیرہ۔

سوم کسی لفظ عربی پر خواہ وہ مصدر ہو یا نہ ہو کسی قدر تصرف کے بعد علامت مصدر اردو
زیادہ کر کے مصدر اردو بنالینا۔ جیسے۔ بچھٹنا۔ قیولنا۔ بدلنا۔ دفتنا۔ کھٹنا۔

چہارم۔ یا فارسی الفاظ پر خواہ وہ کسی مصدر فارسی کا جزو ہوں یا نہ ہوں۔ کچھ تصرف کے
علامت مصدر اضافہ کر کے اردو مصدر بنادینا جیسے۔ نوازا۔ فرمانا۔ بچھٹنا۔ آڑنا۔ شرمنا۔
گریانا۔ غرانا۔ ترانا۔ وغیرہ۔

پنجم۔ یا عربی و فارسی الفاظ پر اردو کا پورا مصدر بڑھا کر اردو مصدر بنانا جیسے۔ برلانا۔
درانا۔ فروغ دینا۔ خوش ہونا۔ بیتاب کرنا۔ سیر ہونا۔ زور دینا۔ شاد ہونا۔ شروع کرنا۔ لینا
تشریف لانا۔ قرار دینا۔ حساب لینا۔ ادب دینا۔ بدل لینا۔ غور کرنا۔

فی زمانہ انگریزی الفاظ کی ترکیب سے بھی اردو کب مصدر رواج پانے لگے جیسے۔ لکھ دینا۔ ایکٹ کرنا۔
ریویو لکھنا۔ پارٹ لینا۔ ڈرل کرنا۔

ششم۔ یا اردو کے دو مصدر کو ملا کر ایک مصدر بنا لیا جاتا ہے اور اس سے مقصود اکثر
مصدر اول کے معنی ہوتے ہیں اور مصدر ثانی بطور لزوم کے بولتے ہیں جیسے۔ آنا جانا۔ کھانا
پینا۔ لڑنا جھگڑنا۔ اٹھنا بیٹھنا۔ بیٹھنا اٹھنا۔ چلنا پھرننا۔ روکا دھونا۔ ٹرپنا لوٹنا۔ رونا پھینکنا
گانا بجانا۔ دوڑنا بھاگنا۔ اچھلنا کودنا۔ اور کبھی ایسے دو مصدر ہیں سے دوسرے مصدر معنی
ہوتا ہے جیسے۔ دیکھنا بھالنا۔ لوٹنا لوٹنا۔ چھوڑنا چھڑنا۔ پکڑنا دھکڑنا۔

اور کبھی ایک ہی مصدر کو مختلف صورتوں میں بکر لاتے ہیں جیسے۔ اٹھنا اٹھنا۔ بیٹھنا
سوناسلانا۔ رونا رلانا۔ پٹنا پٹنا۔ بکنا بکنا۔ ٹٹنا ٹٹنا۔ کھانا کھانا۔ پڑھنا پڑھنا۔ ہنستا ہنستا
بستا بستا۔ چلنا چلنا۔ لڑنا لڑنا۔

اور کبھی مصدر کے ساتھ ایک بمعنی لفظ۔ اسی مصدر کیسی صورت کا زیادہ کرتے ہیں۔

اور اکثر بمعنی مصدر کے پہلے حرف کو خواہ وہ حرف الہری آواز کا ہو یا دوسری آواز کا حرف (واو) سے بدل دیتے ہیں۔ اس بمعنی مصدر کیسی صورت والے لفظ کو تابع حمل بھی کہتے ہیں جیسے۔ پینا وینا۔ دیکھنا ویکھنا۔ جانا وانا۔ کھیلنا ویلنا۔ گھسنا وگسنا۔ بکنا وکنا۔ لینا وینا۔ کھانا وانا۔ پھرنا ونا۔ مروڑنا وروڑنا۔

اور کبھی دو مصدر کے مادوں کے بعد پورا مصدر بڑھا دیتے ہیں اور اس تمام مرکب سے ایک معنی مروا لیتے ہیں جیسے۔ لے دے جانا۔ دے لے آنا۔ کھا پی لینا۔ لڑ بھگڑ پڑنا۔ اٹھ بٹھ جانا۔ چل پھر لینا۔ توڑ پھوڑ دینا۔

اور کبھی ایک مصدر کے مادہ پر ایک حمل مصدر کا مادہ زیادہ کر کے۔ اسکے بعد پورا مصدر لاتے ہیں جیسے۔ پی پیا جانا۔ کھا وانا۔ سونگھ سناگھ لینا۔ چکھ دکھ لینا۔ دیکھ دکھ لینا۔ دھو دھا دینا۔ پوچھ پیاچھ کرنا۔ دیکھ بھال کرنا۔

اگرچہ مصدر اسم ہے اور اسمیں زمانہ نہیں پایا جاتا۔ مگر زیر استعمال سے بوجہ افعال تھری جن کا بیان آگے آئیگا) مصدر میں زمانہ کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔

اور اس کی کئی صورتیں ہیں (مثلاً) قریب تر زمانہ میں کسی فعل کے ہونے یا نہ ہونے کو ظاہر کرنا جیسے وہ جانے کو ہے۔ وہ آنے کو تیار تھا۔ وہ پڑھنے میں مصروف ہے۔ وہ نہانے نہیں گئے۔ وہ کھانے لگے۔ استقبال کے معنی میں بھی بولا جاتا ہے جیسے بھٹیں وہاں جا کر کیا کرنا ہے۔ کل ان کا آنا ہو تو ہو اگر وہاں جاتا پڑا تو بیٹھنا بھی ہوگا۔

اسی طرح ماضی کے معنی بھی لئے جاتے ہیں جیسے بھٹھا آنا بیکار گیا۔ اس وقت بھٹیں جانا نہیں چاہتھا۔ بیشک بھٹھا رہ بیٹھنا انھیں ناگوار تھا۔ انکا ہیاں بلانا ہی بیجا تھا۔

زمانہ کے علاوہ اور معنوں میں بھی مصدر کو برتا جاتا ہے (مثلاً) کسی یقینی امر کے ظاہر کرنے کیلئے جیسے۔ ایک نہ ایک دن مرنا ہے۔ ایک نہ ایک دن چھوڑا

ہوتا ہے۔ ہر کسی کو یہ راستہ طے کرنا ہے۔ سب کو خدائے پاک کے رو برو جانا ہے۔
 مصدر سے جب ضرورت یا مجبوری کا ظاہر کرنا مقصود ہو۔ تو اسکے بعد لفظ (ہوگا) زیادہ کیا جاتا
 جیسے تھیں یہ بوجھ اٹھانا ہوگا۔ تھیں میسر ساتھ چلنا ہوگا۔ تھیں کھانا کھانا ہوگا۔
 یا۔ (پڑنا) کے مصدر کا صیغہ پڑھا دیں گے جیسے۔ مجھے ان سے کتنا پڑا۔ تھیں چلنا پڑیگا۔ اسکو
 میرے ساتھ آنا پڑا۔ مجھے اسکے ساتھ جانا پڑا۔ مجھے وہ بات کہنی پڑی۔
 مزید تاکید کیلئے لفظ ہی بھی بڑھا دیا جاتا ہے جیسے۔ یہ خط تو لکھنا ہی ہوگا۔ یہ کام کرنا ہی پڑا۔
 یہ بات تو کہنی ہی ہوگی۔ یہ بات تو کہنی ہی پڑی۔
 کہنی مصدر بطریق اہم استعمال کیا جاتا ہے جیسے۔ کھیلنا تو تھیں بہت پسند ہے۔ مگر بیٹھا پسند نہیں
 بیٹھنے سے توجہ نہیں اکتاتا مگر چلنا دو بھر ہے۔
 کبھی دو مختلف فعلوں کا ایک ساتھ واقع ہونا ظاہر کیا جاتا ہے۔ اس حالت میں کہیں تو دونوں جگہ
 مصدر ہوتے ہیں۔ جیسے۔ اسکا دیکھنا تھا اور میرا اٹھنا میرا اٹھنا اور اس کا جانا۔
 اور کہیں پہلا مصدر ہوتا ہے اور دوسرا فعل مفرد یا مرکب جیسے۔ میرا جانا تھا کہ وہ بھاگا۔ اسکا
 بیٹھنا تھا کہ بٹی ٹوٹ گئی۔ میرا پیر رکھنا تھا کہ چوکی کا تختہ نکل گیا۔
 اور کبھی مصدر ایک حالت کے قیام پر دلالت کرتا ہے جیسے میں ہوں اور بیٹھنا لکھنا اسکے
 نصیب ہیں تو گھٹنا اور غم کھانا ہے۔
 اور کہیں نادگی کا اظہار مصدر سے کیا جاتا ہے جیسے۔ وہ جانیو ہے۔ آپ تو مجھے ہی دھمکاؤ
 ہیں۔ میں دو دو لائے کو ہی تھا۔
 کبھی مصدر امر کے معنی دیتا ہے مگر اس میں مقابلہ امر کے تاکید و تنبیہ بھی ہوتی ہے جیسے کل ضرور
 آنا بھول نہ جانا۔ پکڑے رہنا چھوڑ دینا۔ اسکو اونچا اٹھائے رکھنا اسکو دبا چھوڑنا۔
 مصدر کی تذکیر و تائید بلحاظ اس کے متعلقہ اسم کے ہوتی ہے جیسے کام کرنا۔ بات کرنی
 جھگڑے کرنے۔ شکایتیں کرنیں۔ لیکن اگر اسم اور مصدر کے مابین لفظ (کا) واقع ہو۔ تو اہم ٹوٹ

کے لئے بھی مصدر مذکر ہی بولا جائے گا جیسے۔ کتاب لکھنی۔ اور کتاب کا لکھنا نیز اٹھانی۔ اور

نیز کا اٹھانا۔ دوات میں سیاہی ڈالنی۔ اور دوات میں سیاہی کا ڈالنا۔

مصدر کی وحدت و جمع انھی قاعدوں کی بموجب ہوتی ہے جنکا ذکر پہچکا ہے۔ لیکن اصل لکھنا
مصدر کو مذکر ہی بولتے ہیں جیسے حکایت کرنا شکایت کرنا۔ بات کرنا۔ عنایت کرنا۔

حالت ظرفی اور اضافی اور مجروری میں مصدر کی علامت تاکا الف یا یہ مجہول سے بدل جاتا ہے

حالت ظرفی۔ کھانا کھانے میں دیر ہے اس کے بدلنے میں ایک گھنٹہ باقی ہے۔

حالت اضافی۔ کس کے آنے کی خبر ہے۔ اس کے جانے کا کچھ سہ نہیں۔

حالت مجروری۔ آپ کے ملنے سے تجھے خوشی ہوئی۔ وہ سفر کرنے پر آمادہ ہیں۔

حالت فاعلی اور مفعولی اور ندائی مصدر کے لئے نہیں آتی۔

مصدر منفی۔ الفاظ نفی۔ یا نہی کے آنے سے مصدر خواہ مجرور ہو۔ یا مکتب منفی ہو جاتا ہے

اور اسکا استعمال مختلف معنی میں کیا جاتا ہے۔

نفی کے لئے لفظ (نہیں) بڑتا جاتا ہے اور نہی کے لئے لفظ (مت) اور لفظ (نہ) نفی اور

نہی دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

(۱) نہیں یہ لفظ نفی کے لئے مصدر کے پہلے بھی آتا ہے۔ اور بعد میں بھی جیسے میں ہوں

نہیں آنا۔ میں نہیں جانا۔ میں نہیں کھانا۔ میں نہیں کھانا۔ وہ نہیں کھانا۔ وہ نہیں لکھنا۔

وہ نہیں لکھنا۔ یا۔

میرا وہاں آنا نہیں۔ میں اب کھیلنا نہیں۔ میں بھاگنا نہیں۔ وہ لڑنا نہیں۔

نہیں کا لفظ مصدر کے آخر میں دو سر فعل کی نفی کے لئے بھی آتا ہے۔ جیسے۔

تک وہاں آنا نہیں چاہئے۔ میرا جانا نہیں ہوا۔ کل آنا نہیں ہوگا۔ میرا چلنا نہیں ہو سکتا۔

بصورت استفہام نہیں کا لفظ نفی کے لئے مصدر سے پہلے بھی آتا ہے اور بعد میں بھی

۵۔ الفاظ نفی اور نہی کا ذکر افعال کی بحث میں مفصل کیا جائے گا۔

جیسے۔ کیا وہ نہیں بولنا۔ کیا وہ بولنا نہیں۔ کیا تم نہیں بھولنے۔ کیا تم بھولنے نہیں۔ کیا وہ نہیں جانا۔ کیا وہ جانا نہیں۔ کیا وہ نہیں کھانا۔ کیا وہ کھانا نہیں۔

کہیں مصدر سے پہلے لفظ (نہیں) لا کر اور مصدر کے بعد۔ (کا۔ یا۔ کے۔ یا۔ کی) بڑھا کر عزم و استقلال کے معنی لئے جاتے ہیں جیسے۔ وہ نہیں آنے کا۔ وہ نہیں کھانے کے وہ نہیں بھگنے کی۔ مگر بجائے ان کلمات کے اگر یوں کہیں۔ کہ وہ نہیں آئے گا۔ وہ نہیں کھائیں گے۔ وہ نہیں بھٹھے گی۔ تو یہ طریقہ زیادہ فصیح مانا جائیگا۔

(۲) مرت۔ یہ لفظ خواہ مصدر کے اول آئے یا آخر میں۔ دونوں صورتوں میں نہی کے معنی پیدا کریگا۔ جیسے مرت جانا۔ یا۔ جانا مرت۔ مرت لینا۔ یا۔ لینا مرت۔ مرت ڈھونڈنا۔ یا۔ ڈھونڈنا مرت۔ مرت لکھوانا۔ یا۔ لکھوانا مرت۔ مرت بولنا۔ یا۔ بولنا مرت۔ مرت چھوڑنا۔ یا۔ چھوڑنا مرت۔ مرت پکڑنا۔ یا۔ پکڑنا مرت۔ مرت کہنا۔ یا۔ کہنا مرت۔

لفظ (نہیں) کو مصدر کے آخر میں نہی کے لئے بولتے ہیں۔ جیسے۔ دیکھو جانا نہیں کسی کو بتانا نہیں کسی کو چھیڑنا نہیں۔

(۳) نہ۔ یہ لفظ نفی کے معنی مصدری کے لئے۔ اتنے اور مصدر پر لگاتے ہیں۔ آخر مصدر پر لانا مکر وہ خیال کرتے ہیں جیسے نہ آنا۔ نہ جانا۔ نہ دیکھنا۔ نہ پکڑنا۔ نہ کھانا۔ نہ لکھنا۔ نہ پڑھنا۔ نہ پڑھوانا۔ نہ پٹنا۔ نہ پٹوانا۔ نہ یگانا۔ نہ بیچنا۔ نہ بکوانا۔ نہ چھوڑنا۔ نہ چھوڑنا۔ نہ چھوڑنا۔ آخر مصدر پر جو نفی کے لئے لفظ (نہ) خیال کیا جاتا ہے وہ دراصل مصدر کی نفی کے لئے نہیں آتا۔ بلکہ کسی دوسرے فعل کی نفی کے لئے آتا ہے۔ جیسے۔

تخصیر ایسا کہنا نہ چاہئے۔ انکو وہاں جانا نہ تھا۔ میرا کل آنا نہ ہوگا۔ ساتھ چلنا نہ ہوگا۔ جب دو مختلف المعنی مصدر متواتر بولنے ہوں تو دوسری مصدر کے شروع میں لفظ (نہ) نفی کے لئے لاتے ہیں جس سے دونوں مصدر کی نفی مقصود ہوتی ہے۔ جیسے۔

آنا نہ جانا۔ دیکھنا نہ بھالنا۔ اُکھٹنا نہ بیٹھنا۔ چلنا نہ پھرنا۔ جاگنا نہ سونا۔

عامی زبان میں جس کو فعل کا استعمال نہیں کرتے مصدر کی علامت (نا) کے الف کو
یاسے چھوڑ کر بدل کر بلا لفظ نفی لانے کے نفی کے معنی پیدا کرتے ہیں جیسے :

جی ہاں میں جانے کو ہی ہو رہا ہوں یعنی نہیں جانا یا۔ وہ دینے کو ہی ہو رہا ہے یعنی نہیں دینا
اسم مصدر کی بحث کے بعد اب ہم فعل کی پابست لکھنا شروع کرتے ہیں :

تقریباً فعل فعل ایسا کہ ہے جس سے کرتا یا ہوتا یا سہنا۔ بقید زمانہ طریقہ ہا
زیل میں سے کسی طریقہ پر پایا جاسے :

(۱) آیا فعل کسی کرنے یا ہونے یا سہنے والے پر پورا ہوتا ہے :

(۲) یا فعل سے کسی ہم یا ضمیر یا صفت کا تعلق کسی درجہ اسم یا ضمیر یا صفت سے
نہا ہر کرنا مقصود ہے :

(۳) یا فعل کا اثر کرنے یا ہونے یا سہنے والے سے گزر کر دوسرے شخص یا شخصوں یا چیز یا
چیزوں تک پہنچ کر پورا ہوتا ہے :

(۴) یا فعل کا کرنے یا ہونے یا سہنے والا معلوم وند کو ہے۔ یا بجائے کرنے یا ہونے یا سہنے
والے کے صرف ان شخص یا شخصوں یا چیز یا چیزوں کا ذکر ہے جن پر فعل واقع ہوا ہے :

(۵) یا فعل سے کرنا یا ہونا یا سہنا کسی فعل کا ظاہر کرنا مقصود ہے۔ یا کرتا۔ نہوتا۔ نہ سہنا۔

(۶) یا فعل کے کرنے یا ہونے یا سہنے یا نہ کرنے نہ ہونے نہ سہنے کا تعلق گزرے ہوئے

زمانہ سے بیان کرنا مقصود ہے۔ یا موجودہ یا آئندہ زمانے سے :

اس تعریف سے ظاہر ہے کہ بولنے والا جب فعل کا استعمال کریگا۔ تو اس سے تینوں باتوں

میں سے کسی زمانہ کے متعلق اپنی غرض یا نشانہ کا اظہار مقصود ہوگا خواہ کسی طریق پر ہوا

تمام امور کا نام۔ لوازہ فعل ہے :

لوازہ فعل مختلف مطالبہ اغراض کے بیان کے لئے افعال میں جواول بیان کئے گئے

زمانہ کی جاتی ہے۔ اس اول بدل بقید زمانہ کا نام لوازہ فعل ہے :

تغیر و تبدل افعال کی بڑی قسمیں تو صرف تین ہی ہیں۔ جو کاذیل میں ذکر کیا ہوا ہے۔ اور اس کی تقسیم کے بحث میں ضمنی اور جزئی تقسیمیں بھی ہم لکھیں گے۔
(۱) قرینہ فعل۔ یعنی *

(الف) فعل کا لازم تام یا لازم ناقص ہونا *

(ب) فعل کا متعدی ہونا۔ خواہ کسی قسم کا متعدی ہو *

(ج) فعل متعدی کا معروف۔ یا کسی قسم کا مجہول ہونا *

(د) ان تمام قسم کے افعال کا مثبت یا منفی ہونا *

(۲) نوع فعل۔ یعنی *

(الف) خبر یہ یعنی کسی فعل کے ہونے یا نہ ہونے یا کرنے یا نہ کرنے کی خبر دیتی۔ خواہ وہ بطریق استمرار ہی ہو *

(ب) شرطیہ یعنی کسی فعل کے ہونے نہ ہونے یا کرنے نہ کرنے کو بطور شرط یا امتنا بیان کرنا۔

(ج) احتمالی یا شکی یعنی کسی فعل کے ہونے یا نہ ہونے یا کرنے یا نہ کرنے میں احتمال یا شک ظاہر کرنا۔

(د) امر یہ یعنی ایسا فعل جس سے حکم یا التجا یا دعا کا اظہار کیا جائے *

(ه) مشابہ فعل یعنی ایسا شبہ فعل جس سے کسی کام کا کرنا یا نہ کرنا یا ہونا نہ ہونا بلا قید

زمانہ پایا جائے *

چونکہ یہاں افعال کی انواع کا ذکر ہے۔ اور ہم لکھ آئے ہیں کہ مصدر اسم ہوتا ہے نہ کہ فعل

اس لئے مصدر کو ہم نے نہیں لکھا۔ رہا یہ امر کہ مصدر بھی افعال تصریحی کے ساتھ زمانہ پر دلالت

کرتا ہے۔ تو اس وقت مصدر کی حیثیت فعل کی ہوگی نہ کہ اسم کی۔ اور بحیثیت فعل انھیں

انواع میں سے کسی نوع کے تحت میں ہوگا *

(۳) زمانہ یعنی *

(الف) ماضی یعنی گزرا ہوا زمانہ *

(ب) حال یعنی موجودہ زمانہ •

(ج) مستقبل یعنی آئندہ زمانہ •

یہ ظاہر ہے کہ فعل میں کوئی نہ کوئی زمانہ پایا جانا ضروری ہے۔ اور ہر فعل اپنے قرآن یا انوع کے لحاظ سے کسی نہ کسی زمانہ کے ساتھ متعلق ہوگا۔ اس لئے ہم زمانہ کی بحث میں لوازم افعال کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ اگر ہم ایسا نہ کریں گے تو ہمیں ہر بیان کو دہرانا پڑے گا۔ لہذا ہم لوازم افعال کا ذکر یہ ترتیب بیان کردہ لکھتے ہیں •

فعل لازم۔ چونکہ فعل لازم کی تعریف لکھنے سے پہلے فاعل کی تعریف لکھنی ضروری ہے اس لئے ہم فاعل کی تعریف کرتے ہیں •

فاعل۔ ایسا اسم یا ضمیر جس سے کسی فعل کا صادر ہونا پایا جائے یعنی جس اسم یا ضمیر کی طرف کسی کام کے ہونے یا کرنے کی نسبت بہ تعلق زمانہ دی جائے۔ اسکو فاعل کہتے ہیں۔ جیسے زید اٹھا۔ بکر بیٹھا۔ یہ آیا۔ وہ گیا۔ یا زید نے کھایا۔ بکر نے توڑا۔ اس نے لکھا۔ اس نے پڑھا۔ ان مثالوں میں اٹھنے۔ بیٹھنے۔ اور کھانے اور توڑنے کی نسبت زید اور بکر کی طرف ہے جو اسم ہیں اور آیا۔ اور گیا۔ اور لکھا۔ اور پڑھا کی نسبت یہ اوردہ کی طرف ہے جو ضمیر ہیں۔ اس لئے وہ دونوں اسم اور یہ دونوں ضمیریں فاعل ہیں۔ کیونکہ ان سے یہ افعال صادر ہوئے اور انھیں کی طرف منسوب ہیں •

سننے کی نسبت فاعل کی طرف نہیں ہوتی یا یوں کہو کہ سننے کی نسبت جسکی طرف ہوں گے فاعل نہیں کہتے۔ بلکہ وہ مفعول قائم مقام فاعل ہو ا کرتا ہے۔ کیونکہ اس سے صدور فعل نہیں ہوتا بلکہ اس پر وقوع غفل ہوتا ہے۔ اور اسی وجہ سے اسکو مفعول مالم شیئ فاعلہ کہتے ہیں اسکی مفصل بیان آگے آتا ہے •

۱۔ فاعل یا اسم گویا ضمیر کی صفت۔ فاعل نہیں ہوتی۔ اگر صفت فاعل واقع ہو تو اس کو اسم فاعل کہیں گے نہ کہ فاعل اسم فاعل کا ذکر مشتمل میں مفصل کیا جائے گا •

فاعل کی تعریف کے بعد اب فعل لازم کا بیان کیا جاتا ہے۔
فعل لازم تام۔ ایسا فعل جو فاعل سے ملکر پورا مطلب ظاہر کرے۔ اور پورا مطلب سمجھنے کے لئے
 کسی اور چیز کی ضرورت نہ ہو جیسے ۔

زید ہنسنا۔ ولید رویا۔ یہ دوڑا۔ وہ بھاگا۔ ان مثالوں میں زید اور ولید جو اسم ہیں۔ اور
 وہ اور یہ جو ضمیر ہیں قائم مقام اسم ہیں۔ فاعل ہیں۔ اور ہنسنا اور رویا اور دوڑا اور بھاگا فعل
 ہیں ان میں سے ہر ایک فعل نے اپنے فاعل سے ملکر پورا مطلب ادا کر دیا۔ اور سننے والے کو
 کسی اور چیز کی بات سمجھنے کی انتظامیہ رہی ۔

قائدہ۔ جب یہ قریبہ قائم ہو یعنی فاعل اور فعل کا ذکر پہلے آچکا ہو۔ یا صورت سوالیہ یا استفہانیہ
 ہو یعنی دریافت کرنے کے وقت۔ صرف فاعل۔ یا صرف فعل۔ یا دونوں کا حذف کر دینا جائز ہے
فاعل کے حذف کی مثال کسی نے دریافت کیا کہ۔ کیا زید گیا۔ تم نے جواب دیا۔ گیا
 یا اس نے پوچھا۔ وہ آیا۔ تم نے کہا کہ آیا۔ ان دونوں جوابوں میں زید۔ اور وہ۔ جو فاعل ہیں
 حذف ہو گئے۔ گیا۔ اور آیا۔ جو فعل ہیں وہ باقی رہے ۔

فعل کے حذف کی مثال۔ اس سوال کے جواب میں کہ کون آیا۔ کہا گیا کہ (زید) یا کون
 جاتا ہے کے جواب میں کہا جائے کہ (وہ) ان دونوں جوابوں میں فعل یعنی آیا۔ اور جاتا ہے
 کو حذف کر دیا۔ صرف فاعل بولا گیا ۔

فاعل اور فعل دونوں کے حذف کی مثال۔ تم نے کسی باخبر سے پوچھا کہ۔ کیا زید
 جائے گا۔ یا۔ کیا وہ آئے گا ۔ اس نے ان دونوں سوالوں کے جواب میں کہا کہ (ہاں) اس جواب

۱۔ اردو میں فعل لازم کا مفعول نہیں آتا۔ البتہ عربی میں فعل لازم کا مفعول ہوتی ہے تاہم باقی ہر قسم کے مفعولوں میں سے
 کوئی سا مفعول آسکتا ہو۔ وہ چار قسمیں ہیں۔ (۱) مفعول فیہ یعنی ظرف مکان یا زمان جیسے وہ گھر میں بیٹھا ہے۔
 یا وہ صبح کو گیا (۲) مفعول مطلق اس کا استعمال اردو میں بہت کم ہے جیسے آتی بار بار یا تمہیں زید یا تمہارا مفعول
 جیسے میں نے اس کو مار دیا۔ (۳) مفعول منہ جیسے میں نے سالن سڑی کھائی۔ مگر عربی میں اس کا استعمال
 (۴) من اجرت جو کا استعمال نہیں ہوتا۔ اردو میں بلا حروف جر مفعول نہیں آتا۔ یا وہ قسم کو مفعول نہ ہوتا۔ بلکہ اس کے مفعول

میں فعل اور فاعل دونوں ندر ہیں ۔

فعل لازم ناقص جب کسی اسم یا ضمیر یا صفت کا ایسا تعلق جو صدر یا وقوع فعل کا نہ ہو کسی فعل لازم کے واسطے سے ثابت یا ظاہر کیا جائے۔ تو اس فعل کو فعل لازم ناقص کہیں گے۔ جیسے۔ زید لڑکا ہے۔ ولید وہ رہا۔ یہ بچا لڑکا۔ ان مثالوں میں لڑکا۔ اسم۔ وہ ضمیر۔ بچا صفت کا تعلق۔ زید اور ولید۔ اسم اور یہ ضمیر کے ساتھ صدر یا وقوع فعل کا نہیں۔ بلکہ ثبوت و قیام کا ہے۔ اور ہے۔ رہا۔ لڑکا۔ جو۔ افعال لازم ہیں ان سے اس تعلق کو ظاہر کیا گیا۔ پس یہ تینوں افعال لازم ناقص ہیں فعل لازم ناقص کے اسم یا ضمیر کو جو کیا ہے فاعل ہوتی ہے۔ اسم کہتے ہیں۔ مسئلہ مذکورہ میں۔ زید۔ ولید۔ یہ اسم ہیں۔ اور ۔

جو اسم یا ضمیر یا صفت بجائے مفعول کے ہوتے ہیں۔ ان کو خبر کہتے ہیں ۔

یعنی زید لڑکا ہے۔ اس مثال میں زید اسم۔ لڑکا خبر ہے فعل لازم ناقص ہے۔ اسم۔ اسم۔ اور فاعل۔ اور خبر۔ اور مفعول میں جو فرق ہے اسے بیان کرتے ہیں ۔

فاعل اور اسم کا فرق فعل لازم فاعل پر تمام ہو جاتا ہے۔ مگر فعل ناقص لازم اپنے اسم کے ساتھ ملکر نام تام رہتا ہے۔ یعنی۔ پوری بات نہیں ہوتی۔ بلکہ کسی اسم۔ یا ضمیر یا صفت کی۔ بات کے پورا کرنے کے لئے اور ضرورت ہوتی ہے ۔

فاعل کی دلالت صدر فعل پر ہوتی ہے۔ مگر اسم کا لگاؤ صدر فعل سے نہیں ہوتا۔ بلکہ ثبوت و قیام۔ اسم یا ضمیر یا صفت سے ہوتا ہے۔ جیسے ۔

زید اچھا ہے۔ وہ تنہا لڑکا۔ ولید وہ ہے۔ ان مثالوں میں۔ اچھا اور تنہا۔ اور وہ کا اشارت یا قیام زید اور وہ اور ولید کے ساتھ ہے۔ نہ کہ انکا صدر اس لئے زید اور وہ۔ اور زید۔ اسم میں نہ کہ فاعل ۔

خبر اور مفعول کا فرق۔ اول تو فعل لازم کا مفعول نہیں ہو کرتا۔ اور فعل ناقص لازم ہوتا اس لئے اسکا مفعول بھی نہیں ہوتا چاہئے۔ البتہ خبر ہوگی ۔

دوسرے مفعول اسے کہتے ہیں جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔ اور خبر کسی فعل کا وقوع نہیں ہوتا۔ بلکہ ایسے کسی اسم یا ضمیر یا صفت کا اظہار ہوتا ہے جس کا ثبات یا قیام بیان کرنا مقصود ہے۔
جیسے۔ زید عورت بنا۔ ولید وہ ہے۔ وہ جاہل رہا۔

ان مثالوں میں عورت اور وہ اور جاہل۔ خبر ہیں کیونکہ کسی فعل کا وقوع ان پر نہیں ہوا۔ بلکہ ان کا ہونا۔ زید۔ اور۔ ولید۔ اور۔ وہ میں بیان کرنا مقصود ہے۔ اس لئے یہ فعل تہنیکہ خبریں
افعال ناقص۔ اکثر مصادر ذیل سے آتے ہیں یعنی ان مصدروں کے مشتقات ہیں
لازم۔ یا فعل لازم کے طور پر اردو میں پرتے جاتے ہیں۔ یہ افعال جب فاعل پر تمام ہو جائیں تو
لازم تام ہوں گے۔ اور جب اسم و خبر کے آنے سے ان کا مطلب پورا ہو تو لازم ناقص ہوں گے
وہ مصادر یہ ہیں *

مصادر خبریہ۔ ہونا۔ آنا۔ لگنا۔ رہنا۔ پڑنا۔ ٹھہرنا۔ بننا۔ رہے کے زبردستی نکلتا (ظاہر ہونے کا معنی میں)
مصادر مرکبہ۔ ہو جانا۔ بن جانا (بے کے زبردستی) نظر آنا۔ دکھائی دینا۔ معلوم ہونا۔
اب ہم لازم اور لازم ناقص کا استعمال بتاتے ہیں *

تام۔ جھگڑا ہوا۔ وہ آیا۔ آگ لگی۔ زید میرے ٹھہ میں رہتا ہے۔ او لے پڑے۔
ناقص۔ وہ بیمار ہوا۔ مجھے رونا آیا۔ زید کے اینٹ لگی۔ میں سوتا رہا۔ یہ نہیں پڑا۔
تام۔ یہ چاکو کتنے میں ٹھہرا۔ خوب کام بنا۔ سورج نکلا۔
ناقص۔ میں گندگاڑ ٹھہرا۔ وہ عالم بنا۔ ولید شرم نہ نکلا۔

تام۔ تم میرے پاس ہو جاؤ۔ گوٹھی بن گئی۔ چاند نظر آیا۔ خواب دکھائی دیا۔ حال معلوم ہوا۔
ناقص۔ وہ دیوانہ ہو گیا۔ زید عالم بن گیا۔ وہ دیر نظر آیا۔ زید کو درد کھائی دیا۔ وہ عقلمند معلوم ہوا۔
لیکن الفاظ۔ ہے۔ ہیں۔ ہو۔ ہوں۔ ہوا۔ ہوں۔ ہوا۔ معروف۔ اور تھا۔ تھی۔ تھے۔ تھیں۔
ہمیشہ ناقص لازم فعل کی طرح آتے ہیں *

نظ ہے۔ اور اس کی تبدیل شدہ صورتیں دراصل کسی مصدر سے مشتق نہیں ہیں۔ اگر مصدر

ہونا ہے انکا اشتقاق سمجھا جائے۔ تو اول تو اشتقاق کے اکثر یہ قاعدوں کے خلاف ہے
دوسرے ہونا مصدر کے اشتقاق کی طرح بطریق لازم تام بھی ان کا استعمال ہوتا ہے۔ مگر یہ لازم
تام کے طور پر نہیں برتنے چاہئے۔

ناقص۔ وہ جاہل ہے۔ تم عالم ہو۔ ہم بھاریں۔ میں مسافر ہوں۔ شاید وہ متردد ہوں۔
اگر ہے اور اس کی تبدیل شدہ صورتیں کلمات ذیل میں کہ کوئی پر کیا تم ہو ہم میں میں کیوں نہیں
فعل لازم تام مانا جائے۔ تو یہ احتمال درست نہیں۔ کیونکہ ان فقروں میں موجود یا حاضر
یا آیا۔ یا انھیں کا کوئی ہم معنی لفظ مقدر ہے۔ اور وہی مقدر فعل لازم ناقص کی خبر ہے۔ اسی طرح
تھا۔ اور تھی اور تھے اور تھیں۔ کا استعمال بطریق ناقص لازم ہوتا ہے۔ جیسے :-

ناقص۔ وہ حاضر تھا۔ میں موجود تھی۔ ہم کھیل رہے تھے۔ وہ کاری تھیں۔
اگر یوں کہیں کہ وہ تھا۔ میں تھی۔ تم تھے۔ وہ تھیں۔ تو ان میں خبر محذوف ہوگی۔ جب الفاظ
ہے۔ اور تھا۔ اور ان کی باقی صورتیں بطریق جزو فعل لازم میں تو ان الفاظ کو اس لئے
لازم تام نہیں کہہ سکیں گے کہ لازم تام صافی فعل ہوگا۔ نہ کہ یہ علامتیں جو صرف تعین زمانہ کو ظاہر کرتی ہیں
نہ صرف لفظ ہی ہے جو فعل لازم ناقص کی طرح مستعمل ہے۔ اور فعل لازم تام کی طرح بھی یہ وہ
سہی نہیں جو مصدر رسنا کی ماضی مطلق میں سے واحد مؤنث کا صیغہ ہے کیونکہ سنا بمعنی
برداشت کرنا۔ مصدر متعدی ہے۔ لازم نہیں پس متعدی مصدر کا شق لازم نہیں ہو سکتا
اس کے علاوہ سہی۔ واحد اجمع اور مذکر اور مؤنث میں یکساں رہتا ہے۔ کوئی تغیر اس میں
نہیں ہوتا جیسے :-

تام۔ میری اور اس کی دشمنی ہی سہی۔ تمھارا اور ہمارا جھگڑا ہی سہی۔
ناقص۔ میں دشمن سہی۔ وہ دوست سہی۔ وہ نیک سہی۔ ہم بد سہی۔
فائدہ۔ جب کسی اسم یا ضمیر سے کسی فعل کا صادر ہونا اور کسی اسم یا ضمیر یا صفت سے
کسی فعل کا ان پر واقع ہونا نہ پایا جائے۔ تو ایسے اسم یا ضمیر کو اسم اور ایسے اسم یا

ضمیر یا صفت۔ کو خیر کہیں گے۔ اور جس فعل کے یہ اسم و خبر ہوں گے وہ لازم ناقص کہلائیگا۔
فعل متعدی۔ جس طرح ہم نے بضرورت فعل لازم سے پہلے فاعل کی تعریف لکھی تھی
طرح فعل متعدی کی تعریف سے پہلے مفعول کی تعریف ضروری ہے۔

مفعول۔ ایسے اسم یا ضمیر کو کہتے ہیں جس پر فعل واقع ہو۔ اور اس کی دو صورتیں ہیں۔
(۱) ایسا مفعول جس کا فاعل لفظاً مذکور ہو۔ جیسے زید نے آم چوسا۔ اس مثال میں
فعل ہے اور زید فاعل جو لفظاً مذکور ہے۔ آم مفعول ہے۔ یا۔ زید نے لڑکوں کو مٹھائی
بانٹی۔ اس مثال میں۔ بانٹی فعل۔ زید فاعل۔ لڑکوں مفعول اول مٹھائی مفعول ثانی ہے۔

(۲) ایسا مفعول جس کا فاعل لفظاً مذکور نہ ہو۔ اس مفعول کو مفعول مالم یستے فاعلہ کہتے ہیں۔
یعنی ایسا مفعول جس کے فاعل کا ذکر نہیں کیا گیا۔ جیسے۔ زید بار لگیا۔ کھانا کھایا گیا۔ ولید
بکر پٹا۔ ان مثالوں میں۔ زید۔ کھانا۔ ولید۔ بکر مفعول مالم یستے فاعلہ میں اس لئے گمارنے
والا۔ کھانے والا۔ لوٹنے والا۔ پیٹنے والا۔ مذکور نہیں ہیں۔

قائدہ۔ اردو میں دو سے زیادہ مفعول نہیں آتے۔ پہلے کو مفعول اول اور دوسرے کو مفعول
ثانی کہتے ہیں۔ اور علامت مفعول مفعول ثانی کے ساتھ نہیں بولی جاتی بشرط ضرورت
مفعول اول پر لاتے ہیں جیسے۔

خالد نے لڑکوں کو مٹھائی بانٹی۔ اس مثال میں لڑکوں کو مٹھائی دو مفعول ہیں لڑکوں
مفعول اول مٹھائی مفعول ثانی اور لفظ (کو) علامت مفعول صرف مفعول اول پر ہے۔
سوال کے جواب میں کبھی صرف فعل۔ کبھی صرف مفعول۔ کبھی دونوں کو حذف کر دیا جاتا
اور اگر فاعل لفظاً مذکور ہو تو اس کو بھی حذف کر دیتے ہیں لیکن ان میں سے کوئی بلا قیام
قرینہ حذف نہیں ہوتا جیسے۔

مفعول یا اسم ہوگا یا ضمیر ہوگی۔ اور صفت جب مفعول واقع ہو تو اس کو اسم مفعول کہیں گے جبکہ
ذکر شبہ فعل میں آئے گا۔

فعل کے حذف کی مثال۔ سوال۔ تم کیا پڑھ رہے ہو۔ جواب۔ اخبار زمیندار۔
 مفعول کے حذف کی مثال۔ سوال۔ کیا سب پڑھ لیا۔ جواب۔ پڑھ لیا۔
 سوال۔ کیا زید کو روپیہ دیدیا۔ جواب۔ دیدیا۔ اس مثال میں دونوں مفعول حذف ہو گئے۔
 سوال۔ کیا امرود پاک گئے۔ جواب۔ پاک گئے۔ یہاں مفعول بالمشیت فاعل حذف ہو گیا۔
 فعل و مفعول دونوں کو حذف کی مثال۔ سوال۔ پان کھالیا۔ جواب۔ ہاں سوال لڑکوں کو
 مٹھائی بانٹ دی۔ جواب۔ جی ہاں۔ سوال۔ تم پیٹے۔ جواب۔ ہاں۔
 فعل و فاعل و مفعول کو حذف کی مثال۔ سوال۔ تم نے روٹی کھائی۔ جواب۔ جی ہاں۔
 سوال۔ تم نے لڑکوں کو شیرینی دیدی۔ جواب۔ ہاں۔
 فعل متعدی کی تعریف۔ ایسا فعل جو صرف فاعل پر پورا نہ ہو۔ بلکہ فاعل کے سوا اس کے
 مفعول کی بھی ضرورت ہو۔ خواہ ایک مفعول کی یا دو مفعولوں کی یعنی بلا مفعول یا مفعولوں
 کے صرف فاعل سے اس کے معنی پورے نہ ہوں۔ جیسے۔ زید نے مارا۔ اس نے کھایا۔ ولید نے دیا
 ان مثالوں میں زید اور اس اور ولید۔ فاعل ہیں۔ اور مارا۔ اور کھایا۔ اور دیا۔ افعال متعدی
 ان مثالوں سے سننے والے نے پورا مطلب کہنے والے کا نہیں سمجھا کیونکہ ان متعدی فعلوں کو
 مفعول یا مفعولوں کی ضرورت ہے۔ اس لئے جب یوں کہیں گے کہ۔ زید نے بکر کو مارا
 اس نے کھانا کھایا۔ ولید نے فقیروں کو آٹا دیا۔ تو چونکہ بکر۔ کھانا۔ فقیروں۔ اور آٹا مفعول ہیں
 ان کے بیان کرنے سے پورا مطلب کہنے والے کا معلوم ہو گیا۔
 اُرویدیں فعل متعدی کی چار قسمیں پائی جاتی ہیں۔
 (۱) متعدی بنفسہ۔ ایسا فعل جو متعدی معنی کے لئے ہی بنایا گیا ہو یعنی کسی فعل
 لازم سے متعدی نہ بنایا گیا ہو۔ یا یوں کہو کہ اس کا فعل لازم نہ پورا جاتا ہو جیسے۔
 چوسنا۔ کھانا۔ پینا۔ لکھنا۔ پڑھنا۔ یہ متعدی بنفسہ ہیں۔ فعل لازم انکا نہیں ہو تا کیونکہ
 یہ متعدی معنی کے لئے ہی بنائے گئے ہیں۔ جیسے۔

میں نے آم چوسا۔ یا۔ روٹی کھائی۔ یا۔ پانی پیا۔ یا۔ خط لکھا۔ یا۔ کتاب پڑھی۔ ان مثالوں سے ظاہر ہے کہ یہ افعال اپنے فاعل۔ (میں) پر تمام نہیں ہو سکتے۔ بلکہ آم۔ یا۔ روٹی۔ یا۔ پانی۔ یا۔ خط۔ یا۔ کتاب۔ کی جو مفعول ہیں۔ پوری بات ہونے کیلئے ضرورت پڑتی ہے۔

اگرچہ ہر فعل متعدی معروف و مجہول ہوتا ہے۔ اور بروئے قاعدہ معینہ معروف و مجہول بنایا جاتا ہے۔ لیکن متعدی بنفسہ اردو میں ایسے بھی ہیں۔ جو مجہول معنی کے لئے وضع کئے گئے ہیں اور ان سے فعل متعدی معروف بنایا جاتا ہے۔ جیسے۔ زید پٹا۔ تاج پکا۔ قافلہ لٹا۔ کٹی۔ مونچ کٹی۔ چھپر بندھا۔

معروف و مجہول کا مفصل ذکر کر کے لکھا جائے گا۔ یہاں اس لئے مختصر ذکر کروا رہے ہیں کہ متعدی بنانے کے قاعدے۔ جو لازم سے متعدی بنانے کے لئے بیان کئے جائیں گے وہ فعال متعدی بنفسہ مجہول معنوی میں بھی کارآمد ہیں۔

(۲) متعدی من لازم۔ ایسا فعل متعدی جو فعل لازم سے بنایا گیا ہو۔ جیسے۔

فعل لازم۔ سویا۔ جگا۔ بھگا۔ اٹھا۔ ہنسا۔ دوڑا۔ کودا۔

فعل متعدی۔ سلایا۔ جگایا۔ بھگایا۔ اٹھایا۔ ہنسایا۔ دوڑایا۔ کرایا۔

(۳) متعدی متعدی۔ ایسا فعل جو متعدی سے پھر متعدی بنایا جائے۔ اس غرض سے کہ اس فعل کا وہ مفعولوں پر واقع ہونا ظاہر کیا جائے۔ جیسے۔

متعدی۔ روٹی کھائی۔ پانی پیا۔ کتاب پڑھی۔

متعدی متعدی۔ اس کو روٹی کھلائی۔ ان کو پانی پلایا۔ اٹکے کو کتاب پڑھائی۔

ان مثالوں سے ظاہر ہے کہ فاعل کا فعل بغیر کسی دوسرے شخص کے دونوں منوں پر

پڑتا ہے۔ اس لئے یہ افعال متعدی متعدی ہیں۔

(۴) متعدی بالواسطہ۔ ایسا فعل متعدی متعدی جس میں فاعل کے فعل کا وقوع

براہ راست فاعل کی ذات سے مفعول یا مفعولوں پر نہ ہو۔ بلکہ وقوع فعل کیلئے فاعل اس مفعول

یا مفعولوں میں علاوہ فاعل کے کوئی اور واسطہ ہو جیسے میں نے زید کو رٹی کھلوانی پہنچانے
 اُن کو پانی پلوایا۔ زید نے ولید کو بکر سے خط لکھوایا۔
 ان مثالوں سے ظاہر ہے کہ کھانے اور پینے اور لکھنے کا فعل خود فاعل نے اپنی ہی سے
 نہیں کیا بلکہ کسی دوسرے کے ذریعے سے کرایا۔

فعل متعدی بنانے کے قاعدے۔ فعل لازم سے فعل متعدی اور فعل متعدی سے
 فعل متعدی المتعدی۔ اور فعل متعدی بالواسطہ بنانے کے قاعدے اُردو میں ایسے نہیں کہ ہر
 جاری کئے جاسکیں۔ زیادہ سے زیادہ ان قاعدوں کو اکثر یہ کہا جاسکتا ہے۔ نہ کہ کلیتہً
 یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر فعل لازم سے فعل متعدی بنایا جاسکے مثلاً اترنا۔ اونگھنا۔ غنودن
 کے معنی میں ایڑ بڑانا۔ وغیرہ ایسے افعال لازم ہیں کہ ان سے فعل متعدی نہیں آتا۔ اسی طرح
 یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر فعل متعدی سے فعل متعدی المتعدی یا متعدی بالواسطہ آئے ہی آئے
 مثلاً اگتنا۔ بلبلانا۔ بیلنا۔ بلونا۔ بھرتا۔ پانا۔ وغیرہ ایسے افعال متعدی ہیں کہ ان سے
 متعدی المتعدی یا متعدی بالواسطہ افعال نہیں بولے جاتے۔

اب ہم وہ قاعدے لکھتے ہیں کہ جو فعل لازم سے فعل متعدی اور فعل متعدی سے فعل متعدی
 المتعدی بنانے میں برتے جاتے ہیں۔

فعل لازم سے فعل متعدی بنانا۔ مادہ مصدر کے شمار حروف میں۔ ہائے مخلوطی اور
 نون غنہ کو شمار سے خارج رکھا گیا ہے۔ اسکا لحاظ ہر جگہ رکھو۔

(۱) (الف) جس مصدر لازم کا مادہ دو حرفی ہو۔ اسکے دو سکر حروف ساکن کو زبر دیکر الف
 بڑھا دیا جائے تو مصدر متعدی بن جائے گا۔ جیسے۔ ہلنا۔ ہنسنا۔ اٹھنا۔ چلنا۔ پھرنے کے
 مادہ ہائے۔ ہل۔ ہنس۔ اٹھ۔ چل۔ پھر کے دو سکر حروف۔ لام۔ سین۔ ٹھ۔ لام۔ رے۔

۱۔ اس مثال میں پیشہ ہو کہ ولید۔ اور بکر۔ اور خط۔ تین مفعول ہیں۔ بکر مفعول نہیں بلکہ متعلق فعل
 ہے۔ اس لئے کہ بکر کوئی فعل واقع نہیں ہوا۔ ۱۲ منہ۔

کو فتح ویکر الف بڑھایا جاتا تو فعل متعدی ہو جائے گا۔ اور اگر علامت مصدر زیادہ کر دی جائے تو مصدر متعدی یعنی۔ بلانا۔ ہٹانا۔ اٹھانا۔ چلانا۔ پھلانا۔

(پ) اور اگر تین حرف کا مادہ ہو۔ تو دو سکڑ کر متحرک حرف کو ساکن کر کے اور تیسرے حرف کے فتح ویکر الف زیادہ کر دیں گے جیسے چکنا سے چکنا پٹنا سے پٹنا۔ ٹڑپنا سے ٹڑپنا۔ لٹکنا سے لٹکنا۔ لچکنا سے لچکنا۔ وغیرہ۔

(ج) اور کہیں حرفی مادہ کو دو سکڑ کر حرف کے بعد اور تیسرے حرف سے پہلے الف زیادہ کر دیا جاتا ہے۔ اور حرکات بدستور رہتی ہیں۔ جیسے۔ نکلنا سے نکالنا۔ ابھرنے سے ابھارنا۔ اکھڑنا سے اکھاڑنا۔ اترنا سے اتارنا۔ اچھلنا سے اچھالنا۔ بگڑنا سے بگاڑنا۔ سنورنا سے سنوارنا آخری مثال میں نون غنہ شمار سے خارج ہے۔

(۲) یہ قاعدہ فعل لازم سے متعدی بنانے اور فعل متعدی بنفسہ مجهول معنوی بنسب مفعول فعل متعدی بنفسہ معروف بنسب لفاعل بنانے میں کام آتا ہے۔

کہ مصدر کے پہلے حرف کے بعد اسکی حرکت کے موافق حرف اعرابی ساکن زیادہ کرنا یعنی حرکت زیر کے موافق الف اور حرکت زیر کے موافق یے۔ اور حرکت پیش کے موافق واو اور حرف یے اور حرف واو۔ خواہ معروف ہوں یا مجهول۔

(۱) فعل لازم کے پہلے حرف مفتوح کے بعد الف بڑھا کر متعدی بنایا گیا جیسے مرنے سے مارنا۔ ٹھمنے سے ٹھمانا۔ ٹلنے سے ٹالتا۔

(۲) فعل متعدی بنفسہ مجهول معنوی میں جو بنسب مفعول مفعول ہے۔ بموافق حرکت زیر پہلے حرف کے بعد الف زیادہ کر کے فعل متعدی بنفسہ معروف بنسب لفاعل بنانا۔ جیسے۔ پٹنا سے پٹنا۔

ناپنا۔ کٹنا سے کاٹنا۔ پلٹنا سے پالنا۔ بندھنا سے بانڈھنا۔ بٹنا سے باٹنا۔ تپنا سے تاپنا۔ فعل لازم کے پہلے حرف کے بعد اسکی حرکت زیر کے موافق یے یا معروف یا مجهول بڑھا کر متعدی بنانا۔ جیسے۔ چپنا سے چپنا۔ پھرنے سے پھرنے۔

فعل متعدی بنفسه مجہول معنوی سے فعل متعدی بنفسہ معروف بنانے کی حسب الامتالیس *
 جیسے کھینچنا سے کھینچنا۔ گھرنا سے گھیرنا۔ پسنا سے پسینا۔ چرنا سے چرنا *
 فعل لازم کے پہلے حرف کے بعد اسکی حرکت پیش کے موافق۔ واد معروف یا مجهول یا مادہ
 کر کے متعدی بنانا۔ جیسے جھٹنا سے بھوننا۔ مڑنا سے موڑنا۔ رگڑنا سے روگڑنا۔

فعل متعدی بنفسہ مجہول معنوی سے اسی قاعدہ کی بموجب فعل متعدی بنفسہ معروف بنانا
 جیسے منڈنا سے مونڈنا۔ بچنا سے پوجنا۔ بڑنا سے جوڑنا *

(۳) کہیں فعل لازم یا فعل متعدی مجهول معنوی کے مادہ کے دو سکے حرف کے بعد حرفیہ
 یا حرف واؤ بڑھا کر متعدی بنفسہ معروف بناتے ہیں۔ مگر حرف ثانی مادہ کا اگر متحرک ہو تو اسکی
 حرکت کو اس حرف کے موافق بدل دیں گے جو بڑھایا جائیگا۔ جیسے۔ بڑنا سے بیڑنا۔ سمٹنا سے
 سمیٹنا۔ بکھرنا سے بکھیرنا۔ اڑھڑنا سے اڑھڑنا۔ اکھڑنا سے اکھیرنا۔ کھسٹنا سے کھسٹنا۔ پچڑنا
 سے پچڑنا۔

اور اگر حرف ثانی ساکن ہو تو اسکو بڑھائے ہوئے حرف کی حرکت کے موافق متحرک کر لیں گے
 جیسے۔ چھنا سے چھوٹنا *

اور متعدی بنفسہ مجہول معنوی میں حرف الف بھی بڑھایا جاتا ہے اور حرف ثانی ساکن کو
 مفتوح کر لیا جاتا ہے۔ جیسے۔ بچھنا سے بچھانا۔ لدنا سے لڈانا *

(۴) کہیں حرف ٹے کو حرف رے سے بدل دیتے ہیں جیسے۔ ٹوٹنا سے توڑنا۔ چھوٹنا سے
 چھوڑنا۔ چھوٹنا سے چھوڑنا۔ ان مثالوں میں مجهول یعنی سے متعدی معروف بنائے گئے ہیں *
 (۵) اوکھیں مجهول معنوی کے مادہ کے دو سکے حرف کو واد مجهول سے بدل کر متعدی معروف
 بناتے ہیں جیسے۔ دھلنا سے دھوننا۔ ڈھلنا۔ ڈھوننا *

(۶) ایسے متعدی متعدی درجہ قواعد مذکورہ بالا کے تحت میں نہیں آتے۔ یہ ہیں *
 رہنا سے رکھنا۔ بھگنا سے بھگونا۔ پڑنا سے ڈالنا۔ ڈالنا کا مجهول وضعی ڈالنا۔ غیر فصیح

مانا گیا ہے) یکناسے پچتا۔ وغیرہ *

(ج) بعض مصدروں کے متعدی۔ دو۔ دو طریق پڑتے ہیں اور دونوں میں معنوی فرق ہوتا ہے
چند مصادر بطریق مثال لکھے جاتے ہیں *

(۱) ٹوٹنا۔ اس کا ایک متعدی توڑنا ہے یعنی ٹوٹنا کی پہلی ٹے کو تے سے اور دوسری ٹے
کوڑسے سے بدلا ہے۔ اس کے معنی معمولی ہیں *

دوسرا تڑانا۔ اس میں پہلی ٹے کو تے سے اور واؤ ساکن کوڑے مفتوح سے اور دوسری ٹے
کو الف سے بدل کر بنایا ہے۔ یہ ایسے موقع پر بولا جاتا ہے۔ جہاں کوئی جانور اپنے بندھن کی
رسی کو توڑ کر آزاد ہو جائے۔ تو کہتے ہیں کہ گھوڑا کچھاڑی تڑا گیا۔ گائے رسا تڑا گئی *

(۲) دینا۔ اس کا ایک متعدی دینا ہے۔ جو چپٹی کرنے کے معنی میں ہے یعنی جسم کو تھیم
کے کسی جزو کو اپنے ہاتھوں سے دیا کر راحت پہنچانی اور دوسرا دینا اس کے معنی دفن کرنے
یا کسی شخص یا چیز کو کسی بوجھل شخص یا چیز کے نیچے رکھنے کے ہیں۔ مگر یہ دونوں ایک دوسرے
کے معنی میں استعمال ہیں جیسے سیر دیاؤ۔ یا میری کمر دیاؤ۔ اور دینا اور دینا غالب
آنے کے معنی بھی دیتے ہیں جیسے اسے غم نے دیا لیا۔ اسے بیماری نے داب لیا *

(۳) گھلنا۔ اس کا ایک متعدی گھولنا مالانے کے معنوں میں ہے۔ اور دوسرا گھلنا تحلیل
کرنے کے معنی میں۔ جیسے اس دودھ میں پورا گھولو۔ اور اس نے اپنی جان سی فکر میں گھلادی *

(۴) کبھی مصدر لازم سے پہلے مصدر متعدی (لینا) کا مادہ بڑھا کر لازم سے متعدی بنالیتے ہیں
جیسے لے جانا۔ لے آنا۔ لے دوڑنا۔ لے بھاگنا۔ لے ڈوبنا۔ لے ٹھنڈا۔ لے پڑنا۔ وغیرہ

لازم سے متعدی یا متعدی سے متعدی بنانا *

ذیل کے قاعدے دونوں قسم کے مصدروں میں استعمال کئے جاتے ہیں *

(۱) جس مصدر کے مادہ میں دو حرف ہوں اور دوسرا حرف ساعرابی ہو۔ تو حرف ساعرابی کو اگر کہ
"م مفتوح اور الف ساکن اسکی جگہ بڑھاویں گے۔ جیسے *

لازم سے متعدی۔ رونا سے رُلانا۔ سونا سے سلانا۔ جینا سے جلانا۔
 متعدی سے متعدی المتعدی۔ پینا سے پلانا۔ دینا سے دلانا۔ دھونا سے دھلانا
 البتہ کھانا سے کھلانا جاتا ہے اس میں متعدی مصدر کے حرف اول کے فتح کو کسرہ سے بدل دیا ہے
 قائمہ۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر لازم سے متعدی یا ہر متعدی سے متعدی برتا جائے
 جیسے۔ لازم (آنا) سے متعدی نہیں آتا۔ اور بونا۔ اور چونا۔ بواؤ و جھول سے بوانا اور چوانا۔
 متعدی المتعدی آتے ہیں۔

(۲) ہر حرفی مادہ والے مصدر کا اگر دوسرا حرف اعرابی ہو تو اکثر جگہ حرف اعرابی گرا کر۔
 مادہ کے تیسرے حرف کے بعد الف بڑھا دیں گے۔ اور تیسرا حرف چونکہ اکثر ساکن ہوتا ہے
 اسے مفتوح کر لیتے ہیں۔ جیسے۔

لازم سے متعدی۔ جاگنا سے جگانا بھگانا۔ کودنا سے کدانا تیرنا سے تیرانا
 متعدی سے متعدی المتعدی۔ ہارنا سے ہارنا۔ توڑنا سے تڑانا۔ چھوڑنا سے چھڑانا
 بعض مصدر میں۔ یہ قاعدہ متعل نہیں۔ جیسے۔ دوڑنا سے دوڑانا۔ بھونکنا سے بھونکانا
 وغیرہ میں واو ساقط نہیں ہوا کیونکہ یہ واو لیں ہے واو اعرابی نہیں۔ اسی طرح سیکھنا سے
 سیکھانا۔ اور جیتنا سے جتانا تو باقاعدہ ہیں اور سکھانا۔ اور جتاننا۔ قاعدے کے خلاف
 متعدی بالواسطہ بنانے کے قاعدے متعدی بالواسطہ بنانے کے لئے اکثر قواعد ہیں
 (۱) مادہ مصدر کے بعد اور علامت مصدر سے پہلے واو مفتوح اور الف یعنی لفظ (وا) پڑھایا
 جائے اور اگر مادہ کا دوسرا یا تیسرا یا چوتھا حرف اعرابی ہو تو وہ گرا دیا جائے۔

دوسرے حرف اعرابی کی مثال۔ ڈالنا سے ڈلوانا۔ چھاپنا سے چھپوانا۔ تولنا سے
 تلوانا۔ بلوانا سے بلوانا۔ کھولنا سے کھولوانا۔ گھولنا سے گھولوانا۔ پسینا سے پسوانا۔ پٹینا سے
 پٹوانا۔ بھیننا سے بھینوانا۔ کھیننا سے کھینوانا۔ وغیرہ۔

تیسرے حرف اعرابی کی مثال۔ اٹھانا سے اٹھوانا۔ بچھانا سے بچھوانا۔ جمانا سے جمانا

دکھانا سے دکھوانا۔ کھسٹنا سے کھسٹوانا۔ گھسیٹنا سے گھسٹوانا۔
 چوتھی حرف اعرابی کی مثال پہچھاننا۔ پچھنوانا۔ برسنا سے برسوانا۔ پھنسنا سے
 پھنسوانا۔ ٹھلانا سے ٹھلوانا۔

اگر ان مواقع میں حرف اعرابی نہ تو صرف لفظ (وا) زیادہ کر دیا جاتا ہے جیسے :-
 چھلنا سے چھلوانا۔ دھرنے سے دھروانا۔ چننا سے چنوانا۔ بننا سے بنوانا۔ بے بیش ہے۔
 بیچنا سے بکوانا میں چے کو کاف سے بدل دیا۔ بکنا سے بکوانا نہیں بنا کیونکہ بکنا بھول
 معنوی ہے۔ اور بکوانا معروف۔

(۲) بعض مصدروں کے مادہ کے بعد صرف حرف الف بڑھا کر متعدی بالواسطہ بناتے
 ہیں جیسے :- لکھنا سے لکھوانا۔ کرنا سے کرانا۔ اور بجائے ان کے لکھوانا اور کروانا بھی کہتے ہیں
 دینا سے دلانا میں حرف یے کو لام سے بدل دیا۔ نیا یوں سمجھو کہ حرف اعرابی کو اگر لفظ
 (لا) بڑھا دیا۔ اگرچہ بجائے دلانا کے دلوانا بھی مستعمل ہے۔

ایسا متعدی بالواسطہ متعدی متعدی کی جگہ بھی بولا جاتا ہے جیسے ٹھکانی کھلوائے
 یعنی کھلائیے۔ نکاد لوائے یعنی دیکھے۔ اسوقت کچھ سنوایے یعنی سنائیے۔
 بعض متعدی مصادر ایسے بھی ہیں کہ ان سے متعدی بالواسطہ نہیں بولے جاتے جیسے :-
 ٹھیلانا۔ ترپانا۔ تیرانا۔ تھکانا۔ اچھرانا۔ چکرانا وغیرہ۔

بعض مصادر متعدی مختلف طریقوں سے متعدی بالواسطہ بنائے جاتے ہیں جیسے :-
 بلنا بفتح اول سے بلوانا۔ بونا سے بوانا۔ بھیننا سے بھوانا۔ بلانا سے بلوانا۔

بعض لازم یا متعدی مصدروں سے متعدی متعدی یا متعدی بالواسطہ برتے نہیں جاتے
 جیسے۔ اترانا۔ اکتانا۔ اوگھنا (یعنی غمزدن) چھانا۔ بڑبڑانا۔ بلبلانا۔ بیلنا۔ بلونا۔ پانا۔ پھرنانا وغیرہ

ایسے مصادر بہت ہیں جیسے متعدی اور متعدی بالواسطہ دونوں آتے ہیں جیسے :-
 اصل مصدر اترنا۔ اکتنا۔ اوگھنا۔ اڑنا۔ الجھنا۔ بندھنا۔ سینا۔ بچنا۔ چھنا۔ چلنا۔ چلنا۔ چلنا۔ چلنا۔

گیموں تلے دروازہ کھلا پھول کھلے۔ چنے بھنے۔ وغیرہ۔ ان مثالوں سے ظاہر ہے کہ فعل متعدی مجہول دو طرح کا ہوتا ہے *

(۱) مجہول وضعی۔ یعنی ایسا فعل متعدی مجہول جو فعل متعدی معروف سے بنایا گیا جیسے سبق پڑھایا گیا۔ سوال نکالے گئے۔ لکچر سنایا گیا۔ خط لکھے گئے۔ *

ان مثالوں میں فاعل مذکور نہیں اور مفعول کا ذکر ہے یعنی فعل اپنے مفعول کی طرف منسوب ہے اور یہ سب افعال متعدی معروف سے متعدی مجہول بنائے گئے ہیں *

مصدر متعدی مجہول بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ جس مصدر متعدی معروف کو مصدر متعدی مجہول بنانا ہو۔ اس مصدر متعدی معروف کی ماضی مطلق پر اگر مصدر جانا پڑھا دو گئے تو یہ مصدر متعدی مجہول ہو جائیگا۔ جیسے۔ لایا جانا۔ دیا جانا۔ لیا جانا۔ کھوایا جانا۔ پایا جانا۔ لکھا جانا۔ پڑھا جانا۔ کھایا جانا۔ وغیرہ *

اشتقاق افعال مجہول کی بحث ہم آگے لکھیں گے *

(۲) مجہول معنوی۔ یعنی ایسا فعل جو مجہول معنوں کے لئے ہی مخصوص طور پر بنایا گیا ہو کسی علامت مجہول لگانے کی وجہ سے مجہول نہ بنایا گیا ہو۔ جیسے *

پٹنا۔ کٹنا (بفتح کاف) کٹنا (بضم کاف) بکنا۔ بچنا۔ بھننا۔ لٹنا۔ چھٹنا۔ رچنا۔ پکنا۔ گھٹنا۔ جتنا (بضم جیم) گھٹنا (بضم کاف) سنکنا۔ بچنا۔ لگنا۔ وغیرہ

افعال لازم اور افعال متعدی معروف و مجہول میں سے ہر ایک فعل کی دو قسمیں اور میں ان کا ذکر اب ہم کرتے ہیں *

(الف) مثبت۔ یعنی ایسا فعل جس سے کسی کام کا کرنا یا ہوتا۔ یا سہنا بیان کیا جائے جیسے۔ وہ آیا تھا۔ وہ آتا تو کیا اچھا ہوتا۔ اگر تم جانتے تو بہتر ہوتا۔ وہ بار بار آتی تھی۔ تم جاؤ۔ وغیرہ *

(ب) منفی۔ ایسا فعل جس سے کسی کام کا نہ کرنا۔ یا نہ ہونا۔ یا نہ سہنا۔ ظاہر کیا جائے جیسے۔

وہ نہیں آیا۔ وہ نہ آئے نہ گئے۔ ہم نہیں جانتے تھے۔ میں نہ آتی۔ وہ نہیں سوتے۔ تم مت کرنا۔ وغیرہ
 امر کے صیغوں کو جب بمعنی نفی برتا جاتا ہے تو اسکو (نہی) کہتے ہیں۔ جیسے مت جاہت کر
 لے مت۔ کھا مت۔

باقی مفصل بیان اثبات نفی ونہی کا اشتقاق افعال کی بحث میں کیا جائے گا۔

اشتقاق افعال

زمانہ۔ افعال کا اشتقاق بلحاظ زمانہ کے ہوتا ہے۔ اور زمانہ تین ہیں۔

(۱) ماضی۔ یعنی وہ زمانہ جو گزر رہا ہے۔ یا گزر چکا ہے۔

(۲) حال۔ یعنی وہ زمانہ جو اب موجود ہے۔

(۳) استقبال۔ یعنی وہ زمانہ جو آ رہا ہے یا آئیگا۔

ان زمانوں کی تصریح اور وضاحت کے لئے۔ اردو میں تین افعال ایسے ہیں کہ اگر کچھ مصدر

سے تو مشتق نہیں۔ مگر زمانہ کی صراحت کرتے ہیں۔ یعنی۔

افعال تصریحی۔ ان افعال کا مفصل ذکر ہم ذیل میں لکھتے ہیں۔

(۱) ہے۔ اس فعل کو اگر ماضی مطلق کے آگے لایا جائے۔ تو قریب کے گزرے ہوئے زمانہ

کی صراحت کرتا ہے۔ اور اگر مادہ مصدر کے بعد لفظ (تا) پر اسکو پڑھایا جائے۔ تو زمانہ قریب

پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے۔ لایا ہے۔ ماضی قریب۔ اور لاتا ہے۔ حال مطلق۔

فعل صیغہ ہائے واحد غائب و حاضر میں تو (ہے) رہیگا۔ اور جمع غائب اور جمع متکلم میں

(ہیں) ہو جائے گا۔ اور جمع حاضر میں (ہو) ہو او مجھول۔ اور واحد متکلم میں (ہوں) ہو او متکلم

بولیں گے۔ مذکر ہونٹ کی وجہ سے ان میں کوئی تغیر نہیں ہوگا۔ جیسے۔

وہ لایا ہے۔ وہ لائی ہے۔ تو لایا ہے۔ تو لائی ہے۔ وہ لائے ہیں۔ وہ لائی ہیں۔ تم لائے ہو۔

۵۔ تصریح کے معنی میں صاف کہنا یا کھول کر بیان کرنا چونکہ ان الفاظ سے افعال میں زمانہ کا مفہوم صاف پڑ جائے اسلئے یہ

نام رکھا گیا۔

تم لائی ہو۔ میں لایا ہوں۔ میں لائی ہوں۔ ہم لائے ہیں۔ جمع مشکلم کا صیغہ مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے۔ ایک ہی بولا جاتا ہے۔

فعل ہے اور اس کی وحدت و جمع کی صورتیں کسی شخص یا چیز کی موجودگی ظاہر کرنے کے لئے بھی بولی جاتی ہیں۔ خواہ بجا اب استفہام بولی جائیں۔ خواہ بلا اس کے جیسے۔

وہ ہے۔ وہ ہیں۔ تم ہو۔ میں ہوں۔ ہم ہیں۔

لیکن (ہو) بواؤ جھول۔ جو جمع حاضر میں آتا ہے اور (ہوں) بواؤ معروف جو واحد مکمل میں مستعمل ہے۔ یہ دونوں کسی شے بے جان۔ یا جاندار غیر ذوی العقول کے لئے نہیں بولے جاتے۔ اور نوع احتمالی میں۔ لفظ (ہو) بواؤ جھول۔ بجائے (ہے) کے استعمال ہوتا ہے اور واحد غائب اور واحد حاضر۔ اور جمع حاضر کے لئے (ہوں) بواؤ جھول۔ اور جمع غائب و جمع مشکلم کے لئے (ہوں) بواؤ جھول اور واحد مکمل کے لئے (ہوں) بواؤ معروف بڑے جاتے ہیں۔ جیسے۔

وہ پڑھتا ہو۔ وہ پڑھتی ہو۔ تو پڑھتا ہو۔ تو پڑھتی ہو۔ تم پڑھتے ہو۔ تم پڑھتی ہو۔ وہ پڑھتے ہو۔ وہ پڑھتی ہو۔ میں پڑھتا ہوں۔ میں پڑھتی ہوں۔ ہم پڑھتے ہیں۔ جمع مشکلم کا صیغہ مذکر و مؤنث دونوں کے لئے ایک ہی بڑتا جاتا ہے۔ (ہو) اور اسکی بدلی ہوئی صورتوں میں بھی تذکیر و تانیث کا فرق نہیں ہوتا۔ اور یہی صورتیں بصورت احتمال استعمال کی جاتی ہیں۔ جیسے۔

شرطیہ طریق پر۔ اگر کوئی ہو تو بلاو۔ اگر لوگ آگئے ہوں تو بٹھاؤ۔

صلیہ کے طور پر۔ چو آیا ہوا سے خبر کر دو۔ جتنے حاضر ہوں انھیں بلاو۔

بصورت نکرہ۔ کوئی ہو تھیں کیا مطلب۔ وہ کوئی ہوں تم ان سے ملو۔ وہ کوئی ہو آ

دینا چاہئے۔

فعل (ہے) کبھی (ہوتا) کے معنی میں بڑتا جاتا ہے۔ جیسے۔ زمانہ کی رفتار یوں بھی ہے اور یوں بھی (ہوتی ہے) انکی رائے کبھی کچھ ہے کبھی کچھ (ہوتی ہے) آپ کا تیرا

سب کے ساتھ یکساں ہے۔ یعنی۔ (ہوتا ہے)۔
 افعال (ہے) اور (ہو) کے ساتھ لفظ (ہوگا) بھی برتا جاتا ہے۔ اور وحدت و جمع اور
 تذکیر و تانیث میں اسکی صورت بدل جاتی ہے۔ جیسے +
 مذکر۔ ہے گا۔ ہیں گے۔ ہو گے۔ ہوں گا۔ ہوں گے +
 مؤنث۔ ہے گی۔ ہیں گی۔ ہو گی۔ ہوں گی۔ ہوں گی +
 تیسرے اور آخر کے صیغہ میں (ہو) اور (ہوں) (ہوا و جمول ہیں اور چوتھے صیغہ میں (ہوں)
 ہوا و معروف +

مذکر۔ ہوگا۔ ہوں گے (ہوا و جمول) ہوگا (ہوا و معروف)
 مؤنث۔ ہوگی۔ ہوں گی (ہوا و جمول)۔ ہوں گی (ہوا و معروف)
 یہ سب احتمالی صورت میں استعمال کئے جاتے ہیں +
 (۲) تھا۔ یہ فعل یا تو زمانہ ماضی بعید یا زمانہ ماضی استمراری پر دلالت کرتا ہے +
 اور وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث میں حسبِ نیل تبدیلیاں اس میں ہوتی ہیں +
 جنس۔ واحد غائب۔ جمع غائب۔ واحد حاضر۔ جمع حاضر۔ واحد متکلم۔ جمع متکلم۔
 مذکر۔ وہ تھا۔ وہ تھے تو تھا تم تھے میں تھا ہم تھے
 مؤنث۔ وہ تھی وہ تھیں تو تھی تم تھیں میں تھی ہم تھیں
 (۳) گا۔ یہ لفظ زمانہ مستقبل ظاہر کرنے کے لئے ہے (گا) واحد مذکر کے لئے اور (گی) واحد
 مؤنث کے لئے۔ اور جمع مذکر کے لئے (گے) اور جمع مؤنث کے لئے (گئیں) اور جمع متکلم میں
 مذکر و مؤنث کے لئے (گے) جیسے۔ وہ آئے گا۔ وہ آئے گی۔ وہ آئیں گے۔ وہ آئیں گی تو آئے گا
 تو آئے گی۔ تم آؤ گے۔ تم آؤ گی۔ میں آؤں گا۔ میں آؤں گی۔ ہم آئیں گے۔
 انواع افعال۔ بطریق اجمالی ہم نوع فعل کی تعریف کر آئے ہیں۔ یہاں ہمیں اشتقاق
 افعال سے بحث کرنی ہے۔ اور نوع فعل یعنی طریق ادائے مقصود کے لئے افعال میں تفسیر

و تبدیل اور اشتقاق عمل میں لایا جاتا ہے۔ اسلئے ہم انواع کے لحاظ سے افعال مشتق کے نام لکھتے ہیں۔ اور پھر ہر ایک کا طریق اشتقاق بتائیں گے۔

نوع چہرہ۔ انکی چھ قسمیں ہیں اور پروے اشتقاق ان کے نام یہ ہیں۔
 ماضی مطلق۔ ماضی قریب۔ ماضی بعید۔ ماضی استمراری۔ حال مطلق فعل مستقبل۔
 نوع احتمالی۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ماضی احتمالی یا شکلی۔ حال احتمالی۔
 نوع شرطیہ۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ماضی شرطی یا تمنی۔ مضارع۔
 نوع امریہ۔ صرف امر کو قرار دیا جاسکتا ہے۔

نوع مشابہ فعل۔ اس کی چار قسمیں ہیں۔ ہم فاعل۔ ہم مفعول۔ صفت حالیہ صفت ماضیہ
 اب بلا لحاظ ترتیب اقسام انواع۔ اور یہ ترتیب زمانہ۔ اشتقاق افعال کے طریقے اور مثالیں
 لکھتے ہیں۔ اور صرف افعال مثبت کا بیان اول کریں گے۔

فعل مثبت۔ ایسا فعل کہ جس سے کسی کام کا کرنا یا ہونا تینوں زمانوں میں کسی زمانہ میں پایا گیا
 اول ماضی۔ ایسا فعل جو گزرے ہوئے زمانہ پر خواہ بعید قرب و بعد۔ خواہ بلا قید قرب و بعد
 از زمانہ موجودہ۔ دلالت کرے۔ اس کی چھ قسمیں ہیں۔

(۱) ماضی مطلق۔ مثبت معروف۔ ایسا فعل جس سے کسی کام کا ہونا زمانہ گذشتہ میں
 بلا اس قید کے کہ گزرا ہو از زمانہ قریب ہے یا بعید۔ اور فعل میں کوئی احتمال یا شک یا شرط یا تنہا
 یا کام کا لگنا نہ ہو نا۔ پایا جاسے۔

ماضی مطلق مثبت کے صبیغ واحد نہ کر کے بنانے کے لئے دو قاعدے ہیں۔

(۱) مادہ مصدر کے آخر کا حرف اگر (الف) یا۔ (واو) نہ ہو۔ تو اس آخر کے حرف کو چونکہ وہ

ساکن ہوتا ہے زیر کی حرکت دیکر الف بڑھا دیں۔ جیسے۔

مصدر۔ مادۃ مصدر۔ ماضی مطلق۔ مصدر۔ مادہ مصدر۔ ماضی مطلق

اٹھنا اٹھ اٹھا بیٹھنا بیٹھ بیٹھا

لیٹنا	لیٹ	لیٹا	ہنستا	ہنس	ہنسا
دیکھنا	دیکھ	دیکھا	چاہتا	چاہ	چاہا
سوچنا	سوچ	سوچا	بھونتا	بھون	بھونا
سینا	سی	سیا	پینا	پی	پیا
پیننا	پیس	پسیا	چھوڑنا	چھوڑ	چھوڑا
جاننا	جان	جانا	کھسوتا	کھسوٹ	کھسوتا

لینا کے مادہ ہے۔ اور وینا کے مادہ ہے۔ سے صیغہ واحد مذکر میں الف بڑھانے کے علاوہ۔ یا سے مجہول کو معروف سے بدل کر لیا۔ اور دیا۔ کہتے ہیں۔ مگر مصدر سینا اور کھیننا کے صیغہ ہا سے واحد مذکر میں یا سے مجہول بدستور رہی گی۔ اور الف محدودہ زیادہ کر کے اور کھے آ۔ کہیں گے مگر زبان سے آخر کی یا سے مجہول مفتوح ہو کر الف کے ساتھ بولی جائے گی اور سیا۔ اور کھیا۔ کہیں گے۔

اور مصدر کرنا کے مادہ کر سے صیغہ واحد غائب یا ضعیف مطلق مثبت کا کیا۔ خلاف قاعدہ سماعی آتا ہے۔

اور مصدر مرنے کا صیغہ واحد غائب دو طریق پڑتا ہے ایک حسب قاعدہ یا لا مراء۔ دوا خلاف قیاس یعنی (موا) جو اکثر بطریق صفت مستعمل ہوتا ہے جیسے مواجل گیا۔ اودھوا مونی مٹی۔ ان ہوئے چیتھڑوں کو کیا کروں۔

(۲) اگر مادہ مصدر کے آخر میں حرف (الف) یا (واو) ہو تو ضعیف مطلق مثبت کے صیغہ واحد مذکر بنانے کے لئے لفظ (یا) اور بڑھا دیا جائے گا جیسے۔

کھانا	کھا	کھایا	دھونا	دھو	دھویا
پانا	پا	پایا	سونا	سو	سوایا

آنا	آ	آیا	بونا	بو	بویا
بنانا	بنا	بنایا	کھونا	کھو	کھویا
سمجھانا	سمجھا	سمجھایا	رونا	رو	رویایا

مگر ہونا مصدر کے مادہ ہو سے ہوا۔ اور چھونا سے چھوا۔ اور جانا سے گیا۔ یہ تینوں

صیغہ ہائے واحد مذکر ماضی مطلق مثبت خلاف قیاس ہیں۔

مصدر جانان کی ماضی مطلق واحد مذکر کا صیغہ ہر دسے قاعدہ جایا ہے مگر اسکی جگہ گیا استعمال ہوتا ہے مگر صرف صیغہ جایا بعض محاوروں میں برتا جاتا ہے جیسے تم سے جایا نہ گیا مجھ سے وہاں جایا نہیں جاتا۔ کیا تم سے وہاں جایا جائیگا۔

واحد مؤنث جس صیغہ واحد مذکر پر مادہ مصدر کے آخر میں صرف حرف الف بڑھایا گیا

ہو۔ اس الف کے قبل حرف کو بشرطیکہ وہ حرف ماقبل حرف (یے) نہ ہو۔ کسرہ دیکر الف کو یائے معروف سے بدل دیں گے جیسے

واحد مذکر واحد مؤنث واحد مؤنث واحد مؤنث

اٹھا	اٹھی	بیٹھا	بیٹھی
لیٹا	لیٹی	ہنسا	ہنسی
دیکھا	دیکھی	چاہا	چاہی
سوچا	سوچی	بھونا	بھونی
پسیا	پسی	چھوڑا	چھوڑی
جانا	جانی	کھسوتا	کھسوٹی

اور اگر صیغہ واحد مذکر کے آخر کے الف سے پہلے یا سے معروف مفتوح ہو تو حرف (یے) کو

ساکن کر کے الف کو گرا دیں گے جیسے۔ لیا سے لی۔ دیا سے دی۔ کیا سے کی۔ پیا سے پی

سیا سے سی۔ جیا سے جی۔ وغیرہ۔

مگر سے آ اور کئے آبیائے مجهول کی۔ یاے مجهول بدستور ہے گی اور اسکے الف مزبور وہ کہ
ایسی یاے معروف سے بدل دیں گے جسکے مرکز پر ہمزہ مکسور ہو جیسے سیسی ^{رکب} سیسی ^{رکب}
اور اگر صیغہ واحد مذکر مادہ مصدر پر (یا) بڑھا کر بنایا گیا ہو۔ تو واحد مؤنث کے لئے ایسی
یاے معروف جس کے مرکز پر ہمزہ مکسور ہو۔ لاتے ہیں جیسے۔ آیا سے آئی۔ دکھایا سے نی
بھایا سے بھائی۔ بنایا سے بنائی۔ سویا سے سوئی۔ رویا سے روئی۔ بویا سے بوئی۔ کھویا
سے کھوئی۔ دھویا سے دھوئی +

جمع مذکر۔ اگر واحد مذکر میں مادہ مصدر پر صرف الف زیادہ کیا گیا ہو۔ مگر مادہ کے آخر
کا حرف (یے) نہ ہو۔ تو اس الف کو یاے مجهول ساکن سے بدل دو۔ اور اس کے ماقبل
حرف کو کسہ دیدو۔ جمع مذکر کا صیغہ ہو جائے گا۔ جیسے + اٹھا سے اٹھے۔ بیٹھا سے بیٹھے
لیٹھا سے لیٹے۔ سوچا سے سوچے۔ دیکھا سے دیکھے۔ وغیرہ +

اور اگر مادہ مصدر کے آخر میں یاے معروف ہے۔ تو بعض الف بڑھانے کے۔ ایسی
یاے مجهول جس کے مرکز پر ہمزہ مکسور ہو زیادہ کر دو + جیسے +

پیاسے پیئے۔ سیاسے سیئے۔ کیاسے کئے۔ دیاسے دیئے۔ لیا سے لئے۔ جیاسے جئے
مگر سیاسیابھی میں جو یاے مجهول ہیں۔ یاے مجهول بدستور ہے گی۔

اور اسکے آ اور یاے مجهول جسکے مرکز پر ہمزہ مکسور ہو زیادہ کی جائے گی جیسے۔ سیئے۔ کھئے +
لیکن صیغہ واحد مذکر (موا) سے ہوئے۔ اور چھپا سے چھپوئے وغیرہ میں الف سے پہلے واؤ

اور انکا الف بھی ایسی یاے مجهول سے جمع مذکر کے لئے بدلا گیا جسکے مرکز پر ہمزہ مکسور ہے +
اور اگر واحد مذکر میں مادہ مصدر پر لفظ (یا) زیادہ کیا گیا ہے تو جمع مذکر کے لئے اس بڑھائے

ہوئے لفظ (یا) کی جگہ ایسی یاے مجهول جسکے مرکز پر ہمزہ مکسور ہو گا + جیسے لایا سے لائے
پایا سے پائے۔ کھایا سے کھائے۔ دیکھایا سے دکھائے۔ بنایا سے بنائے۔ کھویا سے کھوئے

بویا سے بوئے۔ سویا سے سوئے۔ رویا سے روئے۔ لگایا سے لگائے +

جمع نمونٹ۔ ہر قسم کے صیغہ واحد نمونٹ کے آخر میں صیغہ جمع نمونٹ بنانے کے لئے
 نوں ٹنڈہ پڑھا دیا جاتا ہے جیسے۔ اٹھی سے اٹھیں۔ بیٹھی سے بیٹھیں۔ لیٹی سے لیٹیں۔ سوئی
 سے سوئیں۔ رونی سے روئیں۔ لی سے لیں۔ دی سے دیں۔ پی سے پیں۔ کی سے کیں۔
 لائی سے لائیں۔ کھائی سے کھائیں۔ پائی سے پائیں۔ دھوئی سے دھوئیں۔ کھوئی سے کھوئیں۔
 لیکن سینا بیاے جمول جو مرغی کے انڈوں پر بیٹھنے کے معنی میں اس کے صیغہ ان قاعدوں
 کے تحت میں نہیں آتے۔ اسکا واحد مذکر ہے۔ اور جمع مذکر ہے۔ اور واحد نمونٹ سیبی اور
 جمع نمونٹ سیٹیں۔ آتے ہیں یعنی مادہ (سے) کی یاے جمول بدستور ساکن ہوتی ہو۔ اور ہر جگہ
 ہمزہ متحرک پڑھائی جاتی ہے اور یہی حال مصدر کھینا بیاے جمول کے صیغوں کا ہے جیسے۔
 کھینا۔ کھینٹی۔ کھینے۔ کھینیں۔

یہ قاعدے مصدر لازم اور متعدی سے صیغہ بنانے کے ہیں۔ جو مذکور ہوئے اور صما
 متعدی متعدی۔ اور متعدی بالواسطہ میں ماضی مطلق مثبت کے صیغہ واحد مذکر بنانے کا
 صرف یہی قاعدہ ہے کہ ہر ایسے مصدر کے مادہ کے بعد لفظ (یا) زیادہ کر دیا جائے۔ اور باقی صیغہ
 اوپر کے بیان کئے ہوئے قاعدوں کی بموجب بنائے جائیں۔

گروان ماضی مطلق مثبت معروف

جنس۔ واحد غائب۔ جمع غائب۔ واحد حاضر۔ جمع حاضر۔ واحد متکلم۔ جمع متکلم۔
 مذکر۔ وہ آیا۔ وہ آئے۔ تو آیا۔ تم آئے۔ میں آیا۔ ہم آئے۔
 نمونٹ۔ وہ آئی۔ وہ آئیں۔ تو آئی۔ تم آئیں۔ میں آئی۔ ہم آئیں۔
 جمع متکلم میں مذکر نمونٹ کا صیغہ ایک ہی ہوتا ہے نمونٹ کے لئے جمع نمونٹ کا صیغہ نہیں ہوتے
 طریق استعمال۔ ماضی مطلق کے صیغوں سے بول چال میں۔

کبھی تو استقبال کے معنی لیتے ہیں۔ جیسے تم چلو میں آیا۔ تم آئے اور وہ بھاگا۔ وہ اگر آیا تو

متھا رہیغام پہنچا دوں گا۔ اگر کوئی کام ہوا تو مطلع کروں گا۔
 کبھی حال کے معنی میں استعمال کرتے ہیں جیسے۔ چاند نہ رہا۔ کہیں مرغابولا۔ پھر کھٹکا ہوا۔
 کسی نے پکارا۔

کبھی ماضی مطلق کے دو فعلوں کو بطریق تابع و متبوع بولتے ہیں۔ اور مختلف معنوں میں
 استعمال کرتے ہیں جیسے۔ وہ میرا دیکھا بھالا ہے۔ وہ کھاتا پیتا ہے۔ وہ لکھا پڑھا ہے۔
 میرا کہا سنا معاف کرنا۔ سب کیا دھرا کار ت گیا۔ دیا لیا آگے آیا۔ اس نے اپنا کیا پایا۔
 ماضی قریب مثبت معروف۔ ایسا فعل جو قریب کے گزرے ہوئے زمانہ پر دلالت
 کرے جیسے۔ زید آیا ہے۔ بکر گیا ہے۔ ولید نے کہا ہے۔ ہندہ نے پیام دیا ہے۔
 ماضی قریب مثبت معروف۔ ماضی مطلق مثبت معروف سے اس طرح بناتے ہیں۔ کہ واحد غائب
 اور واحد حاضر کے صیغوں پر لفظ (ہے) اور جمع غائب اور جمع متکلم پر لفظ (ہیں) اور جمع
 حاضر پر لفظ (ہو) یا (ہوں) اور واحد متکلم پر لفظ (ہوں) یا (تو) اور جمع زیادہ کر دیتے ہیں
 ماضی قریب مثبت غائب اور جمع مؤنث حاضر کے صیغے جو ماضی مطلق میں بصورت جمع آتے ہیں۔
 ماضی قریب میں بصورت واحد لاتے ہیں۔ اور صرف علامت ماضی قریب کو بشکل جمع بولتے
 ہیں۔ جیسا کہ ذیل کی گردان سے ظاہر ہے۔

گردان ماضی قریب مثبت معروف

جنس واحد غائب۔ جمع غائب۔ واحد حاضر۔ جمع حاضر۔ واحد متکلم۔ جمع متکلم۔
 مذکر۔ وہ آیا ہے وہ آئے ہیں تو آیا ہے تم آئے ہو میں آیا ہوں ہم آئے ہیں
 مؤنث۔ وہ آئی ہے وہ آئی ہیں تو آئی ہے تم آئی ہو میں آئی ہوں ہم آئی ہیں
 طرق استعمال۔ ماضی قریب کو کبھی تو ماضی بعید کے معنوں میں بولتے ہیں۔ جیسے۔
 عقل مندوں نے کہا ہے۔ تم نے جو پاپ کئے ہیں انھی کا یہ نتیجہ ہے۔ شیخ سعدی نے فرمایا ہے۔ فردوسی نے

کہا ہو۔ اور کبھی ماضی مطلق کے معنی لیتے ہیں جیسے مجھے میرے چچا نے کتاب دی تو مجھے بڑے بھائی عطاء نے سبق پڑھایا ہے۔

(۳۳) ماضی بعید مثبت معروف۔ ایسا فعل کہ جس سے زمانہ بعید میں کسی کام کا کرنا یا ہونا سمجھا جائے۔ زمانہ حال سے متصل یا قریب متصل کو زمانہ قریب کہتے ہیں۔ اور اس سے پہلے گزرے ہوئے زمانہ کو زمانہ بعید جیسے۔ آیا تھا۔ کیا تھا۔ بیٹھا تھا۔ کھایا تھا۔ لایا تھا۔ بلایا تھا۔ کیا تھا۔ وغیرہ۔

اسکو بھی ماضی مطلق سے بناتے ہیں۔ اس طرح کہ واحد مذکر غائب و حاضر و متکلم کے صیغہ ہائے ماضی مطلق کے بعد لفظ (تھا) اور جمع مذکر غائب و حاضر و متکلم اور جمع مؤنث متکلم کے صیغوں کے بعد لفظ (تھیں) اور واحد مؤنث غائب و حاضر و متکلم کے آگے لفظ تھی۔ اور جمع مؤنث غائبہ حاضر کے آخر میں لفظ (تھیں) زیادہ کرتے ہیں۔

گردان ماضی بعید مثبت معروف

جنس۔ واحد غائب جمع غائب۔ واحد حاضر جمع حاضر۔ واحد متکلم جمع متکلم۔
مذکر۔ وہ آیا تھا وہ آئے تھے تو آیا تھا تم آئے تھے میں آیا تھا ہم آئے تھے
مؤنث۔ وہ آئی تھی وہ آئی تھیں تو آئی تھی تم آئی تھیں میں آئی تھی ہم آئی تھیں
اس گردان میں بھی جمع مؤنث غائبہ حاضر کے اصل صیغے بصورت واحد آئے ہیں صرف علامت بعید جمع کی صورت میں بولی گئی ہے۔

(۳۴) ماضی استمراری مثبت معروف۔ اس ماضی کو ماضی ناتمام بھی کہتے ہیں یعنی ایسا فعل کہ جس سے گزرے ہوئے زمانہ میں کسی کام کا لگاتار ہوتے رہنا ظاہر کیا جائے۔ اور اس سے ختم کام نہ پایا جائے۔ اس ماضی کو مادہ مصدر سے اس طرح بناتے ہیں کہ مادہ مصدر کے بعد واحد مذکر غائبہ حاضر و متکلم کے لئے لفظ (تا تھا) اور جمع مذکر غائب و حاضر و متکلم اور جمع مؤنث

متکلم کے لئے لفظ (تے تھے) اور واحد مونث غائب و حاضر متکلم کے لئے (تی تھی) اور جمع مونث غائب و حاضر کے لئے (تی تھیں) بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے میں ان سے ملنا تھا۔ وہ میرے پاس آتے تھے۔ وہ چرخہ کا کرتی تھی۔ وہ گلیا کرتی تھیں وغیرہ۔

گردان ماضی استمراری مثبت معروف

جنس۔ واحد غائب جمع غائب۔ واحد حاضر جمع حاضر۔ واحد متکلم جمع متکلم۔
 مذکر۔ وہ آتا تھا وہ آتے تھے تو آتا تھا تم آتے تھے میں آتا تھا ہم آتے تھے
 مونث۔ وہ آتی تھی وہ آتی تھیں تو آتی تھی تم آتی تھیں میں آتی تھی ہم آتی تھیں
 (۵) ماضی احتمالی مثبت معروف۔ اس کا نام ماضی شکی بھی ہے یعنی ایسا فعل جس سے گویا ہوئے زمانہ میں کسی کام کے کرنے یا ہونے میں شک ظاہر کیا جائے۔

اس ماضی کو ماضی مطلق ہی سے بناتے ہیں۔ بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر احتمال قوی کا ظاہر کرنا مقصود ہو تو واحد مذکر کے لئے (ہوگا) اور واحد مونث کے لئے (ہوگی) اور جمع مذکر کے لئے غائب و حاضر متکلم میں اور مونث کے لئے جمع متکلم میں (ہوں گے) (ہوں گی) (ہوں گی) (ہوں گی) اور واحد متکلم مذکر کے لئے (ہوگا) اور معروف سوائے جمع متکلم کے لئے (ہوں گی) (ہوں گی) اور اگر احتمال ضعیف کا ظاہر کرنا مطلوب ہو۔ تو واحد مذکر اور واحد مونث کے لئے سوائے واحد متکلم کے (ہو) اور جمع مذکر و جمع مونث کے لئے (ہوں) (ہوں) اور واحد متکلم مذکر و مونث کے لئے (ہوں) (ہوں) اور معروف ماضی مطلق مثبت کے صیغوں پر بڑھایا جائے۔ یہ بیان حسب قاعدہ ہے۔ مگر اہل زبان جمع حاضر مذکر میں (ہو گے) اور (ہو) اور مونث میں (ہوگی) اور (ہو) بولتے ہیں۔ اور نون غنۃ کو ظاہر نہیں کرتے۔ البتہ لفظ آپ یعنی تعظیمی الفاظ کے ساتھ مونث میں (ہوں گی) اور (ہوں) اور مذکر میں ہوں گے۔ اور ہوں استعمال کرتے ہیں۔ جیسے تم آئے ہو۔ یا تم آئے ہو گے

یا۔ تم آئی ہو۔ یا۔ تم آئی ہوگی۔ شاید آپ آئے ہوں۔ شاید وہ تشریف لائے ہوں۔ شاید آپ آئی ہوں۔ شاید آپ تشریف لائی ہوں۔ شاید آپ آئے ہونگے۔ شاید آپ تشریف لائی ہونگی۔ اس لئے بصورت خطاب تم کے ساتھ صرف تم ہو گے، ہوگی۔ ہو لکھیں گے۔

گردان ماضی احتمالی مثبت معروف

جس۔ واحد غائب جمع غائب۔ واحد حاضر۔ جمع حاضر۔ واحد متکلم جمع متکلم۔
 ہوگا { مذکر۔ وہ آیا ہوگا۔ وہ آئے ہوں گے۔ تو آیا ہوگا۔ تم آئے ہو گے۔ میں آیا ہوں گا۔ ہم آئے ہوں گے
 مؤنث۔ وہ آئی ہوگی۔ وہ آئی ہونگی۔ تو آئی ہوگی۔ تم آئی ہوگی۔ میں آئی ہوں گی۔ ہم آئی ہوں گی }
 ہو { مذکر۔ وہ آیا ہو۔ وہ آئے ہوں۔ تو آیا ہو۔ تم آئے ہو۔ میں آیا ہوں۔ ہم آئے ہوں
 مؤنث۔ وہ آئی ہو۔ وہ آئی ہوں۔ تو آئی ہو۔ تم آئی ہو۔ میں آئی ہوں۔ ہم آئی ہوں }
 (۶) ماضی شرطی مثبت معروف۔ اس ماضی کا دوسرا نام ماضی ثنی ہے۔
 یہ ایسے فعل کو کہتے ہیں جو گزشتہ زمانہ میں کسی کام کے کرنے یا ہونے کو بطریق شرط یا تمنا ظاہر کرے
 اس کے بنانے کے دو قواعد ہیں۔

(۱) مادہ مصدر کے بعد واحد مذکر غائب و حاضر و متکلم کے لئے لفظ (تا) اور جمع مذکر حاضر و غائب و متکلم اور جمع مؤنث متکلم کے لئے لفظ (تے) اور واحد مؤنث غائب حاضر کے لئے لفظ (تی) اور جمع مؤنث غائب و حاضر کے لئے لفظ (تین) بنون غنۃ زیادہ کیا جائے جیسے۔
 اگر وہ آتے تو میں بھی آتا۔ اگر تم پوچھتے تو میں بتاتا۔ تم پوچھتیں تو وہ بتاتی۔ وہ جانتیں تو میں جانتی۔ یا۔ کیا اچھا ہوتا اگر وہ یہاں آتا۔ کاش تم مجھ سے مل جاتے۔ کاش میں بھی لکھ پڑھ سکتی۔ کاش وہ آتیں اور میری مصیبت دیکھتیں۔

(۲) ماضی مطلق مثبت کے صیغوں پر لفظ (ہوتا) اور اسکی بدلی ہوئی صورتیں جس طرح کہ

ہم نے قاعدہ اول میں بتایا ہے مناسب صیغوں پر بڑھادی جائیں یعنی مذکر کے لئے ہوتا اور ہوتے۔ اور مؤنث کے لئے۔ ہوتی اور ہوتیں۔ سوائے جمع متکلم مؤنث کے کہ اس پر مذکر کی طرح ہوتے ہی آئے گا۔ جیسے۔ ایک آم کا کیا دینا۔ اگر دینے تھے تو کئی دیئے ہوتے۔ اگر اس نے کوئی پیغام دیا ہوتا تو وہ مجھ سے ضرور کہتی مگر اس نے کچھ کہا ہوتا تو میں سن لیتا۔ یا۔ کان میں بھی پڑھی ہوئی ہوتی۔ بس چل دیئے کچھ تو کہا ہوتا۔

گردان ماضی شرطی مثبت معروض

جس۔ واحد غائب۔ جمع غائب۔ واحد حاضر۔ جمع حاضر۔ واحد متکلم۔ جمع متکلم۔

مذکر۔ وہ آتا۔ وہ آتے۔ تو آتا۔ تم آتے۔ میں آتا۔ ہم آتے۔
مؤنث۔ وہ آتی۔ وہ آتیں۔ تو آتی۔ تم آتیں۔ میں آتی۔ ہم آتیں۔

مذکر۔ وہ آیا ہوتا۔ وہ آئے ہوتے۔ تو آیا ہوتا۔ تم آئے ہوتے۔ میں آیا ہوتا۔ ہم آئے ہوتے۔
مؤنث۔ وہ آئی ہوتی۔ وہ آئی ہوتیں۔ تو آئی ہوتی۔ تم آئی ہوتیں۔ میں آئی ہوتی۔ ہم آئی ہوتیں۔

طریق استعمال۔ ماضی شرطی سے کہیں معنی مستقبل لئے جاتے ہیں۔ جیسے۔

زندگی میں اُسکو وہ سزا ملی جو مرنے کے بعد ملتی۔ اس وقت اس کا وہ حال ہوا جو نزع کے وقت ہوگا۔

کہیں اس ماضی سے ماضی استمراری کے معنی لئے جاتے ہیں۔ جیسے۔ جب وہ ادھر آتے تھیں پوچھ جاتے۔ جب وہ مدرسہ جاتا تھیں یاد کرتا۔

اور کبھی وقوع فعل پر بانہ گزشتہ کا اظہار اس ماضی سے کرتے ہیں۔ جیسے۔ تھیں کیا مطلب تھا وہ پڑھتا یا نہ پڑھتا۔ میں اس سے کیوں ملتا۔ اچھا آپ یہ چاہتے تھے کہ میں اس کے پاس جاتا مگر بات نہ کرتا۔

جس ماضی شرطی میں علامت (ہوتا) آتی ہے۔ وہ ان معنوں میں استعمال نہیں ہوتی۔
ووم حال۔ ایسا فعل جس سے زمانہ موجود میں کسی فعل کا کرنا یا ہونا ظاہر کیا جائے اردو میں

اس کی دو قسمیں ہیں *

(۱) حال مطلق جیسے - وہ آتا ہے - میں جاتا ہوں *

(۲) حال احتمالی جیسے - وہ آتا ہوگا - یا - وہ جاتا ہو *

(۱) حال مطلق مثبت معروف - ایسا فعل جس سے زمانہ موجودہ کسی شخص کا احتمال

کے سمجھا جائے جیسے - جاتا ہے - سمجھتا ہے - روٹھتا ہے - اچھلتا ہے - پڑتا ہے وغیرہ۔
اس کے بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ مادہ مصدر کے بعد واحد مذکر غائب حاضر کے لئے لفظ (تا) ہے (اور جمع مذکر غائب اور تکلم اور جمع مؤنث متکلم کے لئے لفظ (تے) ہیں) اور جمع مذکر حاضر کے لئے (تے ہو) اور واحد متکلم مذکر کے لئے لفظ (تا ہوں) (یا) اور معروف اور واحد مؤنث غائب حاضر کے لئے لفظ (تی ہے) اور جمع مؤنث غائب کے لئے لفظ (تی ہیں) اور جمع مؤنث حاضر کے لئے لفظ (تی ہو) اور واحد مؤنث متکلم کے لئے لفظ (تی ہوں) (یا) اور معروف بڑھایا جاتا ہے *

گردان حال مطلق مثبت معروف

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم *
مذکر -	وہ آتا ہے	وہ آتے ہیں	تو آتا ہے	تم آتے ہو	میں آتا ہوں	ہم آتے ہیں
مؤنث -	وہ آتی ہے	وہ آتی ہیں	تو آتی ہے	تم آتی ہو	میں آتی ہوں	ہم آتی ہیں

طریق استعمال - علاوہ زمانہ موجودہ کے کبھی تو اسکا استعمال زمانہ ماضی کے لئے کرتے ہیں جیسے میں گھر سے نکلا تو کیا دیکھتا ہوں - میں نے خود دیکھا تھا کہ تھارے باغ میں ایک تاجر ایک جاتا ہے۔ اور بطریق حکایت زمانہ ماضی جیسے شیخ سعدی فرماتے ہیں - استاد ذوق کہتے ہیں حافظ شیرازی کہتے ہیں اور کبھی زمانہ مستقبل کے لئے بولتے ہیں جیسے تم چلو وہ بھی آتا ہے ذرا ٹھہرو میں بھی چلتا ہوں سب اچھا حاضر ہوتا ہوں *

زمانہ گزشتہ سے زمانہ موجودہ تک کسی حالت کے قیام کا انہما بھی حال مطلق سے کیا جاتا ہے۔

تم سے کہے۔ کہ جب تم یہاں سے چلے گئے تو میں روز تمھارے گھر آتا تھا۔ اور تم جواب میں کہو۔
کہ۔ آتے ہو گے۔ مگر یہ استعمال حال احتمالی کے ان صیغوں کے ساتھ خاص ہوجن پر لفظ (ہوگا)
زیادہ کیا گیا ہو۔

کبھی وقت یا زمانہ ظاہر کر کے حال احتمالی سے مستقبل کے معنی لیتے ہیں جیسے۔ اگر تم رات کی
گاڑی سے جاتے ہو۔ تو چلے جاؤ۔ ما۔ اگر تم رات کو دیر تک جاگتے ہو۔ تو دن میں سو رہا کرو۔
مگر یہ استعمال۔ علامت (ہو) والے صیغوں کے ساتھ خاص ہے۔

آتا ہو۔ اور اس کے دو سر صیغوں کو ارضی احتمالی سمجھ نہیں یہ حال احتمالی کے معنی دیتے
ہیں جیسے۔ شاید وہ آتا ہو۔ ممکن ہے کہ وہ جاتے ہوں۔ اس وقت میں پڑھتا ہوں۔ وہ کہہ
رہے ہیں کہ ہم جاتے ہیں۔

مستقبل مثبت معروف۔ ایسا فعل کہ جس سے کام کا کرنا۔ یا۔ ہونا۔ زمانہ انیدہ
میں بیان کیا جائے جیسے۔ لائے گا۔ آئے گا۔ سوئے گا۔ دھوئے گا بیٹھے گا بیٹھے گا۔ وغیرہ
اردو میں فعل مستقبل کے بنانے کے پانچ طریقے ہیں۔

(۱) مادہ مصدر کا حرف آخر اگر حرف الف یا حرف وا ہو۔ تو ایسے مادہ پر یاے محمول
جس کے مرکب پر ہمزہ ماسور ہو اور لفظ (گا) واحد مذکر کے لئے اور (گی) واحد مؤنث کے لئے پڑھائی
جیسے۔ آئے گا۔ پائے گی۔ جاسے جائے گا یا جائے گی۔ کھاسے کھائے گا یا کھائے گی۔ پائے
سے پائے گا یا پائے گی۔ سوئے سوئے گا یا سوئے گی۔ دھوئے دھوئے گا یا دھوئے گی۔ بوئے
بوئے گا یا بوئے گی۔ روئے روئے گا یا روئے گی۔

لیکن مصدر ہونے کے مادہ (ہو) سے اس قاعدے کے خلاف واحد مذکر ہوگا) اور واحد مؤنث
ہوگی استعمال کئے جاتے ہیں۔ یا محمول مع ہمزہ ماسور کا پڑھانا آج کل غیر فصیح ہے۔

(۲) اور اگر مادہ مصدر کے آخر میں یاے محمول ساکن ہو۔ تو واحد مذکر کے لئے صرف لفظ (گا)
اور واحد مؤنث کے لئے صرف لفظ (گی) زیادہ کریں گے جیسے۔ نے سے لے گا یا لے گی۔ سے

دے گا یا دے گی *

مگر مصدر شینا بیا سے جمول کا مادہ (رے) اس قاعدے سے مشتق ہے۔ کیونکہ مادہ (رے) کے بعد ایسی یا سے جمول جس کے مرکز پر ہمزہ ہو اضافہ کیجاتی ہے جیسے۔ سیسے گا۔ سیسے گی * اور اسی طرح مصدر کھینا۔ بیا سے جمول سے کھیسے گا۔ اور کھیسے گی آتا ہے *

(۳۴) اور اگر مادہ مصدر کے آخر کا حرف ان تینوں حروف یعنی الف اور واو اور یے جمول سا کہن کے سوا کوئی اور ہو تو یے جمول بڑھا کر لفظ گا۔ یا۔ گی زیادہ کر دیں گے جیسے۔ دپ سے دیے گا یا دیے گی کت سے کتے گا یا کتے گی بیچ سے بچے گا یا بچے گی۔ پھر سے پھرے گا یا پھرے گی مہنس سے مہنسے گا یا مہنسے گی کھل سے کھلے گا یا کھلے گی۔ بہت سے بہتے گا یا بہتے گی۔ چھپ سے چھپے گا یا چھپے گی کیٹ سے کٹے گا یا کٹے گی بیج سے بچے گا یا بچے گی۔ بد سے بدے گا یا بدے گی۔ پڑھ سے پڑھے گا یا پڑھے گی۔ ڈھک سے ڈھکے گا یا ڈھکے گی۔ سن سے سنے گا یا سنے گی۔ جاگ سے جاگے گا یا جاگے گی۔ پی سے پیے گا یا پیے گی۔ جی سے جیے گا یا جیے گی *

جمع غائب اور جمع متکلم مذکر و مؤنث کے لئے اس یا سے جمول کے بعد جو زیادہ کی جاتی ہے خواہ اسکے مرکز پر ہمزہ ہو یا نہ ہو۔ نون غنہ اور بڑھایا جاتا ہے اور لفظ (گا) کا الف جمع مذکر میں اور جمع متکلم مذکر و مؤنث میں یا سے جمول یا قبل مکسور سے بدل جاتا ہے مگر جمع مؤنث میں لفظ (گی) بدستور ہے گا جیسے۔ وہ لائیں گی۔ وہ لائیں گے ہم لائیں گے جمع مذکر و مؤنث دونوں کے لئے جمع متکلم کا صیغہ ایک ہی ہے *

لیکن مصدر پہناسے صیغہ ہا سے جمع غائب مذکر اور جمع متکلم مذکر و مؤنث کے لئے مادہ مصدر پہن حرف فون غنہ کا اضافہ کر کے لفظ (رگے) اور جمع مؤنث غائب کے لئے لفظ (گی) زیادہ کریں گے جیسے۔ وہ ہونگے۔ ہم ہونگے *

اور جمع حاضر مذکر و مؤنث کے لئے اگر مادہ مصدر کے آخر کا حرف الف یا واو ہو تو اس کے بعد یا

سہ معنی جب نندوں کو بچے نکالنے کے لئے اپنے سینہ سے دیا کرتے تھے پرتو اسکے اس فعل کو انڈیسیہ کہتے ہیں ۱۲۸

ما و جسکے مرکز پر ہمزہ مضموم ہو۔ زیادہ کم کے مذکر کے لئے (گے) اور مؤنث کے لئے (گی) بولتے ہیں جیسے تم لاؤ گے۔ تم لاؤ گی۔ تم جاؤ گے۔ تم جاؤ گی۔ تم دھوؤ گے۔ تم دھوؤ گی۔ تم پاؤ گے۔ تم پاؤ گی *

مگر ہونا کے مادہ ہو پر حرف واو نہیں بڑھاتے صرف مذکر کے لئے (گے) اور مؤنث کیلئے (گی) زیادہ کرتے ہیں جیسے تم ہو گے۔ تم ہو گی *

(۴) اور اگر مادہ مصدر کے آخر میں یا جمہول ساکن ہو تو اس کو واو جمہول ساکن سے مل میں گے اور اسکے بعد (گے) یا (گی) بڑھا دیں گے۔ جیسے *

مے سے تم لو گے۔ یا تم لو گی۔ اور دے سے تم دو گے۔ یا تم دو گی *

لیکن مصدر سینا اور کھینا۔ بیاسے جمہول کا مادہ (ہے اور رکھے) اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں ان کی بیاسے جمہول بدستور رہتی ہے اور اسکے بعد ایسا واو جمہول جسکے مرکز پر ہمزہ جمہول ہو بڑھا دیا جاتا ہے جیسے تم سیو گے۔ تم سیو گی۔ تم کھینو گے۔ تم کھینو گی *

واحد کلمہ مذکر مؤنث کے لئے اس مادہ مصدر جس کے آخر میں الف با و او ہو۔ ایک اور ایسا واو معروف جس کے مرکز پر ہمزہ مضموم ہو اور نون غنہ کا اتنا فہ کر کے واحد مذکر کے لئے (گا) اور واحد مؤنث کے لئے (گی) لگا دیں گے جیسے میں جاؤں گا میں جاؤں گی۔ میں سوؤں گا۔ میں سوؤں گی۔ میں لاؤں گا میں لاؤں گی۔ میں بوؤں گا۔ میں بوؤں گی *

اور اگر مادہ مصدر کے آخر میں یا جمہول ساکن ہو تو اس کو واو معروف ساکن سے مل کر نون غنہ اور علامت مذکر گا۔ اور مؤنث گی۔ زیادہ کر دو جیسے میں لوں گا میں لوں گی۔ میں منوں گا میں منوں گی *

مگر سینا اور کھینا بیاسے جمہول کے مادہ (ہے اور رکھے) کی بیاسے جمہول بدستور رہتی ہے اور اس کے بعد ایسا واو معروف جسکے مرکز پر ہمزہ مضموم ہو۔ اور اس کے بعد نون غنہ لاکر گا۔ یا گی۔ لائے ہیں جیسے میں سیو گا۔ میں سیو گی۔ میں کھینو گا۔ میں کھینو گی *

(۵) باقی صورتوں میں مادہ مصدر کے بعد واو معروف ساکن یا قبل مضموم اور نون غنہ لاکر

عقل مند کون ہوگا۔ یعنی کون ہے۔ مجھ ساد کھیا کوئی نہ ہوگا۔ یعنی کوئی نہیں۔ اس لفظ نہیں میں لفظ ہے موجود ہے اس لئے مکرر کہلاتے ہیں۔ کبھی بقرینہ کلام ہوگا سے علامت کا اور ہوگی سے علامت کی وغیرہ حذف کر دیتے ہیں جیسے۔ ایسا کام نہ کبھی کیا نہ کروں یعنی کروں گا ایسی بارش نہ پیلے ہوئی نہ آئندہ ہو۔ یعنی ہوگی۔

یہ استعمال اکثر بصورت نفی ہوتا ہے۔

چهارم مضارع۔ ایسا فعل جس سے زمانہ حال یا استقبال کسی کام کا کرنا یا ہونا پایا جائے۔ جیسے۔ آئے۔ دھوئے۔ لے۔ سیئے۔ ہو۔ کرے۔ بیٹھے۔ جاگے۔ وغیرہ۔

اس کے بنانے کے وہی طریقے ہیں جو فعل مستقبل مثبت معروض میں ہم لکھے ہیں صرف یہ فرق ہے کہ لفظ رکا (یا رگی) فعل مضارع کے ساتھ نہیں بولا جاتا۔ اگر فعل مستقبل میں ان علامتوں کو ہر ایک صیغہ سے حذف کر دیا جائے تو جو باقی رہیں گے وہ مضارع کے صیغے ہونگے فعل مستقبل میں تذکرہ و تائید کا فرق۔ انہیں گاہ۔ اور گی علامتوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور مضارع میں تذکرہ و تائید نہیں ہوتی اس لئے۔ اس کے صیغوں میں تذکرہ و تائید کا فرق بھی نہیں ہوتا۔ اسی لئے ہم نے تذکرہ و تائید کی ایک ایک گردان ہی لکھ دی ہے۔

گردان مضارع مثبت معروف

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
تذکرہ و تائید	وہ جائے	وہ جائیں	تو جائے	تم جاؤ	میں جاؤں	ہم جائیں
تذکرہ و تائید	وہ سوئے	وہ سوئیں	تو سوئے	تم سوؤ	میں سوؤں	ہم سوئیں
تذکرہ و تائید	وہ ہو	وہ ہوں	تو ہو	تم ہو	میں ہوں	ہم ہوں
تذکرہ و تائید	وہ لے	وہ لیں	تو لے	تم لو	میں لوں	ہم لیں
تذکرہ و تائید	وہ سیئے	وہ سیئیں	تو سیئے	تم سیئو	میں سیئوں	ہم سیئیں

نہ کرو تو نشت وہ کرے وہ کہیں تو کرے تم کرو میں کروں ہم کریں

توضیح: فعل مضارع بھی تو صرف استقبال کے معنی دیتا ہے جیسے۔ وہ آئے تو کام ہو۔ جب میں آؤں تب تم آنا بیٹھو۔ اگر وہ نہ آئے تو میں چل دوں گا۔ اس سے کہہ دو کہ جب میں بلاؤں تب آئے۔

اور کبھی فعل حال کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسے۔

جس پر پڑے وہی جانے کچھ کو تو معلوم ہو جو کرے سو بھرے۔ وہ تو نہ ہنڈ سے پوسے نہ سر سے کھیلے۔

طریق احتمال فعل مضارع سے کبھی تو متنا کے معنی لئے جاتے ہیں جیسے۔ کاٹو وہ آئے کیا اچھا ہو کہ میں بھی چلوں۔

اور کبھی تعجب کے جیسے۔ تم اور ہمارے گھر آؤ۔ وہ اور برائی کرے۔

اور کبھی دریافت، اشار یا طلب جازت کے جیسے۔ کیا میں آؤں۔ آپ فرمائیں تو حاضر ہوں میں آؤں یا چلا جاؤں۔ تم کہو تو ٹھہراؤں۔

کبھی اپنے آپ سے مشورہ کرنے، یا تردید ظاہر کرنے کے جیسے۔ کیا کروں کس سے کہوں کہاں جاؤں کس سے پوچھوں۔ کیا کروں کیا نہ کروں کس کو بلاؤں کس کو نہ بلاؤں کس کی جان کو روؤں۔

اور کبھی اظہار ملال و افسوس کے جیسے۔ ہائے وہ اوریوں دھکے کھائے۔ تم سا آدمی اور یوں بیکار پھرے۔ وہ اور دنیا سے نامراد جائے۔

اور کبھی اظہار راسے کے جیسے۔ آپ کو وہاں جانا چاہئے۔ تم آج نہ جاؤ تو بہتر ہے اس کے مناسب ہے کہ دل لگا کر پڑھے۔

اور کبھی اظہار احتمال یا اندیشہ کے جیسے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ گر پڑے۔ شاید وہ چلائے کہیں نہ نکل جائے اور کبھی دعا و التجا کے جیسے۔ خدا برکت دے۔ خدا کرے تم آؤ۔ اللہ بفضل فرمائے۔ خدا کرے۔

ورنہ نام یا نسبت میں اکثر واحد کے لئے بھی جمع حاضر کا صیغہ بولا جاتا ہے جیسے۔ آؤ بیٹھو
 جاؤ۔ کھاؤ۔ پیو۔ سستو۔ کھو۔ بولو۔ چھوڑو۔ دوڑو۔ ڈھونڈو۔ وغیرہ۔
 امر کے صیغہ واحد حاضر میں کئی طرح کا تصرف کر کے ال زبان مختلف معانی میں اس کو استعمال
 کرتے ہیں۔ مثلاً :-

(۱) جس صیغہ واحد حاضر کے آخر میں الف یا واو مچھول ہو۔ اس میں ان دونوں حرفوں کے
 بعد ایسی یا سے مچھول مضموم جس کے سر کو پہرہ معروف مکسور ہو بڑھا کر اس کے بعد واو مچھول
 ساکن اور زیادہ کرتے ہیں۔ اور تاکید کے معنی لیتے ہیں۔ جیسے۔ آئیو۔ جایو۔ کھائیو۔ نہائیو۔ بنائیو۔
 دبائیو۔ سہائیو۔ سلوائیو۔ سوئیو۔ دھوئیو۔ کھوئیو۔ پوئیو۔ روئیو۔ وغیرہ +

(۲) اور جن امر واحد حاضر کے صیغوں میں آخر کا حرف یا مچھول ہواں میں طرح کا تصرف ہوتا ہے
 (الف) یا سے مچھول کو معروف کرنے کے بعد جیم مضموم اور واو مچھول ساکن اور بڑھاتے ہیں
 جیسے۔ لے سے لچو۔ دے سے دیجو +

(ب) یا۔ یا سے مچھول کو یا سے معروف بنا کر جیم مکسور اور یا سے مچھول مضموم اور واو مچھول
 ساکن کا اضافہ علی الترتیب کرتے ہیں جیسے۔ لے سے لچو۔ دے سے دیجو +

مگر سینا اور کھینا مصداق کے امر واحد حاضر سے اور (کھے) میں یہ دونوں عمل نہیں ہوتے۔ بلکہ
 ان کی یا سے مچھول مچھول ہی رہتی ہے اور اس کے بعد ایسی یا سے معروف جس کے سر کو پہرہ
 مکسور معروف نہ ہو۔ اور یا سے مچھول مضموم اور واو مچھول ساکن یا الترتیب زیادہ کرتے ہیں جیسے
 (سے سے) سہئیو (کھے سے) کھئیو۔

(۳) اگر امر کے صیغہ واحد حاضر کے آخر میں یا سے۔ وقت ہو تو یہیے تو یہیے تو یہیے تو یہیے گی اور
 اس کے بعد جیم مضموم اور واو مچھول ساکن بڑھائیں گے جیسے پی سچو۔ سی سے سچو +
 یا۔ یا سے معروف کے بعد جیم مکسور اور اس کے بعد یا سے مچھول مضموم اور اس کے بعد واو مچھول
 ساکن زیادہ کریں گے جیسے۔ سی سے سچو۔ پی سے پیچو۔

مگر جینا مصدر کے صیغہ واحد حاضر میں یہ دونوں قواعد جاری نہیں ہوتے۔ بلکہ جی کی
 یائے معروف کے بعد یائے مجهول مضموم اور واو مجهول ساکن بڑھاتے ہیں۔ اور جیو کہتے ہیں۔
 (۴) اور اگر امر کے صیغہ واحد حاضر کے آخر میں حروف مذکورہ بالا میں سے کوئی حرف نہ ہو
 تو آخر کے حرف کو کسرہ دیکر یائے مجهول مضموم اور واو مجهول ساکن بڑھاتے ہیں۔ جیسے۔
 بھاگ سے بھاگیو۔ جاگ سے جاگیو۔ دوڑ سے دوڑیو۔ چھوڑ سے چھوڑیو۔ دیکھ سے دیکھیو۔
 لکھ سے لکھیو۔ بن بالفتح سے بنیو۔ بن بالضم سے بنیو۔ تول سے تولیو۔ کھول سے کھولیو۔ کرت
 کر لیو۔ مر سے مریو۔ ناس سے ناپیو۔ بک سے بکیو۔ وغیرہ۔
 کرنا کے صیغہ کر سے کیجو۔ اور کھیو۔ بھی استعمال میں ہے۔

اب ہم اس تغیر و تبدل کو لکھتے ہیں جو امر کے صیغہ جمع حاضر میں ہوتا ہے۔
 (۱) اگر صیغہ واحد حاضر کے آخر کا حرف الف یا واو ہو تو جمع حاضر بتانے کے لئے ان
 حرفوں کے بعد حمزہ کسور اور یائے معروف کسور اور یائے مجهول ساکن زیادہ کر لیو۔ جیسے آئیے
 جائیے۔ لائیے۔ کھائیے۔ نہائیے۔ اٹھائیے۔ پٹھائیے۔ وغیرہ۔ یا۔ دھوئیے۔ کھوئیے۔ روئیے
 سوئیے۔ بوئیے۔ چوئیے۔ بو او مجهول۔ ٹھوئیے۔ وغیرہ۔

مگر مصدر ہونے کے صیغہ واحد حاضر (ہو) سے ہو جیئے آتا ہے۔

(۲) اگر صیغہ واحد حاضر کے آخر میں یائے معروف ہو تو

یا تو اس کے بعد جیم کسور مجهول اور یا کے مجهول زیادہ کریں گے جیسے پی جی۔ سی جی۔
 یا جیم کسور معروف کے بعد ایک یائے مجهول کسور اور دوسری یائے مجهول ساکن بڑھا دیں گے
 جیسے پی جیئے۔ سی جیئے۔

لیکن صدر جینا کا صیغہ واحد حاضر جی ان دونوں قواعد سے مستثنیٰ ہے۔ اس کا صیغہ
 جمع حاضر (جیو) آتا ہے۔

اور اگر صیغہ واحد حاضر کے آخر میں یائے مجهول ہو تو اس کو یائے معروف سے بدل کر وہی عمل

کریں گے جو یاے معروف کی صورت میں بنائے گئے ہیں جیسے لیجے یا لیجیے۔ دتے یا دتجے۔
مگر مصدر سینا۔ اور کھینا کے صیغہ واحد حاضر (سے) اور (کھے) کی اس طرح جمع حاضر
نہیں بناتے۔ بلکہ قاعدہ (۱) کی بموجب سیئے۔ اور کھیئتے کہتے ہیں *

قائدہ۔ میری تلاش کی بموجب صیغہ ہائے ام واحد حاضر بی سی۔ بیائے معروف
اور لے دے۔ بیائے مجهول کے بعد جمع حاضر بنانے کے لئے جیم مکسور یکسرہ مجهول دیاؤ
مجهول۔ یا جیم مکسور یکسرہ معروف دیاے مجهول مکسور دیاے مجهول ساکن۔ زیادہ کر تپیر
اور ایسے مصادر جنکے مادہ کے آخر میں یاے معروف یا مجهول ہو۔ اس قاعدے کے تحت
ہیں نہیں آتے جیسا کہ ہم نے استثناء کر کے بتا دیا ہے *

(۲۳) اور جس صیغہ ام واحد حاضر کے آخر میں حروف مذکورہ بالا میں سے کوئی حرف نہ ہو تو حرف
آخر کو کسرہ معروف دیکر یاے مجهول مکسور اور یاے مجهول ساکن زیادہ کرو جیسے۔ مارئے
کاٹئے چھوڑئے۔ جوڑئے بھاگئے۔ کھڑئے بچئے۔ باندھئے بھوئیئے۔ چوسئے
دیکھیئے کھوئیئے۔ وغیرہ *

مگر بعض احوال کی جمع خانکے صیغوں کے لئے ام واحد حاضر کے صیغہ کے حرفت آخر کو کسرہ نہیں
دیتے جیسے۔ گھڑئے۔ پڑئے۔ ڈرئے۔ پکڑئے۔ جھگڑئے۔ لڑئے۔ وغیرہ *

لیکن مصدر کرنا کے صیغہ ام واحد حاضر (کر) سے کر پئے غیر فصیح مانا جاتا ہے اور اس کے بجائے کہتے
اور کہتے ہیں *

ان مذکورہ بالا طریقوں پر جو ام جمع حاضر کے صیغے بنائے جائیں انکے بعد لفظ (گا) تاکید کے
لئے پڑھا دیا جاتا ہے جیسے آئے گا۔ جائے گا۔ سوئے گا۔ دھوئے گا۔ پی جے گا۔ پی جے گا
سی جے گا۔ سی جے گا۔ لی جے گا۔ لی جے گا۔ دی جے گا۔ دی جے گا۔ کی جے گا۔ کی جے گا۔
دوڑئے گا۔ چھوڑئے گا۔ مروڑئے گا۔ چھوڑئے گا۔ وغیرہ *

ان بدلی ہوئی صورتوں کا تقصیر حاضر (آپ) بولتے ہیں۔ تم نہیں کہتے۔ جیسے۔

اشتقاق فعل مثبت مجہول وضعی *

فعل مجہول کی تعریف اور نیز یہ امر کہ مجہول دو قسم کا ہوتا ہے۔ اور صرف فعل متعدی معروف سے فعل متعدی مجہول بنتا ہے۔ ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔ اور یہ بھی بتا آئے ہیں کہ مجہول معنوی مصدر معروف سے نہیں بنتا۔ یہاں صرف بتائے گئے قاعدے ہر ایک فعل کے لکھے جاتے ہیں۔

(۱) ماضی مطلق مجہول مثبت۔ ماضی مطلق معروف مثبت کے مذکر صیغوں پر خواہ واحد ہوں یا جمع وحدت و جمع میں نہیں کی مطابق مصدر یا ماضی کا صیغہ پڑھا دو اور موت کے صیغوں میں ہوا ہے جمع تکلم موت کے جو بطریق جمع مذکر تکلم آتا ہے۔ واحد اور جمع کے لئے اصل فعل واحد لاؤ۔ اور ماضی مصدر کے صیغوں میں وحدت و جمع کا لحاظ کرو۔ جو مجہول بنائے گئے لئے پڑھا ہے گئے ہیں۔

گردان ماضی مطلق مجہول مثبت

جنس	واحد مذکر	جمع مذکر	واحد مؤنث	جمع مؤنث
مذکر	وہ لایا گیا	وہ لائے گئے	وہ لائی گئی	وہ لائی گئیں
مؤنث	وہ لائی گئی	وہ لائی گئیں	وہ لائی گئی	وہ لائی گئیں

(۲) ماضی قریب مجہول مثبت۔ اس ماضی کے صیغہ ہائے مذکر میں تو وحدت و جمع کا عمل پہل فعل۔ اور اس فعل میں جو مجہول بنانے کے لئے زیادہ کیا جائے۔ اور ماضی سے ماضی قریب

لئے عمل (سہ) ان تینوں میں ہو گا۔

یہ صیغہ ہائے موت کے لئے اصل فعل اور وہ فعل جو مجہول بنائے گئے لئے پڑھا یا گیا ہے۔

یہ صیغہ جمع تکلم موت کے۔ باقی صیغوں میں واحد آئے گئے اور وحدت و جمع کا اصل فعل

تھا (سہ) اور اس کے اشتقاق میں کیا جائے گا۔ جمع تکلم میں جو فعل جمع آئے گئے۔

گردان ماضی قریب مجہول مثبت

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد تکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لایا گیا ہو	وہ لائے گئے ہیں	تو لایا گیا ہے	تم لائے گئے ہو	میں لایا گیا ہوں	ہم لائے گئے ہیں
مؤنث	وہ لائی گئی ہے	وہ لائی گئی ہیں	تو لائی گئی ہے	تم لائی گئی ہو	میں لائی گئی ہوں	ہم لائے گئے ہیں

(۳) ماضی بعید مجہول مثبت۔ یہ ماضی بھی اسی طرح بنائی جاتی ہے جس طرح ماضی قریب مجہول مثبت۔ صرف دو فرق ہیں۔ اول یہ کہ فعل تصریحی بجائے (ہے) کے (تھا) آتا ہے دوم یہ فعل (تھا) میں تذکرہ و تانیث کے لئے لگ لگ الگ صیغے ہوتے ہیں برخلاف فعل (ہے) کے کہ اس میں تذکرہ و تانیث سے کوئی فرق نہیں پڑتا فعل تھا میں جو فرق بصورت وحدت و جمع اور تذکرہ و تانیث واقع ہوتا ہے وہ ہم ماضی بعید معروف مثبت میں بتا آئے ہیں جیسے +

گردان ماضی بعید مجہول مثبت

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد تکلم	جمع متکلم +
مذکر	وہ لایا گیا تھا	وہ لائے گئے تھے	تو لایا گیا تھا	تم لائے گئے تھے	میں لایا گیا تھا	ہم لائے گئے تھے
مؤنث	وہ لائی گئی تھی	وہ لائی گئی تھیں	تو لائی گئی تھی	تم لائی گئی تھیں	میں لائی گئی تھی	ہم لائے گئے تھے

(۴) ماضی استمراری مجہول مثبت۔ اس ماضی کے بنانے کے لئے اصل صیغہ ماضی معروف کے مذکر میں ملحوظ وحدت و جمع لائے ہیں + اور اسکے بعد مصدر جاننا کا صیغہ ماضی استمراری معروف جو وحدت و جمع میں اصل فعل کے مطابق ہو بڑھا کر واحد کے لئے (تھا) اور جمع کے لئے (تھیں) اور زیادہ کر دیتے ہیں +

اور صیغہ ہائے مؤنث میں اصل فعل اور وہ صیغہ جو مجہول بنانے کے لئے زیادہ کرنا ہے واحد لائے ہیں اور واحد میں (تھی) اور جمع میں (تھیں) اور بڑھا دیتے ہیں جمع متکلم مؤنث کا

صیغہ وہی آتا ہے جو جمع متکلم مذکر کا +

گردان ماضی استمراری مجہول مثبت

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لایا جاتا تھا	وہ لائے جاتے تھے	تو لایا جاتا تھا	تم لائے جاتے تھے	یہ لایا جاتا تھا	ہم لائے جاتے تھے
مؤنث	وہ لائی جاتی تھی	وہ لائی جاتی تھیں	تو لائی جاتی تھی	تم لائی جاتی تھیں	یہ لائی جاتی تھی	ہم لائی جاتی تھیں

(۵) ماضی احتمالی مجہول مثبت یا ضی اس طرح بناتے ہیں کہ ماضی مجہول مثبت صیغہ ہواؤ واحد کر غائب و حاضر میں ہوگا۔ اور واحد مؤنث غائب و حاضر جمع مؤنث حاضر میں ہونگی بجائے تھا۔ اور تھی۔ اور تھیں گے۔ اور جمع مذکر غائب اور جمع متکلم مذکر و مؤنث میں ہونگے۔ اور جمع مؤنث غائب میں ہونگی ہر دو ہواؤ مجہول بجائے تھے اور تھیں گے۔ اور جمع مذکر حاضر میں ہونگے ہواؤ مجہول بجائے تھے گے اور واحد متکلم مذکر میں ہونگا اور واحد متکلم مؤنث میں ہونگی۔ ہر دو ہواؤ معروف بجائے تھا اور تھی۔ کے زیادہ کر دیں گے۔ یہ صورت احتمال قوی کے اظہار کی ہے +

اور یا۔ واحد مذکر و مؤنث غائب و حاضر کے اور جمع مذکر و مؤنث حاضر کے لئے لفظ (ہو) ہواؤ مجہول۔ اور جمع غائب کر و مؤنث۔ اور جمع متکلم مذکر و مؤنث کے لئے لفظ (ہوں) ہواؤ مجہول اور واحد متکلم مذکر و مؤنث کے لئے لفظ (ہوں) ہواؤ معروف۔ بڑھادیئے۔ یہ صورت احتمال ضعیف کے ظاہر کرنے کی ہے + بیٹے۔

گردان ماضی احتمالی مجہول مثبت

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لایا گیا ہوگا	وہ لائے گئے ہونگے	تو لایا گیا ہوگا	تم لائے گئے ہونگے	یہ لایا گیا ہوگا	ہم لائے گئے ہونگے
مؤنث	وہ لائی گئی ہوگی	وہ لائی گئی ہونگی	تو لائی گئی ہوگی	تم لائی گئی ہونگی	یہ لائی گئی ہوگی	ہم لائی گئی ہونگی

مذکر	وہ لایا گیا ہو	وہ لائے گئے ہوں	تو لایا گیا ہو	تم لائے گئے ہو	میں لایا گیا ہوں	ہم لائے گئے ہوں
مؤنث	وہ لائی گئی ہو	وہ لائی گئی ہوں	تو لائی گئی ہو	تم لائی گئی ہو	میں لائی گئی ہوں	ہم لائی گئی ہوں

(۶) ماضی شرطی مجہول مثبت یہ ماضی دو لفظوں پر بنائی جاتی ہے۔

اول۔ ماضی مطلق معروف کے ہر صیغہ پر۔ مذکر میں مطابقت وحدیث جمع مصدر جاننا کی رہائی مطاق معروف کا صیغہ ہوا کرنا ہوگا اور جمع مؤنث میں ہونے زیادہ کریں اور ہر صیغہ مؤنث میں اصل صیغہ ماضی مطلق ہوا اور صیغہ ہوا مصدر جاننا کی ماضی مطلق معروف کے واحد ہی لائے جائیں اور بجائے ہوا کے واحد میں ہوتی اور جمع میں ہوا کے جمع تکلم مؤنث کے تو میں زیادہ کریں جمع تکلم کا صیغہ مذکر مؤنث میں یکساں ہوتا ہے۔

دوم۔ ماضی مطلق معروف مثبت کے صیغہ واحد جمع مذکر پر مصدر جاننا کا صرف مادہ یعنی لفظ (جا) زیادہ کیا جائے اور اس کے بعد واحد کے لئے (تا) اور جمع کے لئے (تے) ہر واحد میں مؤنث میں ہوا کے جمع تکلم کے ہوا کرنا صیغہ ہی ہوتا ہے۔ ماضی مطلق معروف مثبت کا صیغہ واحد مؤنث واحد جمع میں استعمال کریں اور اس کے بعد صیغہ اول لفظ (جا) زیادہ کر کے واحد کے لئے (تی) اور جمع کے لئے (تیں) جمع تکلم کے لفظ (تیں) زیادہ کریں جیسے۔

گروان ماضی شرطی مجہول مثبت

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد تکلم	جمع تکلم
مذکر	وہ لایا گیا ہو	وہ لائے گئے ہوں	تو لایا گیا ہو	تم لائے گئے ہو	میں لایا گیا ہوں	ہم لائے گئے ہوں
مؤنث	وہ لائی گئی ہو	وہ لائی گئی ہوں	تو لائی گئی ہو	تم لائی گئی ہو	میں لائی گئی ہوں	ہم لائی گئی ہوں
مذکر	وہ لایا جاتا	وہ لائے جاتے	تو لایا جاتا	تم لائے جاتے	میں لایا جاتا	ہم لائے جاتے
مؤنث	وہ لائی جاتی	وہ لائی جاتی	تو لائی جاتی	تم لائی جاتی	میں لائی جاتی	ہم لائے جاتے

حال مطلق مجہول مثبت۔ اس کو اس طرح بتاتے ہیں کہ ماضی مطلق معروف کے مذکر صیغہ

بار لحاظ وحدت و جمع مصدر جاناکا مادہ (جا) بڑھا کر واحد مذکر کے لئے (تا ہے) اور جمع مذکر غائب
 و متکلم اور جمع متکلم مؤنث کے لئے (تے ہیں) اور جمع مذکر حاضر کے لئے (تے ہو) بواو مجہول۔ اور
 واحد متکلم مذکر کے لئے (تا ہوں) بواو معروف۔ اور واحد غائب حاضر مؤنث کے لئے (تی ہے)
 اور جمع غائب کے لئے (تی ہیں) اور جمع حاضر کے لئے (تی ہو) بواو مجہول۔ اور واحد متکلم مؤنث
 کے لئے (تی ہوں) بواو معروف۔ زیادہ کر دیے جائیں جیسے۔

گروان حال مطلق مجہول مثبت

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لایا جاتا ہے	وہ لائے جاتے ہیں	تو لایا جاتا ہے	تم لائے جاتے ہو	میں لایا جاتا ہوں	ہم لائے جاتے ہیں
مؤنث	وہ لائی جاتی ہے	وہ لائی جاتی ہیں	تو لائی جاتی ہے	تم لائی جاتی ہو	میں لائی جاتی ہوں	ہم لائی جاتی ہیں

حال احتمالی مجہول مثبت۔ فیعل بھی حال مطلق مجہول مثبت کی طرح بنایا جاتا ہے صرف
 علامت میں فرق ہوتا ہے۔ اسکی علامتیں دو ہیں +

ایک۔ احتمال قوی کے لئے لفظ (ہوگا) واحد مذکر میں زیادہ کیا جاتا ہے جو جمع مذکر غائب
 اور جمع متکلم مذکر مؤنث میں (ہوں گے) بواو مجہول اور جمع مذکر حاضر میں (ہوں گے) بواو مجہول۔ اور
 واحد متکلم مذکر میں (ہوگا) بواو معروف۔ ہو جاتا ہے +

اور مؤنث کے واحد غائب حاضر اور جمع حاضر میں (ہوں گی) اور جمع غائب میں (ہوں گی) اور واحد متکلم
 مؤنث میں (ہوں گی) بواو معروف۔ بن جاتا ہے +

دوسری۔ احتمال ضعیف کے لئے برتی جاتی ہے یعنی صیغہ ہائے واحد غائب حاضر اور
 جمع حاضر مذکر مؤنث میں لفظ (ہو) اور جمع غائب اور جمع متکلم مذکر مؤنث میں لفظ (ہوں) بواو
 مجہول اور واحد متکلم مذکر مؤنث میں لفظ (ہوں) بواو معروف۔ لایا جاتا ہے۔ جیسے +

گردان حال احتمالی مجهول مثبت

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لایا جاتا ہوگا	وہ لائے جائیں گے	تو لایا جاتا ہوگا	تم لائے جاؤ گے	میں لایا جاتا ہوگا	ہم لائے جائیں گے
مؤنث	وہ لائی جاتی ہوگی	وہ لائی جائیں گی	تو لائی جاتی ہوگی	تم لائی جاؤ گی	میں لائی جاتی ہوگی	ہم لائی جائیں گی
مذکر	وہ لایا جاتا ہو	وہ لائے جائیں	تو لایا جاتا ہو	تم لائے جاؤ	میں لایا جاتا ہو	ہم لائے جائیں
مؤنث	وہ لائی جاتی ہو	وہ لائی جائیں	تو لائی جاتی ہو	تم لائی جاؤ	میں لائی جاتی ہو	ہم لائی جائیں

مستقبل مجهول مثبت - اس کے بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ صیغہ ہائے مذکر کے لئے ماضی مطلق معروف مثبت کے صیغہ ہائے وحدت و جمع زیادہ کر کے واحد مذکر کے لئے لفظ (گا) اور جمع مذکر کے لئے او جمع صیغہ بھابقت وحدت و جمع زیادہ کر کے زیادہ کریں گے۔

اور صیغہ ہائے مؤنث کے لئے اصل فعل تو ہر جگہ ماضی مطلق معروف کا صیغہ واحد مؤنث ہوگا اور مصدر جاننا کے صیغہ جو مجهول بنانے کے لئے اضافہ کئے جائیں گے انہیں وحدت و جمع کا لحاظ رکھا جائے گا۔ اور اسکے بعد واحد اور جمع کے لئے لفظ (گی) بڑھا دیا جائے گا جیسے -

گردان مستقبل مجهول مثبت

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لایا جائیگا	وہ لائے جائیں گے	تو لایا جائیگا	تم لائے جاؤ گے	میں لایا جاؤں گا	ہم لائے جائیں گے
مؤنث	وہ لائی جائیگی	وہ لائی جائیں گی	تو لائی جائیگی	تم لائی جاؤ گی	میں لائی جاؤں گی	ہم لائی جائیں گی

مضارع مجهول مثبت - اس کے بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ جس مصدر سے مضارع مجهول مثبت بنانا ہو اس کی ماضی مطلق معروف مثبت کے صیغہ ہائے واحد مذکر و مؤنث غائب و حاضر کے بعد

مصدر جاناکا مادہ (جا) بڑھا کر اسکے بعد ایسی یا سے مجہول جس کے مرکز پر ہمہ مکتسور ہو۔ زیادہ کر دیں۔ اور جمع مذکر مؤنث غائب اور جمع متکلم مذکر مؤنث کے لئے۔ مادہ (جا) کے بعد مادہ مجہول جس کے مرکز پر ہمہ مکتسور ہو اور نون غنۃ برہادیں اور واحد متکلم مذکر مؤنث کے بعد واؤ مؤنث جس کے مرکز پر ہمہ مضموم ہو اور نون غنۃ اضافہ کریں مؤنث کے صیغوں کے لئے مادہ (جا) اور علامتوں میں تو کوئی فرق نہیں تھا البتہ مؤنث کے ہر صیغہ کے لئے خواہ وہ واحد ہو یا جمع صواب جمع متکلم کے اصل فعل ماضی مطلق معروف مثبت کا واحد ہی آئے گا۔ جیسے :-

گردان مضارع مجہول مثبت

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لایا جائے	وہ لائے جائیں	تم لائے جاؤ	تم لائے جاؤ	ہم لائے جائیں	ہم لائے جائیں
مؤنث	وہ لائی جائے	وہ لائی جائیں	تم لائی جاؤ	تم لائی جاؤ	ہم لائی جائیں	ہم لائی جائیں

امر مجہول مثبت۔ در اصل امر مجہول نہیں ہوتا۔ جہاں امر مجہول کا کام لینا مقصود ہو وہاں مضارع کے صیغہ ہائے واحد و جمع غائب حاضر مذکر مؤنث بولتے ہیں کیونکہ متکلم دونوں صیغہ امر میں نہیں ہوتے۔ جیسے :-

گردان امر مجہول مثبت

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر
مذکر	وہ لکھا جائے	وہ لکھے جائیں	تو لکھا جائے	تم لکھے جاؤ
مؤنث	وہ لکھی جائے	وہ لکھی جائیں	تو لکھی جائے	تم لکھی جاؤ

امر معروف مثبت کی بحث میں ہم یہ بتا آئے ہیں کہ امر کے صرف دو صیغہ حاضر کے لئے ہوتے ہیں غائب کے لئے وہاں بھی مضارع سے کام لیا جاتا ہے :-

نفی و نفی افعال معروف و مجهول

فعل منفی۔ ایسا فعل کہ جس سے کسی کام کا نہ کرنا یا نہ ہونا تینوں زمانوں میں ہے کسی زمانہ میں پایا جائے۔ ایسی منفی کو جس پر کلمہ نفی آئے فعل منفی کہتے۔ مگر فعل اس کی نفی کو نفی کہا جاتا ہے نفی اور نفی کے لئے یہ تین لفظ ہیں۔ نہیں، مت، ان تینوں کلیان اور طریق استعمال ہم مفصل لکھتے ہیں۔
(۱) نہ۔ یہ لفظ عام ہے اور نفی یا نفی کی غرض سے ہر فعل کے ساتھ آتا ہے نفی کا ذکر امر کی بحث میں آئے گا۔ یہاں نفی کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے۔

(۲) نہ۔ کا لفظ افعال کے شروع میں بولتے ہیں خواہ فعل لازم ہو یا متعدی جیسے۔ تمہارا بولنے سے وہ نہ آیا۔ ان میں سے کوئی بھی نہ آئی۔ وہ نہ جاتا تھا میں نے زیر کسی بھیجا۔ یہ تو نہ آئی تھی میں گھسیٹ کر لایا ہوں۔ میرا گمان ہے کہ وہ نہ آیا ہو گا۔ مجھے خیال ہے کہ ابھی وہ نہ گئی ہو گی۔ ممکن ہے کہ اس نے نہ کہا ہو۔ کیا خبر وہ نہ گئی ہو۔ اگر تو نہ آتا تو اچھا ہوتا۔ اگر تم نہ آتیں تو کون آتا۔ اگر یہ تمہاری لائی ہوئی نہ ہوتی تو میں سرگرم لیتا اگر میں نہ گئی ہوتی تو تم شکایت کیوں کرتیں۔ آج کل تو وہ تمہارے پاس نہ آتا ہو گا۔ کہیں وہ نہ آئی ہو۔ شام کو میں نہ جاؤں گا۔ اب وہ نہ آئے گی۔ شاید زندہ کلمہ نہ جا۔ شاید زندہ اب نہ آئے۔

افعال ماضی قریب اور حال مطلق خواہ معروف ہوں یا مجهول۔ ان کے صیغوں پر نفی کے لئے (۳) نہیں لائے یعنی یوں نہیں کہتے کہ وہ نہ آیا ہے۔ یا وہ نہ آتا ہے۔ یا نہ لایا گیا ہے۔ یا نہ لایا جاتا ہے۔ البتہ جب لفظ نہ دو فعلوں پر پکڑ لانا ہو تو کبھی تو فعلوں سے پہلے بولتے ہیں اور یہ اکثر خطاب کے وقت استعمال کرتے ہیں جیسے۔ وہ نہ آتا ہے نہ بلاتا ہے۔ وہ کبھی نہ آیا ہے نہ گیا ہے۔

اور کبھی اس حرف نفی کو ضمیر یا اسم سے پہلے بولتے ہیں جیسے۔ نہ کوئی آیا ہے نہ گیا ہے۔ یا نہ کوئی آتا ہے نہ جاتا ہے۔ نہ کسی نے مارا ہے نہ چھیڑا ہے۔ نہ کوئی کہتا ہے نہ سنتا ہے۔ جہاں مختلف افعال

نہ نفی کے معنی ہیں دور کرنا یا دور نہ ہونا۔ اور نفی کے معنی ہیں روکنا۔ منع کرنا۔

کی نسبت ایک ہی اسم یا ضمیر کی طرف ہو تو حرف نفی (نہ) خواہ ضمیر وغیرہ پہلے لاو یا ضمیر وغیرہ کے بعد
 جیسے نہ ہم آتے ہیں نہ جاتے ہیں نہ وہ بولتا ہے نہ ہم بولتے ہیں نہ وہ آیا ہے نہ اسکا خط آیا ہو
 وہ نہ آتا ہے نہ جاتا ہے ہم نہ جاتے ہیں نہ بیٹھتے ہیں کوئی نہ آیا ہے نہ گیا ہے نہ اس نے کبھی کھیلے
 نہ ذکر کیا ہے اسم یا ضمیر یا صفت کے بعد فعل منفی جب آتا ہے تو حرف نفی کو کبھی تو فعل کے ساتھ
 لاتے ہیں جیسے اس نے میرے کہنے کا برا نہ مانا۔ دوسرے پاس ننگ نہ آیا۔ اور کبھی ضمیر یا اسم پہلے
 لاتے ہیں جیسے میں نے اس کے کہنے کا برا نہ مانا۔ اس نے میرے کہنے کا نہ زبرد آتا ہے نہ بکرا آتا ہے
 نہ وہ بولتا ہے نہ میں بولتا ہوں نہ ولید نے برائی کی نہ خالد نے بھلائی کی +

لفظ (نہ) فعل کے آخر میں ناگید کے لئے آتا ہے نفی کے معنی نہیں دیتا جیسے کیوں میں نے کہا
 بتایا تھا وہیں ملانہ۔ اسکو کتنا بلا آیا ہے۔ آخر نہ آیا نہ۔ دیکھو اس نے وہی بات کی نہ جو میں کہتا تھا۔
 کبھی افعال تصریحی سے یا علامہ سے احتمالی سے پہلے اور فعل کے بعد لفظ (نہ) کو نفی کے معنی میں بولتے
 ہیں جیسے وہ ابھی کیا نہ تھا۔ ابھی اس نے کہا نہ تھا۔ شاید وہ جاتا نہ ہوگا۔ مگر فضیحا یہ عمل نہیں کرتے
 اور لفظ نفی کو فعل سے پہلے ہی بولتے ہیں +

بصورت استفہام لفظ (نہ) بجائے نفی کے اثبات کے معنی میں آتا ہے جیسے کیا میں گیا نہ تھا
 یا کیا میں نہ گیا تھا۔ یعنی گیا تھا۔ اور کیا وہ آیا نہ ہوگا۔ کیا وہ نہ آیا ہوگا۔ یعنی آیا ہوگا +
 (۲) نہیں یہ لفظ نفی کے لئے آتا ہے نہی کے لئے نہیں آتا جیسے وہ نہیں آیا۔ وہ نہیں
 وہ نہیں جاتا تھا۔ وہ نہیں آتی تھیں۔ دکانیں ابھی نہیں کھلی ہوئی۔ نہیں گیا ہوگا۔ میں کل نہیں آؤں گا
 وہ نہیں آئے گا +

جس طرح لفظ (نہیں) فعل سے پہلے نفی کے لئے آتا ہے اسی طرح فعل کے بعد بھی بولتے ہیں +
 تو اب تک گیا نہیں۔ کیا وہ یہاں آیا نہیں۔ تم آتے نہیں۔ وہ آتا نہیں۔ تو گئی نہیں۔ تو لاؤ نہیں
 وہ بتاتی نہیں +

اور کبھی افعال تصریحی یا علامہ است احتمالی سے پہلے۔ اور فعل کے بعد نفی کے لئے لفظ (نہیں)

استعمال کرتے ہیں جیسے۔ وہ گیا نہیں تھا۔ میں نے تم سے کہا نہیں تھا۔ وہ ابھی آیا نہیں تھا۔
شاید وہ جاتا نہیں ہوگا۔

مگر فصیح یہی ہے کہ جس فعل کی نفی مقصود ہو۔ اس سے پہلے لفظ نفی بولا جائے۔
اور بطریق استفہام کے جب لفظ (نہیں) بولتے ہیں تو بجائے نفی کے اثبات کے معنی لیتے ہیں۔
جیسے کیا میں نے نہیں کہا تھا۔ یعنی کہا تھا۔ کیا اس نے بتایا نہیں تھا۔ یعنی بتایا تھا۔ کیا میں
صبح نہیں آیا تھا یعنی آیا تھا۔ کیا میں نے تمہاری بات نہیں مانی یعنی مانی۔ کیا وہ یہاں آکر
نہیں بیٹھے یعنی بیٹھے۔

اور جہاں فعل کے بعد لفظ (ہی) یا کیہ کے لئے آئے۔ وہاں بھی نفی کے لئے لفظ (نہیں) لفظ
(ہی) کے بعد یا افعال تصریحی کے پہلے بولتے ہیں۔ جیسے۔ وہ گیا ہی نہیں۔ یا وہ گیا ہی نہیں تھا
وہ آیا ہی نہیں۔ وہ بتایا ہی نہیں تھا۔ وہ گانا ہی نہیں۔ وہ لاتا ہی نہیں تھا۔

جب کسی ہم یا ضمیر یا صفت کے بعد فعل متقی لانا ہو تو نفی کے لئے فعل سے پہلے لفظ (نہیں)
لائے میں ہم یا ضمیر یا صفت سے پہلے نہیں لاتے جیسے۔ زیر نہیں آیا۔ وہ نہیں گیا۔ میں خوش نہیں ہوا
بکر نہیں پڑا۔ وہ نہیں لگا۔ یہ پسند نہیں کیا۔

جس فعل کے ساتھ افعال تصریحی میں سے (ہے) اور اسکے دوسرے صیغے ہوں اور اس فعل
پر نفی کے لئے لفظ (نہیں) آئے تو افعال تصریحی مذکورہ بالا کا بولنا اس لئے غیر فصیح سمجھا جاتا ہے
کہ لفظ (نہیں) میں خود اسے موجود ہے کیونکہ لفظ (نہ ہے) کی مستعمل صورت (نہیں) ہے جیسے۔
اُس نے جواب نہیں دیا۔ وہ کہیں نہیں گیا۔ اس نے مجھے نہیں بتایا۔ وہ نہیں جاتا۔ وہ بات نہیں
کرتا۔ وہ نہیں دیکھتا۔ انھوں نے یہ باتیں نہیں کہیں۔ وہ نہیں جاتے۔ تم مجھے نہیں بولے
میں نہیں جاتا۔ میں نہیں لایا۔ تم اسکو نہیں چراتے۔ مگر لفظ (نہ) جب نفی کے لئے لائیں تو افعال
تصریحی مذکورہ بھی بولے جاتے ہیں جیسے۔ وہ نہ آیا ہے نہ لایا ہے۔ تم نہ کہتے ہو نہ سنتے ہو میں نہ بولتا
ہوں نہ دیکھتا ہوں۔ ہم نہ آئے ہیں نہ گئے ہیں۔

اگر فعل مثبت بول کر اسی فعل کی نفی کیجائے تو نفی کے لئے مکرر فعل نہیں لاتے صرف
قرینہ کلام کافی ہوتا ہے جیسے۔ تم کھیلنا کرو مگر یہ وقت نہیں۔ میں بھی چلوں گا مگر ابھی نہیں۔ وہ بھی
آتا ہے کبھی نہیں۔ تم بتاؤ گے یا نہیں؟

کبھی لفظ (کیا) اور (کب) اور (کس) بھی نفی فعل کے لئے بولے جاتے ہیں جیسے مجھے کیا خبر
یعنی (خبر نہیں) ہم کیا جانیں یعنی (ہم نہیں جانتے) اس نے کب کہا تھا یعنی (نہیں کہا) میں
وہاں کب گیا یعنی (نہیں گیا) تم کیسے پاپس کس دن آئے یعنی (تین آئے) بھلا میں کس وقت
آیا تھا۔ یعنی (نہیں آیا تھا) اسی طرح لفظ (تھوڑا ہی) سے بھی نفی کا کام لیا جاتا ہے جیسے یہ
میں نے تھوڑا ہی کہا تھا۔ یعنی نہیں کہا تھا۔ میں نے جو ارش تھوڑا ہی کھائی ہے یعنی نہیں کھائی
(۳۴) **امت** یہ لفظ تنہی کے لئے خاص ہے اور امر کے صیغہ واحد و جمع حاضر کے ساتھ اول

یا آخر میں بولا جاتا ہے جیسے امت جا۔ امت آ۔ امت کھا۔ امت پی۔ امت رو۔ امت بھاگ۔
یا جا۔ امت۔ امت۔ کھا۔ امت۔ پی۔ امت۔ رو۔ امت۔ بھاگ۔ امت امر کو واحد حاضر کے صیغوں میں
سے بعض کے اول لفظ (امت) کا لانا فصیح خیال کیا جاتا ہے اور بعض کے آخر میں۔ اور اسکے
خلاف غیر فصیح مانا جاتا ہے اس کے لئے کوئی ناقد نہیں ہو سکتا صرف سماعی ہے مثلاً امت پی
فصیح اور پی امت۔ غیر فصیح۔ امت پکڑ۔ فصیح۔ پکڑ امت۔ غیر فصیح۔ امت رو۔ فصیح۔ رو امت۔ غیر فصیح۔
امت کھا۔ امت کھا۔ غیر فصیح۔ مگر میں اسکو تسلیم نہیں کرتا دراصل اپنے اپنے موقع پر امت کا اول
یا آخر میں لانا اہل زبان میں مروج ہے اور فصیح مانا جاتا ہے۔ اسی طرح امت کرو۔ امت دیکھو۔
امت کو۔ امت لو۔ امت دو۔ امت کھو۔ پکڑ امت۔ دیکھو امت۔ کو امت۔ لو امت۔ دو امت۔
سنو امت کا حال ہے۔

مصدر جب امر کے معنی میں برتا جاتا ہے تو تنہی کے لئے اسکے ساتھ بھی امت لاتے ہیں جیسے
امت جانا۔ امت کرنا۔ امت دیکھنا۔ امت اٹھنا۔ امت دینا۔ امت مارنا۔ یا جانا۔ امت لکھنا۔
دیکھنا۔ امت۔ اٹھنا۔ امت۔ دینا۔ امت۔ مارنا۔ امت۔

ایسے مصدروں کے بعد لفظ (نہیں) بھی بنی کے لئے بولا جاتا ہے جیسے۔ دیکھو بیٹھے رہنا
جانا نہیں۔ اگر کوئی اس خط کو دیکھنا چاہے تو دکھانا نہیں۔ دیکھو ڈٹے رہنا ہٹنا نہیں مگر لفظ
نہیں بنی کے لئے مصدر کے اول نہیں بولتے۔

لفظ (نہ) بھی فعل سے پہلے بنی کے لئے امر واحد حاضر اور جمع حاضر کے لئے لاتے ہیں جیسے نہ کہ
نہ بیٹھ نہ بول نہ پکڑ نہ وا نہ بلا۔ یا نہ کرو نہ بیٹھو نہ بولو نہ پکڑو نہ دیاؤ نہ بلاؤ۔ یا مصدر کے
جو یعنی امر استعمال کیا جائے جیسے نہ جانا نہ کرنا نہ بیٹھنا نہ لیٹنا نہ بولنا نہ پکڑنا نہ دینا۔
نہ بلانا مگر لفظ (نہ) کا بنی کے لئے مصدر کے آخر میں لانا غیر فصیح اور متروک ہے۔

امر جمع حاضر کا صیغہ اور مضارع جمع حاضر کا صیغہ ایک ہی ہوتا ہے۔ اس لئے نہیں کا لفظ
جاو نہیں۔ او نہیں بیٹھو نہیں لیٹو نہیں۔ وغیرہ میں نفی فعل مضارع کے لئے ہے نہ کہ بنی کے
لئے۔ اسکو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔

امر واحد غائب اور جمع غائب پر چونکہ یہ صیغے مضارع کے ہوتے ہیں جن سے امر غائب کا کام لیا جاتا ہے
اس لئے (مت) کا لفظ بنی کے لئے ان پر نہیں لاتے۔ البتہ لفظ (نہ) استعمال کرتے ہیں جیسے نہ۔
وہ نہ آئے۔ وہ نہ آئیں۔

افعال مجہول کی نفی اور بنی کے لئے الفاظ (نہ) اور (نہیں) استعمال کرتے ہیں بنی کے واسطے
مجہول میں لفظ (مت) نہیں برتا جاتا۔

الفاظ نفی بنی پہلے فعل سے پہلے اور بعض افعال میں اصل فعل کے بعد اور مصدر جاننا کا جو صیغہ مجہول
بنانے کے لئے پڑھایا جاتا ہے۔ ان دونوں کے پہلے میں لاتے ہیں یعنی اصل فعل کے بعد اور علت
مجہول سے پہلے نہ اور نہیں کا استعمال فعل مجہول میں اس طرح کیا جاتا ہے۔

نہ لایا گیا۔ نہ لائی گئی۔ نہ لائے گئے۔ نہ لائی گئیں۔ یا لایا نہ گیا۔ لائی نہ گئی۔ لائے نہ گئے۔ لائی نہ گئیں
یا نہیں لایا گیا۔ نہیں لائی گئی۔ نہیں لائے گئے۔ نہیں لائی گئیں۔ لائی نہیں گئیں۔ لائی نہیں گئیں۔
نہیں گیا۔ لائے نہیں گئے۔

نہ لایا گیا ہے۔ نہ لائی گئی ہے۔ نہ لائے گئے ہیں۔ نہ لائی گئی ہیں۔ اس مثال میں لفظ (نہ) کا استعمال اصل فعل اور علامت مجہول کے مابین نہیں کرتے۔

اور جب نفی کے لئے لفظ نہیں ماضی قریب پر آتا ہے۔ تو افعال تصریحی ماضی قریب نہیں بولتے جیسے نہیں لایا گیا۔ لایا نہیں گیا۔ نہیں لائے گئے۔ لائے نہیں گئے۔ نہیں لائی گئی۔ لائی نہیں گئی۔ ماضی قریب میں لفظ (نہیں) بمقابلہ لفظ (نہ) کے زیادہ فصیح مانا جاتا ہے۔

ماضی بعید۔ اور ماضی استمراری۔ حال احتمالی۔ اور مستقبل۔ مجہول میں۔ الفاظ (نہ) اور (نہیں) اصل فعل سے قبل و بعد دونوں طرح برتے جاتے ہیں۔ جیسے۔

نہ لایا گیا تھا۔ لایا نہ گیا تھا۔ نہیں لائی گئی تھی۔ لائی نہیں گئی تھی۔ نہ لائے جاتے تھے لائے نہ جاتے تھے۔ نہیں لائی جاتی تھیں۔ لائی نہیں جاتی تھیں۔ نہ لائے جاتے ہو گئے۔ لائے نہ جاتے ہو گئے۔ نہ لایا جاتا ہو۔ لایا نہ جاتا ہو۔ نہیں لائے جاتے ہو گئے۔ لائے نہیں جاتے ہو گئے۔ نہیں لائی جاتی ہوں۔ لائی نہیں جاتی ہوں۔ نہ لایا جائے گا۔ لایا نہ جائے گا۔ نہیں لائی جائیں گی۔ لائی نہیں جائیں گی۔ ماضی احتمالی مجہول۔ کی اس صورت میں کہ (ہوگا) علامت احتمالی ہو۔ لفظ (نہ) اور نہیں دونوں بولتے ہیں۔ اور جہاں لفظ (ہو) علامت احتمالی اس کے ساتھ نہیں بولتا فصیح نہیں سمجھتے جیسے۔ نہ لایا گیا ہوگا۔ لایا نہ گیا ہوگا۔ نہیں لایا گیا ہوگا۔ لایا نہیں گیا ہوگا۔ نہ لائے گئے ہوں۔ لائے نہ گئے ہوں۔

ماضی شمر طی مجہول کی بھی دو صورتیں ہیں۔ ایک لایا گیا ہوتا۔ دوسری لایا جانا۔ پہلی صورت میں نفی کے لئے لفظ (نہیں) استعمال نہیں کرتے۔ صرف لفظ (نہ) بولتے ہیں دوسری صورت میں دونوں الفاظ نفی کا استعمال دونوں جگہ یعنی قبل و بعد اصل فعل کرتے ہیں جیسے۔ نہ لایا گیا ہوتا۔ لایا نہ گیا ہوتا۔ نہ لائے جاتے۔ لائے نہ جاتے۔ نہیں لائے جاتے۔ لائے نہیں جاتے۔ حال مطلق مجہول میں۔ لفظ (نہ) کا استعمال قبل از اصل فعل ہوتا ہے۔ اصل فعل کے بعد ہوتا البتہ الفاظ نہیں اصل فعل سے پہلے اور پیچھے دونوں طرح استعمال کرتے ہیں جیسے۔ نہ لایا جاتا ہے۔

نہ لائے جاتے ہیں۔ نہیں لایا جاتا۔ لایا نہیں جاتا۔ اس دوسری صورت میں ماضی قریب کی طرح افعال تصریحی نہیں بولے جاتے۔

مضارع مجہول۔ اس میں نفی کے لئے صرف لفظ (نہ) بولتے ہیں (نہیں) استعمال نہیں کرتے جیسے۔ نہ لائی جائے۔ لائی نہ جائے۔ نہ لائے جائیں۔ لائے نہ جائیں۔

میسرے نزدیک حروف نفی کا اصل فعل سے پہلے بولنا زیادہ فصیح ہے۔ اور طبع سلیم گواہ ہے کہ بعد از اصل فعل کلمات نفی کا لانا کراہت سے خالی نہیں۔

الفاظ (کیا) اور (کیوں) اور (کاسے کو) سے بھی نفی کے معنی لیتے ہیں۔ لیکن اس کے متینہ کہ لفظ استفہام کے لئے ہیں۔ یا نفی کے لئے طرز و سیاق کلام اور لہجہ اور اسے مطلب سے ہو سکتی ہے مثلاً یہ کیا کر رہے ہو۔ اس میں ایک معنی تو استفہام کے ہیں اور دوسرے نفی کے۔ یعنی نہ کرو۔ وہاں یہ کہنے لگے تھے اس میں بھی استفہام اور نفی دونوں ہیں۔ کاسے کو پیر بلائے ہو۔ یہاں ایک تو دریافت و جہ ہے۔ اور دوسرا مطلب نفی ہے کہ پیر مت بلاؤ۔

امر مجہول۔ چونکہ اس کے وہی صیغہ ہوتے ہیں۔ جو مضارع مجہول کے ہیں۔ اس لئے الفاظ نفی بھی امر مجہول اور وہی آئیں گے جو مضارع مجہول میں مستعمل ہیں۔ لفظ امت استعمال نہیں ہوگا جیسے۔ نہ لایا جائے لایا نہ جائے مضارع کی طرح لفظ (نہیں) امر مجہول میں بھی نہیں برتنا جاتا۔

پہنچ مشبہ فعل

مشبہ فعل ایسے کلمہ کو کہتے ہیں جو اسم اور صفت اور فعل تینوں میں مشترک ہو جیسے۔ پڑھا۔ سناؤ۔ سوکھا اور زیت گرا۔ مارنے والا۔ آیا۔

اُردو میں مشبہ فعل میں قسم کے ہوتے ہیں۔

(۱) اسم فاعل۔ فعل صادر ہونے کی نسبت سے جو نام اس شخص یا شے کا رکھا جائے جس سے فعل صادر ہوگا۔ اس نام کو اسم فاعل کہتے ہیں مثلاً۔ زید آیا۔ یہاں زید فاعل ہے

جس سے آنے کا فعل صادر ہوا۔ اور آنے کی نسبت سے جو زید کا نام رکھا جائے یعنی آنے والا تو اس نسبتی نام کو اہم فاعل کہیں گے۔ نہ کہ فاعل۔ اسی طرح اس نے کھایا میں ضمیر فاعل ہے اور کھانے والے نے کھایا میں کھانے والا اہم فاعل ہے۔

اس کے بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ علامت مصدر یعنی لفظ (نا) کے نوں کو کسرہ دیکر اس کے کالف کو یائے مجہول سے بدل دیں۔ اور فعل لازم کی صورت میں واحد مذکر کے لئے لفظ والا۔ اور جمع مذکر کے لئے لفظ والے۔ اور واحد مؤنث کے لئے والی اور جمع مؤنث کے لئے والیاں یا والئیں پڑھائیں گے جیسے آنے والا آیا۔ یا۔ آنے والے آئے۔ یا۔ آنے والی آئی۔ یا۔ آنے والیاں آئیں۔ یا۔ آنے والئیں آئیں لیکن فعل متعدی کی صورت میں جبکہ علامت فاعل بھی ہو تو واحد مذکر کے لئے۔ واسے۔ اور جمع مذکر کے لئے والوں۔ اور واحد مؤنث کے لئے والی اور جمع مؤنث کے لئے والیوں۔ لائیں گے جیسے۔ آنے والے نے کہا۔ یا۔ آنے والوں نے کہا۔ یا۔ آنے والی نے کہا۔ یا۔ آنے والیوں نے کہا۔

صیغہ جمع مؤنث فعل لازم جب بطریق صفت استعمال کیا جائے گا۔ تو الفاظ۔ والیاں۔ یا۔ والئیں۔ جمع کے لئے نہیں بولیں گے بلکہ اسکی جگہ واحد مؤنث کا صیغہ ہی آئے گا۔ اور اہم کو جمع لائیں گے جیسے پڑھنے والی لڑکیاں۔ کھیلنے والی بچیاں۔ گانے والی عورتیں بجانے والی دہائیں۔ جب اسم فاعل کو کسی اسم یا ضمیر کے ساتھ بولا جائے۔ تو یہ صفت کا کام دیگا۔ جیسے پڑھنے والا لڑکا۔ گانے والی لڑکی جھگڑنے والے مرد۔ لڑنے والی عورتیں۔ پکڑنے والا زید۔ کھانے والی مہندہ۔ یا یہ جانے والا ہے۔ اس لکھنے والے کو بلاؤ۔ کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اور بلا کسی اسم یا ضمیر کے اسم فاعل کہلاتا ہے۔ جیسے پڑھانے والا آگیا۔ لکھوانے والا چلا گیا۔ بنانے والا ہمارا ہے۔ اہم فاعل کے بعد اگر افعال تصریحی میں سے ہے اور اسکے باقی صیغہ لائیں تو اسم فاعل فعل مستقبل کے معنی دیتا ہے جیسے۔ جانے والا ہے۔ آنے والے ہیں۔ لکچر دینے والی ہے کہنہ والا ہوں۔ گانے والی ہو۔ وغیرہ۔

اور (تھا) اور اسکے اور صیغوں کے آنے سے ماضی بعید کے معنی دیتا ہے جیسے آنے والا تھا۔
جانے والے تھے۔ گانے والی تھی۔ کاتنے والی تھیں۔

اور الفاظ (ہو) اور (ہوگا) سے حال قتالی کے معنی پیدا ہوتے ہیں جیسے ہونے والا ہو۔
آنے والا ہوگا۔ آنے والے ہونگے۔ آنے والی ہو۔ آنے والی ہونگی۔ شاید جانے والی ہوں شاید
آنے والے ہوں۔ وغیرہ۔

جہاں فعل لازم ہو۔ وہاں تو یہ اہم۔ اہم فاعل ہوگا۔ اور جہاں فعل متعدی ہو۔ وہاں یہ اہم
اہم فاعل بھی ہو سکتا ہے اور اہم مفعول بھی فعل لازم کی مثالیں گزری چکیں فعل متعدی کے
ساتھ اہم فاعل کی مثال یہ ہے۔ کھانے والے نے کھایا۔ مارنے والی نے مارا۔ اور اہم مفعول
کی مثال یہ ہے۔ تم کھلانے والے کو بلاؤ۔ تم مارنے والی سے کہو۔ گانے والے کو لاؤ۔ سو گانے کو گنا
کبھی صرف مصدر سے اہم فاعل کے معنی لئے جاتے ہیں جیسے۔ پھسلنا پتھر۔ رونا بچہ ٹھنکنی۔
لڑکی چلکنی بچی۔ آڑنا کبوتر۔ پھدکنی چڑیا۔ وغیرہ۔

اگر صرف والا کا لفظ کسی اہم پر بڑھائیں تو اس کے معنی مالک یا صاحب کے ہونگے۔ جیسے۔
زور والا۔ قوت والا۔ محنت والا۔ عداوت والا۔ الفت والا۔ رحم والا۔ لفظ ہار بھی بعض جگہ والا
کے معنی میں آتا ہے۔ مگر اکثر مصدر کی علامت (تا) کے الف کو اگر اسکے بعد لفظ (ہار) بڑھاتے
ہیں جیسے بخش ہار۔ ہونمار۔ مرن ہار۔ جان ہار۔ ان مثالوں میں جان ہار کا لفظ چنان اہم
نہیں بلکہ مصدر جاننا کا الف گر اگر جان کر لیا ہے۔ مرن ہار اور جان ہار میں جس طرح لفظ (ہار)
لفظ (والا) کا اہم معنی ہے اسی طرح قابل اور سزاوار کے معنی بھی دیتا ہے۔ یہ ہار وہ ہار نہیں
بڑھاتا تاں صیغہ خا مراحہ ہے نہ اسکے وہ معنی ہیں۔ جان ہار میں اگر جان کو اہم اور ہار کو
اہم رہا تا جائے تو یہ اہم فاعل ترکیبی ہوگا۔

ہارا۔ اور ہاری۔ اور ہاریاں۔ اور۔ یارا۔ اور یاری۔ اور یاریاں۔ یہ الفاظ پیشہ کے معنی میں
آتے ہیں۔ والا۔ یا۔ وائے۔ یا والی۔ یا۔ والیاں کے مترادف نہیں ہیں۔ اور نہ مصدر کی علامت

(نا) گرانے کے بعد برتے جاتے ہیں۔ لیکن یہ اہم کے بعد آتی ہیں اور اہم میں ان کے آسنے سے جو تغیر ہوتا ہے وہ عامی ہے۔ باقاعدہ نہیں جیسے لکڑہارا۔ لکڑہاری۔ لکڑہارے لکڑہارا۔ پھٹھارا۔ پھٹھاری۔ پھٹھارے۔ پھٹھاریاں۔ پھٹھارے۔ پھٹھاریاں۔ گھسیارا۔ گھسیاری۔ گھسیارے۔ گھسیاریاں۔ بھٹھارا۔ بھٹھاری۔ بھٹھارے۔ بھٹھاریاں۔ اور کہیں مصدر میں غیر معمولی اور خلاف قیاس تبدیلی کر کے (ہارا) کا لفظ بڑھاتے ہیں جیسے پسندارا۔ پسندارے۔ پسنداری۔ پسنداریاں۔ اہم فاعل بنانے کا دوسرا قاعدہ مگر صرف افعال لازم کے لئے یہ ہے کہ فعل لازم کی ماضی مطلق کے مذکر صیغوں پر پلچاٹ واحد و جمع۔ الفاظ (ہوا) اور (ہوئے) اور ٹوٹ کے صیغہ ماضی واحد و جمع پر صرف لفظ (ہوئی) زیادہ کر دیں گے۔ کیونکہ ٹوٹ میں جمع کا لفظ فعل میں کیا جاتا نہ کہ لفظ (ہوئی) میں جیسے آیا ہوا۔ آئے ہوئے۔ آئی ہوئی۔ واحد و جمع دونوں کے لئے مثلاً آیا ہوا گیا۔ آئے ہوئے گئے۔ آئی ہوئی گئی۔ آئی ہوئی نہیں۔

اگر اس اہم کو بلا کسی دوسرے اسم یا ضمیر کے استعمال کریں تو یہ ہمیشہ اہم فاعل ہوگا۔ جیسے ہوا ہوا جاگا۔ بیٹھی ہوئی اٹھی۔ روتے ہوئے ہنسے۔ بھاگی ہوئی آئیں۔

اس صورت میں ضروری ہے کہ اصل فعل لازم ہو۔ متعدی نہ ہو۔

اگر اس اہم فاعل کے ساتھ کوئی اور اسم یا ضمیر لائی جائے تو یہ اہم فاعل اس اسم یا ضمیر کی صفت ہوگا۔ جیسے آیا ہوا یہمان گیا۔ بھاگا ہوا لڑکا آیا۔ سوئی ہوئی لڑکی جاگی یا۔ وہ آیا ہوا گیا۔ وہ بھاگا ہوا آیا۔ وہ سوئی ہوئی جاگی۔

ان مثالوں میں آیا ہوا یہمان کی۔ اور بھاگا ہوا۔ لڑکے کی۔ اور سوئی ہوئی لڑکی کی۔ صفات ہیں۔ اور آیا ہوا۔ اور گیا ہوا۔ سوئی ہوئی۔ وہ کی صفت ہیں۔ اور یہ صفت اور نہ صوت مل کر فاعل ہیں نہ کہ اسم فاعل۔

کبھی ہوا یا۔ ہوئی۔ وغیرہ کو حذف کر کے صرف ماضی مطلق سے اس اسم فاعل کا کام لیتے ہیں جو صفت واقع ہوتا ہے۔ جیسے آیا یہمان گیا۔ بھاگا لڑکا آیا۔ سوئی لڑکی جاگی۔

جب اس اسم فاعل کا استعمال بطریق صفت کیا جائے۔ تو اسکی دو صورتیں برتی جاتی ہیں *
اول۔ یہ کہ صبیغہ واحد مذکر ماضی مطلق کے۔ اور لفظ ہوا کے آخر کے الف کو بے ثبوت سے
 اور صبیغہ ماضی مطلق کے فتح ماقبل الف کو کسور سے بدل دیں اور بیخ ہوئے کی بے ثبوت جمبول کے مرکز
 پر ہمزہ کسور بٹھاویں۔ جیسے۔ زید کھڑے ہوئے پکار رہا تھا۔ وہ بیٹھے ہوئے گر پڑا۔ وہ لیٹے ہوئے
 بیچ بڑی تھی۔ وہ بیٹھے ہوئے گا رہی تھی۔ اس عمل میں تذکیر و تانیث کا فرق نہیں۔ اس پر تباد
 میں لفظ (ہوا) اور اسکے اور صبیغوں کا حذف نہیں کیا جاتا۔

دوہم حسب بیان بالا۔ ماضی مطلق کے صبیغے پر بلحاظ وحدت و جمع و تذکیر و تانیث الفاظ۔
 ہوا۔ ہوئے۔ ہوئی۔ زیادہ کریں۔ جیسے۔ وہ بیٹھا ہوا سو گیا۔ وہ سوتے ہوئے جاگے۔ وہ کھاتی
 ہوئی گری۔ وہ سوتی ہوئی بچیں۔

اس صورت میں لفظ ہوا اور اسکے اور صبیغوں کا حذف کر دینا جائز ہے جیسے۔
 وہ بیٹھا سو گیا۔ وہ سوتے جاگے۔ وہ کھاتی گری۔ وہ سوتی بچیں۔ مگر یہ حذف قبیح نہیں۔ اگر
 ماضی مطلق کے صبیغہ کو کمر بولیں۔ تو اسکے ساتھ ہوا اور اسکے اور صبیغہ استعمال نہیں کرتے۔ اور
 یہ صورت اہم فاعل کی نہیں ہوتی بلکہ متعلقات فعل کی ہوتی ہے جیسے۔ وہ بیٹھا بیٹھا سو گیا
 وہ لیٹا لیٹا بولتا رہا۔ وہ بھاگا بھاگا آیا۔ وہ دوڑا دوڑا گیا۔ وغیرہ۔

اردو میں بعض مفرد یا مرکب اسمائے ایسے ہیں جو اہم فاعل کے معنی میں آتے ہیں۔ جیسے۔
 مفرد۔ چوڑا، لچکا، لٹیرا، جوتا، بوا، جمبول، لیوا، دیوا، منگتا، بونا۔ (بے کے زب سے) کھٹیڑا، ٹانگا
 مرکب۔ بٹ مار، گنڈھ کٹا، چرواہا، دودھ پیتا، راہ چلتا، بن بٹا، کھٹ بنا، لے لوٹ
 کھل آیا، چغل خور، بے چین، بے قرار، بے ہوڑہ۔

اسی طرح فارسی کے اہم فاعل اردو میں استعمال ہیں۔ جیسے۔ راہ رو، راہ ہیر، راہ گیر، کار ساز،
 دل گداز، دل کشا، جان نواز، جان فرا، پرہیزگار، دانش مند، درواگیز، دانا، مینا، توانا
 خریدار، غم گسار، میختر، شہم، طاقت ور، جان سوز، جان دوز، وغیرہ۔

یہ سب اہم فاعل سماعی ہیں۔ اور ان میں سے جو کہیں ہیں وہ اہم فاعل ترکیبی بھی کہلاتے ہیں
 کبھی مصدر کی علامت (نا) کے الف کو یا جہول سے بدل کر اس کے بعد لفظ (کو) زیادہ کر کے فعال
 تصریحی کا اضافہ کرتے ہیں۔ اور اہم فاعل کے معنی لیتے ہیں جیسے۔ وہ آنے کو ہے یعنی آنے
 والا ہے۔ وہ مارنے کو ہے یعنی مارنے والا ہے اسی طرح وہ بات کرنے کو تھا۔ میں آنے کو تھا۔ وہ
 جانے کو ہو گا۔ میں جانے کو ہو رہا ہوں۔ وہ لانے کو ہو رہا تھا اور اس طریقہ پر کسی کلم کی آمادگی کا اظہار
 کرتے ہیں *

(۲) اسم مفعول جس اہم یا ضمیر پر فعل واقع ہو۔ اور اس واقع شدہ فعل کی نسبت سے
 جو اس اسم یا ضمیر کا نام کہیں ہو اہم مفعول کہتے ہیں نہ کہ مفعول جیسے۔ لایا ہوا۔ بلایا ہوا۔
 رنگائی ہوئی۔ لائے ہوئے وغیرہ *

اہم مفعول ہمیشہ فعل متعدی سے آتا ہے یعنی اصل فعل متعدی ہوتا ہے خواہ متعدی وضعی ہو
 یا معنوی۔ اگر اصل فعل لازم ہو تو اہم مفعول نہیں لاتے فعل متعدی معنوی کا اہم مفعول مفعول
 مالم لیسے فاعلہ کہلاتا ہے۔ اہم مفعول کے بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ جس مصدر متعدی سے اہم مفعول
 بنانا ہو تو اس کی ماضی مطلق معروف مثبت کے صیغہ واحد مذکر پر ہوا۔ اور جمع مذکر پر ہوئے اور
 واحد جمع مؤنث کے صیغوں پر ہونی زیادہ کر دیں۔ جیسے۔ لایا ہوا۔ لائے ہوئے۔ لائی ہوئی
 واحد اور جمع مؤنث دونوں کے لئے * اہم مفعول کی مثالیں *

اصل فعل متعدی وضعی میں لے آئے ہوئے کو بٹھایا۔ اس نے سوئی ہوئی کو جگایا۔ تم نے جے
 ہوئے اکھاڑے۔ تو نے بھگائی ہوئی کو پکڑا۔ تم نے گئی ہوئی کو ٹائیں *
 اصل فعل متعدی معنوی۔ آیا ہوا پٹا۔ لائے ہوئے بکے بھبکی ہوئی کٹی بضم کا ف۔

لوٹی ہوئی چھتیں *

اہم مفعول کے صیغے جب کسی اہم یا ضمیر کے ساتھ آئیں تو صفت ہوتے ہیں جیسے بننا ہوا
 کام پکڑا۔ روٹھے ہوئے آدمی کو منایا۔ کھوئی ہوئی کتاب مل گئی۔ دبائے ہوئے آم سڑ گئے بھبکی

ہونی سوچ کٹ گئی۔ لوٹی ہوئی کھجوریں چھین گئیں۔ وغیرہ *
 اور غیر اہم یا ضمیر لانے کے۔ یہ صیغہ اہم ہوں گے جیسے پڑھا ہوا سناؤ۔ لکھا ہوا مٹ گیا۔
 دیا ہوا اکام آتا ہے۔ لیا ہوا ادا کرنا چاہئے *
 کبھی (ہوا) اور اسکے باقی صیغے بوجہ سیاق کلام حذف کر دیئے جاتے ہیں جیسے میرا کہا سنا
 معاف کرنا۔ یعنی کہا ہوا۔ لفظ سنا یہاں بطور تابع کے ہے *
 شام کا بھولا صبح کو گھرا یا۔ یعنی بھولا ہوا سنی ستانی بات پر یقین مت کرو یعنی سنی ہوئی *
 منہ سے نکلی بات نہیں چھپتی۔ یعنی نکلی ہوئی *
 اہم مفعول فعل ناقص کا اہم بھی ہوتا ہے اور بطریق صفت بھی آتا ہے۔ جیسے پڑھی ہوئی
 لڑکی۔ یہاں پڑھی ہوئی لڑکی کی صفت ہے۔ یا پڑھا ہوا سبق۔ اس میں پڑھا ہوا سبق کی
 صفت ہے۔ پڑھا ہوا بیچارہ ہے۔ لٹا ہوا حاضر ہو گیا۔ یہاں پڑھا ہوا۔ اور لٹا ہوا۔ اہم ہیں *
 بعض کلمات آرد و خواہ مفرد ہوں یا مرکب اہم مفعول کے معنی میں آتے ہیں جیسے
 مفرد۔ بوڑھا (بوڑھا مفعول) لٹڈورا (بوڑھا معرفت) جھوٹا۔ جھانگا۔ کھوڑا (بوڑھا مفعول) *
 ہر کہیں۔ نکلتا۔ کن پھٹا۔ بیاہتا *
 فارسی کے اہم مفعول بھی آرد میں مستقل ہیں۔ جیسے۔ آردہ۔ نوشہ۔ خواندہ۔ کشیدہ۔ دیدہ
 آشفندہ۔ سرفندہ۔ فریفتہ۔ گسستہ۔ گرویدہ۔ غم زدہ۔ ستم زدہ۔ کاشتہ۔ نگاشتہ۔ وغیرہ *
 اسی طرح عربی کے بھی جیسے۔ محروم۔ معصوم۔ محروم۔ مجزوم۔ فرغوم۔ مردود۔ شہود
 معبود۔ موجود۔ موعود۔ مطلوب۔ مرغوب۔ مفعول۔ مفعول۔ محزون۔ ماسوں۔ معظم۔ مکرم۔ ملزم (نہے
 کے زیر ہے) مستبہ۔ وغیرہ *
 قائلین فعل متعدی کے ساتھ یہ ضروری نہیں کہ اہم مفعول کی صورت جو بیان کی گئی ہو
 ہمیشہ مفعول ہی ہو۔ ممکن ہے کہ اہم مفعول کئی صورت بیان کی گئی ہے فاعل ہو اور مفعول
 اسکے سوا ہو۔ جیسے۔ آئے ہوئے نے کھانا کھایا۔ گئے ہوئے نے خط بھیجا۔ یہاں۔ آئے ہوئے۔

اور گئے ہوئے۔ اہم فاعل ہیں۔ اور کھانا۔ اور مفعول ہیں۔ یا۔ آئے ہوئے کو تم نے مارا۔ سوئے ہوئے کو میں نے جگایا۔ یہاں آئے ہوئے اور سوئے ہوئے۔ اہم مفعول ہیں اور میں اور تم۔ فاعل۔

اور آیا ہوا پڑا۔ گیا ہوا لٹا۔ تلا ہوا بکا۔ پس ہوا اچھٹا لٹا ہوا میں چونکہ اصل فعل محمول معنوی ہے اس لئے آیا ہوا گیا ہوا تلا ہوا پس ہوا مفعول مالم یستے فاعلہ ہیں۔
(۴) حالیہ ماضی۔ ایسا شبیہ فعل جو فاعل یا مفعول کی ایسی حالت کا اظہار کرے جس سے فعل کا تمام یا لپ رہنا نہ پایا جائے۔

یہ شبیہ فعل اگر اصل فعل لازم ہے تو فاعل کی حالت ظاہر کرے گا۔ اور متعلق فعل ہو گا۔ جیسے۔ وہ ہنستا ہوا آیا۔ وہ روتی ہوئی گئی۔ وہ جلتے ہوئے آئے۔ وہ موتی ہوئی اٹھیں۔

اور اگر اصل فعل متعدی ہے تو۔ یا فاعل کی یا مفعول کی حالت بیان کرے گا۔ جیسے۔ اس نے روتے ہوئے کھانا کھایا۔ وہ ہنستی ہوئی خیرات دے رہی تھی۔ میں چلتے ہوئے اس سے نہیں ملا۔ وہ ٹہکتی ہوئی مجھ سے لڑا کی۔ یا۔ وہ گھوڑے کو بھگاتا ہوا لایا اس نے مجھے چھینکتا ہوا روپیہ دیا وہ جاتی ہوئی پٹی۔ وہ لڑتی ہوئی ماری گئی۔ وہ لڑتا ہوا پڑا۔

اس شبیہ فعل کے بنانے کا قاعدہ یہ ہے۔ کہ ماضی بشرطی یا ماضی کے صبیحہ واحد مذکر پر (ہوا) اور جمع مذکر اور جمع متکلم مؤنث پر (ہوئے) اور واحد اور جمع مؤنث پر سوا سے جمع متکلم کے (ہوئی) زیادہ کریں۔ جیسے۔ وہ روتا ہوا آیا۔ وہ روتے ہوئے آئے۔ تو روتا ہوا آیا۔ تم روتے ہوئے آئے۔ میں روتا ہوا آیا۔ ہم روتے ہوئے آئے (یا)

وہ روتی ہوئی آئی۔ وہ روتی ہوئی آئیں۔ تو روتی ہوئی آئی۔ تم روتی ہوئی آئیں۔ میں روتی ہوئی آئی۔ ہم روتے ہوئے آئے۔ یہ سب مثالیں فعل لازم کی ہیں۔

اور اس حالیہ ماضی سے فاعل کی حالت ظاہر ہوتی ہے۔ ان میں سے ہر حالیہ ماضی متعلق فعل ہے۔ وہ جاتا ہوا پڑا۔ وہ جاتی ہوئی پٹی۔ وہ جاتے ہوئے پٹے۔ وہ جاتی ہوئی پٹیں۔ تو جاتا ہوا پڑا۔

تو جاتی ہوئی پٹی۔ تم جاتے ہوے پٹے۔ تم جاتی ہوئی بیٹیں۔ میں جانا ہوتا تھا میں جاتی ہوئی بیٹی
ہم جاتے ہوے پٹے۔ مذکر و مؤنث دونوں کے لئے۔ ان مثالوں میں حالیہ ماضی مفعول نام نہ تھے
فاعل کی حالت بتاتا ہے اور متعلق فعل متعدی مہجول معنوی ہے۔ وہ کھاتا ہوا ملا۔ یا وہ کھاتے
ہوا ملا۔ وہ کھاتی ہوئی ملی۔ وہ کھاتے ہوئے ملے۔ وہ کھاتی ہوئی ملیں۔ علیٰ ہذا القیاس یہاں
اصل فعل متعدی ہوا اور حالیہ ماضی فاعل کی حالت ظاہر کرتا ہے۔ اور جاتے ہوے مرد کو مارا۔
جاتی ہوئی عورت کو مارا۔ جاتے ہوئے مردوں کو مارا۔ جاتی ہوئی عورتوں کو مارا۔ ان مثالوں
میں اصل فعل متعدی کے مفعول کی حالت کا اظہار کیا ہے۔

حالیہ ماضی کو بغیر لفظ ہوا اور اس کے دوسرے صیغوں کے بھی اہم معنوں میں استعمال کرتے
ہیں جیسے۔ روتی صورت۔ دکھتی چوٹ۔ چلتا آدمی۔ یا۔ وہ ہنستا آیا۔ وہ گالیاں دیتا بھاگا
وہ کھینچتی آئی۔ وہ کودتی گئی۔ اس نے دوڑتی گھوڑی پکڑی۔ اس نے چلتی موٹر روکی۔
حالیہ ماضی اگر تکرار ہوا جائے۔ تو ہوا اور اسکے دوسرے صیغے اس کے ساتھ نہیں بولتے اور یہ
بھی متعلق فعل ہوتا ہے جیسے وہ سوتا سوتا۔ اٹھا۔ وہ بیٹھا بیٹھا اٹھ گیا۔ وہ لیٹا لیٹا گر پڑا
وہ جھکتا جھکتا سب چپٹ کر گیا۔ میں چوستے چوستے خفاک گیا۔ وہ ہنستے ہنستے لوٹ گئی۔
وہ روتے روتے سو گئی۔

یہ صورت تکرار حالیہ ماضی موجودگی قریبہ فاعل حذف بھی کر دیا جاتا ہے جیسے ہنستے ہنستے
انسو نکل پڑے۔ روتے روتے پہلی بندھ گئی۔ چیخنے چیخنے گلاب بیٹھ گیا۔ چلاتے چلاتے آواز بھر گئی
چلتے چلتے تنک گیا۔ گاتے گاتے سہ ہل گیا۔ دوڑتے دوڑتے ہانپ گیا۔

اس صورت میں وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث کا امتیاز حالیہ ماضی میں نہیں ہوتا مگر
تکرار حالیہ ماضی ہر سنگلی اور تدریج کے لئے بھی آتا ہے جیسے سیکھتے سیکھتے سیکھ گیا۔ کھینچتے
کھینچتے کھینچ گیا۔ آتے آتے آجائیگی۔ بولتے بولتے بولنے لگے۔ گاتے گاتے گانا نوت ہو گیا۔ کھینچتے
کھینچتے نکلا۔ ہوتے ہوئے ہو گیا۔

جب حالیہ ماضی کا اصل فعل متعدی ہو۔ اور اسکے مفعول کے ساتھ علامت کو یا سے آتی ہو تو حالیہ ماضی کے فعل ماضی شرطی کے صیغوں میں سے صیغہ واحد مذکر کے آخر کے الف کو یا سے محمول سے بدل کر اور اسکے حرف ماقبل آخر کو کسرہ وکیر۔ اور ہوا کے الف کو ایسے یا سے محمول سے جسکے مرکز پر بحرہ مکسور ہو تبدیل کر کے بولتے ہیں جیسے میں نے لڑکے کو ہنستے ہوئے پایا۔ میں نے لڑکی کو ہنستے ہوئے پایا۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ بغیر اس اول بدل کے استعمال کریں اور یوں کہیں میں نے لڑکے کو ہنستا ہوا پایا۔ میں نے لڑکی کو ہنستا ہوا پایا۔ واحد اور جمع اور مذکر و مؤنث میں کوئی امتیاز حالیہ ماضی کے لئے نہیں جیسے میں نے لڑکوں کو ہنستے ہوئے پایا۔ میں نے لڑکیوں کو ہنستا ہوا پایا۔ میں نے لڑکیوں کو ہنستے ہوئے پایا۔ میں نے لڑکیوں کو ہنستا ہوا پایا۔

اگر مفعول کے ساتھ علامت مفعول نہ ہو تو حالیہ ماضی وحدت و جمع اور تذکرہ و تانیث میں قاعلی کی مطابق ہوگا جیسے میں نے لڑکی بٹھی ہوئی دیکھی۔ اس نے لڑکا کھیلتا ہوا دیکھا تم نے لڑکے جاتے ہوئے دیکھے۔ ہم نے لڑکیاں جاتی ہوئی دیکھیں۔

ان سب صورتوں میں صرف صیغہ ہائے ماضی شرطی سے بھی کام لیا جاتا ہے اور ہوا اور اسکے اور صیغوں کو استعمال نہیں کرتے جیسے میں نے اسکو ہنستے پایا۔ وہ مجھے روتا ملا۔ تم نے اسکو جاتے دیکھا۔ وہ اسے جاتی ملی۔ وہ گاتی جا رہی تھی۔

اگر کلام کی ابتدا مفعول سے کی جائے۔ تو وحدت و جمع اور تذکرہ و تانیث کا لحاظ رکھا جاتا ہے مجھے ایک لڑکا جاتا ہوا ملا۔ یا مجھے لڑکا جاتا ملا مجھے لڑکی جاتی ہوئی ملی۔ یا مجھے لڑکی جاتی ملی مجھے لڑکے جاتے ہوئے ملے۔ یا مجھے لڑکے جاتے ملے مجھے لڑکیاں جاتی ہوئی ملیں۔ مجھے لڑکیاں جاتی ملیں۔

اگر قاعلی کے ساتھ علامت قاعلی ہو۔ تو حالیہ ماضی کا الف آخر حسب قاعدہ بالابدل جاتا ہے جیسے اس نے لکھتے لکھتے دیکر دی۔ میں نے پڑھتے پڑھتے صبح کر دی۔ تم نے سوتے سوتے

دن چڑھا دیا۔ زید نے پیچھے بھینچے کچھ بزرگال دیا۔ وہ جاتے جاتے ٹھک گیا۔ وہ بیٹھتے بیٹھتے کھڑا ہو گیا۔ وہ روتے روتے سو گیا۔

مگر دوسری صورت میں حالیہ ماضی کے الف کو بدستور بھی رکھتے ہیں اور بدل بھی دیتے ہیں جیسے۔ وہ بیٹھتا بیٹھتا کھڑا ہو گیا۔ یا۔ وہ بیٹھتے بیٹھتے کھڑا ہو گیا۔ وہ جاتا جاتا کھڑا گیا۔ یا۔ وہ جاتے جاتے کھڑا گیا۔ وہ روتا روتا سو گیا۔ یا۔ وہ روتے روتے سو گیا۔

اگر حالیہ ماضی مفعول کی حالت ظاہر کرے تو بھی حالیہ ماضی کے الف کو خواہ بدستور بھی بایدل لیں جیسے۔ دریا پر گرد کو جمتے ہوئے نہیں دیکھا۔ دریا پر گرد کو جمتا ہوا نہیں دیکھا۔ دریا پر گرد جمتی نہیں دیکھی۔ دریا پر گرد کو جمتا نہیں دیکھا۔ دریا پر گرد جمتے جمتے رہ گئی۔ دریا پر جمتا جمتا رہ گیا۔

حالیہ ماضی۔ ماضی مطلق سے بھی آتا ہے۔ اصل فعل خواہ لازم ہو یا متعدی مگر حالیہ ماضی فاعل کی حالت بتائے گا۔ اور اگر اصل فعل جہول معنوی ہو تو مفعول کی اور مکر آنے کی صورت میں۔ لفظ (ہوا) اور اسکے صیغے پر تنے جائز نہیں جیسے۔ وہ بیٹھا ہو گیا۔ وہ بیٹھا سو گیا۔ وہ بیٹھا بیٹھا سو گیا۔ وہ بیٹھے بیٹھے سو گیا۔ وہ کھڑا ہو ادیکھتا رہا۔ وہ کھڑا دیکھتا رہا۔ وہ کھڑے کھڑے دیکھتا رہا۔

وہ بیٹھا ہو اٹھا۔ وہ بیٹھے ہوئے پٹا۔ وہ بیٹھا پٹا۔ وہ بیٹھا بیٹھا پٹا۔ وہ بیٹھے بیٹھے پٹا۔ آخر کی مثالیں مفعول مالم سے فاعل کی ہیں۔

فائدہ۔ حالیہ ماضی میں خواہ وہ کسی قسم کا ہو یہ امتیاز ضروری ہے کہ وہ اپنے فاعل یا مفعول کی صفت ہے۔ اور صفت اور موصوف ملکر فاعل یا مفعول واقع ہوئے ہیں۔ یا حالیہ ماضی متعلق فعل ہے۔ اگر ہم کہیں کہ۔

وہ سوتا سوتا جاگا۔ یا۔ وہ لیٹا لیٹا اٹھا۔ یا وہ پڑے پڑے دیکھتا رہا۔ یا۔ وہ کھڑے کھڑے سنا کیا۔ یا۔ وہ چلتا چلتا کھڑ گیا۔ یا۔ وہ جاتا جاتا رک گیا۔

انہیں حالیہ ماضی اپنے فاعل کی صفت ہے۔ اور *
وہ آتے آتے پٹا۔ وہ لاتے لاتے بکا۔ وہ پستے پستے ملا۔ ان مثالوں میں حالیہ ماضی
مفعول بالہ پستے فاعلہ کی صفت ہے *۔

اور وہ پڑا پڑا دیکھتا رہا۔ وہ لیٹے لیٹے کھاتا رہا۔ وہ کھڑا کھڑا سنتا رہا۔ وہ جاتا جاتا بکا کیا۔
وہ بیٹھا بیٹھا۔ اٹھ کھڑا ہوا۔ ان میں حالیہ ماضی متعلق فعل ہے *۔

افعال مرکب

ہم نے مصادر مرکب کا ذکر فعل کی بحث میں تحت اسم مصدر مختصر کیا ہے۔ یہاں بروئے
اشتقاق افعال۔ افعال مرکب ترتیب انواع لکھے جاتے ہیں۔ اور آخر میں ان مصادر کے
متعلق ضروری تفصیل لکھی جائیگی جن سے اکثر افعال ترکیب پاتے ہیں *۔

افعال مرکب۔ ایسے افعال جو سوائے افعال تصریحی کے۔ دو مشتق فعلوں سے اس
غرض کے لئے ترکیب دیئے جائیں۔ کہ بعد ترکیب وہ دونوں افعال کسی ایسے معنی یا مفہوم پر
بر دلالت کریں جس پر فرداً فرداً بروئے معنی دال نہوں یا بروئے معنی۔ اس ترکیب کوئی حد
یا لطافت یا تاکیدی یا تخصیص پیدا ہوتی ہو۔ جیسے۔ آیا۔ فعل مفرد ہے۔ اور۔ اُڑا۔ یا۔ اگیا۔ یا۔
آگیا۔ یا۔ اُکڑا۔ افعال مرکب ہیں *۔

ان افعال مرکب میں بمقابلہ فعل مفرد کے۔ تاکید۔ یا توشیح یا تکمیل پائی
جاتی ہے *۔ اگر دو سے زیادہ افعال یکے بعد دیگرے آئیں تو ان میں سے فعل مرکب دہری ہوگا
جو کسی جدید مفہوم کے لئے ترکیب دیا گیا ہو۔ جیسے۔

وہ آتا جاتا رہا۔ اس میں تین فعل ہیں اور اس کے معنی ہیں کہ وہ آتا رہا۔ اور جاتا رہا۔ یہ
تینوں مل کر فعل مرکب ہیں بلکہ آتا رہا علیحدہ مرکب ہے اور جاتا رہا علیحدہ اسی طرح وہ گھٹتا
بجاتا چلا گیا۔ میں چار۔ اور وہ گاتا۔ بجاتا جارہا تھا۔ میں پانچ افعال ایک دوسرے کے بعد

آئے ہیں۔ لیکن یہ سب کسی ایک معنی کے لئے نہیں۔ بلکہ گاتا ہوا۔ اور بجاتا ہوا۔ حالیہ ماضی
جدا ہیں۔ اور پہلے جملہ میں چلا گیا۔ اور دوسرے میں جارہا تھا افعال مرکب ہیں۔ اور چلا اور
جاسے جدا معنی سمجھے جاتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ فعل مرکب ایسا فعل شتق ہے جو کسی ایک مفہوم کے لئے ترکیب دیا جائے
یہ ضروری نہیں کہ جن فعلوں سے۔ وہ فعل مرکب ترکیب پایا ہے۔ انہیں معنوں میں فعل مرکب
بھی ہو بلکہ ہمیشہ ترکیب افعال لطیف و نازک و جدید معانی کے لئے کی جاتی ہے۔

باہمی فعلوں کو جو ترکیب دی جاتی ہے اس کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) اصلی فعل مادہ مصدر ہو۔ جیسے۔ جا پڑنا۔ لے اڑنا۔ دیکھ آنا۔ وغیرہ۔

(۲) اصلی فعل صیغہ واحد غائب ماضی مطلق معروف ہو جیسے۔ آیا کیا۔ دیکھا کیا وغیرہ۔

(۳) اصلی فعل۔ صیغہ واحد غائب فعل مضارع ہو۔ جیسے آئے جانا کہے جانا۔ دیکھے جانا وغیرہ۔

(۴) اصلی فعل ماضی مشہطی کے صیغہ ہائے واحد مذکر نمونٹ اور جمع مذکر ہوں۔ وہ جاگتا۔

رہتا۔ ہم جاگتے رہتے۔ تو جاگتی رہتی۔ اصلی فعل جمع نمونٹ کے لئے بھی واحد ہی استعمال

ہوگا۔ جیسے۔ تم جاگتی رہتیں۔

وحدت و جمع اور تذکرہ و نکرانہ کا عمل پہلی اور دوسری اور تیسری قسم میں فعل الحاقی پر ہوگا۔

نہ کہ فعل پہلی پر۔ اور چوتھی صورت میں فعل پہلی اور الحاقی دونوں میں یہ عمل کیا جائے گا

جس فعل کو ترکیب دیا جائے اس کو فعل اصلی کہتے ہیں۔ اور جس فعل سے ترکیب دیا جائے

اس کو فعل الحاقی۔

مرکب افعال کا قاعدہ اشتقاق مرکب مصادر سے وہی ہے جس کا ذکر افعال منفرد کی بحث میں

ہو چکا ہے۔ یہاں مرکب افعال کو بہ ترتیب انواع فعل ہم لکھتے ہیں۔

فعل کا نام بہ نسبت زمانہ و مشروط و احتمال وغیرہ فعل الحاقی کی کہ موجب رکھا جاتا ہے۔

نوع خبر یہ افعال مرکب یعنی جن افعال مرکب سے کسی کام کے لئے ہونے یا کرے

یا سننے یا جاری رہنے یا ستواتر ہونے یا پورا ہونے یا ناتمام رہنے کی خبر خواہ
بطریق مثبت خواہ بطریق منفی دی جائے۔ نوع خبر یہ سات طرح آتی ہے *
ماضی مطلق مرکب۔ ماضی قریب مرکب۔ ماضی بعید مرکب۔ ماضی استمراری مرکب حال
مطلق مرکب مستقبل مرکب۔ مضارع مرکب *
فائدہ فعل مرکب کا فعل اصلی مجہول وضعی نہیں آتا۔ کیونکہ وہ خود دو فعلوں سے

مرکب ہوتا ہے۔ البتہ مجہول معنوی بطریق قسم اول مرکب ہوتا ہے *
اب ہم نوع خبر یہ کی ساتوں قسموں کی مثالیں الگ الگ لکھتے ہیں *
(۱) ماضی مطلق مرکب۔ وہ آیا کیا۔ وہ گایا کئے۔ وہ کھایا کی۔ وہ پٹا کیں۔
میں کہا کیا۔ ہم دیکھا کئے۔ اس نے کھالیا۔ اس کو اٹھا دیا *
(۲) ماضی قریب مرکب۔ وہ آرہا ہے۔ وہ آگئے ہیں۔ وہ جا چکی ہے۔ وہ کھا رہی

ہیں میں جا چکا ہوں۔ ہم دیکھ رہے ہیں۔ اس نے جا لیا ہے۔ اس کو پکڑ لیا ہے *
(۳) ماضی بعید مرکب۔ وہ تے گیا تھا۔ وہ کھا چکے تھے۔ وہ دیکھ رہی تھی وہ پڑی
تھیں۔ میں رہ چکا تھا۔ ہم پی چکے تھے۔ اس نے پکڑ لیا تھا۔ اس کو دو لیا تھا *
(۴) ماضی استمراری مرکب۔ وہ لکھا کرتا تھا۔ وہ بیٹھے رہتے تھے۔ وہ پڑھا کرتی
تھی۔ وہ لٹی رہتی تھیں۔ میں آتا جاتا تھا۔ میں دیکھا کرتی تھی۔ ہم کیا کرتے تھے * وہ دیکھے جاتا
تھا۔ ہم آئے جاتے تھے۔ وہ کہے جاتی تھی۔ وہ سنسے جاتی تھیں *
اس ماضی کے مرکب افعال کا فعل اصلی۔ ماضی مطلق۔ اور ماضی مشرطی اور مضارع کے

واحد و جمع کے صیغے آتے ہیں ہر ایک کی مثال دی گئی *
(۵) حال مطلق مرکب۔ وہ آجاتا ہے۔ وہ پڑھتی ہے۔ وہ روکھ جاتے ہیں۔ وہ بیٹھتی
ہیں۔ میں آ رہا ہوں۔ میں پکڑ رہی ہوں۔ ہم کھا رہے ہیں۔ اور جب فعل اصلی مستقبل
نائب فعل مضارع کا ہوتا ہے جیسے *

وہ ہنستے جاتا ہے۔ وہ ہنستے جاتے ہیں۔ وہ دیکھتے جاتی تھیں۔ وہ دیکھتے جاتے ہیں میں ہنستے

جاتی ہوں میں کے جاتا ہوں ہم روئے جاتے ہیں۔

(۶) مستقبل مرکب۔ وہ کہہ جاؤ گا۔ وہ رہ جائیں گے۔ وہ دیکھ جائیں گی۔ وہ پڑھیں گی

میں اٹھ جاؤں گا۔ میں بیٹھ جاؤں گی۔ ہم سن جائیں گے۔

مادہ مصدر کے علاوہ فعل ماضی بشرطی کے جیسے بھی بجائے اصل فعل مستعمل ہیں جیسے۔

وہ آتا رہے گا۔ وہ جاتی رہے گی۔ وہ کہتے رہیں گے۔ وہ بولتی رہیں گی۔ میں نکالتا رہوں گا۔

میں کہتی رہوں گی۔ ہم چلتے رہیں گے۔

(۷) مضارع مرکب۔ وہ دیکھ آئے۔ وہ کہہ جائیں۔ وہ دیکھ آئے۔ وہ پکڑ لائیں۔

میں سے لوں۔ ہم دے دیں۔

علاوہ مادہ مصدر کے۔ ماضی بشرطی کے جیسے بھی اس فعل کی جگہ بولتے جاتے ہیں جیسے۔

وہ دیکھتا رہے۔ وہ کہتی جائے۔ وہ بولتے ہیں۔ وہ گاتی رہیں۔ میں بناتا رہوں۔ میں ہوتی رہوں

ہم کہتے جائیں۔

نوع شرطیہ فعال مرکب۔ ایسا فعل مرکب جس سے شرط یا متنی اور اثبات یا نفی ظاہر کیجائے

جیسے کاش وہ آجاتا تو میں جاتا۔ یا۔ وہ اگر آجاتا تو میں جاتا۔ وغیرہ۔

اس کے لئے صرف ماضی بشرطی مرکب آتی ہے اور اس کا اعلیٰ فعل یا مادہ مصدر یا ماضی

مطلق کا صیغہ واحد مذکر یا خود ماضی بشرطی کے صیغہ ہوتے ہیں جیسے۔

ماضی بشرطی مرکب۔ وہ آجاتا۔ وہ بیٹھ رہتے۔ وہ چل دیتی۔ وہ لے لیتے ہیں۔

میں کہہ بیٹھتا۔ میں بھاگ پڑتی۔ ہم جاگ اٹھتے۔ (یا)۔

وہ سویا کرتا۔ وہ گایا کرتی۔ وہ دیکھا کرتے۔ وہ جایا کرتیں۔ میں بیٹھا رہتا۔ میں جاگا

کرتی۔ ہم پڑھا کرتے۔ یا۔

وہ لکھتا رہتا۔ وہ لکھتے رہتے۔ وہ جاگتی رہتی۔ وہ سوتی رہتیں۔ میں جاتا رہتا۔

میں آتی رہتی۔ ہم کھاتے رہتے۔

نوع احتمالی افعال مرکب۔ ایسا فعل مرکب جس کے کسی فعل کے کرنے یا ہونے میں بطریق ثبوت یا منافی۔ احتمال یا شک یا یا جیسے۔ اس کے لئے ماضی احتمالی مرکب اور حال احتمالی مرکب متعل ہیں۔ یہ افعال احتمالی مفرد ہیں ہم تھا آئے ہیں کہ غالب احتمال کے لئے لفظ ہوگا اور ضعیف احتمال کے لئے لفظ رہو استعمال کیا جاتا ہے۔

ان دونوں فعلوں کی ترکیب میں مادہ مصدر۔ یا ماضی مطلق کا صیغہ واحد مذکر یا۔ صیغہ ہائے ماضی شرطی۔ بلور فعل آتی برستے جاتے ہیں۔

ماضی احتمالی مرکب۔ وہ آ رہا ہوگا۔ وہ آ گئے ہوں گے۔ وہ ملے گئی ہوگی۔ وہ دے رہی ہوں گی۔ تم جاری رہے ہو گے۔ تم جاری ہو گئی۔ میں کھا گیا ہوں گا۔ میں دیکھ گئی ہوں گی۔ ہم چل پڑے ہوں گے۔

وہ چلا گیا ہو۔ وہ چلی گئی ہو۔ وہ سوئے رہے ہوں۔ وہ سوئی رہی ہوں۔ تم چلے گئے ہو۔ تم چلی گئی ہو۔ میں چلا گیا ہوں۔ میں چلی گئی ہوں۔ ہم چلے گئے ہوں۔ یا۔ وہ سنتا رہا ہوگا۔ وہ سنتے رہے ہوں گے۔ وہ سنتی رہی ہوگی۔ وہ سنتی رہی ہوں گی۔ تو سنتا رہا ہوگا۔ تم سنتے رہے ہو گے۔ تو سنتی رہی ہوگی۔ تم سنتی رہی ہوگی۔ میں سنتا رہا ہوں گا۔ میں سنتی رہی ہوں گی۔ ہم سنتے رہے ہوں گے۔ ہوگی۔ ہوگا۔ اور ہوگا کی جگہ ہو۔ استعمال کر کے احتمال غالب اور ضعیف ظاہر کیا جاسکتا ہے۔

حال احتمالی مرکب۔ وہ کہہ آتا ہوگا۔ وہ کہہ آتے ہوں گے۔ وہ سن آتی ہوگی۔ وہ سن آتی ہوں گی۔ تو دیکھ آتا ہوگا۔ تم دیکھ جاتے ہو گے۔ تو دیکھ جاتی ہوگی۔ تم دیکھ آتی ہوگی۔ میں دیکھ جاتا ہوں گا۔ میں دے جاتی ہوں گی۔ ہم کھیل آتے ہوں گے۔ یا۔ وہ سویا کرتا ہو۔ وہ سویا کرتے ہوں۔ وہ سویا کرتی ہو۔ وہ سویا کرتی ہوں تو دیا

کرتا ہو۔ تم دھویا کرتے ہو۔ تم رویا کرتی ہو۔ تم رویا کرتی ہو۔ میں لیا کرتا ہوں۔ میں لیا کرتی ہوں۔ ہم
جایا کرتے ہیں۔ (یا) *

وہ بولتا جاتا ہوگا۔ وہ تولتے جاتے ہوں گے۔ وہ بولتی جاتی ہوگی۔ وہ تولتی جاتی
ہوں گی۔ تو کھولتا جاتا ہوگا۔ تم کھولتے جاتے ہو گے۔ تو دیکھتی جاتی ہوگی۔ تم دیکھتی
جاتی ہوگی۔ میں لکھتا جاتا ہوں گا۔ میں لکھتی جاتی ہوں گی۔ ہم کہتے جاتے ہوں گے۔
نوع امر یہ افعال مرکب یعنی ایسا فعل مرکب کہ جس سے حکم یا التجا وغیرہ ظاہر ہو
یہ صرف امر کے صیغوں سے ظاہر کیجاتی ہے۔ اس میں فعل اصلی یا تو مادہ مصدر ہوگا جیسے
چل دے۔ چالے۔ دے۔ چالے۔ لے۔ چالے۔ گر پڑا۔ اٹھ بیٹھا۔ بیٹھا۔ چا۔ کہہ دے۔ وغیرہ۔
یا صیغہ ماضی مطلق جیسے آیا۔ چایا۔ لیا۔ کیا۔ سنا۔ دیکھا۔ وغیرہ۔
یا ماضی شرطی کا صیغہ جیسے آتا۔ کہتا۔ دیکھتی۔ کہتی۔ چا۔ کھاتا۔ پیتا۔ وغیرہ۔
جمع حاضر کے صیغے۔ ماہ مصدر کے بعد اٹھ بیٹھو۔ بیٹھ جاؤ۔ چل پڑو۔ کہہ دو۔ بول اٹھو وغیرہ۔
ماضی مطلق کے صیغوں سے جیسے آیا کرو۔ بیٹھا کرو۔ سونا کرو۔ دیکھا کرو۔ کئے جاؤ۔
دئے جاؤ۔ لئے جاؤ۔ کئے جاؤ۔ لئے جاؤ۔ اٹھے جاؤ۔ بکے جاؤ۔ وغیرہ۔
ماضی شرطی کے صیغوں سے کہتے رہو۔ آتے رہو۔ سنتے رہو۔ اٹھتے رہو۔ کھاتے رہو۔
پیتے رہو۔ ہنستے رہو۔ سوتے رہو۔ جاگتے رہو۔ وغیرہ۔ *

نوع مشتاقہ فعل مرکب۔ ایسا فعل جس سے کسی فعل کا کرتا یا ہونا۔ بلا قید زمانہ پایا جا
فعل الحاقی مصدر جیسے دیکھ آنا۔ کہہ جانا۔ رو پڑنا۔ دے ڈالنا۔ اٹھ آنا۔ بیٹھ جانا
یا دیکھا جانا۔ رکھا جانا۔ اٹھا جانا۔ سویا جانا۔ کھایا جانا۔ کھا جانا۔ وغیرہ۔
یا کہتے رہنا۔ بکتے جانا۔ اچھلتے رہنا۔ کودتے جانا۔ بولتے رہنا۔ ٹھونکتے جانا وغیرہ۔
فعل الحاقی اسم فاعل۔ آجائے والا۔ بیٹھ جانے والا۔ دیکھ آئے والا۔ سن جانے والا۔ وغیرہ۔
فعل الحاقی مفعول بالمسمی فاعلہ۔ بیٹھ جانے والا۔ کٹ جانے والا۔ کٹ جانے والا۔ *

تفصیل مصادرا الحاقی۔ یہاں ہم وہ مصادرا لکھتے ہیں جن کے مشتقات بطریق فعل الحاقی کثیر الوقوع ہیں۔ اور وہ سترہ ہیں۔ *

(۱) وینا۔ یہ مصدر اور اس کے مشتقات اکثر تکمیل فعل کے لئے ملتی کیے جاتے ہیں۔ اور انہما تکمیل چار طرح کیا جاتا ہے۔ *

(الف) صرف تکمیل فعل کے لئے۔ جیسے۔ لے دو۔ کھلا دو۔ چل دو۔ چکا دیا۔ پکڑوا دیا۔ کہہ دینا۔ دے دینا۔ بتا دینا۔ لا دیا ہے۔ کہہ دیا تھا۔ لا دیتا ہے۔ لا دیکھا وغیرہ۔ *

(ب) تکمیل فعل بجز جیسے۔ نکال دو۔ نکال دیا۔ نکال دیا تھا۔ نکال دیا ہے۔ نکال دیتا۔ نکال دیتا ہو۔ نکال دیتا ہوگا۔ ہٹا دے۔ ہٹک دیا۔ ہٹک دینا۔ ہٹا دینا۔ وغیرہ۔ *

(ج) تکمیل بطریق اجازت۔ آنے دو۔ آنے دینا۔ آنے دیا۔ آنے دیا تھا۔ روک دو۔ روک دینا تھا۔ روک دینا۔ جانے دیا ہے۔ جانے دو۔ جانے دینا۔ جانے دینا تھا وغیرہ۔

(د) تکمیل فعل دو ستر کے فائدہ کے لئے۔ جیسے۔ سمجھا دینا۔ دکھا دیا۔ بتا دو۔ سمجھا دیا تھا۔ دکھا دیا ہے۔ بتا دیا ہوگا۔ دکھا دیا ہوتا۔ وغیرہ۔ *

(۲) لینا۔ یہ مصدر تکمیل اور تاکید کے لئے الحاق پاتا ہے اور جو جب فعل اصلی کے اس میں صرف تکمیل یا صرف تاکید یا تکمیل فعل اپنے فائدہ کے لئے یا تکمیل فعل بزور وقت جو مفید

قریب ہو۔ پائی جاتی ہے۔ جیسے۔ تکمیل و تاکید۔ بار لو۔ کھا لو۔ سنبھال لو۔ کر لیا۔ لے لیا۔ اٹھا لیا۔ اٹھا لیتا۔ پکڑ لیتا۔ پی لیتا۔

کھا لیتا۔ پکڑ لو۔ پی لو۔ اٹھا لو۔ لے لو۔ وغیرہ۔ *

نہایت پر رازداد۔ اور لہجہ زبان کے فرق سے تکمیل و تاکید کا فرق ظاہر ہو جاتا ہے۔ اپنے فائدہ کے لئے تکمیل فعل۔ سمجھا لیتا۔ سمجھا لیا۔ کر لیتا۔ کر لیا۔ سنا لیتا۔ سنا لیا۔

لینا۔ چا لیا۔ چا لیا۔ لے لیا۔ وغیرہ۔ *

بزدور وقت تکمیل کی تکمیل نہیں قریب اور نزدیک بھی پائی جاسے۔ جیسے۔ چا لیتا۔ آ لیتا۔ چال

جالیا۔ آلیا۔ وغیرہ۔

(۱۷) چانا۔ یہ بھی مصدر لینا کا قریب المعنی ہے جیسے بگڑ جانا۔ بکھر جانا۔ لوٹ جانا۔ کھا جانا۔ دیکھا جانا۔ مل جانا۔ ہو جانا۔ سو جانا۔ لکھ جانا۔ وغیرہ۔

اس مصدر کے الحاق سے اور معنی بھی پیدا ہوتے ہیں جیسے پاجانا۔ یعنی معلوم کرنا۔ پاتا جانا۔ کھا جانا۔ کسی قسم کا نقصان کسی کو پہنچانا۔ پانا جائز طریق پر کسی مال کو خورد برد کرنا۔ اور انہیں معنوں میں چاٹ جانا ہے۔

چیران ہونے کے معنی میں جیسے کھوسے جانا۔

(۱۸) آنا۔ یہ مصدر اور اسکے صیغے یا تو تکمیل و تائید کا فائدہ دیتے ہیں جیسے ہو آنا۔ کہہ آنا۔ لے آنا۔ دے آنا۔ بتا آنا۔ جانا آنا۔ لٹا آنا۔ لڑنا۔ وغیرہ۔

یا فعل کی تکمیل کے بعد واپسی پر دلالت کرتے ہیں جیسے ہو آیا ہوں۔ کر آیا ہے۔ دیکھ آیا ہوں۔ دیکھ آیا ہے۔ سنے آیا ہوں۔ کھا آئے ہیں۔ سن آئی ہے۔ وغیرہ۔

(۱۹) ڈالنا۔ اس مصدر کے الحاق سے محنت اور زور کے ساتھ کسی کام کو پورا کرنے یا ہونے کو ظاہر کیا جاتا ہے جیسے پڑھ ڈالنا۔ کہہ ڈالنا۔ دھو ڈالنا۔ مڑ ڈالنا۔ مار ڈالنا۔

مسل ڈالنا۔ پس ڈالنا۔ گھس ڈالنا۔ پھوڑ ڈالنا۔ اٹھا ڈالنا۔ وغیرہ۔

(۲۰) سکتا۔ یہ مصدر اور اسکے مشتقات ہمیشہ فعل الحاقی ہوتے ہیں فعل اسلی نہیں ہوتے۔ اس کا استعمال کبھی تو طلب جازت کرتے ہیں جیسے کیا میں آسکتا ہوں۔ کیا وہ جاسکتا ہے۔ کیا وہ حاضر ہو سکتا ہے۔ کیا تم کھا سکتے ہیں۔

اور کبھی دریافت یا اظہار قابلیت و استعداد کے لئے جیسے کیا تم یہ کتاب پڑھ سکتے ہو۔ کیا تم اوپر چڑھ سکتے ہو۔ کیا وہ چل سکتا ہے۔ کیا وہ یہ بوجھ اٹھا سکتا ہے۔ یا میں جاسکتا ہوں۔ میں لکھ سکتا ہوں۔ میں دوڑ سکتا ہوں۔ میں اٹھا سکتا ہوں۔ وغیرہ۔

(۲۱) رہنا۔ یہ مصدر اور اسکے صیغے بصورت الحاق کبھی تو نامناسب تعین کا اظہار کرتے

ہیں۔ جیسے۔ وہ وہاں جا کر بیٹھ رہا۔ تم تو وہیں کے ہو رہے۔ تم اتنی دیر کیوں رہیں۔
 کبھی فعل کے جاری رہنے پر دلالت کرتے ہیں جیسے۔ وہ لکھ رہا ہے۔ وہ لکھتا رہا۔ میں کام
 کر رہا ہوں۔ وہ دیکھ رہی ہیں۔ وہ جارہے ہیں۔ تم کہتے رہو۔ وغیرہ *

کبھی کسی شے کے کم یا منفرد ہونے کو ظاہر کرتے ہیں جیسے۔ اکی عقل جاتی رہی۔ اس کے ہوش
 جاتے رہے۔ میری دوا ت جاتی رہی۔ اس کا قلم جاتا رہا *

کبھی کسی شے کے قابو سے باہر ہو جانے کے لئے بولتے ہیں جیسے۔ وہ کام ہاتھ سے جاتا رہا *
 کبھی عادت کو ظاہر کرتے ہیں جیسے۔ وہ گاتا رہتا ہے۔ وہ آتے رہتے ہیں۔ وہ پڑھتی رہتی
 ہے۔ وہ بیٹھا رہتا ہے۔ وہ لکھتے رہتے ہیں *

کبھی کسی کام کی تکمیل میں محنت و سعی کے ظاہر کرنے کے لئے بولتے جاتے ہیں جیسے۔ میں یہ
 کام کر کے رہوں گا۔ میں اسے مٹا کر دیوں گی۔ وہ اسے اٹھا کر رہے گا۔ وہ اسے پورا کر کے دیں گے *
 (۸) چیکنا۔ (چے کے پیش سے) اس مصدر اور اس کے مشتق افعال سے *

یا تو کام کا پورا ہونا ظاہر کیا جاتا ہے جیسے۔ میں کھا چکا۔ وہ پڑھ چکے۔ وہ لکھ چکی۔ وہ چکپڑ
 یا اصل فعل مثبت کی نفی کے لئے آتا ہے۔ وہ آچکا۔ وہ جا چکے۔ وہ کہ چکی۔ تم رہ چکیں۔ نفی کے
 معنی قرینہ کلام سے پیدا کئے جاتے ہیں۔ بس تم آچکے۔ تم وہاں جا چکے۔ وغیرہ *

(۹) پانا۔ یہ مصدر اور اس کے صیغے کبھی توجہ اسے عمل کے لئے بولتے ہیں جیسے۔ اس نے
 اپنا کیا پانا۔ میں نے سب کچھ بھرا پانا *

اور بصورت فعل منفی نفی فعل کی تاکید کے لئے جیسے۔ وہ آئے نہ پائے۔ وہ جانے نہ پائے
 وہ دیکھنے نہ پائیں۔ وہ بولنے نہ پائیں *

اور کبھی فعل منفی بصورت خبر یہ آتا ہے جیسے۔ وہاں کوئی جانے نہیں پاتا۔ وہاں کوئی
 ٹھہرے نہیں پاتا۔ وہاں سے کوئی آتے نہیں پاتا *

(۱۰) کرنا۔ یہ مصدر اور اس کے صیغے کبھی تو فعل جاری رکھنے کے لئے بولے جاتے ہیں۔

جیسے۔ تم پڑھا کرو۔ تم پڑھا کرنا۔ تو لکھا کر۔ تم آتے رہا کرو۔ تم پھرتے رہا کرو۔
 اور کبھی عادت ظاہر کرنے کے لئے جیسے۔ وہ آیا کرتے ہیں۔ وہ جایا کرتی ہے۔ وہ لکھا کرتا کر
 وہ پڑھا کرتی ہے۔ وہ ہنسا کرتے ہیں۔ وہ رویا کرتی ہے۔
 (۱۱) بیٹھنا۔ یہ مصدر اور اس کے مشتق افعال۔ کبھی کام سے فراغت حاصل کرنے کے
 معنی میں آتے ہیں۔ جیسے۔ وہ پکا بیٹھا۔ وہ کھا بیٹھے۔ وہ کر بیٹھی۔ وہ سینا پرونا
 اٹھا بیٹھیں۔

اور کبھی بلا تامل فعل کے سرزد ہو جانے کے معنی لئے جاتے ہیں جیسے۔ میں کہہ بیٹھا۔ وہ کہنے
 تم یہ کام کر بیٹھے۔ وہ اڑ بیٹھا۔ وہ جھگڑ بیٹھا۔
 اور کبھی غلبہ حاصل کرنے کے معنی لئے جاتے ہیں جیسے۔ وہ چڑھ بیٹھا۔ وہ دبا بیٹھا۔
 اور کبھی کسی ضرر میں دوسٹر کو شریک کرنے کے لئے جیسے وہ اسے اتنی سے بیٹھا۔
 اور کبھی مستعد آبادہ ہونے یا صند اور بہٹ کرنے کے لئے برتا جاتا ہے جیسے وہ اٹھ بیٹھا۔
 وہ سنبھل بیٹھا۔ وہ اکر بیٹھا۔ وغیرہ۔

(۱۲) اٹھنا۔ یہ مصدر اور اس کے صیغے۔ یا تو تاکید کے واسطے آتے ہیں جیسے جاگ اٹھنا
 بھڑک اٹھنا۔ یا تکمیل فعل کے لئے جیسے۔ سو اٹھا۔ دھوا اٹھا۔ کرا اٹھا۔ یا غیر متوقع طور پر
 فعل کے صادر ہونے کے لئے جیسے۔ بول اٹھا۔ کہہ اٹھا۔ چیخ اٹھا۔ پکار اٹھا۔
 (۱۳) پڑنا۔ یہ مصدر اور اس کے افعال۔ کہیں تو تکمیل فعل کے لئے آتے ہیں جیسے۔
 مکان گر پڑا۔ چھت آپڑی۔ دلو اور جا پڑی۔

اور کہیں غیر متوقع طور پر وقوع فعل کے لئے جیسے۔ اینٹ آپڑی۔ پتھر آپڑا۔ وہ لڑ پڑا۔
 وہ جھگڑ پڑا۔ وہ بھٹ پڑے۔

(۱۴) نکلنا۔ یہ مصدر اور اس کے صیغے۔ علاوہ اپنے معمولی معنوں کے۔ کبھی تو کسی کام میں
 مہارت کی توقع کے اظہار کے لئے بولتے ہیں جیسے۔ وہ چل نکلا۔ وہ نہ نکلا۔

اور کبھی راجا یا کسان کثرت کے لئے جیسے پانی بہہ نکلا۔ آتش چھوٹ نکلے۔

(۱۵) لگنا۔ یہ مصدر اور اس کے افعال کبھی تو کام کے شروع کرنے پر دلالت کرتے ہیں۔

جیسے۔ وہ کہنے لگا۔ وہ بولنے لگا۔ وہ پڑھنے لگا۔ وہ کہنے لگے وہ جانے لگی۔

اور کبھی غیر متوقع طور پر کسی فعل کے واقع ہونے پر جیسے۔ اینٹ آگلی۔ پتھر جا رگا۔

(۱۶) چھوڑنا۔ یہ مصدر اور اس کے اشتقاق کبھی تو غیر معین وقت میں کسی کام کے کر لینے

کے لئے یوں لیتے ہیں۔ جیسے۔ یہ کتاب دیکھ چھوڑنا۔ یہ کام کر چھوڑنا۔ یہ پیام دے چھوڑنا۔

ہم سے کہہ چھوڑو۔ یہ بھی بنا چھوڑا ہے۔

اور کبھی کسی فعل کے عارضی طریق پر کرنے کے لئے جیسے۔ یہ ان کو دے چھوڑا ہے۔ یہ انکو

دے چھوڑی ہے۔ ان کو بھی سماجی کر چھوڑا ہے۔ وغیرہ۔

(۱۷) چاہنا۔ یہ مصدر اور اس کے صیغہ متعدد معانی میں آتے ہیں۔

کبھی تو ارادہ ظاہر کرنے کے لئے جیسے۔ اس نے بولنا چاہا۔ میں نے اٹھنا چاہا۔ اُنھوں نے

کہنا چاہا۔ وہ کرنا چاہتا ہے۔ وہ دینا چاہتی ہے۔

اور کبھی لفظ چاہئے معنی مناسب کرنا جاتا ہے جیسے۔ جانا چاہئے۔ کرنا چاہئے۔ لینا چاہئے

دینا چاہئے۔ اٹھنا چاہئے۔ بیٹھنا چاہئے۔ دیکھنا چاہئے۔

ماضی کے صیغہ کے ساتھ اسکا الحاق عام نہیں رہا یعنی کیا چاہئے۔ دیا چاہئے۔ لیا چاہئے

کہا یا چاہئے۔ وغیرہ اب ترک ہیں مگر دیکھا چاہئے۔ اب بھی فصحی بولتے ہیں۔

فعل کے مرکب فعل کی ترکیب کسی وقت سے

فعل کی ترکیب فعل سے۔ اس کا سیدھا بیان ہو چکا ہے۔ اب فعل کی ترکیب دیگر الفاظ سے

جو ہوتی ہے اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔

مرکب فعل کی تعریف ہم لکھ آئے ہیں۔ اس قدر یاد دلانے دیتے ہیں کہ مرکب افعال سے جب

تکسب۔ جدید اور نازک اور لطیف کوئی ایک مفہوم پیدا کرنا مقصد نہ ہو جسکے لئے فعل مرکب بنایا گیا ہے۔ بلکہ اس فعل مرکب کے افعال صرف اپنے جداگانہ معانی موضوعہ پر دلالت کریں تو اس کو فعل مرکب نہیں کہتے۔ اور اس تعریف سے ایسے کلمے یعنی :-

پوچھا کرنا۔ رکھوالی کرنا۔ غوطہ کھانا۔ ڈبکی لگانا۔ یقین کرنا۔ فعل مرکب کی حد سے خارج ہو جاتے ہیں کیونکہ اس نے ٹھاکرچی کی پوچھا کی۔ اس جملہ میں پوچھا مضافات اور ٹھاکرچی مضاف الیہ یہ دونوں فعل واقع ہوئے ہیں اور کی فعل اپنے اصلی معنوں میں علیحدہ ہے۔ اسی طرح اس نے اپنے کیفیت کی رکھوالی کی۔ میں رکھوالی اپنے مضافات الیہ سے مل کر مفعول ہے۔ اس نے غوطہ کھایا۔ اہم غوطہ خود مفعول ہے اور کھایا فعل جداگانہ اپنے اصلی معنی میں ہے۔ اس نے ڈبکی لگائی اس میں بھی ڈبکی مفعول ہے۔ یا اس نے مجھ پر یقین کیا۔ اس میں یقین مفعول ہے اور مجھ پر جار و جر و مل کر متعلق فعل کیا۔ اس لئے یہ کلمات ہرگز فعل مرکب نہیں بن سکتے کہ بعض قواعد نویسوں نے لکھا ہے یہی حال ان مثالوں کا ہے۔ کہ وہ ضعیف ہو گیا۔ وہ مشہور ہے۔ ان دونوں مثالوں میں ہو گیا اور ہے افعال ناقص لازم ہیں۔ اور ضعیف اور مشہور خبر نہ یہ کہ ضعیف ہو گیا۔ یا مشہور ہے فعل مرکب ہیں :-

تم چراغ روشن کرو۔ اس مثال میں لفظ روشن مفعول ثانی ہے۔ نہ کہ روشن کرنا۔ فعل مرکب۔ یہ ظاہر ہے کہ امثالہ مذکورہ بالا میں اگر ان صفات کی ترکیب افعال کوئی جدید یعنی پیدا کرتی تو فعل مرکب کہلاتے :-

اردو میں جیسے فعل اصلی کے یا تو کوئی اسم عربی یا فارسی زبان کا لاتے ہیں۔ یا فارسی فعل مرکب کا ترجمہ کرتے وقت ابتدائی لفظ قائم رکھتے ہیں اور فعل الحاقی اردو کا فعل لاتے ہیں ان دونوں صورتوں کو ہم بیان کرتے ہیں :-

(۱) یا تو ہمتیج زبان فارسی۔ جو لفظ مصدر سے پہلے اگر فعل اصلی کا قائم مقام ہو اس کو بدستور رکھیں اور مصدر یا اس کے مشتق کا ترجمہ کر دیں جو بطریق فعل الحاقی ہو جیسے۔

بر آوردن سے بر لانا۔ یا۔ باز آمدن سے باز آنا۔ یا۔ باز داشتن سے باز رکھنا۔ یا بر آمدن سے بر آنا مثالیں۔

خدا تمھاری مراد بر لائے۔ وہ اپنی حرکت سے باز آیا۔ تم نے مجھے وہاں جانے سے باز رکھا۔ الٰہی یہ میری مراد بر آئے۔

ان مثالوں میں۔ بر لائے کے معنی ہیں پوری کرے۔ اور باز آیا کے معنی ہیں رکھ دیا۔ اور باز رکھا کے معنی ہیں رکھا۔ یا روک لیا۔ اور بر آئے کے معنی ہیں پوری ہو۔ چونکہ افعال اصلی کے معنوں سے اس ترکیب میں ایک جدت پیدا ہو گئی ہے اس لئے یہ افعال مرکب ہیں۔ انشاء۔ بر۔ اور۔ باز۔ علیحدہ جزو کلام نہیں ہیں۔

(۲) کسی اسم کے بعد خواہ وہ کسی زبان کا ہو فعل الحاقی لائیں اور فعل مرکب بنالیں۔ جیسے۔ خیال کرنا۔ گمان کرنا۔ یا د کرنا۔ شروع کرنا۔ ختم کرنا۔ شمار کرنا۔

ان کی مثالیں سنو۔ میں نے اسے دانشمند خیال کیا۔ میں نے اس کو صاحب علم گمان کیا۔ میں نے تجھے یاد کیا۔ میں نے سبق شروع کیا۔ میں نے کتاب ختم کی۔ میں نے گھوڑوں کو شمار کیا۔ ان مثالوں میں خیال کیا۔ گمان کیا۔ یاد کیا۔ شروع کیا۔ ختم کیا۔ شمار کیا۔ افعال مرکب ہیں۔

فائدہ۔ فعل مرکب کی شناخت اس طرح ہوگی۔ کہ جس جملہ میں ایسے افعال واقع ہوں جو مرکب یا مشابہ مرکب ہوں۔ ان میں تمیز کرنے کے لئے یہ خیال کرنا چاہیئے۔ کہ اگر فقرہ یا جملہ پر ایسے افعال واقع ہوئے ہیں۔ ان میں وہ کلمہ فعل الحاقی سے پہلے ہے۔ آگیا صرف ترکیب کا فائدہ دیتا ہے۔ یعنی اس سے فعل الحاقی کے معنی میں فعل الحاقی کے معمولی معنی کے مقابل کوئی جدت یا لطافت یا نزاکت پیدا ہوتی ہے اور ایک معنی پر بعد ترکیب دونوں الفاظ دال ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو کلمہ مرکب ہے۔ ورنہ نہیں۔ مرکب ہونے کی صورت میں پہلا لفظ ضرور کہ ترکیب نحو میں مفتول یا متعلق فعل یا خبر واقع ہو۔

متعلقات فعل

متعلق فعل ایسے کلمہ کو کہتے ہیں جو اہم ضمیر کے سوا کسی فعل یا صفت یا خبر یا کسی دوسرے متعلق فعل کی وضاحت کرے۔ اور وہ کلمہ تو کسی حرکتی فعل کا جزا اولین ہو۔ اور یہ فعل یا خبر ہو جیسے۔ وہ جلدی آیا۔ اس کا جی اور چھوٹ گیا۔ گھوڑا سر پٹ وڑا ان مثالوں میں الفاظ (جلدی) اور (اور جتنی زیادہ) اور (سر پٹ) متعلق فعل ہیں۔ اس لئے کہ فعل کی وضاحت کرتے ہیں۔ وضاحت کی حیثیت سے متعلق فعل کی تیرہ اقسام ہیں۔

(۱) متعلق عام یعنی ایسا کلمہ فعل کی حالت یا کیفیت کی وضاحت کرے۔
متعلق عام کے لئے اکثر اس قسم کے کلمات بولے جاتے۔ یعنی۔

اچھا بڑا بہت۔ اہمستہ تیز۔ الثا سیدھا۔ ٹھیک۔ براہِ سیم۔ لگانا۔ کم زیادہ
تیزی۔ جلد۔ سرپٹ۔ صحیح۔ جلدی۔ خوب۔ بجا۔ درست۔ اور (معنی زیادہ) سوا سیح
ضرور۔ ضرور بالضرور۔ ہرگز۔ کبھی۔ زمانہ۔ قبول کر مطلق یا نقل۔ اصلاً۔ کانوں کان۔
لا محقق ہاتھ۔ میرا سر۔ سر بسر۔ سراپا۔ سر تا پا۔ ہو جو۔ بعینۃ۔ این بین (انتش الفاسق)
لے دے۔ لے دے گئے۔ لے دے کر گئے۔ اور زیادہ۔ کا۔ کے۔ کی۔ کہیت۔ کتاب۔ کہیں وغیرہ

استعمال متعلق عام - تم نے یہ کام بچھا لیا۔ اس نئی بات بری کہی۔ وہ مجھے بہت لپٹے
وہ آہستہ چلا۔ میں تیز دوڑا۔ وہ الٹا پھر گیا۔ وہ یہاں سے سیدھا گیا۔ تم نے یہ کام ٹھیک
کیا۔ میں دو دن تک برا بھلا۔ وہ دورات پیم جاگا۔ بیٹھ لگا تا رہتا رہا۔ تم نے کھانا کھایا
اس نے پانی زیادہ پیا۔ وہ بہت تیزی سے بھاگا۔ وہ نہایت جلد آیا۔ اس نے گھوڑے کو تیز
دوڑایا۔ تم نے یہ بات صحیح کہی۔ اس نے جانے میں جلدی کی۔ کچھ نہیں وقت کے وقت خوب
سوچھی۔ تم نے یہ بات بجا کہی۔ اُس نے یہ لفظ درست لکھا۔ تم اسے اور دو۔ رات اویں سوا
پڑی۔ وہ سچ سچ آیا۔ وہ ضرور گیا ہوگا۔ میں کل ضرور یا ضرور جاؤں گا۔ وہ ہرگز نہیں آیا ہے۔

اسے کبھی نہیں دیکھا۔ تم نہ رونا رہاں سرت جانا۔ یہ بات کبھی بھول کر بھی نہ کہنا۔ اس نے مجھے مطلق خبر نہیں کی مجھے بالکل اطلاع نہیں ہوئی۔ اس بات کی تو کانوں کان کسی کو خبر نہ ہوئی۔ وہ میرا سامان یا تھوں ہاتھ اٹھا کر لے گئے۔ اس نے سراسر غلط خبر دی۔ مجھے اصلاً خبر نہ ہوئی۔ اس نے سراسر جھوٹ بولا۔ وہ سرتا پامٹا رہے۔ وہ سراسر غلط لگا رہے۔ یہ فلان تو ہو ہو۔ یا۔ بعینہ۔ یا۔ این میں میرے فلان جیسا ہے۔ اس نے بڑی بے دے کی۔ میں بڑی بے دے کے بعد وہاں سے نکلا۔ میں بے دے کو کہہ جا ہی گھبرا۔ تم از زیادہ جھکو۔ تم اور زیادہ پڑھو۔ الفاظ کا۔ کے۔ کی مختلف معانی میں متعلق فعل ہوتے ہیں۔

(۱) تمام اور کل کے معنی میں جیسے آؤسے کا آوا بگڑ گیا۔ ڈھیر کے ڈھیر اڑ گئے۔ سب کے سب لوٹ آئے۔ گھڑی کی گھڑی غائب ہو گئی۔

(۲) کثرت اور بہتات کے معنی میں جیسے۔ لوگ گروہ کے گروہ آ رہے ہیں۔ قطاریں کی قطاریں ہرنوں کی گھڑی بھیں۔ آٹے کا ڈھیر کا ڈھیر یہ گیا۔ دو کیوں جاتے ہو پاس کے پاس ہو آؤ۔

(۳) بالکل اور مطلق کے معنوں میں جیسے۔ وہ جاہل کا جاہل رہا۔ تو بیوقوف کی بیوقوف رہی۔ تم بیل کے بیل رہے۔

(۴) قلت اور کم کے معنی میں جیسے۔ تم گھڑی کی گھڑی ٹھراؤ۔ بات کی بات میں ہیں آیا بیل کی بیل صبر کرو۔ لفظ (کا) ان معنوں میں استعمال نہیں۔

(۵) تنگی وقت کے معنوں میں۔ الفاظ (وقت) یا (دن) کے ساتھ جیسے۔ وقت کے وقت آنے سے کیا فائدہ ہو گا۔

(۶) عین وقت کے معنوں میں جیسے میں وقت کے وقت پہنچ گیا۔ خیر تم دن کے دن آ گئے

(۷) لفظ (ہر) کے معنوں میں جیسے میں اس کو ہینے کے ہینے تنخواہ دیتا ہوں۔ وہ برس برس یہاں آتے ہیں۔

(۸) کبھی خوف اور اندیشہ ظاہر کرنے کے لئے ان کلمات کو بہت لیتے ہیں۔ جیسے۔ جلدی آگلو یہ مکان تو گرا کا گرا ہے۔ بچ جاؤ یہ دیوار تو گری کی گری ہے۔
کلمات کیسے۔ کتنا کہیں۔ استفہام کے لئے آتے ہیں۔ مگر اردو میں علاوہ استفہام کے اور معنوں میں متعلق فعل ہوتے ہیں۔

مثلاً۔ کثرت اور زیادتی کے معنی میں۔ جیسے اس کی کیسی وصول اڑی۔ یعنی بہت وصول اڑی۔ دیکھو یہ کیسا اڑیل ہے۔ یعنی بہت اڑیل ہے۔ کیوں میں لئے اسے کیسی کوری کو رہی سنائیں۔ یعنی بہت کوری کوری سنائیں۔ کتنا شریہ لڑکا ہے۔ یعنی بہت شریہ ہے۔ کتنی ذہین لڑکی ہے۔ یعنی بہت ذہین ہے۔ کتنے اونچے درخت ہیں۔ یعنی بہت اونچے ہیں۔ یہ اس سے کہیں بڑا ہے۔ یعنی بہت بڑا ہے۔ یہ اس سے کہیں لمبی ہے۔ یعنی بہت لمبی ہے۔

(۹) متعلق زمانی۔ ایسا کلمہ جو وقت اور زمانہ پر دلالت کرے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔
(۱) وہ کلمات جو وقت معین کے لئے بولے جاتے ہیں۔ جیسے۔ صبح۔ شام۔ رات۔ دن۔ ہفتہ۔ برس۔ گھڑی۔ پل۔ گھنٹہ۔ منٹ۔ آج۔ کل۔ دوپہر۔ دن بھر۔ رات بھر۔ سویرے۔ پرہوں۔ ہفتہ۔ صدی۔ رات کی رات۔ گھڑی کی گھڑی۔ وغیرہ۔

مثالیں۔ وہ صبح چلا گیا۔ میں شام کو جاؤں گا۔ وہ رات کو رہا۔ وہ دن میں گیا۔ وہ اگلے مہینہ میں آئے گا۔ میں ایک برس میں آیا ہوں۔ وہ میرے پاس ایک گھڑی بٹرا۔ ایک پل میں مجھے آیا سمجھو۔ میں ہاں ایک گھنٹہ بیٹھا رہا۔ زیادہ سے زیادہ ایک منٹ کی دیر ہوئی۔ وہ آج جائیگا۔ تم کل جانا۔ اس نے دوپہر کو ہیاں آرام کیا۔ وہ دن بھر بچھتا رہا۔ میں رات بھر جاگا کیا۔ وہ سویرے پل دیا۔ وہ پرہوں آئے گا۔ مجھے وہاں ایک ہفتہ بٹھائے گا۔ ان باتوں کو تو ایک صدی گزری۔ وہ رات کی رات بٹھا۔ وہ گھڑی کی گھڑی بیٹھا۔

(۲) وہ کلمات جو وقت غیر معین کے لئے برتے جاتے ہیں۔ جیسے ہمیشہ۔ سدا۔ نت۔ اب۔ جب۔ آئے دن۔ شب و روز۔ رات دن۔ صبح و شام۔ زمانہ۔ وقت۔ کبھی۔ کب۔ ابھی۔ پھر۔

۱۔ زمانہ معین کے الفاظ کے ساتھ لفظ کو (یا) میں ایک سویم لکھ آتے ہیں۔ اور زمانہ غیر معین کے ساتھ کم۔

بعد پہلے پیچھے پیشتر آگے فوراً جھٹ پٹ۔ آخر۔ بارہا۔ یکایک۔ دفعۃً۔ اچانک۔
 ناگہاں۔ نت ننت۔ جم جم۔ اکثر۔ اب تک۔ جب تک۔ کب تک۔ وغیرہ۔
 مثالیں۔ تم ہمیشہ خط لکھتے رہو۔ وہ تو سدا روٹھا رہتا ہے۔ اس کی باتیں تو نت نئی
 ہوتی ہیں۔ وہ اب آتا ہے۔ تمہارا حبیب جی چاہے جاؤ۔ یہاں تو آئے دن مصیبت ہتی ہو
 وہ شب و روز پڑھنے میں مصروف ہے۔ وہ رات دن کام کرتا ہے۔ صبح و شام اس کا پی پی
 ہے۔ اسکو لئے ہوئے ایک زمانہ گزر گیا۔ اپنے آنے کا وقت بتاؤ۔ تم تو کبھی نہیں آتے۔ آپ کا
 کب آنا ہو۔ یہ تو ابھی آیا ہے۔ تم بھڑانا۔ میں تمہارے بعد بیچیا۔ وہ پہلے چلے گئے۔ تم پیچھے گئے
 وہ پیشتر ہی چلا گیا۔ تم آگے چلو۔ تم فوراً جاؤ۔ تم جھٹ پٹ تیار ہو جاؤ۔ وہ انتظار کرتا رہا آخر
 چلا گیا۔ میں یا رہا تم سے ملا۔ وہ یکایک آگیا۔ وہ دفعۃً گر پڑا۔ وہ اچانک چونک پڑا۔ وہ
 ناگہاں بھڑ گیا۔ تم نت ننت آؤ۔ تم جم جم جاؤ۔ میں تمہارے پاس اکثر آتا ہوں۔ وہ اب تک نہیں آیا
 تم جب تک ارادہ کرو گے میں پہنچ جاؤں گا۔ تمہارا جانے کا ارادہ کب تک ہو۔ تم اب تک
 نہیں گئے۔ وغیرہ۔

کبھی زمانہ معین کے دو کلمہ خواہ مختلف ہوں یا متفق یکے بعد دیگرے لاتے ہیں اور
 غیر معین زمانہ لیتے ہیں جیسے۔ رات دن یہی کام ہے۔ گھڑی گھڑی کی خیر منانا ہوں پیل
 پل گزارنا مشکل ہے۔

(۳) متعلق مرکابی۔ ایسا کلمہ جو جگہ یا سمت یا طرف پر دلالت کرے جیسے۔
 یہاں۔ وہاں۔ وہیں۔ ہمیں۔ آگے پیچھے۔ اوپر نیچے۔ ملے۔ سامنے۔ ورے۔ پرے۔
 دور۔ پاس۔ گرد۔ (بکسرۃ گاٹ) ارد گرد۔ اندر۔ باہر۔ ادھر۔ اُدھر۔ اس طرف۔ اُس طرف
 اس جانب۔ اُس جانب۔ اس سمت۔ اُس سمت۔ کو۔ وغیرہ۔

۱۔ یہ کو معنی طرف ہے جیسے وہ دہلی کو گیا یعنی دہلی کی طرف گیا چونکہ فعل لازم ہے۔ اسلئے کو علامت مفعول نہیں
 کیونکہ فعل لازم کا مفعول اردو زبان میں نہیں آتا۔ یہاں وہ فاعل ہوا اور گیا فعل لازم اور دہلی کو متعلق فعل مہتمہ۔

مثالیں۔ تم یہاں آؤ۔ میں وہاں جاتا ہوں۔ تم وہیں رہ گئے۔ تم ہمیں ٹھہرو۔ تم آگے چلو۔
میں پیچھے آتا ہوں۔ وہ اوپر گیا ہے۔ تم نیچے آؤ۔ اسکے پیر تلے کی نکل گئی۔ مسیکرے سات آؤ۔
تم دس آؤ۔ تم پرے جاؤ۔ پلنگ کے گرد مت پھرو۔ میں اس کے ارد گرد پھر آیا ہوں۔ تم
اندازت جانا۔ تم باہر آؤ۔ وہ ادھر گیا ہے۔ تم ادھر جاؤ۔ تم اس طرف بیٹھو۔ وہ اُس طرف
بیٹھیں۔ اس کا دروازہ اس جانب ہے۔ اس کے اُس جانب راستہ نہیں۔ اس کا گھر آؤ۔
اس سمت زیادہ ہے۔ اُس سمت کم ہے۔ تم کلکتہ کو جاؤ۔

(۴) متعلق عددی۔ ایسا کلمہ جس سے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی تعداد معین یا غیر
معین ظاہر کی جائے۔ ان کے لئے جدا جدا الفاظ ہیں جیسے :-

(۱) متعلق عددی معین۔ ایک ایک۔ دو دو۔ چار چار۔ دس دس وغیرہ۔ ایک بار۔
دو مرتبہ۔ تیس دفعہ وغیرہ۔ یعنی اعداد کی تکرار۔ یا عدد کے نام بعد۔ مرتبہ۔ یا دفعہ۔ یا بار۔
کا لفظ بڑھا دینا۔ ہر عدد کے ساتھ یہ عمل ہو سکتا ہے جیسے۔ ایک ایک سے پوچھ لیا۔
تم دو دو بیٹھو۔ تین تین جاؤ۔ چار چار آؤ۔ وغیرہ یا میں دس بار گیا۔ میں بیس مرتبہ آیا۔
میں ان سے دو مرتبہ ملا۔ مسیکرے پانچ پھیرے ہو چکے۔ یہ بات تیس دفعہ پہلے کہہ چکا ہوں۔
اعداد معین میں سے دہائیوں یا سیکڑوں کی یا ان کے اضعات کی جمع کو کثرت کے معنی میں
استعمال کرتے ہیں جیسے۔ بیسیوں آئے۔ سیکڑوں گئے۔ ہزاروں مرے۔ لاکھوں پیدا ہوئے۔
اور عدد ایک کی تکرار سے تمام اور کل کے معنی لیتے ہیں۔ جیسے۔ ایک ایک سے ملو۔ میں ایک
ایک سے سمجھوں گا۔ میں نے ایک ایک سے پوچھ لیا۔ وغیرہ۔

(۲) متعلق عددی غیر معین۔ کئی بار۔ کئی مرتبہ۔ کئی دفعہ۔ کتنی ہی بار۔ کتنی ہی دفعہ۔
کتنی ہی مرتبہ۔ وغیرہ۔ لفظ کتنی بغیر لفظ (ہی) کے استفہام کے لئے آتا ہے۔ اور لفظ ہی
ساتھ عدد غیر معین کے لئے جیسے۔ میں کئی بار جا چکا ہوں۔ میں کتنی ہی دفعہ آیا۔ وہ کئی مرتبہ
آئے۔ میں کتنی ہی مرتبہ گیا۔ وہ کئی دفعہ پوچھ چکے۔ انھوں نے کتنی ہی بار دریافت کیا۔ وغیرہ۔

(۵) متعلق بمقداری۔ ایسا کلمہ جو مقدار غیر معین ظاہر کرے۔ اس کے لئے اردو میں حسب ذیل الفاظ برتے جاتے ہیں یعنی۔ اتنا۔ ذرہ سا۔ قریب قریب۔ بالکل۔ سارا بہت۔ بہت سارا۔ نہایت (یعنی بہت) اتنا سا۔ اس قدر کس قدر۔ کچھ۔ کچھ کچھ۔ تھوڑا تھوڑا سا۔ وغیرہ۔

مثالیں۔ اتنا نمک کیوں ڈالا۔ یہ تو ذرہ سا پانی ہے۔ تم تو ذرہ ذرہ سا دیتے ہو سوڑا سی مصری رنگی۔ ذرہ سے چنے بھٹا لاؤ جتنے آم تم لا۔ ہوس بھی قریب قریب اتنے ہی لایا ہوں۔ اس میں پورا بالکل نہیں۔ تم سارا دودھ پی گئے۔ تم نے ساری کھیر کھالی میں نے سارے آم چوس لئے۔ اس میں ٹھاس بہت ڈال دی۔ اس میں قدر بہت سارا گھول دیا۔ اس میں بہت ساری سیاہی ہے۔ اس میں بہت سارے لٹور کھے ہیں۔ وہ نہایت پیاسا تھا۔ اس قدر آٹا کیوں لائے۔ کس قدر بھوسی نکلی ہے۔ اس ٹھالی میں سے کچھ چھ بھی دینا۔ کچھ کچھ گیوں ڈھوسے ہیں۔ سیسے پاس سرکہ تھوڑا رہ گیا ہے۔ تھوڑا سا شربت پلانا تھوڑی سے روٹی لے آؤ۔ تھوڑی سے انگور بھی خریدو۔ اتنا سا سبق پڑھا یا۔ تم نے ایک اتنی سی کتاب پڑھی۔ اتنے سے بھٹوں کو کیا کروں گا۔

(۶) متعلق بمسبب۔ ایسا کلمہ جو سبب یا علت کے لئے بولا جائے جیسے رے۔ مارے واسطے کیسے کس لئے۔ یہ کلمات کسی اسم یا ضمیر کے ساتھ ملا کر بولے جاتے ہیں جیسے۔ یہ تمہارے لئے لایا ہوں۔ میں نے تمہارے مارے ان سے بگاڑ لی۔ اس نے تمہارے واسطے پورب کوشش کی۔ آپ کا کیسے آنا ہوا۔ آپ کس لئے تشریف لائے۔

اور لہذا۔ چنانچہ۔ چونکہ بھی ان معنوں میں برتے جاتے ہیں جیسے۔ انھوں نے مجھے بلایا ہے اندامیں جاتا ہوں۔ آپ نے مجھ سے کپڑا لانے کی نسبت ارشاد فرمایا تھا۔ چنانچہ میں لے آیا ہوں۔ چونکہ وہ نہیں ملے اس لئے میں پیغام نہیں پہنچا سکا چونکہ تم نے کہا تھا میں نے ان کو خبر کر دی۔ (۷) متعلق ایجابی۔ ایسا کلمہ جو ندا کے یا کسی اور بات مان لینے کے لئے بطور جواب بولا جائے

جیسے۔ ہاں۔ جی۔ جی۔ ہاں۔ جی۔ جی۔ خیر اچھا۔ اچھا جی بہت اچھا۔ خوب۔ بہت خوب۔ بمبلا
 جی اچھا۔ ٹھیک۔ بہت ٹھیک۔ واقعی۔ درست۔ بہت درست۔ بجا۔ بالکل بجا صحیح۔ بالکل
 صحیح۔ اور۔ وغیرہ

مثالیں۔ ہاں میں جاؤں گا۔ جی حاضر ہوا۔ جی ہاں وہ چلا گیا۔ ہاں جی آتا ہوں۔ خیر اس کو
 جانے دو۔ اچھا پھر چلے جانا۔ اچھا جی سن لیا۔ بہت اچھا جا رہا ہوں۔ جی اچھا۔ کہہ دوں گا
 خوب صاحب پھر دیکھا جائے گا۔ بہت خوب ایسا ہی کیا جائے گا۔ بھلا آتا ہوں۔ ٹھیک ہی
 جواب دینا تھا۔ بہت ٹھیک ہی بات کہنے کی تھی۔ واقعی آپ کا فرمانا درست تھا۔ درست
 فرمایا۔ بہت درست کہا۔ بجا ایسا ہی ہوگا۔ بالکل بجا۔ اور کیا ہو سکتا تھا۔ صحیح ہے یہی طریقہ
 کامیابی ہے۔ بالکل صحیح اس کے سوا چارہ نہیں۔ لفظ (اور) بحالت نفی فعل ایجاب کے لئے
 آتا ہے۔ جیسے۔ وہ اور نہ آئے یعنی آئے گا۔ میں اور نہ کہوں یعنی کہوں گا۔

(۸) متعلق انکاری۔ ایسے کلمات جو نفی کے لئے استعمال کئے جائیں۔

ان میں سے الفاظ (نہ) (نہیں) (نست) کا ذکر تو نفی افعال کی بحث میں اچکا ہے ان کے سوا
 بے۔ بن۔ نا۔ پر۔ بلا۔ بغیر۔ بدون۔ کم۔ تھوڑا ہی۔ ان (بالف مفتوح) صرف الف مفتوح۔ صرف الف مفتوح۔ صرف کانت
 مضموم۔ صرف نون کسور۔ صرف بائے مفتوحہ۔ اور۔ وغیرہ۔ جیسے۔ وہ بے ملے چلا گیا۔ میں بن دیکھے
 کیا کہوں۔ تم نے یہ بات نا دا جی کہی۔ میں چوری پر دیں بھیک۔ بلا جائے یہ کام نہیں ہوگا۔
 وہ بغیر پوچھے چلا گیا۔ دیکھو بدون خبر کئے نہ جانا۔ میں نے تو ایسے آدمی کم دیکھے ہیں۔ یہ بات
 میں نے تھوڑا ہی کہی تھی۔ ایسا تھوڑا ہی ہو سکتا تھا۔ لفظ کم اپنے اصلی معنوں میں بھی مثال
 مذکورہ میں سمجھا جاسکتا ہے مگر اکثر اس کا استعمال نفی کے لئے کرتے ہیں۔ اور لفظ تھوڑا کے ساتھ
 جب لفظ ہی بلا فصل آئے گا تو اس کا استعمال نفی کے لئے ہی ہوگا۔

وہ تو ان پڑھ ہے۔ تقدیر کا لکھا امٹ ہے۔ یہ بات تو تم نے کڑھب سنائی۔ وہ نہتا چو
 کے پیچھے بھاگا بڑا ہی نڈر ہے۔ بدیسی چیز مت لایا کرو۔

اثبات فعل کی صورت میں لفظ (اور نفی کے معنی دیتا ہے۔ جیسے میں اور وہاں جاؤں
یعنی نہ جاؤں گا۔ وہ اور میرا کام کرے یعنی نہ کرے گا۔ وہ اور یہاں آئے یعنی نہ آئے گا۔
(۹) متعلق طور و طریقہ۔ وہ کلمے جن سے کسی فعل کا طور اور طریقہ ظاہر کیا جائے۔ جیسے۔

یوں۔ اس طرح۔ اُس طرح۔ ایسے (یعنی اس طرح۔ وغیرہ)۔

مثالیں۔ یوں بہت کرو۔ یوں کرو۔ اس طرح پڑھا کرو۔ اُس طرح نہیں۔ اس طرح لکھنا چاہئے
ایسے نہ چھتا تو ایسے چھتا تو۔ قلم ایسے نہ پکڑو ایسے پکڑو۔

(۱۰) متعلق تاکید۔ وہ کلمات جو افعال کے اثبات یا نفی۔ یا دونوں کی تاکید یا
تحقیق کے لئے بولے جاتے ہیں۔

(۱) صرف اثبات کی تاکید کے لئے۔ لفظ (تو سہی) اس لفظ کو نفی کی تاکید کے لئے
نہیں بولتے۔ جیسے۔ آؤ تو سہی۔ بیٹھو تو سہی۔ چکھو تو سہی۔ دیکھو تو سہی۔ اٹھو تو سہی وغیرہ۔
(۲) صرف نفی کی تاکید کے لئے۔ کبھی۔ ہرگز۔ زہمار۔ یہ الفاظ اثبات کی تاکید کے لئے
نہیں برتے جاتے۔ جیسے۔ ایسا کام کبھی نہ کرنا۔ اسے کبھی بہت بلانا۔ تم اس کے پاس ہرگز
نجانا۔ زہمار اس کا خیال نہ کرنا۔ ایسا خیال زہمار نہ کرنا۔ ان میں سے لفظ ہرگز کو تاکید کے
لئے مکرر بھی لاتے ہیں جیسے۔ ہرگز ہرگز نہ ماننا۔ یا ہرگز ہرگز ان سے نہ ملنا۔ وغیرہ۔

(۳) نفی و اثبات دونوں کی تاکید کے لئے۔ کلمات ذیل۔ ہاں۔ بیشک۔ البتہ
واقعی۔ یقیناً۔ ہی۔ بھی۔ نہیں۔ دراصل۔ فی الحقیقت۔ حقیقت میں۔ درحقیقت۔ بے گمان
لامحالہ۔ مقرر۔ ضرور۔ قطعاً۔ وغیرہ۔ نفی اور اثبات دونوں کی تاکید کے لئے برتے جاتے ہیں۔

ہاں میں گیا۔ ہاں میں نہیں گیا۔ بیشک اس نے کہا۔ بیشک اس نے نہیں کہا۔ البتہ وہ
اُن سے ملا۔ وہ اُن سے البتہ نہیں ملا۔ واقعی میں ان سے لڑا۔ واقعی میں ان سے نہیں لڑا۔
یقیناً وہ چلے گئے۔ یقیناً وہ نہیں گئے۔ وہاں تھا۔ اُجاٹا۔ وہاں تھا۔ اُجاٹا۔
اچھا نہ تھا۔ وہ کھا بھی چکے۔ وہ تو بیٹھ بھی نہیں سکے۔ نہیں میں جاؤں گا۔ نہیں وہ نہیں

جانے کا۔ دراصل اس نے ایسا ہی کیا۔ دراصل میں نے یہ کام نہیں کیا۔ فی الحقیقت وہ میرے پاس آئے۔ فی الحقیقت وہ میرے پاس نہیں آئے۔ حقیقت میں وہ چلا گیا۔ حقیقت میں اس کا جانا نہیں ہوا۔ درحقیقت اس نے گالی دی۔ درحقیقت اس نے گالی نہیں دی۔ بے گمان میں وہاں بیٹھتا۔ بے گمان میں وہاں نہیں بیٹھا۔ لاحالہ مجھے آملتا تھا۔ لاحالہ میں آن سے نکل سکا۔ میرے گھر وہ مقرر آئے۔ وہ میرے گھر مقرر نہیں آئے۔ وہ ضرور آئیں گے۔ وہ ضرور نہیں آئے۔ کے قطعاً میں سفر کے لئے تیار ہوں۔ قطعاً میں نہ جاؤں گا۔ وغیرہ۔

ان میں سے الفاظ بے گمان۔ اور مقرر اگرچہ آج کل بالکل توہم و تکہیں گمان کا استعمال شاذ و نادر ہوتا ہے۔

(۱۱) متعلق طئی۔ وہ کلمے جو شک اور ظن کے موقع پر بولے جاتے ہیں۔ جیسے۔ شاید۔ غالباً۔ ہوتو (بواوچبول) ہوں (بواوچبول) دیکھئے۔ دیکھو۔ وغیرہ۔ اس سفر میں شاید تم سے ملنا ہو۔ غالباً میں کل شام کو روانہ ہوں گا۔ ہوتو کوئی آدمی ضرور آیا ہوں تو وہ تمہارے بھائی تھے۔ دیکھئے کل وہ جاتے تھے میں دیکھو اس کا ملنا ہو یا نہیں۔ (۱۲) متعلق استقہائی۔ وہ کلمات جو سوال یا دریافت کے لئے بولے جاتے ہیں۔ یہ کلمات۔ اکثر آٹھ قسم کے ہوتے ہیں۔

(۱) دریافت زمانہ کے لئے۔ کب۔ کس وقت۔ جیسے تم کب آئے۔ وہ کس وقت گئے۔ (۲) دریافت مکان کے لئے۔ کہاں۔ کہیں۔ کس جگہ۔ کسی جگہ۔ جیسے۔ تم کہاں گئے تھے۔ تمہیں کہیں جانا ہے۔ یہ کہیں نہیں گیا۔ تم کس جگہ ٹھہرو گے۔ ان کا یہ کسی جگہ نہ ملا۔

لفظ کہیں کبھی خوف اور اندیشہ کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ میاں چکی یہ کہیں سنتے نہیں۔ ایسا کہیں وہ آجائے۔ اور ہر سر کہیں کہیں وہ دیکھتے تھوں۔

(۳) دریافت سمت کے لئے۔ کدھر کس طرف ؟

جیسے۔ کدھر کا ارادہ کیا۔ کس طرف جا رہے ہو ؟

(۴) تعداد و مقدار کی دریافت کے لئے۔ کتنا کتنی۔ کتنے کس قدر ؟

جیسے۔ کتنے روپیے لو گے۔ کتنی اشرفیاں چاہئیں۔ کتنا روپیہ جمع کر لیا۔ کس قدر انہیں خریدنی ہیں۔ یا کتنا گھی لاؤں۔ کتنے امر و خریدو گے۔ کتنی لچیاں لیتا آؤں کس قدر آٹا درکار ہے ؟

(۵) دریافت حالت یا صفت کے لئے۔ کیسا کیسے۔ کیسی ؟

آپ کا مزاج ٹھیک ہے۔ آپ کی طبیعت کیسی ہے۔ آپ کے گرمی دانے اب کیسے ہیں۔ آپ کی پھنسیاں کیسی ہیں۔ یا۔ یہ نار کیسا ہے۔ یہ بڑھل کیسی ہے۔ یہ آم کیسے ہیں۔ یہ گھرنیاں کیسی ہیں۔

(۶) دریافت طور اور طریقہ کے لئے۔ کیونکر کس طرح کیسے ؟

جیسے۔ آپ کیونکر آئے آپ کا تشریف لانا کس طرح ہوا۔ آپ کیسے آئے۔ آپ کیسے آئیں۔ اب میں کیسے کروں میں کیسے جاؤں۔ بصورت تکرار (کیسے) کا لفظ قسم قسم کے معنی میں آتا ہے۔ جیسے۔ کیسے کیسے لوگ چل بسے۔ کیسے کیسے جانور دیکھے۔ کیسے کیسے ملک راستہ میں آئے۔

اسی لفظ سے تعجب کے اور عجیب عجیب کے معنی بھی انہیں مثالوں سے لئے جاسکتے ہیں ؟

(۷) دریافت سبب یا علت کے لئے۔ کیوں۔ کاہے۔ کس واسطے کس لئے کیسے

کیا (معنی کیوں) وغیرہ ؟

تم نے اسے کیوں مارا۔ تم کاہے کو اس سے لڑنے لگے۔ تم کس واسطے حکیم جی کے پاس گئے۔ تم کس لئے دہلی جا رہے ہو۔ تم نے کیسے اس طرف کا رخ کیا۔ اب تو قحط ہو گیا پھر گھبراہٹیں کیا۔

جو مصیبت آئی تھی آگئی اب کیا گھبراہٹیں گے۔ جب تم ہی چپ ہو گئے تو ہم کیا بولتے ؟

(۸) دریافت خبر یا مضمون جملہ کے لئے۔ کیا۔ آیا ؟

جیسے تم کیا کر رہے ہو۔ آیا آپ نے بھی کسی سے سنا ؟

لفظ (کیں) کے استعمال سے بعض جگہ فعل مثبت بمعنی فعل منفی ہو جاتا ہے۔ جیسے کہیں
ایسا ہو سکتا۔ یعنی نہیں ہو سکتا۔ کیا اب وہ کہیں جاسکتا ہے۔ یعنی نہیں جاسکتا۔
اور لفظ کیوں بعض جگہ تو فعل مثبت کو منفی کے معنی میں کر دیتا ہے۔ جیسے۔ یہ کام کیوں
ہونے لگا۔ یعنی نہیں ہونے کا۔ یا میں وہاں کیوں جاؤں۔ یعنی نہیں جانا۔

اور بعض فعل منفی کو مثبت کے معنوں میں کر دیتا ہے۔ جیسے۔ یہ کام کیوں نہ ہوگا۔ یعنی
ہوگا۔ میں وہاں کیوں نہ جاؤں گا۔ یعنی جاؤں گا۔

(۱۲) دیگر کلمات متعلق افعال۔ جن کلمات کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں ان میں ایسے
کلمے بھی ہیں جو فی نفسہ مکرر بولے جاتے ہیں۔ اور ایسے بھی جو مختلف دھکم بھکاؤ سے ترکیب پلتے
ہیں۔ اور متعلق فعل ہوتے ہیں۔

(۱) فی نفسہ مکرر۔ کہیں کہیں۔ کب کب۔ جہاں جہاں۔ کہاں کہاں۔ کہیں کہیں۔ کبھی
کبھی۔ باہر باہر۔ اندر اندر۔ رفتہ رفتہ۔ خوشی خوشی۔ آہستہ آہستہ۔ سہج سہج۔ جلد جلد۔ جلدی جلدی
گھڑی گھڑی۔ بل بل۔ روز روز۔ پاس پاس۔ الگ الگ۔ جدا جدا۔ پرے پرے۔ نیچے نیچے
آگے آگے۔ پیچھے پیچھے۔ دوسے دوسے۔ اوپر اوپر۔ وغیرہ۔

(۲) کلمات مرکب۔ جب کبھی۔ جہاں کہیں۔ کب تک۔ جب تک۔ اندر باہر۔ باہر اندر۔
اوپر اُدھر۔ آگے دن۔ دھوم دھام۔ آس پاس۔ الگ تھلگ۔ وغیرہ۔

اور اکثر عربی کے مرکب لفاظ اور بعض فارسی کے جو اردو میں آتے ہیں۔ وہ بھی متعلق فعل ہوتے ہیں۔
جیسے۔ کما حقہ۔ حتی الامکان۔ حتی المقدور۔ حتی الوسع۔ کما یبغی۔ بمن و عن۔ حاصل کلام۔
آخر الامر۔ القصہ۔ الغرض۔ انجام کار۔ وغیرہ۔

بعض لفاظ کے ساتھ سے یا تاک یا میں۔ یا پر۔ زیادہ کر کے متعلق فعل بناتے ہیں جیسے۔
روز سے۔ خوشی سے۔ بات سے۔ کام سے۔ دور سے۔ پھرتی سے۔ جلدی سے۔ کل تک۔ دوپہر
تک۔ شام تک۔ صبح تک۔ رات تک۔ پرسوں تک۔ برسوں تک۔ کام میں۔ آرام میں۔

گھر میں غم میں - فکر میں خوشی میں - سوچ میں - غور میں - تردد میں - جوش میں - غصہ میں -
 شوق میں - رستہ میں - باغ میں - محفل میں - جلسہ میں - دل پر - کوٹھے پر - راہ پر - سر پر -
 آنکھوں پر - کان پر - جان پر - مکان پر - گھر پر - درخت پر -

فارسی اور عربی الفاظ پر - زبردالی بے شریع میں زیادہ کر کے متعلق فعل کر لیتے ہیں جیسے
 بخوشی - بدل بخوبی - پیغم - بفکر - لیشوق - بسر - بچشم - بچشم - دسر - بجان
 بدل و جان - بجان و دل -

بعض آہوں پر لفظ (وار) زیادہ کر کے متعلق فعل کا کام لیتے ہیں جیسے -
 ہفتہ وار - ماہوار - سال وار - شاہ وار - فرقہ وار - گروہ وار - نمبر وار - وغیرہ -
 بعض اہم عام پر حروف - واؤ - ونوں غنہ - زیادہ کر کے متعلق فعل لاتے ہیں جیسے -
 انگلوں - پشتوں - گھنٹیوں - بلیوں - گزوں - کوسوں - میلوں - لاکھوں - بانسوں -
 ہزار اور لاکھ وغیرہ بھی کثرت متعلق فعل ہوتے ہیں -

افعال کی تکرار سے بھی متعلق فعل کا کام لیا جاتا ہے -
 ایسا فعل جس سے حالت یا کیفیت ظاہر کی جائے متعلق فعل ہوتا ہے -
 اسی ترتیب سے - ان کی چند مثالیں لکھی جاتی ہیں - وہ خوشی خوشی آیا - وہ کہیں کہیں گیا -
 وہ سہج سہج چلا - وہ جلدی جلدی آیا - یا -

تم کب تک آؤ گے - تم جب کبھی جاؤ مجھے بھی لے چلنا - وہ اندر باہر گیا - وہ باہر اندر پھرا (یا)
 ارتعہ میں وہاں سے چلا - انجام کار مختار سے پاس آیا - حتی المقدور میں نے کوشش کی (یا)
 میں خوشی سے آیا ہوں - وہ گھر میں بیٹھا ہے - وہ باغ تک گیا تھا - وہ کوٹھے پر بیٹھا ہے - یا
 میں چشم یہ کام کروں گا - میں بخوشی حاضر ہوتا ہوں میں بجان و دل آپ کا حکم مانوں گا - (یا)
 وہ سو روپیہ ماہوار تنخواہ پاتا ہے - وہ ہفتہ وار زورہ کو جاتا ہے -

(یا) وہ گھنٹیوں چلا - پانی بانسوں چڑھ آیا - وہ کالے کوسوں چلا گیا -

یا۔ میں نے اسکو ہزار کہا میں نے اسکو لاکھ سمجھایا۔
 یا۔ وہ بیٹھا بیٹھا چھٹا رہا۔ وہ روتا روتا چلا گیا۔ اس نے تڑپ تڑپ کر جان دی۔
 یا۔ وہ بلبلا کر دیا۔ وہ تکتا رہا۔ وہ لکتا رہا۔

نوعیت فعل

- فعل کی نوعیت بتانے میں ذیل کی باتوں کا بیان کرنا ضروری ہے۔
- (۱) فعل کی قسم یعنی فعل لازم تام ہے یا لازم ناقص یا متعدی خواہ کسی قسم کا متعدی ہو۔
 - مثبت ہے یا منفی مفرد ہے یا مرکب۔ یا شکی ہے اور فعل اہلی ہے یا الحاقی۔ یا تابع۔
 - (۲) فعل کا غائب یا حاضر یا متکلم ہونا۔
 - (۳) فعل کا واحد یا جمع ہونا۔
 - (۴) فعل کا کسی قسم کی ماضی یا کسی قسم کا حال یا مستقبل۔ یا مضارع۔ یا امر۔ یا مصدر ہونا۔
 - (۵) فعل کا معروف یا مجهول صغی یا مجهول معنوی ہونا۔
 - (۶) فعل کا مذکر یا مؤنث ہونا۔
 - (۷) فعل کا متعلق فعل کی قسموں میں کسی قسم کا ہونا اور اس کا متعلق کسی دوسرے فعل متعلق یا شبہ فعل یا صفت کے ساتھ ہونا۔

اب ہم نوعیت بیان کرنے کی چند مثالیں لکھتے ہیں۔

- (۱) مجھے معاف کرنا کہ میرا ماننا نہیں ہوا۔
- (۱) کرنا مصدر متعدی مثبت معروف۔ مذکر۔
- (۲) انا مصدر لازم تام مثبت معروف۔ مذکر۔
- (۳) نہیں ہوا۔ لازم ناقص منفی صیغہ ماضی مطلق واحد مذکر۔ حاضر۔
- (۴) تم آج نہیں پہلے سبق پڑھا دینا۔ پھر ساتھ لے جانا۔

- (۱) پہلے متعلق عام متعلق فعل پڑھا دینا *
 (۲) پڑھا دینا مصدر مرکب متعدی مثبت معروف مذکر *
 (۳) پھر متعلق زمانی غیر معین - اور ساتھ متعلق عام متعلق فعل لے جانے کے *
 (۴) لیجانا مصدر مرکب متعدی معروف مثبت مذکر *
 (۳) اس کے جانے پر تم آئے *
 (۱) جانے پر مصدر لازم مثبت معروف مذکر حالت مجروری میں *
 (۲) آئے مضارع لازم تام مثبت معروف صیغہ واحد مذکر حاضر *
 (۴) تمھیں ایسی سستی کرنی زیبا نہیں تھی *
 (۱) کرنی مصدر متعدی مثبت معروف معمول ہے اپنے اہم سستی کا مؤنث *
 (۲) زیبا متعلق عام فعل نہیں تھی *
 (۳) نہیں تھی فعل منفی معروف لازم ناقص واحد مؤنث *
 (۵) میں رات آیا تھا - اب کھانا کھایا - اور تمھارے پاس چلا آیا *
 (۱) رات متعلق زمانی متعلق فعل آیا تھا کے *
 (۲) آیا تھا فعل لازم تام مثبت معروف صیغہ واحد مذکر متکلم ماضی بعید *
 (۳) اب متعلق زمانی فعل کھایا کا *
 (۴) کھایا فعل متعدی مثبت معروف صیغہ واحد مذکر متکلم ماضی مطلق *
 (۵) پاس متعلق مکانی متعلق فعل چلا آیا کے *
 (۶) چلا آیا فعل مرکب لازم تام صیغہ واحد مذکر متکلم ماضی مطلق مثبت معروف *
 (۷) تم بہت سوئے - اٹھو - منہ دھوؤ - دریا جاؤ *
 (۱) بہت متعلق عام متعلق فعل سوئے کے *
 (۲) سوئے فعل لازم مثبت معروف ماضی مطلق صیغہ جمع مذکر حاضر *

- (۳) اکٹھو۔ فعل لازم مثبت معروف۔ امر۔ صیغہ جمع مذکر حاضر *
 (۴) وهوو۔ فعل متعدی مثبت معروف۔ امر۔ صیغہ جمع مذکر حاضر *
 (۵) جاو۔ فعل لازم مثبت معروف۔ امر۔ صیغہ جمع مذکر حاضر *
 اس مثال میں جمع کے صیغے تعظیم کے لئے واحد کے واسطے استعمال کئے گئے ہیں *
 (۶) کوئی آیا ہے اور تمہیں بلاتا ہے *
 (۱) آیا ہے فعل لازم تام مثبت معروف۔ ماضی قریب صیغہ واحد مذکر غائب *
 (۲) بلاتا ہے فعل متعدی مثبت معروف۔ حال مطلق صیغہ واحد مذکر غائب *
 (۸) میں جب ادھر آتا تھا۔ تمہارے گھر پہنچتا تھا *
 (۱) جب متعلق زمانی۔ اور متعلق مکانی۔ متعلق فعل آتا تھا کے *
 (۲) آتا تھا۔ فعل لازم تام مثبت معروف۔ ماضی استمراری۔ صیغہ واحد مذکر متکلم *
 (۳) گھر متعلق مکانی۔ متعلق فعل پہنچتا تھا کے *
 (۴) پہنچتا تھا۔ فعل لازم مثبت معروف۔ ماضی استمراری۔ صیغہ واحد مذکر متکلم *
 (۹) وہ کیا اب تک بیٹھا ہے گیا ہو گا *
 (۱) اب تک متعلق زمانی۔ متعلق فعل بیٹھا ہے کے *
 (۲) بیٹھا ہے۔ فعل لازم تام مثبت معروف۔ ماضی قریب صیغہ واحد مذکر غائب *
 (۳) گیا ہو گا۔ فعل لازم تام مثبت معروف۔ ماضی احتمالی صیغہ واحد مذکر غائب *
 (۱۰) وہ اگر جاتا تو مجھ سے مل کر جاتا *
 (۱) جاتا۔ فعل لازم تام مثبت معروف۔ ماضی شرطی صیغہ واحد مذکر غائب *
 (۲) مل کر۔ فعل متعدی مثبت معروف۔ امر۔ صیغہ واحد مذکر حاضر حال شرطی میں *
 (۳) جاتا۔ فعل لازم تام مثبت معروف۔ ماضی شرطی۔ صیغہ واحد مذکر غائب *
 (۱۱) میں بلا آیا ہوں۔ وہ آتا ہو گا *
 (۱) میں بلا آیا ہوں۔ وہ آتا ہو گا *
 (۲) آتا ہو گا۔ فعل لازم تام مثبت معروف۔ ماضی شرطی صیغہ واحد مذکر غائب *
 (۳) آتا ہو گا۔ فعل لازم تام مثبت معروف۔ ماضی شرطی صیغہ واحد مذکر غائب *
 (۱۱) میں بلا آیا ہوں۔ وہ آتا ہو گا *
 (۲) آتا ہو گا۔ فعل لازم تام مثبت معروف۔ ماضی شرطی صیغہ واحد مذکر غائب *
 (۳) آتا ہو گا۔ فعل لازم تام مثبت معروف۔ ماضی شرطی صیغہ واحد مذکر غائب *

- (۱) بلا آیا ہوں فعل متعدی مثبت معروف مرکب - ماضی قریب صیغہ واحد مذکر غائب
 (۲) آتا ہو گا فعل لازم تام مثبت معروف - حال احتمالی - صیغہ واحد مذکر غائب
 (۱۲) وہ آئے گا اور نہیں ٹھہرے گا

(۱) آئے گا فعل لازم تام مثبت معروف مستقبل صیغہ واحد مذکر غائب

(۲) یہیں متعلق مکانی متعلق فعل ٹھہریگا کے

(۳) ٹھہریگا فعل لازم تام مثبت معروف مستقبل صیغہ واحد مذکر غائب

(۱۳) وہ جہاں بھی گیا تھا وہاں سے لوٹ آیا ہے

(۱) جہاں متعلق مکانی متعلق فعل بھی گیا تھا کے

(۲) بھی گیا تھا فعل متعدی مجہول وضعی مرکب مثبت معروف - ماضی بعید صیغہ واحد مذکر غائب

(۳) وہاں متعلق مکانی مجرور سے کا متعلق فعل لوٹ آیا ہے کے

(۴) لوٹ آیا ہے فعل لازم تام مرکب مثبت معروف - ماضی قریب صیغہ واحد مذکر غائب

(۱۴) آپ کے پیچھے ہوئے چانول آج کل کھائے جاتے ہوں گے

(۱) پیچھے ہوئے رشتہ فعل - حالیہ ماضی متعلق فعل کھائے جاتے ہوں گے کے

(۲) آج کل متعلق زمانی متعلق فعل کھائے جاتے ہوں گے کے

(۳) کھائے جاتے ہوں گے فعل متعدی مجہول وضعی مثبت معروف - ماضی استمراری صیغہ جمع مذکر غائب

صیغہ جمع مذکر غائب

(۱۵) جب میں گھر سے چلا ہوں تو باغ سی پال کے لئے آم لائے جاتے تھے

(۱) گھر سے - بحالت مجروری متعلق مکانی متعلق فعل چلا ہوں کے

(۲) چلا ہوں فعل لازم تام مثبت معروف - ماضی قریب صیغہ واحد مذکر غائب

(۳) پال کے لئے یہ ترکیب اضافی متعلق سببی متعلق فعل لائے جاتے تھے کے

(۴) لائے جاتے تھے فعل متعدی مجہول وضعی مثبت معروف - ماضی استمراری صیغہ جمع مذکر غائب

(۱۶) نہ کھانا لایا جاتا ہے نہ مجھے جانے دیا جاتا ہے *

- (۱) نہ لایا جاتا ہے۔ فعل متعدی مجہول و منفی منفی۔ حال مطلق صیغہ واحد مذکر غائب *
- (۲) نہ جانے دیا جاتا ہے۔ فعل متعدی مجہول و منفی منفی مرکب حال مطلق صیغہ واحد مذکر غائب *
- (۱۷) میسے کیلے کپڑے نہ لائے جائیں گے نہ ڈھونڈی کو دیے جائیں گے *
- (۱) نہ لائے جائیں گے۔ فعل متعدی مجہول و منفی منفی مستقبل صیغہ جمع مذکر غائب *
- (۲) نہ دیے جائیں گے۔ فعل متعدی مجہول و منفی منفی مستقبل صیغہ جمع مذکر غائب *
- (۱۸) زید آج اتنا پیٹا کہ پٹتے پٹتے بہوش ہو گیا *

- (۱) آج متعلق زبانی متعلق فعل پٹا کے *
- (۲) اتنا متعلق مقداری متعلق فعل پٹا کے *

- (۱۹) پیٹا فعل متعدی مجہول معنوی مثبت۔ ماضی مطلق صیغہ واحد مذکر غائب *
- (۲۰) پٹتے پٹتے۔ حالیہ ماضی مع بہوش کے خبر سے فعل لازم ناقص ہو گیا کی *
- (۲۱) ہو گیا فعل لازم ناقص مثبت صیغہ واحد مذکر غائب۔ ماضی مطلق *

(۱) کلمات ربط

یعنی ایسے کلمے جو اسم یا ضمیر کا تعلق اور کلموں سے ظاہر کریں۔ مگر کلمات عطف و کلمات
طبعی ان سے مستثنیہ ہیں جن کا بیان آگے آئے گا *

علامت فاعل۔ فاعل کی علامتیں دو ہیں۔ اکثر اور عام تو لفظ (سے) ہے اور بعض جگہ
لفظ (سے) بھی علامت فاعل کے طریق پر پڑتے ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے *

- (۱) علامت سے۔ فعل متعدی معروف کی۔ ماضی مطلق۔ ماضی قریب۔ ماضی بعید
ماضی احتمالی۔ اور اس ماضی شرطی کے فاعل کے ساتھ (جس پر لفظ (ہوتا) بڑھایا

لے۔ ربط کے معنی باندھنے کے ہیں۔

کیا ہو) خواہ یہ مثبت ہوں یا منفی علامت بنے لاتے ہیں۔ اور جس ماضی شرطی پر صرف لفظ (تا) بڑھایا گیا ہو اس کے فاعل کے ساتھ علامت نے نہیں لاتے۔ جیسے :-

ماضی مطلق۔ اس نے کہا۔ اس نے نہیں کہا۔ انھوں نے کہا۔ انھوں نے نہیں کہا۔
تو نے کہا۔ تو نے نہیں کہا۔ تم نے کہا۔ تم نے نہیں کیا۔ میں نے کہا۔ میں نے نہیں کیا۔ ہم نے کہا۔ ہم نے نہیں کیا۔

ماضی قریب۔ اس نے کہا ہے۔ اس نے نہیں کہا ہے۔ انھوں نے کہا ہے۔ انھوں نے نہیں کہا ہے۔
تو نے کہا ہے۔ تو نے نہیں کہا ہے۔ تم نے کہا ہے۔ تم نے نہیں کہا ہے۔ میں نے کہا ہے۔ میں نے نہیں کہا ہے۔ ہم نے کہا ہے۔ ہم نے نہیں کہا ہے۔

چونکہ لفظ انہیں میں من وجہ (ہے) موجود ہے اس لئے سیاق کلام ہے جب ماضی قریب کا پتہ مل سکے تو لفظ (ہے) کو حذف کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ ہم فعل منفی کی بحث میں لکھ آئے ہیں۔
ماضی بعید۔ اس نے پڑھا تھا۔ اس نے نہیں پڑھا تھا۔ انھوں نے پڑھا تھا۔ انھوں نے نہیں پڑھا تھا۔
تو نے پڑھا تھا۔ تو نے نہیں پڑھا تھا۔ تم نے پڑھا تھا۔ تم نے نہیں پڑھا تھا۔
میں نے پڑھا تھا۔ میں نے نہیں پڑھا تھا۔ ہم نے پڑھا تھا۔ ہم نے نہیں پڑھا تھا۔

ماضی احتمالی۔ اس نے کھایا ہوگا۔ یا کھایا ہوگا۔ اس نے نہ کھایا ہوگا۔ یا نہ کھایا ہوگا۔
انھوں نے کھایا ہوگا۔ یا کھایا ہوگا۔ انھوں نے نہ کھایا ہوگا۔ یا نہ کھایا ہوگا۔
تو نے کھایا ہوگا۔ یا کھایا ہوگا۔ تو نے نہ کھایا ہوگا۔ یا نہ کھایا ہوگا۔
تم نے کھایا ہوگا۔ یا کھایا ہوگا۔ تم نے نہ کھایا ہوگا۔ یا نہ کھایا ہوگا۔
میں نے کھایا ہوگا۔ یا کھایا ہوگا۔ میں نے نہ کھایا ہوگا۔ یا نہ کھایا ہوگا۔
ہم نے کھایا ہوگا۔ یا کھایا ہوگا۔ ہم نے نہ کھایا ہوگا۔ یا نہ کھایا ہوگا۔

ماضی شرطی۔ اس نے دیکھا ہوتا۔ اس نے نہ دیکھا ہوتا۔ تو نے دیکھا ہوتا۔ تو نے نہ دیکھا ہوتا۔
انھوں نے دیکھا ہوتا۔ انھوں نے نہ دیکھا ہوتا۔ تم نے دیکھا ہوتا۔ تم نے نہ دیکھا ہوتا۔

میں نے دیکھا ہوتا۔ میں نے نہ دیکھا ہوتا۔ ہم نے نہ دیکھا ہوتا۔
 البتہ۔ مصداق۔ لانا۔ بھولنا۔ بولنا۔ وغیرہ مصداق مفرد میں سے۔ اور شرمانا۔ بخشنا۔ لیجانا۔
 مصداق مرکب میں سے۔ ایسے ہیں کہ ان کے فاعل کے ساتھ باوجود متعدی معروف ہونے
 کے علامت فاعل نہیں بولی جاتی جیسے۔ وہ لایا۔ وہ لائے۔ تم بھولے۔ میں بھولا۔ وہ
 بولی۔ تم بولیں۔ میں شرمایا۔ تم شرمائیں۔ تو بخشنا۔ ہم بخشے۔ وہ لیگی۔ تم لے گئے۔ ہم لے گئے۔

لیکن مصدر بولنا کے ساتھ جب مفعول بھی بولا جائے۔ تو اگر مفعول کے ساتھ علامت
 مفعول نہ آئے۔ تو فاعل کے ساتھ علامت فاعل آئے گی۔ اور اگر مفعول کے ساتھ علامت
 مفعول لائیں تو فاعل کے ساتھ علامت نہیں لائے جیسے :-

اس نے جھوٹ بولا۔ اس نے جھوٹ بولا ہے۔ اس نے جھوٹ بولا تھا۔ اس نے جھوٹ بولا ہوگا
 اس نے جھوٹ بولا ہو۔ اس نے جھوٹ بولا ہوتا۔ یا۔ وہ تم سے بولا۔ وہ اس سے بولا ہے۔ وہ
 اس سے بولا تھا۔ وہ اس سے بولا ہو۔ وہ اس سے بولا ہوتا۔ وہ اس سے بولا ہوتا۔

اور مصداق۔ سمجھنا۔ پکارنا۔ سیکھنا۔ وغیرہ ایسے مصداق ہیں کہ مذکور بالا ماضیوں کے
 صیغوں کے ساتھ علامت کا لانا۔ یا نہ لانا دونوں جائز ہیں۔ جیسے۔ وہ سمجھا۔ اس نے سمجھا
 وہ پکارے۔ انھوں نے پکارا۔ میں سیکھا۔ ہم نے سیکھا۔ وہ سمجھا ہے۔ اس نے سمجھا ہے
 تم سیکھے تھے۔ تم نے سیکھا تھا۔ وہ پکارا ہو۔ اس نے پکارا ہو۔ تم پکارے ہو گئے۔ تم نے
 پکارا ہوگا۔ تم نے پکارا ہوتا۔ وہ پکارتا۔ مانندی شرطی جس پر لفظ (ہوتا) بڑھایا جاتا ہے اسے
 ساتھ علامت فاعل آتی ہے اور جس کے بعد لفظ (تا) بڑھایا جاتا ہے اس کے فاعل کے ساتھ علامت
 فاعل نہیں بولی جاتی :-

مرکب افعال میں جب فعل اصلی اور فعل لحاظی دونوں متعدی معروف ہوں تو فاعل کے
 ساتھ علامت نہ آئے گی جیسے اس نے روٹی کھالی۔ تم نے پانی پی لیا۔ اس نے روپیہ دینا

میں نے سبق پڑھ لیا۔ تم نے خطا بھیاڑ ڈالا۔ اس نے لاکھی توڑ دی *
 اور اگر فعل اصلی لازم ہو اور فعل الحاقی متعدی یا اسکے برعکس۔ تو اگر فعل مرکب کا تعلق
 صرف فاعل سے ہو تو علامت فاعل نہیں لاتے۔ جیسے۔ تم رو دیئے۔ وہ ہنس دیا۔ وہ چل دیا
 تم سو گئے۔ وہ بھاگ دیا۔ وہ سونے لگا۔ وہ جاگنے لگا۔ (یا) وہ کھا چکا۔ تم پڑھ چکے۔ وہ سیکھ
 آیا۔ تم دیکھ گئے۔ وہ دیکھ آئی۔ وہ لکھ آیا۔ وہ سیکھ گیا *
 اور اگر فعل مرکب کا تعلق فاعل اور مفعول دونوں سے ہو تو علامت فاعل کو مذکورہ بالا میں

سے پہلی صورت میں تو بولی جائے گی جیسے۔ اس نے مجھے سونے ندیا۔ تم نے اسے چالیا۔ میں نے
 اسے جا پکڑا۔ ہم نے تمہیں رونے ندیا۔ اور دوسری صورت میں یعنی جب فعل الحاقی لازم ہو۔
 اور اصل فعل متعدی تو باوجود بیکہ فعل کا تعلق فاعل اور مفعول دونوں سے ہو۔ علامت فاعل نہیں
 لاتے جیسے * وہ مجھ سے بڑھ گیا۔ وہ اُسے بنا آیا۔ وہ تمہیں مار گیا۔ وہ انہیں چھوڑ آیا۔ وغیرہ۔
 بعض مفرد متعدی افعال اردو میں ایسے بھی ہیں کہ ان کے فاعل کے ساتھ علامت فاعل کا
 بولتا۔ اور نہ بولنا۔ دونوں جائز ہیں جیسے۔ میں بازی جیتا۔ (یا) میں نے بازی جیتی۔
 وہ بازی مارا۔ (یا) اس نے بازی ماری۔ وہ چوس کر کھیل اُس نے چوس کر کھیلی۔ تم بات سمجھے تم نے
 بات سمجھی۔ میں ہارنا۔ میں نے ہارنا۔ میں ایسا سبق نہیں پڑھا۔ میں نے ایسا سبق نہیں پڑھا
 میں جو انہیں کھیلنا۔ میں نے جو انہیں کھیلنا۔ میں پالا جیتا۔ میں نے پالا جیتا۔ میں گیند بولا
 کھیلنا۔ میں نے گیند بولا نہیں کھیلنا۔ وغیرہ *
 فعل لازم کے ساتھ خواہ وہ مفرد ہو۔ یا مستثنائے۔ گنا موتنا۔ تھو کنا۔ سنکنا وغیرہ کے

اور خواہ وہ فعل لازم مرکب ہو۔ علامت فاعل (نے) نہیں بولتے جیسے۔

مفرد لازم۔ وہ ہنسا۔ وہ روئے۔ تو بھاگا۔ تم بیٹھے۔ وہ سویا۔ میں جاگا وغیرہ *
 مرکب لازم۔ وہ بھاگ چکا۔ وہ رو چکے۔ تم کود آئے۔ میں دوڑ آیا۔ ہم بیٹھ چکے *
 مفرد مستثنائے۔ اس نے ہارنا۔ تم نے موتنا۔ میں نے سنکا۔ ہم نے تھو کا *
 *
 *
 *

جن مصادر کو مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ یہ اگر اس طرح مرکب ہوئے جائیں کہ فعل الحاقی فعل متعدی ہو تو علامت کے ساتھ آئے گی جیسے اس نے ہگ دیا۔ تم نے موت لیا۔ ہم نے سنا کیا میں نے شوک دیا۔ اس نے ہگ لیا۔ اس نے موت لیا۔ وغیرہ ۵۰

لیکن فعل الحاقی ان مستثنیٰ لازم افعال کا فعل لازم ہو تو فاعل کے ساتھ علامت (نے) نہیں لاتے جیسے وہ ہگ چکا۔ وہ موت گیا۔ تم شگ آئے۔ ہم شوک آئے۔ وغیرہ ۵۰ ارویں ایسے مصادر بھی ہیں جو لازم اور متعدی دونوں معنوں میں ہو سکتے ہیں۔ ان کو جب بطریق لازم برتا جائے تو علامت فاعل نہیں لاتے جیسے تو بدلا تو سب بیسے یعنی چپا تو ناراض ہوا تو سب ناراض ہوئے۔ یا وہ پکارا یعنی اس نے فریاد کی ۵۰ اور جب بطریق متعدی ان کو استعمال کیا جائے تو علامت فاعل لاتے ہیں جیسے اس نے پکڑا۔ یا اس نے پکارا یعنی آواز دی ۵۰

مصدر چاہنا کے ساتھ خواہ مثبت برتیں یا منفی جیسے علامت (نے) اس کے فاعل کے ساتھ لاتے ہیں جیسے میں نے چاہا۔ تم نے چاہا۔ اس نے چاہا۔ ہم نے چاہا۔ (یا) میں نے نہیں چاہا۔ تم نے نہیں چاہا۔ اس نے نہیں چاہا۔ ہم نے نہیں چاہا ۵۰

لیکن چپ الفاظ دل طبیعت جی بحالت فاعلیت استعمال کئے جائیں تو فعل چاہا کے مثبت استعمال میں تو علامت (نے) فاعل کے ساتھ استعمال نہیں کرتے جیسے میرا دل چاہا میری طبیعت چاہی۔ میرا جی چاہا ۵۰ اور منفی استعمال میں (نے) مستعمل ہے جیسے میرے دل نے نہیں چاہا۔ میری طبیعت نے نہیں چاہا۔ میرے جی نے نہیں چاہا ۵۰

مثلاً کرچم اور تچم کے ساتھ جب ان کے بعد کوئی صفت بولی جائے اور فعل متعدی ہو تو علامت استعمال کی جاتی ہے جیسے چم بد نصیب ہے کب کہا۔ چم کم بخت نے کچھ خیال نہ کیا۔ تچم بد نصیب ہے تو کیا۔ اور تچم بد بخت نہ ہی تو کچھ خیال نہ کیا ۵۰

اور بعض جگہ نہیں لاتے جیسے چم بد نصیب کی حالت۔ تچم بد بخت سے کون ملے۔

اگر ضمیر واحد حاضر صیغہ امر یا ضمیر جمع حاضر صیغہ امر یا مصدر بمعنی امر کے ساتھ لائیں تو کیفیت فاعل ہونے ان ضمیروں کے فعل خواہ لازم ہو یا متعدی علامت فاعل نہیں لاتے جیسے۔
 تو جا۔ تو پڑھ۔ تو آ۔ تو لکھ۔ تو مر۔ تو مر جا۔ تو مر پڑھ۔ تو مر آ۔ تو مر لکھ (یا) تم جاؤ۔
 تم پڑھو۔ تم آؤ۔ تم لکھو۔ تم نہ جاؤ۔ تم نہ پڑھو۔ تم نہ آؤ۔ تم نہ لکھو (یا) تم جانا۔ تم پڑھنا۔
 تم آنا۔ تم لکھنا۔ تم مرنا۔ تم نہ پڑھنا۔ تم نہ آنا۔ تم مرنا لکھنا۔

(۲) علامت سے۔ یہ علامت بعض بعض جگہ فعل لازم کے ساتھ فاعل کے لئے لاتے ہیں جیسے۔ اس سے نہ بیٹھا گیا۔ مجھ سے نہ آیا گیا۔ اس سے نہیں چلا جاتا۔ مجھ سے نہیں آیا جاتا۔ اس سے کب اٹھا جاتا ہے۔ مجھ سے کب آیا جاتا ہے۔ یہ علامت فعل لازم کے مرکب ہونے اور منفی ہونے کی صورت میں برتی جاتی ہے۔

آخر کی دو مثالوں میں لفظ (کب) نے نفی کے معنی دیئے ہیں۔ اور اسی طرح لفظ (کماں) کو بھی نفی کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ جیسے اس سے کماں چلاتا ہے اس سے کماں بیٹھا جاتا۔ اس مضمون کو جو مثالوں میں بیان ہوا ہے یوں بھی ادا کرتے ہیں۔ کہ وہ نہیں آسکتا۔ میں نہیں چل سکا۔ تم نہیں بیٹھ سکتے۔ وہ نہیں اٹھ سکتا وغیرہ چونکہ نہ بیٹھا گیا۔ نہ آیا گیا۔ نہیں چلا جاتا۔ نہیں آیا جاتا۔ کب اٹھا جاتا ہے۔ کب آیا جاتا ہے وغیرہ۔

یہ سب افعال لازم مرکب منفی ہیں۔ اور فعل لازم سے مجہول نہیں آتا اس لئے یہ مجہول قرار نہیں دیئے جاسکتے۔ اور ان میں۔ اس۔ اس۔ مجھ۔ ضمائر فاعل ہیں اور (سے) علامت فاعل۔ اور اگر غلط طور پر ان لازم افعال کو مجہول مان لو۔ تو یہ ضمائر مفعول مالم سیٹھے فاعل ہوں گی۔ اور یہ افعال خلاف واقعہ مجہول معنوی۔

فعل متعدی مجہول معنوی کے مفعول قایم مقام فاعل۔ یعنی مفعول مالم سیٹھے فاعل کے ساتھ کوئی علامت خواہ فاعل کی ہو یا مفعول کی نہیں لاتے۔ اس کا مفصل ذکر علامت مفعول کے بیان میں آئے گا۔

علامت مفعول کلمات کو تک سے۔ اور ضمائر میں سے بعض ضمیروں کے ساتھ
 واحد کے لئے یا بے مجہول اور جمع کے لئے یا بے مجہول اور نون غنۃ بطور علامت مفعول
 استعمال کئے جاتے ہیں۔ ہم نے افعال کی بحث میں بطور فائدہ یہ لکھ دیا ہے کہ اردو زبان
 میں دو مفعول سے زیادہ نہیں آتے۔ بصورت عطف اگر متعدی مفعول ہوں تو ان کو ایک
 ہی مفعول مانا جائیگا۔ اب ہم ہر ایک علامت مفعول کا ذکر جداگانہ لکھتے ہیں +
 (۱) علامت کو۔ یہ علامت اکثر یہ ہے۔ اور زیادہ تو اسی کا استعمال ہوتا ہے۔ مگر اس کے
 بولنے یا نہ بولنے کے۔ قاعدے قرار دیئے جاسکتے ہیں +

(الف) جب کسی فعل کا مفعول کسی شخص یا چیز کا اسم نام ہو اور اس کے لئے وہ یا۔ صیغہ
 اشارہ جو واحد اور جمع دونوں کے لئے آتی ہیں۔ ہوں یا ہوں۔ تو علامت مفعول نہیں لگاتے
 جیسے۔ میں نے مکان دیکھا۔ میں نے وہ مکان دیکھا۔ میں نے یہ مکان دیکھا۔ میں نے مکان
 دیکھے۔ میں نے یہ سب مکان دیکھے۔ میں نے وہ سب مکان دیکھے +

لیکن جب صفت اشارہ واحد یا جمع بصورت۔ اس یا اس۔ یا۔ ان۔ یا۔ ان۔ لائیں تو علامت
 مفعول بولیں گے۔ جیسے۔ میں نے اس مکان کو دیکھا۔ میں نے اس آدمی کو دیکھا۔ میں نے ان

۱۔ عربی میں پانچ قسم کے مفعول ہوتے ہیں۔ اول مفعول یہ یعنی ایسا مفعول کہ فعل واقع ہو۔ جیسے۔ زید نے
 بیکر کو مارا۔ اس جملہ میں مارنے کا فعل بیکر واقع ہوا ہے اس لئے بیکر مفعول یہ ہے۔ یا زید نے بیکر۔ اور خالد اور
 ولید۔ اور ہندہ کو مارا۔ اس جملہ میں چاروں مارکھانے والے مفعول یہ ہیں۔ اردو میں مفعول یہ آتا ہے اور مفعول
 بحیثیت مفعول نہیں آتے۔ دوم مفعول مطلق یعنی ایسا فعل جس کے ساتھ اسی فعل کا مصدر یا اس کا ہضم فعل بولا
 جائے۔ اردو میں مفعول مطلق نہیں ہوتا۔ البتہ مادہ مصدر اسی مصدر کے ساتھ ہوتے ہیں۔ جیسے اس نے خوب لڑائی
 یہاں لفظ ما متعلق فعل ہے نہ مفعول۔ سوم مفعول یہ۔ یعنی ایسا کہ فعل کی غرض یا علت بنائے جیسے
 زید بڑھنے گیا۔ یہاں بڑھنے کا لفظ متعلق فعل ہے۔ چہاں ہم مفعول متہ یعنی وہ آلہ جس سے فعل کیا جائے جیسے
 زید نے بیکر کو گڑھی سے مارا۔ اس میں گڑھی سے جار و جر و مل کہ متعلق فعل ہیں۔ چہاں ہم مفعول فیہ یعنی وہ جگہ
 یا وقت جس میں فعل واقع ہوا۔ جیسے زید کرسی پر بیٹھا۔ یا تم دو پہر کو آئے۔ ان میں کرسی ظرف مکان اور دو پہر
 ظرف زمان یہ ترکیب مجروری متعلق فعل ہیں۔ عربی میں فعل لازم کا مفعول نہیں آتا۔ باقی چار مفعول آسکتے ہیں
 مگر اردو میں یہ چاروں مفعول متعلق فعل ہوتے ہیں +

مکانوں کو دیکھا۔ یا میں نے ان مکانات کو دیکھا۔ یا میں نے ان لڑکوں کو دیکھا۔ یا میں نے ان اطفال کو دیکھا۔

(ب) جب اسمائے عام کی جمع - واو اور نون غنہ سے بنائیں تو علامت مفعول آئے گی جیسا کہ اوپر کی مثالوں سے ظاہر ہے۔ اور اگر اسم عام کی جمع الف اور نون غنہ سے بنائے مفعول اور نون غنہ یا صرف یا سے مفعول سے بنائیں تو علامت مفعول نہیں لاتے جیسے میں نے بکریاں چرائیں میں نے لڑکیاں پالیں میں نے گھوڑیاں بچیں میں نے کھنیاں کھائیں۔ یا میں نے نازنگشیں خریدیں۔ میں نے گھوڑئیں پالیں۔ میں نے لڑکیاں بچیں۔ یا میں نے گتے خریدے۔ میں نے ریٹھے اکٹھے کئے۔ میں نے پونڈے چوے میں نے گھوڑے بیچے۔ لیکن اگر اسم واحد کا الف بوجہ عامل یا سے مفعول بدل جائے تو بھی علامت مفعول لاتے ہیں۔ جیسے۔ میں نے گھوڑے کو کسا۔ میں نے لڑکے کو پڑھایا۔ میں نے پونڈے کو چھیدا۔

(ج) اسمائے خاص یا ان کی جگہ ضمیر جب مفعول واقع ہوں تو ان کے ساتھ علامت مفعول لائی جائے گی جیسے۔ میں نے خالد کو مارا۔ خالد نے ولید کو دھکا دیا۔ تو نے اکو بیٹا۔ میں نے تلو کو پیار کیا۔

(د) جہاں بجائے فعل معنی امر مصدر مفرد یا مرکب آئے۔ اسکے مفعول کے ساتھ اگر وہ واحد ہو۔ علامت مفعول کا بولنا غیر فصیح مانا گیا ہے اگرچہ عام طور پر پڑھتے ہیں جیسے۔ تم سر اٹھانا۔ تم کمر باندھنا۔ تم رومال بدلانا۔ تم لکچر دینا۔ تم گیت گانا۔ اگر یوں بولیں کہ تم سر کو اٹھانا۔ تم کمر کو باندھنا۔ تم رومال کو بدلانا۔ تم لکچر کو دینا۔ تو یہ غیر فصیح نہیں بلکہ گریہ ہے۔

اور اگر مفعول جمع ہو۔ خواہ الف اور نون کے ساتھ۔ یا یا سے مفعول اور نون غنہ کے ساتھ یا صرف یا سے مفعول کے ساتھ۔ جمع بنائی گئی ہو تو علامت مفعول نہیں لاتے

جیسے۔ تم لڑکیاں پڑھانا۔ تم گھوڑیں خریدنا۔ تم گئے چوستا۔ اور اگر واؤ اور نون سے جمع بنائی جائے۔ تو علامت مفعول آئے گی۔ جیسے۔ تم لڑکوں کو بلانا۔ تم لڑکیوں کو کھلانا۔ تم گٹوں کو چوستا۔ تم جامنوں کو اچھالنا۔ یہ مثالیں مصداق مفعول کی ہیں۔ مصداق مرکب کی مثالیں یہ ہیں۔ تم لڑکیاں بلانا۔ تم گھوڑیں بیچنا۔ تم گئے چوستا۔ تم لڑکوں کو بلانا۔ تم لڑکیوں کو کھلانا۔ تم گٹوں کو چوستا۔ تم جانوروں کو اچھالنا۔ وغیرہ۔

(۸) غیر جاندار چیزیں اور کیفیات قلبی جب مفعول واقع ہوں بشرطیکہ ان سے بند کوئی دوسرا مفعول نیا کوئی متعلق فعل نہ آئے۔ تو ان کے ساتھ علامت مفعول نہیں آتی جیسے۔ تم خوشی مناؤ۔ تم خوشی منانا۔ تم خوشیاں مناؤ۔ تم خوشییں مناؤ۔ تم خوشی منایا کرو۔ تم خوشیاں منالو۔ تم خوشییں منالو۔ وغیرہ۔ تم کھانا کھاؤ۔ تم کھانا کھانا۔ تم کھانے کھاؤ۔ تم نارنگیاں خرید لینا۔ تم نارنگی خرید لینا۔ تم کھرنیاں بیچ لینا۔ تم فالسے کھا جانا۔ وغیرہ۔

لیکن جن الفاظ کی جمع واؤ۔ اور۔ نون سے آتی ہے۔ ان کے ساتھ علامت مفعول اس صورت میں بھی آتی ہے۔ جیسے۔ تم احسانوں کو دکھو۔ تم حسنوں کو پرکھو۔ تم ہنسیوں کو بھڑکواؤ۔ تم ننگروں کو گٹواؤ۔ تم مہربانیوں کو چھوڑو۔ تم محبتوں کو توڑ دو۔ تم گٹوں کو چوستا۔ تم لنگیوں کو پھڑو۔

(۹) جب فعل متعدی ہو مفعول ہو تو پہلے مفعول کے ساتھ علامت مفعول آتی ہے۔ جیسے۔ تم نے زید سے خال کو کھانا کرایا۔ خالد نے زید کو پانی پلایا۔ ولید نے بکر کو روپے دیئے۔ بکر نے ولید کو مٹھائی دی۔

لیکن جہاں دو مفعولوں میں سے ایک مفعول شخصی ہو۔ اور دوسرا کوئی شے۔ تو علامت مفعول مفعول شخصی کے ساتھ آئے گی۔ خواہ وہ مفعول اول ہو یا ثانی۔ جیسے۔ میں نے لڑکے کو

کتاب دی۔ میں نے کتاب لٹکے دی۔ میں نے گھوڑے کو پانی پلایا۔ میں نے پانی گھوڑے کو پلایا۔ میں نے اس کو وہ چیز دی۔ میں نے وہ چیز اس کو دی۔ وغیرہ۔
(ن) اگر اردو میں عربی کا مصدر بطریق اسم یا مفعول واقع ہو تو اس کے ساتھ بھی علامت مفعول نہیں بولتے جیسے۔ میں نے امتحان دیا۔ میں نے تماشا دیکھا۔ اس نے حکم دیا۔ اس نے استفسار کیا۔ وغیرہ۔

(ح) ضمائر۔ واحد۔ مجھ۔ تجھ۔ کس۔ جس۔ اس۔ اُس۔ کے بعد یا بے مہول اور ضمائر جمع میں سے ضمیر (ہم) کے بعد یا مہول اور نون غنہ۔ اور ضمائر۔ تم۔ ان۔ اُن۔ کن۔ جن۔ کے ساتھ۔ ہائے غلو طی اور یا بے مہول اور نون غنہ۔ علامت مفعول ہوتے ہیں جیسے اس نے مجھے بلایا۔ میں نے تجھے بلایا۔ تو نے کسی سے پایا۔ میں جسے کہوں اسے بلا لاؤ۔ تو نے اسے دھکا دیا۔ اس نے اُسے گالی دی (یا) تم ہمیں چھوڑ گئے (یا) وہ تمہیں بلاتے ہیں۔ وہ انہیں پکڑ لائے۔ تم نے انہیں سلام کیا۔ تم انہیں پوچھتے ہو۔ تم نے جنہیں بلایا تھا وہ آگئے۔

(ط) لفظ۔ اپنے۔ جب مفعول واقع ہوتا ہے تو اس کے ساتھ علامت مفعول آتی ہے مگر علامت مفعول کے لفظ (آپ) بھی بولا جاتا ہے۔ جیسے۔ وہ اپنے آپ کو برا عقلمند سمجھتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو مالک خیال کرتا ہے۔ وغیرہ۔

کلمات۔ اپنے۔ تئیں۔ اپنے کو۔ اب بالکل متروک ہیں اور (آپ کو) صرف بصورت خطاب بولتے ہیں۔ جیسے۔ میں آپ کو۔ بلانے آیا ہوں۔ میں آپ کو دیکھنے آیا تھا۔ مگر بمعنی اپنے آپ کو۔ اس کا استعمال اب نہیں کرتے۔

(ی) بعض جملوں میں۔ لفظ (سے) اور لفظ (تک) بھی بطور علامت مفعول بولے جاتے ہیں۔ جیسے۔ میں زبرد سے ملا۔ میں نے بکر سے پوچھا (یا) تم یہ خط اُن تک پہنچا دو۔ میں نے یہ بات اس تک پہنچا دی۔

قائده۔ الفاظ۔ کے۔ کا۔ کی۔ علامت۔ اضافہ میں اور لفظ (پ) جار ہوتا ہے۔ ان کو علامت مفعول قرار دینا صحیح نہیں *

(ک) کنا۔ ایک ایسا مصدر ہے کہ اس کے ساتھ سبب کی علامات مفعول متعال کر سکتے ہیں۔ جیسے۔ تم اس سے کہو۔ تم اسے کہو۔ تم اس کو کہو۔ تم نے میری کہن نکت سنی۔ علامت اضافت۔ اردو میں اضافت کی علامت کے تین لفظ ہیں *

(۱) کا۔ یہ لفظ اسم یا ضمیر کے بعد آتا ہے۔ اور جس اسم یا ضمیر کے بعد آتا ہے اسے مضاف الیہ کہتے ہیں اور اس کے بعد کے اسم کو مضاف مضاف کی وحدت وجع اور تذکرہ و تانیسہ علامت اضافت میں حسب ذیل تغیر ہوتا ہے *

مضاف کے واحد مذکر ہونے کی صورت میں (کا) جیسے۔ زید کا گھوڑا۔ ہندہ کا لڑکا۔ مضاف کے جمع مذکر ہونے کی صورت میں (کے) بیائے جمہول جیسے۔ زید کے لڑکے ہندہ کے گھوڑے *

مضاف کے واحد اور جمع مؤنث ہونے کی صورت میں (کی) جیسے۔ زید کی گھوڑی اس کی لڑکیاں *

(۲) را۔ یہ علامت ضمیر شخصی۔ واحد حاضر اور جمع حاضر اور واحد متکلم اور جمع متکلم کے لئے مخصوص ہے۔ یعنی۔ تو (بواو معروف) اور تم۔ اور میں۔ (بفتح میم) اور ہم کے لئے خاص ہے یہ علامت واحد مذکر کے لئے (را) جمع مذکر کے لئے (رے) بیائے جمہول۔ اور واحد اور جمع مؤنث کے لئے (ری) بیائے معروف آتی ہے۔ اور لفظ (تو) کی تے کو زیر دیتے ہیں اور اس کے واؤ کو یائے جمہول ساکن سے بدل کر۔ تیرا۔ تیرے۔ تیری۔ کہتے ہیں *

اسی طرح ضمیر زتم کے مکیم زبردیکرا اور اسکے ساتھ ہائے خلوطی بڑھا کر الف زیادہ کر دیتے ہیں۔ اور تمھارا۔ تمھارے۔ تمھاری۔ بولتے ہیں *

اور ضمیر (میں) کے مکیم کو کسرہ دیکر نون غنہ گرا دیتے ہیں۔ اور میرا۔ میرے۔ میری بولتے ہیں

اور ضمیر۔ (ہم) کے میم ساکن کو فتح و یک الف بڑھاتے ہیں۔ اور ہمارا۔ ہمارے ہماری کہتے ہیں۔ مضاف کی وحدت و جمع اور تذکیر و انثیت کا عمل لفظ (را) پر ہوتا ہے۔ جیسے۔
پیرا لڑکا۔ تیرے لڑکے۔ تیری لڑکی۔ تیری لڑکیاں۔

اور۔ تمھارا لڑکا۔ تمھارے لڑکے۔ تمھاری لڑکی۔ تمھاری لڑکیاں۔

اور۔ میرا لڑکا۔ میرے لڑکے۔ میری لڑکی۔ میری لڑکیاں۔

اور۔ ہمارا لڑکا۔ ہمارے لڑکے۔ ہماری لڑکی۔ ہماری لڑکیاں۔

(۳) تا۔ یہ علامت صرف ضمیر آپ کے بعد آتی ہے۔ اور ضمیر آپ کا الف محدود صرف الیہ مقصور و مفتوح رہ جاتا ہے۔ اور اس کے الف کی حالت بھی وحدت و جمع اور تذکیر و انثیت کے لحاظ سے۔ کا۔ اور۔ را۔ کے الف جیسی ہو جاتی ہے۔ جیسے۔ اپنا لڑکا۔ اپنے لڑکے۔ اپنی لڑکی۔ اپنی لڑکیاں۔

اضافہ جب کسی ہم یا ضمیر کو کسی ہم یا ضمیر کی طرف نسبت دیجائے۔ تو جس اسم کو نسبت دیجائے۔ اسے مضاف کہتے ہیں اور جس اسم یا ضمیر کی طرف منسوب کیا جائے۔ اسے مضاف الیہ کہتے ہیں۔ جیسے۔ زید کا لڑکا۔ میری لڑکی۔ اپنے گھوڑے۔ تمھاری مرغیاں ان مثالوں میں۔ لڑکا۔ لڑکی۔ گھوڑے۔ مرغیاں مضاف ہیں۔ اور۔ زید۔ میری۔ اپنے۔ تمھاری مضاف الیہ مع علامت اضافت۔ کا۔ ری۔ اپنے۔ ری۔ کے۔ اور وہیں مضاف الیہ پہلے آتا ہے۔ اور مضاف اس کے بعد۔ اور اس کے برخلاف لانا غیر فصیح ہے۔

عرض اضافت۔ اضافت سے عرض مضاف میں ایک قسم کی تخصیص پیدا کرنی ہوتی ہے۔ جس سے مضاف کی وہ عمومیت جو اضافت سے پہلے تھی۔ کم یا محدود ہو جاتی ہے۔ جیسے۔ زید کی گھوڑی۔ اس مثال میں۔ لفظ گھوڑی اسم عام ہے۔ یعنی ہر گھوڑی کو گھوڑی کہہ سکتے ہیں خواہ وہ کسی کی ملکیت ہو۔ یا جنگلی ہو۔ مگر زید کی گھوڑی کہنے سے وہ عمومیت باقی نہیں رہی۔ بالعرض اگر زید کے پاس متعدد گھوڑیاں بھی ہوں۔ تب بھی ایک اسم کی گھوڑی

کے اہم پر عاید ہوتی ہے جس کی وجہ سے زید کی طرف نسبت کرنے سے پہلے جو نحو نسبت
تھی۔ وہ اس اضافت سے قائم نہیں رہی۔ اس بیان سے ظاہر ہو گیا کہ مضاف الیہ
اور مضاف میں جو نسبت ہے۔ وہ اگر نسبت بتائیں۔ یا نسبت عموم و خصوص میں وجہ
تو نسبت اضافت جائز ہوگی۔ اور اگر دو نقطوں میں نسبت مساوات۔ یا نسبت
عموم و خصوص مطلق ہو۔ تو ان دونوں میں اضافت ممکن ہوگی۔

اور اس لئے برخلاف دیگر قواعد فیہ کے ہم کلمات۔ سب کا سب یا ڈھیر ڈھیر۔
یا رات کی رات۔ یا۔ دن کے دن۔ وغیرہ میں۔ اضافت نہیں مانتے۔

جہاں مضاف الیہ مخصوص یا معرفت مضاف ہو۔ وہاں اضافت ہوگی۔ یہ تخصیص
تعریف جو نسبت اضافت سے پیدا کی جاتی ہے اس کے نام مینا نسبت تملک تخصیص
و تعریف متعدد ہیں۔

(۱) اضافت مطلق یعنی ایسی اضافت جہیں وجہ تسمین۔ قبضہ۔ یا نسبت

۱۵ اردو میں عربی کی طرح اضافت کی قسمیں یعنی اضافت معنوی جبکہ دوسرا نام اضافت محضہ ہے۔ یا اضافت
لفظی جبکہ دوسرا نام اضافت غیر محضہ ہے نہیں ہوتیں۔ اردو میں اضافت کی ترقیت یہ ہو سکتی ہے کہ مضاف
میں جو نسبت مضاف الیہ کے کوئی تعریف یا تخصیص یا تحفیف یا اہو جائے۔ اس لئے اضافت کے نتیجے کے لئے
ضروری ہو کہ نسبت اور لگاؤ کو سمجھ لیا جائے تاکہ اضافت لائے میں غلطی نہ ہو نسبت کا حصر عقلی چار قسم پر ہے
اور کوئی نسبت ان چار قسموں سے خارج میں مانی جاسکتی ہے۔

اول نسبت مساوات یہ نسبت ایسی دو کلیوں میں پائی جاتی ہے کہ جن دونوں کا مصداق اور جن دونوں کی افراد
ایک ہی ہوں۔ جیسے۔ ایک کلی لفظ انسان ہے اور دوسری کلی حیوان ناطق ان دونوں کا مصداق صاحب نطق ہے
ہے جس طرح انسان صاحب نطق جانا کہہ سکتے ہیں۔ اسی طرح اس کو حیوان ناطق بھی کہتے ہیں۔ اور جس طرح زید
عمر۔ بکر خالہ۔ ولید۔ انسان کی افراد ہیں۔ اسی طرح حیوان ناطق کی بھی افراد ہیں۔ اس لئے۔ انسان اور حیوان ناطق
میں یہ نسبت مساوات ہے۔

دوم نسبت عموم و خصوص مطلق ایسی دو کلیتیں کہ ان میں سے ایک کلی عام تر ہو اور دوسری کلی کے تمام افراد
بر مصداق آئے۔ اور دوسری کلی بمقابلہ اس پہلی کلی کے کم عام ہو یعنی عام تر کلی کی تمام افراد پر مصداق آئے یعنی
پر مصداق آئے بعض پر آئے جیسے حیوان جو عام تر کلی ہے اور ہر جاندار پر لڑا وہ ذی عقل ہو یا نہ ہو مصداق آتی ہے
دوسری کلی انسان جو مقابلہ حیوان کے کم عام ہے جو صرف جاندار ذی عقل پر مصداق آتی ہے۔ (بقیہ صفحہ ۲۲۷ پر)

یا تشبیہ وغیرہ ہو۔ جیسے پینے کا پانی کھانے کے دانت، دکھانے کے دانت، آم کا اچھا اور ک کا مرے گلے کا گھی۔ پہاڑ کی چوٹی، میری ٹوپی، اپنی بات، ہماری دعوت، تمھاری تصویر، پانی کی بوند، سو کا قطرہ *۔

(۲) اضافت ملک یا قبضہ۔ ایسی اضافت جس میں مضاف کی تخصیص کا سبب نسبت ملک یا قبضہ ہو۔ جیسے۔ زید کا گھر۔ خالد کا گھوڑا۔ ولید کا قلم۔ میری دوات۔ تمھاری کتاب۔ اپنا مکان۔ تیرا صحن۔ ہمارا باغ۔ تیری چیتری۔ اپنی لاٹھی *۔

(۳) اضافت نسب۔ ایسی اضافت جس میں مضاف کی تخصیص کسی رشتہ یا قرابت کی نسبت سے ہو۔ جیسے۔ اس کا لڑکا۔ اس کی لڑکی۔ ان کا بیٹا۔ ان کا چچا۔ میرا بھائی تیرا تایا۔ میری بھینجی۔ تیری خالہ۔ ہمارے والد۔ تمھارے دادا۔ وغیرہ *۔

(۴) اضافت ظرفی۔ ایسی اضافت جس میں مضاف کی تخصیص کا سبب ظرف زمان

(یقینہ ص ۲۲۶) پس حیوان کی کلی۔ زید۔ بکر۔ خالد۔ ولید۔ بکری۔ بھیڑ۔ اونٹ۔ گلے بھینس وغیرہ سب جانداران پر صادق آتی ہے اور اسم انسان کی افراد بھی ہیں مگر انسان کی کلی صرف۔ زید۔ بکر۔ ولید۔ خالد۔ وغیرہ پر صادق آتی ہے۔ اور بکری۔ بھیڑ۔ اونٹ۔ گلے بھینس وغیرہ پر صادق نہیں آتی جن کلمات میں یہ دونوں قسم کی نسبتیں پائی جائیں۔ ان میں اضافت متنع ہے *۔

سوم۔ نسبت بتائیں۔ یعنی ایسی دو کلیئیں کہ جن کا مصادق اور جن کی افراد الگ الگ ہوں اور دونوں کلیئیں نام ایک دوسری کی جگہ کل افراد یا بعض افراد پر صادق نہ آئیں جیسے۔ درخت ایک کلی ہے۔ اور پتھر دوسری کلی پہلی کلی کی افراد شیشہ۔ لکڑی۔ پیل۔ آم۔ جامن وغیرہ ہیں۔ اور دوسری کلی کی افراد۔ مرمر۔ ہلوانہ۔ دودھی۔ کبوتری۔ خارا۔ شیش۔ وغیرہ ہیں۔ اور یہ افراد ایک کلی کی دوسری کلی کے تحت میں نہیں آسکتیں۔ بلکہ الگ الگ ہیں۔ چہارم۔ نسبت عموم و خصوص میں وجہ۔ ایسی دو کلیئیں کہ جن میں سے۔ کہیں تو ایک کلی بمقابلہ دوسری کلی کے عام ہو۔ اور کہیں دوسری کلی بمقابلہ پہلی کے عام ہو۔ جیسے حیوان۔ اور ایضاً (یعنی سفید رنگ) ظاہر ہے کہ جانور سفید رنگ کے بھی ہوتے ہیں۔ اور۔ اور رنگوں کے بھی۔ اور بہت سی بے جان چیزیں بھی سفید رنگ کی ہوتی ہیں۔ اور۔ اور رنگوں کی بھی۔ پس حیوان بمقابلہ ایضاً کے اس لئے عام ہے کہ ہر رنگ کے جانداروں کو شامل ہے۔ یہ بھی ایضاً کی خصوصیت نہیں۔ اور ایضاً بمقابلہ حیوان کے اس لئے عام ہے کہ ہر سفید پر صادق آتی ہے۔ پس حیوان کی خصوصیت نہیں۔ (ان دونوں نسبتوں میں) یعنی نسبت بتائیں۔ اور نسبت عموم و خصوص میں وجہ میں اضافت پائی جاتی ہے *۔ ۱۲ منبر

یا طرف مکان کی نسبت ہو۔ جیسے صبح کا ناشتہ۔ گھڑی بھر کا کام۔ چار دن کی بات۔
شام کی نماز چھ مہینے کی بڑی ستر برس کے بوڑھے۔ سدا کا دکھیا۔ اور کبھی۔ بجائے
اسم زمانہ کے ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جو لفظاً تو نہیں مگر معنیاً زیادہ پر دلالت
کرتے ہیں۔ جیسے۔ دودھ کے دانت۔ جنم کا دکھیا۔ پوتروں کا امیر۔ (یا) کنوئیں کا پانی
تالاب کی پھلی۔ پتھر کی گھرین۔ جے پور کا قلاتند۔ کابل کا سٹوہ۔ باپڑ کے پاپڑ۔ گھر کا
سامان۔ وغیرہ۔

(۵) اضافتِ بادئۃً تعلق یعنی ایسی اضافت جو تھوڑے سے لگاؤ کی وجہ سے
مضاف کی تخصیص کرے۔ جیسے۔ ہمارا گاؤں۔ میرا شہر۔ تیرا محلہ۔ اس کی گلی۔ تمہارا کوچہ
ان کا ملک۔ وغیرہ۔

(۶) اضافتِ توضیحی۔ ایسی اضافت جس میں مضاف کی تخصیص بذریعہ وصفت
کیجائے۔ اس اضافت اور اضافتِ مطلق میں فرق ہے۔ کہ اضافتِ مطلق میں یہ ضروری نہیں ہوتا
کہ مضاف۔ مضاف الیہ پر صادق آئے مگر اس اضافتِ توضیحی کے لئے ضروری ہے کہ
مضاف۔ مضاف الیہ پر صادق آئے۔ گو مضاف الیہ کا مضاف پر صادق آنا لازمی ہو
جیسے جنوری کا مہینہ۔ جمعہ کا دن۔ برسات کا موسم۔ پیل کا درخت۔ وغیرہ۔

(۷) اضافتِ بادئۃً۔ ایسی اضافت کہ مضاف کی تخصیص اس کے مادہ کی نسبت
سے کی جائے۔ جیسے۔ یونے کی انگوٹھی۔ چاندی کا چھلا۔ مسئلہ کی چوکی۔ سال کی بچی۔
مٹی کا پیالہ۔ پیتل کا گھڑا۔ یا ناست کی اچکن۔ کشمیر کے کاوٹ۔ ریشم کے کمر بندوں کا کپڑا۔

(۸) اضافتِ علت و سبب۔ ایسی اضافت کہ جس سے مضاف کی تخصیص اس
کی علت یا سبب ظاہر کرنے سے کی جائے۔ جیسے۔ راستہ کا ٹھکانا۔ دودھ کا جلا۔ بھوک کا
دکھیا۔ سفر کا مارا۔ غم کا مارا۔ وغیرہ۔

(۹) اضافتِ شبہی۔ ایسی اضافت جس میں مضاف کی تخصیص شبہ سے کی جائے۔

تشبیہ میں پانچ چیزیں ہوتی ہیں۔ ایک وہ شے یا شخص جس کو تشبیہ دی جائے اسے تشبیہ کہتے ہیں۔ دوسری وہ شے یا شخص جس سے تشبیہ کی جائے۔ اس کو تشبیہ بہ کہا جاتا ہے۔ تیسرے وہ بات جس میں تشبیہ کی جائے۔ اس کو وجہ تشبیہ بولتے ہیں۔ چوتھے وہ الفاظ جو تشبیہ کو ہمیشہ بہ جیسا ظاہر کرنے کے لئے لائے جائیں ان کو اذات تشبیہ یا کلمات تشبیہ کہتے ہیں۔ پانچویں غرض تشبیہ یعنی اس تشبیہ سے کہنے والے کی غرض کیا ہے۔ اضافہ تشبیہ سے تخفیف لغتی کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ جیسے نگاہ کا تیرا آہ کا نیزہ۔ غم کی برہی۔ غصہ کی آگ۔ رنج کی گھٹلا۔ مصیبت کا پہاڑ۔ ان مختصر کلمات کو اگر مفصل بیان کریں اس طرح کریں گے۔ کہ نگاہ زخم کرنے یا تکلیف دینے میں ایسی ہے جیسے تیر (یا) آہ نقصان پہنچانے یا نکار کرنے میں نیزے کے مانند ہے۔ یا غصہ بہر باد و تباہ کرنے یا ملیٹ کر دینے میں آگ جیسا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اور اگر بطریق تشبیہ ان فقروں کو بولیں اور یوں کہیں کہ تیر جیسی نگاہ یا۔ نیزہ جیسی آہ یا۔ برہی کی مانند غم۔ وغیرہ تو بھی اضافت میں بمقابلہ تشبیہ تخفیف ہے۔

(۱۰) اضافت استعارہ۔ ایسی اضافت کہ جس میں مضاف کی تخصیص مضاف الیہ کو شخص یا شے تصور کرنے کے بعد اس کے لوازم کلی یا جزئی سے کی جائے۔ استعارہ کے معنی ہیں مانگ لینا۔ مانگ لینے میں تین چیزیں ہوتی ہیں۔ ایک وہ شخص یا شے جس سے کچھ مانگ لیا جائے۔ اسے تو استعارہ کہتے ہیں۔ دوسری وہ شے جس کے لئے مانگ لیا جائے۔ اس کو مستعار کہتے ہیں۔ تیسرے وہ شے جو منگی ہوئی لی ہے اسے مستعار کہتے ہیں۔ استعارہ کی بہت سی قسمیں ہیں جن کا مفصل ذکر متعلق علم بیان ہے نہ کہ متعلق علم صرفت علم صرفت ارو میں۔ اضافت اور علامت اضافت ہے۔ یہ سب کام لئے جاتے ہیں جیسے غبار کا ہاتھ۔ ہوا کا دامن۔ فکر کا زانو۔ نگاہ کا پانو عقل کے ناخن۔ بال کی کھال۔ خیال کا

لہ اداہ کے معنی دست افراد کے میں یعنی اس ہاتھ کے اوزار کے جس سے کام کیا جائے یہاں کا تشبیہ اور

قاصد شوق کا نامہ پر محبت کی نظر۔ الفت کی آگہ غبار کے ہاتھ نہیں ہوتا۔ اور نہ ہوا قیامتی ہے جس کا واسن ہو۔ اور نہ فکر و ڈانگ والا سیاچہ پایہ جانور ہے جس کے زانو ہو۔ ان مضامینوں کو ایک شخص تصور کر کے اس کے لئے صفات ہاتھ۔ یا واسن۔ یا زانو۔ مانگ لیا گیا تشبیہ اور استعارہ میں یہ فرق ہے کہ استعارہ میں تو صفات الیہ کو اول کوئی یا شے تصور کر لیا جاتا ہے۔ پھر اس کے لوازم کی یا خبرنی میں سے ان کا صفات لاتے ہیں اور تشبیہ میں فی نفسہ مشبہ کو اظہار غرض کے لئے کسی مشترک وجہ مشبہ کی بنا پر مشبہ بہ جیسا بتایا جاتا ہے۔

(۱۱) **اضافت وصفی**۔ ایسی اصناف ہیں سے مناسبت کی تخصیص کسی صفت کی نسبت سے کی جائے جیسے۔ دل کا شگ۔ طبیعت کا تیز۔ نیت کا خراب۔ کانوں کا کچا۔ دل کا بوال عقل کا دشمن۔ محبت کا بندہ۔ ذہن کا ہٹھا۔

صفات الیہ اور صفات کے مجموعے کو مرکب اشافی کہتے ہیں۔ اور یہ دونوں ملکر جزو جملہ ہوا کرتے ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک۔ اردو میں اکثر صفات الیہ کو پہلے لاتے ہیں اور صفات کو اس کے بعد۔ اور اسی ترتیب کو فصیح مانتے ہیں۔ البتہ۔ اضافت ظرفی اور اضافت وصفی میں بعض جگہ صفات مقدم آتا ہے اور صفات الیہ موخر جیسے مثال اضافت ظرفی۔ دودھ کا پیالہ۔ پانی کا گڑا۔ گھی کی چاٹی۔ آموں کے ٹوکے زردہ کی رکابی۔ کباب کی سبج۔ شربت کا گلاس۔ فرنی کی تشری۔ وغیرہ۔ مثال اضافت وصفی۔ پال کا آم۔ ڈال کا غریبہ۔ تڑاٹی کی دھوپ غنڈ کی گرمی۔ آفت کا پرکالہ۔ چھن مٹن کی دال۔ بے دودھ کی چائے۔ وغیرہ۔

کبھی صفات الیہ یا صفات۔ یا دونوں بذریعہ عطف کے لگے لاتے ہیں۔ جیسے۔ زید اور ولید۔ اور حالہ کا خطا تھا ہے۔ یا۔ اس کے۔ ہاتھ اور پانوں۔ اور سر۔ کا پنتا ہے جبب صفات الیہ۔ مرکب ہو یعنی یا تو صفات الیہ اور صفات دونوں ملکر یا صفت

اور موصوف دونوں مل کر مضاف الیہ واقع ہوں۔ تو مرکب مضاف الیہ کے مابین جو علامت اضافت۔ واحد مذکر کے لئے آئے گی۔ اس کے آخر کا الف یا ءے جمہول سے بدل جائے گا۔ اور اسی طرح صفت اور موصوف کے آخر کا الف یا (ہے) یا ءے جمہول سے بدل جائیں گے۔ جیسے :

مسیک کوٹ کی سلائی۔ زید کے گھوڑے کا زین۔ تمھارے لڑکے کی کتاب ۔

ان مثالوں میں مضاف الیہ اور مضاف مل کر پھر مضاف الیہ واقع ہوئے ہیں یا سچے لڑکے کی عزت۔ ذمہ دار بچے کی حجت۔ بد لڑکے کی ذلت۔ ان مثالوں میں صفت اور موصوف مل کر مضاف الیہ واقع ہوئے ہیں اور لڑکا کا الف اور (بچہ) کی (ہے) یا ءے جمہول سے بدل گئے ہیں ۔

کلمات ربط کے آسنے سے جبکہ مضاف الیہ مفرد ہو۔ یا بلا کلمات ربط جبکہ مضاف الیہ مرکب ہو۔ علامت اضافت واحد مذکر یعنی کار رانا۔ کا الف بھی یا ءے جمہول سے بدل جائے گا جیسے :

اس کے ہاتھ میں۔ مسیک صندوق میں۔ اپنے پانگات تک۔ یا۔ اس کے مکان کا کمرہ۔ میرے امتحان کا وقت تمھارے حصہ کی ٹٹھائی۔ اپنے کیے کا خمیازہ۔ زید کے آنے کا وقت یہ ضروری نہیں کہ مرکب مضاف الیہ صرف مضاف الیہ اور مضاف مفرد ہی سے ترکیب پائے۔ بلکہ مرکب مضاف الیہ پھر کسی مضاف کا مضاف الیہ بطور مفرد واقع ہوتا ہے۔ اور سوائے علامت اضافت۔ اس مضاف کے جو ترکیب پاکر مضاف الیہ نہیں بنتا۔ باقی سب علامتوں میں جو واحد مذکر ہوں یہی عمل ہوگا۔ جیسے۔ زید کے مکان کے کمرہ کا دروازہ۔ یا۔ زید کے مکان کے کمرے کے دروازے کے سامنے کا طاق۔ یا زید کے گھوڑے کی کاٹھی کے زینب کے بکسوں کے کاٹھ۔

مصدر متعدی جب مضاف واقع ہو۔ تو بعض جگہ اس کے دو مفہوم ہوتے ہیں جیسے۔

خالہ کا ہٹانا۔ یعنی خالہ کا کسی کو ہٹانا۔ یا خالہ کو کسی کا ہٹانا۔ یا اس کا ہٹانا یعنی اس کا کسی کو ہٹانا۔ یا کسی کا اس کو ہٹانا۔ ایسے ہی۔ میرا بلانا۔ بھٹکارا اٹھانا۔

لیکن ضمیر اپنا کے ساتھ یہ اشتباہ واقع نہیں ہوتا۔ کیونکہ جب اپنا ہٹانا۔ یا اپنا بلانا کہیں گے۔ تو اس سے کسی کا اپنے آپ کو ہٹانا۔ یا بلانا نہیں سمجھا جاسکتا۔

جب علامات اضافت یعنی۔ کار کے۔ کی۔ کی جگہ بالترتیب الفاظ۔ والے۔ والے والی لائیں تو یہ بھی علامت اضافت کا کام دیتے ہیں۔ لیکن یہ عمل صرف اسماء کے ساتھ مخصوص ہے۔ ضمائر کے ساتھ یہ استعمال نہیں ہوتا جیسے۔ زید والا قلم ولید والے پونڈے۔ بکر والی دوات یعنی۔ زید کا قلم۔ ولید کے پونڈے۔ بکر کی دوات۔ البتہ ضمائر اضافی کے ساتھ۔ اگر والا۔ واسے۔ والی۔ بولیں۔ تو یہ الفاظ اس مقام پر اضافت کے لئے نہیں ہوتے۔ بلکہ اضافت کی تاکید کے لئے ہوتے ہیں جیسے۔ میرے والا پونڈا میرے واسے پونڈے۔ میرے بکر والی گنڈیری۔

جہاں قرینہ کلام سے پہلے سکنا ہو وہاں اکثر مضاف کو تذکرہ دیتے ہیں جیسے۔ نہ اپنی کمی۔ نہ میری سستی۔ تم کہو تو ایمان کی کموں۔ وہ نانی کا ابتک نہیں آیا۔ جب اپنا۔ یا۔ اپنے۔ یا۔ اپنی۔ مضاف الیہ واقع ہوں اور ہم دوبار بولے جائیں تو مضاف ایک ہی بولا جائے گا۔ جیسے۔ اپنا اپنا کام کرو۔ اپنے اپنے کپڑے مل جاؤ۔ اپنی اپنی کتاب اٹھا لو۔

اضافت ہونے کی صورت میں ان ضمیروں کی تکرار کے وقت ایک ضمیر کو بطور اسم کے بھی استعمال کرتے ہیں۔ جیسے۔ اپنا۔ اپنا ہی ہوتا ہے۔ اپنے اپنے ہی ہوتے ہیں۔ اپنی اپنی ہی ہوتی ہے۔

اور بحالت اضافت ان ضمائر اضافی کا استعمال۔ ضمائر غائب و حاضر۔ بتکلم کے ساتھ بھی کیا جاتا ہے۔ جیسے۔ وہ اپنا حصہ لے گا۔ وہ اپنے گئے چوسے گا۔ وہ اپنی ہاسینا

لے جائیگا۔ تو اپنا خیال ظاہر کر۔ تم اپنے کپڑے تہ کر لو۔ تم اپنی صدری سی لو میں اپنا گھوڑا کستا ہوں۔ ہم اپنے گھر جاتے ہیں۔ میں اپنی ٹوپی لے آیا ہوں۔ اپنا۔ اپنے۔ اپنی جب اور ہمارے ساتھ آتے ہیں۔ تو اسی تخصیص ظاہر کرتے ہیں جس سے اپنے قبضہ یا ملک میں تصرف ثابت ہو۔ جیسے۔ تم اپنا گھوڑا لاؤ۔ وہ اپنے مال میں سے دیں۔ تم اپنی گرہ کو توٹوٹو لو *

کلمات خبر یعنی ایسے کلمے جو اسم یا ضمیر کا تعلق کسی فعل یا شبہ فعل یا تعلق فعل یا صفت کے ساتھ ظاہر کریں۔ ان تعلق ظاہر کرنے والے لفظوں کو جار اور جس کلمے سے تعلق پیدا کیا جائے اسے مجرور کہتے ہیں *

فائدہ بعض کلمات جار کا استعمال اردو میں۔ کار کے۔ کی۔ بعد ہوتا ہے اور ہاں اضافت کا شبہ پڑتا ہے۔ حالت اضافت اور حالت مجروری میں تمیز ضروری ہے۔ اس میں یہ فرق ہے کہ مضاف۔ یا اہم ہوگا۔ یا ضمیر ہوگی۔ اگر بجائے مضاف کے کلمہ خبر ہو تو وہ حالت مجروری ہے۔ اور اگر اسم یا ضمیر ہو تو حالت اضافی مثلاً۔ تم اس کے ساتھ آنا۔ اس جملہ میں۔ اس کے ساتھ لفظ (کے) کی وجہ سے اضافت کا شبہ پیدا ہوگا مگر جب معلوم ہو گیا کہ لفظ ساتھ جو بجائے مضاف آیا ہے نہ اسم ہے نہ ضمیر۔ تو اس کو جار و مجرور قرار دیا جائے گا۔ یا تم اس کی بات سننا۔ اس مثال میں بات چونکہ اسم اس لئے۔ کی علامت اضافت ہے *

کلمات جر اکثر یہ الفاظ ہوتے ہیں۔ میں (بکسریم) سے۔ تک۔ پر۔ پر۔ اوپر۔ نیچے۔ تلے۔ آگے۔ پیچھے۔ اندر۔ باہر۔ ساتھ۔ سمیت۔ واسطے۔ لئے۔ طرف۔ پاس۔ نزدیک۔ سامنے۔ گرد۔ (بکسرہ گاف) پیش۔ قبل۔ بعد۔ پیچھے۔ پیچ میں۔ مارے۔ کو یہ لفظ کو بمعنی طرف سے

۵۔ جر کے معنی کھینچنے کے ہیں اور جار کے معنی کھینچنے والا۔ اور مجرور کے معنی کھینچا گیا۔ چونکہ یہ کلمات ایک لفظ کے معنی کو دو سے لفظ کے معنی سے۔ لادیتے ہیں۔ اس لئے ان کو جار کہتے ہیں۔ ۱۲۔ مستند *

روبرو سمیت - جانب ہٹلک - اور تئیں - اور درمیان بیچ - یہ کلمات سب متروک ہیں مثالیں - وہ گھر میں آیا - وہ صبح سے نہیں آیا - وہ باغ تک گیا - اس پر اُفت آئی - تم یہ کیا نصیبت پڑی - وہ کوٹھے کے اوپر گیا - وہ درخت کے نیچے بیٹھا - میں نے چرخ تلے اندھیرا پایا - وہ سیر اگے رویا - اس کے پیچھے رست جاؤ - وہ کوٹھی کے اندر جاؤ - وہ کمرے کے باہر چلا آیا - وہ میسرے ساتھ گیا تھا - تم وہ ٹوکرا آموں سمیت لے آؤ - میں نے تمہارے واسطے کوشش کی - وہ ملنے کے لئے آیا تھا - وہ تمہاری طرف گیا ہے - تم میسرے پاس آؤ - تم میسرے نزدیک بیٹھو - تم اس کے سامنے رست جاؤ - تم اس کے گرد رست پھرو - میری کھمبیش نہ گئی - میں اس سے قبل تمہیں بتا چکا ہوں - میں دوپہر کے بعد جاؤں گا - میں تمہارے بیچ میں پڑنا نہیں چاہتا - وہ تمہارے مارے نہیں آیا - وہ مدرسہ کو گیا - تم میرے روبرو آؤ - وہ دوسری سمت گیا - یہ دوسری جانب جائے گا - ان کلمات جاریں سے بعض کلمے متعدد معنی کے ربط کے لئے آتے ہیں - جیسے -

(۱) میں - یہیم کے زیر سے - ظرف مکان کے ربط کے لئے - جیسے وہ گھر میں گیا - وہ گلی میں کھڑا تھا - تم اس بات کو دل میں سوچو - اگر تم مرد ہو تو میدان میں آؤ -

ظرف زمان کے ربط کے لئے - جیسے تم دیر میں آئے - وہ گھڑی میں آتا ہے - گھڑی میں جاتا ہے - تمہارے حصہ میں کتنی ریوڑیاں آئیں - تم دو گھنٹہ میں آئے -

حالت یا کیفیت کے ربط کے لئے - جیسے - وہ نشے میں بیٹھا تھا - وہ غصہ میں بھر گیا - وہ خوشی میں گیت گاتا رہا - وہ بیچ میں روتا تھا - وہ قریب میں آگیا -

مقابلہ یا تفصیل کے ربط کے لئے - جیسے میں عمر میں بڑا ہوں - وہ قدر میں بڑا ہے - وہ علم میں اُس سے بڑھ گیا - یہ نیکی میں اُس سے بڑی ہے گیا -

انتخاب و امتیاز کے ربط کے لئے - وہ شرافت میں لاثانی مانا جاتا ہے - تم ذہانت میں یکتا تسلیم کئے جاتے ہو - وہ بہادری میں اپنا اختیار نہیں رکھتا -

تعداد یا مقدار کے ربط کر لئے جیسے۔ پانچ میں سے ایک یہ آئے۔ ان دونوں میں کشتی
 بدی گئی۔ یہ پائے دس پٹے میں آئیں گے۔ اٹا وزن میں کم اُترا۔
 صرف ربط کے لئے۔ وہ حقیقت میں نہیں آیا۔ وہ سردی میں ٹھٹھک گیا۔ تم اسکی
 باتوں میں آگئے۔ وہ منہسی میں تھیں بکتا رہا۔ وہ دھوپ میں بیٹھا تھا۔

(۳) سنے۔ یہ کلمہ بھی متعدد معانی کے ربط کے لئے آتا ہے۔

ابتداءً مکانی یا زمانی کے ربط کے لئے۔ وہ گھر سے گیا۔ وہ دہلی سے آیا۔ حرف عین
 کو خلق سے نکالنا چاہئے۔ تم کہاں سے آئے۔ میں صبح سے بیٹھا ہوں۔ وہ شام سے
 سو رہا ہے۔ یہ ہمارے گھر قدیم سے رہتا ہے۔ وہ مدت سے چلا گیا۔
 تعداد و مقدار کے ربط کے لئے۔ وہ ایک میل سے زیادہ بھاگا۔ میں سیر بھر سے زیادہ
 دو دو چلی سکتا ہوں۔ مٹھی بھر دانوں سے اس کا پیٹ نہیں بھرے گا۔ اس کی پیاس جلچھر
 پانی سے نہیں بجھتی۔

جب ابتدا و انتہا دونوں کا ربط مقصود ہو تو ابتدا کے لئے کلمہ (سے) اور انتہا
 کے لئے کلمہ (تک) لاتے ہیں۔ جیسے۔ میں دہلی سے کلکتہ تک گیا۔ تمہارے پاس جاہل سے
 لیکر عالم تک آتے ہیں۔ اس گھر میں چھوٹے سے بڑے تک سب پڑھتے ہیں۔
 علت و سبب کے ربط کے لئے۔ جیسے۔ میں فساد سے ڈرتا ہوں۔ وہ لالچ سے سبق
 پڑھتا ہے۔ میں بدنامی سے گھبراتا ہوں۔ اس نے ملک تلوار سے فتح کیا۔ اُس نے
 ہر نیند و قی سے مارا۔

تعلق یا تعلق تعلق کے ربط کے لئے۔ کیا تم کانوں سے بھرے ہو گئے۔ کیا وہ آنکھوں سے
 اندھا ہو گیا۔ وہ پڑھنے سے اکتا گیا۔ وہ نوکری سے برخاست ہو گیا۔ میں تمہیں دل سے
 چاہتا ہوں۔

انتخاب و امتیاز کے ربط کے لئے۔ اس سے اچھا قلم لانا۔ یہ دوات تم اس دوات سے

جبری لائے۔ میں اس سے اس کو بہتر جانتا ہوں۔ میں تم سے اس کو برتر سمجھتا ہوں۔
 انتزاع کے ربط کے لئے۔ میں نے اس سے کتاب چھپین لی۔ اس نے کمان سے تیر
 چلایا۔ تم کتوں میں سے پانی کھینچ کر لاؤ۔ اس کچڑے سے آم لے لو۔
 رغبت اور توجہ کے ربط کے لئے۔ جیسے میری بات اس نے غور سے سنی۔ مجھے اس
 محبت سے بٹھایا۔ وہ میرے ساتھ تواضع سے پیش آیا۔ وہ میرے پاس شوق سے آئیں
 معیت کے ربط کے لئے۔ جیسے میں نے دال سے روٹی کھائی۔ وہ بڑے سامان آئے۔
 اس نے مجھ سے اچھا برتاؤ کیا۔ وہ تم سے بولا۔ وہ مجھ سے ملا۔

مقابلہ اصداء کے ربط کے لئے۔ جیسے۔ سخی سے سووم بھلا ہوتا ہے اگر صاف جواب دیدے
 یہودہ بکواس سے۔ چپ رہتا بہتر مانا جاتا ہے۔ اس جانے سے تو تم نہ جاتے تو اچھا ہوتا
 کلیہ سے۔ دو سکر کلمہ خبر کے ساتھ بھی بولا جاتا ہے۔ جیسے۔ وہ گھر میں سے نکلا۔ وہ اوپر سے
 آیا۔ وہ چھتے کے نیچے سے کہیں چلا گیا۔ وہ درخت پر سے گر پڑا۔ وہ میرے آگے سے ہٹ گیا
 وہ میرے ساتھ سے بچھڑ گیا۔

(۳) تک یہ کلمہ بھی متعدد معنوں میں بحیثیت کلمہ جز مشمل ہے۔ مثلاً۔
 انتہا کے لئے۔ جیسے۔ صبح تک۔ شام تک۔ گھر تک۔ باغ تک۔ یہاں تک۔ وہاں تک
 اس تک۔ اُس تک۔ تم تک۔ مجھ تک۔ تجھ تک۔ ہم تک۔ ان تک۔ اُن تک۔
 قربت کے لئے۔ جیسے۔ وہ مجھ تک نہیں پہنچا۔ وہ شاید تم تک بھی نہ پہنچا ہوگا۔
 فرض اخلاقی کی عدم بجا آوری کے لئے۔ جیسے۔ تم نے خط تک نہ لکھا۔ اس نے پانی تک
 نہ دیا۔ تو نے روٹی تک نہ پوچھا۔ مجھے تمہارا خیال تک نہ آیا۔ اس نے سلام تک نہ کیا۔
 کلمات۔ (سے) اور تک جدا جدا۔ اسماء کے ساتھ اکثر شرکت اور شمول کا فائدہ دیتے ہیں
 جیسے۔ امیر سے غریب تک۔ چھوٹے سے بڑے تک۔ عالم سے جاہل تک۔ بچے سے بوڑھے
 تک۔ رعیت سے راجا تک۔ راجا سے پر جانا تک۔ سب ایک تھیل کے بٹے ہیں۔

(۴) اوپر پر۔ یہ۔ ان کلمات میں اوپر کا مخفف پر ہے۔ اور پر کا مخفف۔ یہ۔ ہے۔ لے کے زیر سے ان میں سے اوپر۔ اور پر کا استعمال کثرت ہے۔ لفظ (پر) شریں کثرت آتا ہے یہ کلمات بھی مختلف مطالب کے اظہار میں کارآمد ہوتے ہیں۔ جیسے۔ بلندی کے لئے۔ یہ بلندی خواہ واقعی ہو یا خیالی۔ یا نسبتی۔ ہر ایک کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں مثلاً۔ بلندی واقعی کے لئے۔ جیسے۔ نزدیک کوٹھے کے اوپر سوتا ہے۔ وہ بالا خانہ پر گیا۔ تم تو چھت پر کھڑے پتنگ اڑایا کرو۔

بلندی خیالی کے لئے۔ جیسے۔ اکا داغ تو آسمان پر ہو گا۔ تمھارا آنا میرے سر اور آنکھوں پر یہ تمھارا احسان میسر اوپر ہے۔

بلندی نسبتی۔ چاند تو آسمان پر ہے۔ اور چاند فی زمین پر پھیلی ہوئی ہے۔ میسر سر پر تو ایک مصیبت کا پہاڑ ہے۔

اعتماد اور بھروسے کے لئے۔ جیسے۔ میرا گزارہ کرایہ پر ہے۔ میری امید تو تم پر ہے اس کا انصاف تمھارے اوپر چھوڑتا ہوں۔

تسلیم و قبول کے لئے۔ جیسے۔ خدا کا ویا سر پر۔ تمھارا فرمانا سر ماتھے پر تمھارا حکم سر آنکھوں پر۔

واسطے اور لئے کے معنی میں۔ جیسے۔ وہ تو نام پر مقرر ہے۔ وہ تو روپے پر جان دیتا ہے۔ لفظ (میں) بکسریم کے قریب قریب معنوں میں۔ جیسے۔ وہ تو گھر پر موجود ہے۔ وہ کواڑہ پر کھڑا ہے۔ وہ گھر پر موجود ہے۔

طرف اور جانب کے معنی میں۔ جیسے۔ اس کی باتوں پر بہت جانا۔ اس معاملہ پر تم نے غور نہیں کیا۔ تم نے اس بات پر توجہ نہیں فرمائی۔

رابطہ کے لئے۔ تم وقت پر آئے۔ تم موقع پر پہنچے۔ تم پر کیا گزری۔

(۵) ساتھ۔ سمیت۔ یہ دونوں کلمے معیت کے لئے آتے ہیں۔ جیسے۔

تم اُن کے ساتھ جاؤ۔ میں اُن کے ساتھ آؤں گا۔ وہ وہی تک میرے ساتھ رہا۔ تم گھٹلیوں سمیت پیر کھا گئے۔ وہ اُن کو پلنگ سمیت اٹھا کر لے گئے۔

لفظ ساتھ رفاقت کے معنی میں بھی رہا جاتا ہے۔ جیسے اس معاملہ میں سب تھکے ساتھ ہیں۔ تم نے میرا ساتھ دیا۔ میں تمہارا ساتھ دوں گا۔ وہ میرا ساتھ نہیں دیتا۔ کبھی نہیں بٹتا۔

ساتھ واسطے اور لئے کے معنی میں جیسے۔ تم نے میرے ساتھ کیا کیا۔ میں اُس کے ساتھ کر اکر سکتا ہوں۔ تمہیں جو کچھ کرنا ہو میرے ساتھ کرو۔

ساتھ کے لفظ کا استعمال اضافی طریق کے مشابہت کے لئے کرنا کو اضافہ بھی لینا۔ ہم بتائے ہیں کہ لفظ ہمساتہ مضاف نہیں ہو کرتا۔

(۶) آگے۔ سامنے۔ رو برو۔ یہ کلمات ایک دوسرے کی جگہ بھی رہتے جاتے ہیں اور ان میں سے لفظ آگے اور معنوں میں بھی متبادل ہے۔ مثلاً۔

متبادل المعنی استعمال۔ جیسے۔ اسے میرے آگے رہنے دو۔ یا۔ اسے میرے سامنے رہنے دو۔ یا۔ اسے میرے رو برو رہنے دو۔ اور میرے آگے اس کی کیا حقیقت ہے یا میرے سامنے۔ اسکی کیا حقیقت ہے۔ یا۔ میرے رو برو اس کی کیا حقیقت ہے۔ اور۔ تم آگے آؤ۔ یا۔ تم سامنے آؤ۔ یا۔ تم رو برو آؤ۔

لفظ آگے۔ فارسی کے لفظ پیش کے معنی میں بھی آتا ہے۔ جیسے۔ تم اور آگے آؤ۔ وہ تم سے آگے چلا گیا وہ آگے جا رہا ہے۔ میرا گھر بھی آگے ہے۔

اور زمانہ آئندہ کے لئے بھی اسکا استعمال ہوتا ہے۔ جیسے۔ میں نے کہہ دیا آگے تم جاؤ۔ میں رائے دے چکا۔ آگے تم سوچ لو۔ میں تو اسے سمجھا آیا۔ آگے وہ جانے۔

(۷) طرف۔ سمت۔ جانب۔ اردو میں یہ الفاظ ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے ہیں جیسے۔ اس نے میری طرف دیکھا۔ یا میری سمت دیکھا۔ یا میری جانب دیکھا۔

وہ بازار کی طرف گیا۔ یا سمت گیا۔ یا۔ جانب گیا۔
 حمایت کے لئے۔ جیسے۔ وہ میری طرف ہے۔ یا سمت ہے۔ یا۔ جانب ہے۔ اور میں
 کسی کی طرف نہیں تھا۔ یا سمت نہیں تھا۔ یا۔ جانب نہیں تھا۔
 (۵) نزدیک۔ ایک تو یہ کلمہ الفاظ پاس۔ اور قریب کا مترادف ہے جیسے تم اس
 نزدیک نہ جانا۔ یا پاس نہ جانا۔ یا قریب نہ جانا۔ اور وہ میرے نزدیک کھڑا تھا۔ یا پاس
 کھڑا تھا۔ یا۔ قریب یا کھڑا تھا۔

اور لفظ نزدیک رائے اور خیال کے معنی میں بھی برتا جاتا ہے۔ جیسے۔
 میرے نزدیک یہ درست نہیں۔ ان کے نزدیک تھا کہ یہ خیال صحیح نہیں۔ میں نے
 اپنے نزدیک ان کو اچھی طرح سمجھا دیا۔
 کبھی بجائے حرف جر کے واو محمول اور نون غمہ کسی اسم عام کے بعد لاتے ہیں جیسے۔
 بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا۔ تمھارے ہاتھوں یہ کام ہوا۔
 کبھی کلمہ جر کو حذف کر دیتے ہیں۔ جیسے۔ میں تمھاری خاطر اس کام میں پڑا۔ یعنی خاطر
 یا۔ وہ نہ اپنی خوشی آباہ اپنی خوشی گیا۔ یعنی خوشی سے زیادہ اس جھگڑے میں مفت ہار گیا۔
 یعنی مفت میں۔

عربی حروف جر کا استعمال فارسی اور اردو الفاظ کے ساتھ جائز نہیں۔ یعنی۔ فی مرد۔
 فی ماہ۔ فی مینہ۔ فی گھڑی۔ کتنا غلط ہے۔
 زماں اگرچہ عربی لفظ ہے لیکن اس کے بعد ہائے نسبت بقاعدہ فارسی زیادہ کر کے
 جب زمانہ کہیں تو یہ فارسی لفظ سمجھا جائے گا۔ اور اس لئے۔ فی حرف جر کا لانا صحیح نہیں
 ہوگا۔ یعنی فی زمانہ کتنا غلط ہے۔ فی الزمان۔ یا۔ فی زمانہ کتنا چاہئے۔
 کلمات شمول۔ یعنی ایسے کلمے۔ جو دو یا دو سے زیادہ شخصوں یا چیزوں کو ایک حکم
 میں شامل کریں۔ شمول کے لئے اکثر یہ کلمات استعمال کئے جاتے ہیں۔ بھی۔ نیز۔ سوا۔

علاوہ - کا - کے - کی *

جیسے - تم بھی آئے اور میں بھی - یہ بھی گرا اور وہ بھی - اس نے بھی کہا اور اس نے بھی وہ گیا اور نیز میں - تم یہ کہنا اور نیز یہ - آم خریدنا اور نیز جانیس *

تھارے سوا زید گیا - میرے سوا بکر آیا - اس کے سوا وہ بھگا *

ان کے علاوہ میں گرا - میرے علاوہ آپ بولے - میرے علاوہ میں آیا تھا - آدمی کا آدمی اور پندرہ کا پندرہ - روپے کا روپیہ گیا - اور عورت کی عورت *

لالہ کے لالہ اور پتھر کے پتھر - بدنام کے نام ہوئے اور بات کی بات گئی *

کلمات حصہ و تخصیص - کلمات ذیل حصہ و تخصیص کے لئے برتے جاتے ہیں *

ہی - ایک یا اک - اکیلا - اکیلے - اکیلی - زرارے - زری (نون کے زیر سے) تنہا صرف

فقط محض - خالی - بس (یعنی فقط - یا - صرف) اپنا - اپنے - اپنی - کی - پر - اور - یا - سے *

یہ کام اس نے ہی کیا ہے - میں ہی گیا تھا - زید ہی آیا تھا - بندہ نے ہی گایا تھا - وقت

گزر جاتا ہے ایک بات رہ جاتی ہے - نوابی تو گئی ایک نام رہ گیا ہے *

بدن تو گھل گیا اک جان باقی ہے - میرا اک کام ہے اگر تم کر دو *

حصہ کے موقع پر اکثر بجائے ایک کے اک بولتے ہیں *

مغربیائے مغربیں اکیلا مرغا ہے - اکیلا چنا کیا بھار پھوڑے گا - اکیلا لڑکا کیونکر رہے گا -

اکیلے آم کیا بھیجوں - اکیلے تم کیا کر لو گے - وہ اکیلے چلے گئے *

آج کل اکیلی عربی سے کام نہیں چلتا - اکیلی بچی پڑی رو رہی ہے *

نرا لکھنا کافی نہیں - نرے امرو دوں کا کیا پتاؤں - نری چلم کو لیکر کیا کروں - میں تنہا رہ گیا

اس گھر میں صرف وہی ہے - فقط لڑکی آئی - میں محض تم سے ملنے آیا تھا - ان کے پاس تو خالی

ٹٹو ہی ٹٹو ہے - نہ زمین نہ کاٹھی - بس تم چلے جانا - بس میں ہوں یا میرا خدا - تم نے اپنا کیا پایا -

تم نے اپنی بنی بتائی بات بگاڑ دی - وہ اپنے کے پریشان ہے - تم رات کی رات ٹھہراؤ -

اس کا گزراہ کرایہ پر ہے۔ میں ہوں یا تمہاری یا وہ میں ہوں اور تیرا دامن میں ہوں
اور تیری چو کھٹ *۔

کبھی لفظ آپ کے ساتھ خود کا لفظ تاکید کے لئے بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے وہ آپ آئے تھے۔
کبھی آپ پر یا خود پر۔ یا خود آپ یا آپ خود۔ پر لفظ ہی کا اضافہ کر دیا جاتا ہے زیادہ زور
دیتے اور تاکید کے لئے۔ جیسے وہ آپ ہی آئے تھے۔ وہ خود ہی آئے تھے۔ وہ خود آپ ہی
آئے تھے۔ وہ آپ خود ہی فرما رہے تھے *۔

لفظ (ہی) علامت فاعل اور علامت مفعول اور کلمات جار سے حصہ یا تخصیص کے لئے
پہلے بھی آتا ہے۔ اور پیچھے بھی۔ جیسے زید ہی نے کہا تھا۔ یا۔ زید نے ہی کہا تھا۔ ولید ہی کو
بلایا تھا۔ یا۔ ولید کو ہی بلایا تھا۔ مشین ہی سے سیاتھا۔ یا۔ مشین سے ہی سیاتھا۔ تم ہی
آفت آئی۔ تم پر ہی آفت آئی *۔

البتہ متبادر شخصی میں سے ضمیر (میں لفتح ہم) اور (تو) جب حالت فاعلی میں ہوں تو علامات
فاعل سے پہلے لفظ (ہی) نہیں لاتے۔ علامت فاعل کے بعد بولتے ہیں۔ جیسے میں نے ہی کہا
یوں نہیں کہتے کہ میں ہی نے کہا تھا *۔ تو نے ہی پکارا تھا۔ اس طرح ہمیں کہ تو ہی نے پکارا۔
اور ضمائر۔ اس۔ اُس۔ مجھ۔ تجھ۔ اور ضمیر اشارہ۔ یہ۔ وہ۔ کے ساتھ جیب لفظ ہی لانا ہوں
تو اسکی (ہے) کو حذف کر کے صرف یا سے معروف سے کام لیتے ہیں۔

اور علامت فاعل یا علامت مفعول یا کلمات جر سے پہلے بولتے ہیں۔ جیسے *۔
اسی نے مارا تھا۔ اُسی نے پکارا تھا۔ مجھی کو مارا تھا۔ تجھی کو پکارا تھا۔ باقی ضمائر میں فاعل
اور مفعول کی علامتوں سے اور کلمات جار سے پہلے اور پیچھے دونوں طرح لفظ (ہی) لانا ہے
ہیں۔ جیسے۔ تم ہی نے بلایا تھا۔ تم نے ہی بلایا تھا۔ ہم ہی نے پکارا تھا۔ ہم نے ہی پکارا تھا۔
اور اگر ضمائر اس۔ اور اُس۔ اور مجھ اور تجھ میں۔ لفظ ہی کو یا سے معروف سے نہ بدلیں تو
ان میں بھی لفظ ہی کے قبل و بعد لائے میں حسب بالا عمل کیا جائے گا۔ جیسے۔ اس نے

مارا۔ اس ہی کو مارا۔ اس نے ہی مارا۔ اس کو ہی مارا۔ اس ہی پر کھنٹے پڑے۔ اس پر ہی
 کھنٹے پڑے۔ مگر ضمائر مجہول اور تخلص میں بحالت فاعلی یہ عمل البتہ بحالت مفعولی و مجروری ہوتا ہے
 جیسے۔ مجھ ہی کو کھلایا تھا۔ یا۔ مجھ کو ہی کھلایا تھا۔ تجھ ہی کو پکارتا تھا۔ یا۔ تجھ کو ہی پکارتا
 تھا۔ تجھ ہی پر مار پڑی تھی۔ تجھ پر ہی مار پڑی تھی۔ مجھ ہی سے کہا تھا۔ تجھ سے ہی کہا تھا۔
 مگر ضمائر شخصی میں بعد علامات فاعلی و مفعولی و کلمات تیار۔ لفظ ہی نکالنا زیادہ
 فصیح ہے۔ سوائے اس صورت کے کہ لفظ ہی کو صرف یا ساتھ مفعول و صفت سے بدلنا چاہیے
 ان ضمائر میں لفظ ہی۔ یا۔ یا نے صرف کلمات و غیرہ سے پہلے لانا فصیح ہے۔
 جہاں زیادہ زور دینا مقصود ہوتا ہے۔ وہاں بجائے ہی کے صرف یا ساتھ مفعول و صفت
 لاتے اور لفظ ہی کو علامات وغیرہ سے قبل یا یا بعد جن کی مثالیں اوپر دی گئی ہیں۔
 ضمیر (سب) کے بعد جب لفظ (ہی) زیادہ کرتے ہیں تو سب کی ساری جگہ کو اس سے
 دیتے ہیں اور لفظ ہی کی جگہ غیر مفعولی کو تخلص ملی بنے بدل لیتے ہیں۔ اور یہی کہتے
 ہیں۔ جیسے۔ سبھی آگے بھی گئے۔ سبھی پیچھے بھی گئے۔ سبھی چپاڑ پڑی۔ اور
 یہی عمل الفاظ۔ جب۔ تب۔ کب۔ اب۔ وغیرہ میں کیا جاتا ہے۔
 اور بلا صرف کے بھی لفظ ہی کو استعمال کرتے ہیں۔ جیسے۔ سب ہی کو اکٹھا کیا سب
 ہی سے کہا۔ سب ہی پر بوجھا پڑی۔

بعد علامت فاعل و مفعول و کلمہ جرنے لفظ ہی کا ضمیر سب کے ساتھ لانا غیر فصیح ہے
 کلمات تاکید۔ ایسے کلمے جو تاکید کے لئے یا تلام میں زور دینے کے لئے بولے جا سکیں
 جیسے۔ ہم۔ (مجھے کے زیر سے) آپ۔ خود۔ جی۔ پیر۔ ہاں۔ سرگز۔ بیشک۔ ضرور۔
 مثالیں۔ تم دن بھر کام کرو۔ تم خود آپ کرو۔ تم آپ خود کرو۔ تم ہی کرو۔ تاکید تاکید
 کے لئے دو کلمے ملا کر بولتے ہیں۔ جیسے۔ مگر ہم میں میں پر چاہتا۔ وہ آپ ہی آئے تھے۔
 حسب ضرورت دو کلموں سے زیادہ بھی ایسا فقرہ میں بولتے ہیں۔ جیسے۔ وہ خود آپ

ہی آئے تھے۔ دن بھر وہ آپ خود ہی کام کرتے رہے۔
 فعل منفی کی تکرار کی صورت میں۔ لفظ (ہی) بھی تاکید کے لئے لاتے ہیں۔ جیسے۔
 وہ کام نہوا یہ نہوا۔ گھٹانہ آئی پر نہ آئی۔ تم نہ گئے پر نہ گئے۔
 کبھی فعل کی تکرار سے تاکید کا کام لیتے ہیں۔ جیسے۔ میں گیا گیا۔ یا۔ وہ نہیں گیا نہیں گیا۔
 وہ آتا ہے آتا ہے۔ وہ بتاؤ لگا۔ بتاؤ لگا۔
 لفظ ہاں اکثر ابتدا میں آتا ہے اور اسکو مکرر بھی بولتے ہیں جیسے۔ ہاں میں گیا تھا۔
 ہاں میں جاؤں گا۔ ہاں ہاں میں سے کہہ دیا۔ ہاں ہاں یہ مجھ سے نہیں اٹھتا۔
 کبھی مکرر فعلوں کے مابین۔ ہرگز۔ ضرور۔ بیشک۔ بے شبہ وغیرہ بھی تاکید کے استعمال
 کرتے ہیں۔ اور بصورت عدم تکرار ابتدا میں۔ جیسے۔ میں ہرگز نہ جاؤں گا۔ وہ ہرگز
 نہیں آیا۔ اس نے ہرگز نہیں کہا۔ بیشک وہ نہیں بیٹھا۔ وہ بیشک نہیں بولا۔ اس نے
 بے شبہ بھاری شکایت کی۔ وہ بے شبہ کل یہاں آیا تھا۔ میں ضرور جاؤں گا۔ وہ
 ضرور آئے گا۔ وہ کہے گا ضرور۔ وہ جائے گا بیشک۔ وہ کہے گا بے شبہ۔ وغیرہ۔
 جیسے۔ میں نہ جاؤں گا ہرگز نہ جاؤں گا۔ وہ آئیں گے اور ضرور آئیں گے۔ میں ان سے
 ملوں گا اور بے شک ملوں گا۔ میں ان سے کہوں گا اور بے شبہ کہوں گا۔
 ان مثالوں سے مقام احتمال کلمات تاکید بھی واضح ہو گئے۔
 کلمات قسم۔ ایسے کلمے جو قسم کے لئے برتے جائیں۔
 قسم کے لئے ہندی کا لفظ تو ایک صرف (سوں) ہے۔ بواؤ معروف و نون غنہ۔
 جیسے۔ تیری جان کی سوں۔ اپنے سر کی سوں۔ اس بچے کی سوں۔ مگر اس کا استعمال
 اردو میں متروک ہے۔
 البتہ عربی اور فارسی حروف و الفاظ اردو میں قسم کے لئے بولے جاتے ہیں۔ جیسے۔
 قسم۔ سوگند۔ بواؤ لین صرف واؤ۔ صرف بے۔

مثالیں۔ خدا کی قسم۔ علم کی قسم۔ تیرے سر کی قسم۔ اپنی جان کی قسم۔
 سوگند کا استعمال بوجہ قسم تو نہیں ہوتا۔ قسم کھانے کے ظاہر کرنے کے لئے گوبل نہیں
 مگر بہت کم۔ وہ سوگند کھا گیا۔ اس نے سوگند اٹھا رکھی ہے۔
 حرف واؤ یعنی قسم اردو میں صرف اللہ کے نام کے ساتھ بولتے ہیں۔ جیسے۔ واللہ۔
 میں ان سے نہیں ہلا۔ واللہ میں گیا تھا۔
 ایسے ہی حرف بے۔ اردو میں صرف (خدا) کے نام ساتھ قسم کے لئے لاتے ہیں۔ جیسے۔
 بخدا میں نے نہیں کہا۔ بخدا میں شام آیا تھا۔
 اردو نظم میں۔ باللہ۔ بربت کعبہ۔ بجان۔ وغیرہ لاتے ہیں۔ مگر یہ ہماری بحث سے
 خارج ہیں کیونکہ نظم قواعد کی پابندی کی تحمل نہیں ہو سکتی۔
 اسی طرح حرف الف قسم کے لئے نظم میں آتا ہے۔ نہ نہیں نہیں آتا۔ جیسے۔ حلقا۔
کلمات تشبیہ و مثال۔ عربی زبان میں مثل ایسے شخص یا شے کو کہتے ہیں جو دوسرے
 شخص یا شے کی مانند تمام صفات میں ہو۔ اور مثال میں۔ تمام صفات کے اندر مانند
 ہونا داخل نہیں۔ اردو والوں نے آخر کے معنوں میں لفظ تشبیہ کو برتا ہے اور پہلے معنوں
 میں لفظ مثال کو۔ اگرچہ عربی میں تشبیہ کے لئے مشبہ اور مشبہ بہ ہیں وہ مشبہ کا بالکل
 یکساں ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ یوں ہی ساتھ تشبیہ کے لئے کافی ہے۔ اس تشبیہ سے
 تشبیہ اور مثال۔ اور مثل یکسر قسم کا فرق ظاہر ہو گیا۔
 اردو میں جو الفاظ تشبیہ و مثال کے لئے برتے جاتے ہیں ان میں اس قسم کا اعتبار بھی نہیں
 کیا جاتا۔ اور ایک ساری لفظ ہر ایک موقع کے لئے برتا جاتا ہے۔ وہ کلمات یہ ہیں۔ ایسا۔ ویسا۔
 جیسا۔ سا۔ کسا۔ جون (لو او معروف بمعنی مانند) مانند طرح (معنی مانند) گویا۔ ہو یا ہو
 این ہیں (فتح الٹ ویم دیاسے جدول)
 یہ کلمات ایسے موقع پر برتے جاتے ہیں۔ کہ جہاں کسی شخص یا شے کا۔ کسی دوسرے شخص

یا شے کی مانند کسی ایک یا چند صفات میں - ہونا - یا - بننا - یا - خیال کرنا - یا کتنا بیان کیا جائے *

ان کلمات میں - ایسا - ویسا - جیسا - سا - کا - کا آخری الٹ اور کاسا کے دونوں الٹ - جمع مذکر میں پائے معمول ہے - اور واحد در جمع نوشت میں یا نے معرفت سے بدل جاتے ہیں - اب مثالیں سنو *

وہ لڑکا بھی ایسا ہی تھا جیسا یہ ہے - یہ لڑکے ایسے ہی شریر ہیں جیسے - ہمارے محلہ کے ہیں - یہ لڑکی بالکل ایسی ہے جیسی تیری لڑکی - یہ لڑکیاں ایسی ہی خیر ہیں جیسی تمہاری لڑکیاں - یہ قلم ایسا نہیں جیسا پہلا قلم تھا - یہ گتے ویسے میٹھے نہیں جیسے وہ لائے تھے یہ دو ات ویسی نہیں جیسی زبید کی ہے - یہ جاسنیں ویسی ادوی نہیں جیسی ہمارے باغ کی ہیں - تم ساعقل مند اور کون ہے - تم سے خیر خواہ اب پیدا نہیں ہوتے - تجھ سے سی سگھر میرے دیکھنے میں تو نہیں آئی - تم سے گائے واپس بہت کم ہوتی ہیں *

اسوقت تو بہت کاسا سو سم ہے - آج بھی کل کی سی پھوار پڑ رہی ہے *

اس دن کے سے آم پھر نہیں آئے - کل کی سی کھرنیاں آج نہیں ملیں *

جون (او او مہر وضا) اب مہر وک ہے *

یہ بھی تمہاری مانند بہادر ہے - تمہاری طرح یہ بھی بڑا جھنٹی ہے - جب وہ بولتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا تم بول رہے ہو - اس کا خطا ہو ہو تو تم سے ملتا ہے - یہ لڑکا بعینہ زید معلوم ہوتا ہے - یہ لڑکی اینا میں تمہاری لڑکی کی صورت ہے *

ان کلمات میں سے - گویا - ہو ہو - بعینہ - این میں وغیرہ تاکید تشبیہ مثال کے لئے بھی آتے ہیں - جیسے - اس کی چال ایسی ہے گویا تم جا رہے ہو - وہ ہو ہو ایسا ہے جیسے تم وہ بعینہ اس طرح گاتا ہے جس طرح تم گاتے ہو - اس کی آواز این میں تمہاری آواز جیسی کلمات تفریع - یعنی ایسے کلمے جو کسی کلام کے نتیجہ کے لئے - یا حاصل شدہ مطلب

کے لئے۔ بغرض وضاحت بولے جائیں جیسے :-
 اس کے لئے اردو کا لفظ۔ تو (لضم اول دواو مجہول) اور فارسی کا لفظ۔ پس مستعمل
 ہیں جیسے۔ تو اس سے یہ معلوم ہوا۔ اچھا تو مختار مطلب یہ ہے۔ اس سے تو یہ ثابت
 ہوتا ہے۔ پس اس گفتگو کا نتیجہ یہ ہے۔ پس مختار انداز یہ ہے :-
 کلمہ تسلسل کلام۔ ایسا کلمہ جو کلام ماسبق و لاحق ہیں ربط پیدا کرے :-
 اردو میں اس کے لئے ایک لفظ (سو) ہے لضم بین دواو مجہول جیسے :-
 تم نے مجھے بلایا تھا سو میں آگیا۔ تم جو کام بتا گئے تھے۔ سو میں کرتا رہا :-
 کلمات خلاصہ کلام۔ ایسے کلمے جو شروع جملہ پر اس لئے لائے جائیں کہ کلام
 سابق کا خلاصہ ان کے بعد بیان کر دیا جائے۔ جیسے :-

مختصر۔ المختصر۔ قصہ مختصر۔ غرض۔ الغرض۔ سخن کوتاہ۔ قصہ کوتاہ۔ خلاصہ۔
 مثالیں۔ مختصر یہ کہ میں اُن سے ملنا نہیں چاہتا۔ المختصر وہ یہاں سے خوش گئے قصہ
 یہ کہ وہ اب نہیں پڑھ سکتے گا۔ القصہ۔ وہ تاشیں ضرور کریں گے۔ غرض وہ تم سے ناراض
 ہیں۔ الغرض وہ مکان بیچ دیں گے۔ سخن کوتاہ خانہ آباد دولت زیادہ۔ قصہ کوتاہ۔ نہ وہ
 آئیں گے نہ ہم جائیں گے۔ خلاصہ یہ کہ چوتھی کی رسم ضرور ادا ہوگی :-

(۲) کلمات عطف

ایسے کلمے جو مفرد کلموں یا مرکب جملوں کو۔ ایک حالت یا ایک حکم میں جمع کر دیں
 جن کلموں یا جملوں کے مابین کلمات عطف آتے ہیں ان میں سے پہلے کو معطوف علیہ
 اور دوسرے کو معطوف کہتے ہیں۔ معنوی اعتبار سے کلمات عطف کی آٹھ قسمیں ہیں :-
 (۱) کلمات عطف۔ ان کی تعریف تو اوپر لکھی جا چکی۔ اور کلمات یہ ہیں۔ اور
 کر۔ کے۔ پھر۔ حرف واو صرف :- ان میں سے :-

(الف) لفظ اور عام ہے۔ جو مفرد اور مرکب کلموں اور جملوں میں استعمال ہوتا ہے جیسے پانی اور ہوا پر زندگی کا مدار ہے۔ ہم میں اور تم میں اتفاق رہنا چاہئے۔ میں تم سے ملنے گیا۔ اور بلا ملے واپس چلا آیا۔ تم باغ گئے اور مجھے نہ لے گئے۔ کبھی دو مختلف کاموں کے لگانا رہوئے کا اظہار لفظ اور سے کیا جاتا ہے جیسے۔

تم گئے اور وہ آیا۔ میں بھینچا اور وہ چلا۔ روٹی نہڑی اور بوجھا سکا۔
ان جملوں میں ماضی سے مستقبل کے معنی لئے گئے ہیں۔
کبھی لفظ اور سے تہہہ یعنی دھمکانے کے معنی لئے جاتے ہیں۔ جیسے۔
بس اب تم ہو اور میں ہوں۔

کبھی اپنی بے تعلقی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ جیسے۔ تم جانو اور وہ جانے۔
ایسے دو لفظوں میں جو ایک دعا کے لئے ہوں۔ خواہ ان میں سے کوئی تابع ہو یا نہ ہو
کلمہ عطف نہیں لاتے۔ جیسے۔ وہ رات دن پڑھتا ہے۔ اسے بھلے بُرے میں تمیز نہیں۔
وہ چلتے پھرنے لگا۔ وہ دُکھ میں میرا ساتھی ہے۔ وہاں رونا چھینا پڑ گیا۔ وغیرہ۔
کبھی کلمہ عطف حذف کر دیتے ہیں۔ جیسے۔ ہم ہوئے۔ تم ہوئے۔ جاہل ہوئے۔ عالم ہوئے۔
فقیر ہوئے یا شاہ ہوئے۔ امیر ہوئے۔ وزیر ہوئے۔ خطیب ہوئے۔ طبیب ہوئے۔ سب کو
بیرستہ طے کرتا ہے۔

جناب زید آیا۔ پکا آیا۔ ولید آیا۔ خالد آیا۔ ہندو آئی۔ غرض کس کس کا نام لوں۔
ان مثالوں میں اگر کلمہ عطف لایا جائے۔ تو فعل کو بار بار لانا نہیں پڑے گا بلکہ کلمہ عطف
بار بار آئے گا۔

(ب) کر۔ کے۔ یہ دونوں کلمے عطف کے لئے صیغہ امر واحد حاضر کے بعد آتے ہیں
اور ایک دو سہ کی جگہ برتے جاتے ہیں۔ اور ایسے موقع پر بولے جاتے ہیں جہاں ایک
فعل کی تکمیل کے بعد۔ دوسرے فعل کے عمل میں لانے کا اظہار مقصود ہو۔ جیسے۔ وہ نہا کر گیا۔

وہ نہا کے سو گیا۔ وہ اچھے پور کر چلے گئے۔ وہ اچھے ہو کے چلے گئے۔ وہ بد رستہ اگر
 کہیں چلے گئے۔ یا وہ بد رستہ آگے کہیں چلے گئے۔

کر۔ اور کے کے استعمال میں کوئی تفریق نہیں۔ البتہ جہاں مصدر کرنا کام کر کلام میں
 آئے گا۔ وہاں عطف کے لئے لفظ (کے) بولیں گے۔ فقط (کر) کی تکرار غیر فصیح ہے۔ جیسے
 وہ کام کر کے چلا گیا۔ وہ اپنا وعدہ پورا کر کے آیا۔

(ج) پھر۔ یہ کلمہ ایسے عطف کے لئے برتا جاتا ہے جس میں کام کرنے کی ترتیب بھی ملحوظ
 رہے۔ پہلے زیر آیا پھر پھر۔ پہلے نہا پھر کھانا کھانا۔ پہلے تم گئے پھر میں گیا۔ پہلے لکھ پھر پڑھ
 اس نے پہلے گاڑی خریدی پھر گھوڑا لیا۔

کر۔ اور کے۔ استعمال سے جو ایک فعل کی تکمیل کے بعد دوسرے فعل کا کرنا یا ہونا
 ظاہر کیا جاتا ہے اس سے دوسرے فعل کا وقوع پہلے فعل سے بلا فصل و متصل ہونا ہی
 ضروری نہیں۔ بلکہ باوجود جدائی زمانہ وقوع بھی یہ الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔

(۲) کلمات تردید۔ ایسے کلمے جن سے کلام میں تردید یعنی دُبا پیدا کی جائے وہ
 کلمات یہ ہیں۔ یا۔ کہ۔ یا تو۔ خواہ۔ چاہے۔ چاہو۔

کلمات یا۔ کہ۔ ایک دوسرے کی جگہ بولے جاتے ہیں جیسے۔ وہ آیا۔ یا نہیں۔ یا وہ آیا
 کہ نہیں۔ دیکھئے وہ پاس ہوتا ہے یا نہیں۔ یا۔ دیکھئے وہ پاس ہوتا ہے کہ نہیں۔ وہ بیمار ہے
 یا تندرست۔ یا۔ وہ بیمار ہے کہ تندرست۔ وہ اچھا ہے یا بُرا۔ وہ اچھا ہے کہ بُرا۔ تم یہ لوگ
 یا وہ۔ تم یہ لوگ کہ وہ۔

یہ دونوں کلمے ابتدا سے کلام پر نہیں آتے۔

کلمہ یا تو۔ یہ کلمہ جملہ کی ابتدا یا اسم و ضمیر کے بعد جنسب کہ اسم یا ضمیر حالت منفی میں ہو
 آتا ہے اور اس کے جواب میں نقطہ (یا) لاتے ہیں جیسے۔ اچھے یا تو تم لکھو یا میں لکھوں

۱۵ تردید کے معنی ہیں دُبا میں ڈالنا۔

یا تو وہ مجھے بلا لیں یا وہ آپ آجائیں۔ یا تو تم جاؤ۔ یا میں جاؤں۔ وہ یا تو میرے پاس آئیں یا میں ان کے پاس جاؤں۔

خواہ۔ چاہے۔ چاہو۔ یہ کلمات دو جملوں پر آتے ہیں۔ اور پہلے جملہ پر یا تو ابتدا میں کلمات سے ہوتی ہیں۔ یا اسم یا ضمیر کے بعد یہ کلمات بولے جاتے ہیں۔

ان کلمات کے بعد جو اسم یا ضمیر یا صفت واقع ہوگی۔ وہ مکرر ان کلمات کے آئے پر خواہ یہ کلمات بنفسہ آئیں۔ یا بالمقابل ان کے لفظ (یا) آئے۔ وہ اسم یا ضمیر یا صفت بھی بصورت مثبت و منفی مکرر آئے گی۔ اور ان دونوں فقروں کے بعد ایک جملہ مضمون کا پورا کرنے والا ضرور بولا جائے گا۔ جیسے۔

خواہ تم کھاؤ یا نہ کھاؤ۔ وہ کھلا میں گے ضرور۔ خواہ تم سٹو خواہ نہ سٹو۔ وہ کہے جا۔ تم خواہ اچھے ہو۔ خواہ بُرے ہو ہمارے دوست۔

زید خواہ ہم سے لڑے یا ہم اس سے لڑیں۔ تم بچ میں کون ہو۔ چاہے وہ آئیں چاہے تم آؤ۔ آنا ضرور پڑیگا۔ تم چاہے آؤ چاہے نہ آؤ۔ میں ضرور آؤں گا۔ تم چاہے کتنا بابت کتنا میں خود کہلوں گا۔ تم چاہو مانو۔ یا۔ نہ مانو اس نے صلاح تو اچھی دی ہے۔ چاہو تم اسکو مرگیا کو یا اچھا۔ وہ تو تمہارے گن گاتا پھرتا ہے۔ تم چاہو پوچھنا چاہو نہ پوچھنا۔ میں ان سے دریافت کر دوں گا۔

(۴) کلمہ **ضراب**۔ ایسا کلمہ جس کے ذریعہ سے اعلیٰ کو ادنیٰ یا ادنیٰ کو اعلیٰ ظاہر کیا جاسکے اُردو میں اس کے لئے۔ صرف کلمہ (بلکہ) آتا ہے۔ جیسے۔

وہ آدمی نہیں بلکہ فرشتہ ہے۔ یا۔ وہ آدمی نہیں بلکہ شیطان ہے۔

وہ امیں نہیں بلکہ جوہر ہے۔ یا۔ وہ شہر بہت نہیں بلکہ نہایت شریف ہے۔

کبھی ظاہر کردہ صفت کے علاوہ اور صفت یا صفات زاید کو بطریق **اضراب** بیان کرتے ہیں۔

جیسے۔ وہ خوب صورت ہی نہیں بلکہ خوب سیرت بھی ہے وہ صرف حافظ ہی نہیں۔ بلکہ عالم اور طبیب اور قاری بھی ہے۔ وہ جواری ہی نہیں بلکہ چور اور اچکا بھی ہے۔ وہ انہیں ہی نہیں کھاتا بلکہ چرس بھی پیتا ہے۔ وہ صرف انگریزی ہی نہیں پڑھتا۔ بلکہ عربی اور فارسی بھی پڑھتا ہے۔ مثال میں کہ آدمی کیا فرشتہ ہے (لفظ (کیا) جزائے کہ نہیں بلکہ ضرب حمز و فسحہ (۴) کلمات استدراک۔ ایسے کلمے جو پہلے کلام کے ابہام رفع کرنے کے لئے بولے جائیں۔ کلمات ذیل سے اکثر یہ عرض پوری کی جاتی ہے۔

مگر۔ لیکن۔ الا۔ البتہ۔ اگرچہ۔ بلکہ۔ گو۔ یہ۔ سو (بضم سین) سکون (واو مجہول) * مثالیں۔ باتیں تو سب بناتے ہیں۔ مگر کام کو فی نہیں کرتا۔ اس نے وعدہ تو کیا تھا۔ لیکن آیا نہیں۔ اسے بہت کچھ کہا۔ الا۔ وہ اپنے ارادہ پر چارہا۔ انہوں نے تمہیں تو کچھ نہیں کہا۔ البتہ۔ زید کہ پیام دیا تھا۔ ہر کوئی امتحان کے نام سے گھبراتا ہے۔ اگرچہ کیا ہی لائق ہو نصیحت سے اسکی اصلاح تو کچھ بھی نہ ہوئی۔ بلکہ وہ اور بگڑ گیا۔ اسکو اپنی گرفتاری کا سخت رنج ہے۔ گو چہرہ سے ظاہر نہ ہوتا ہو۔ بنی کے ساتھی بہت پر بگڑی کا ایک بھی نہیں تم آئے پناہ وقت آئے میں نے تم سے اصلاح پوچھی تھی۔ سو تم نے بھی کچھ جواب نہ دیا۔

(۵) کلمات استثناء۔ ایسے کلمے جن سے چند چیز یا چیزوں یا شخص یا شخصوں میں سے دوسری چیز یا چیزوں یا شخص یا شخصوں کو جدا کیا جائے۔ جو جدا کی جائیں انہیں مستثنیٰ اور جن سے جدا کی جائیں انہیں مستثنیٰ منہ کہتے ہیں۔ اگر جدا شدہ۔ اور وہ جن سے جدا کیا جائے۔ ایک ہی جنس کی چیزیں یا شخص ہوں تو اس کو استثنائے متصل کہتے ہیں۔

اور اگر یہ دونوں ایک جنس سے ہوں۔ تو اس کو استثنائے منقطع کہا جاتا ہے۔ مثال استثنائے متصل کی۔ زید کے سوا سب آدمی کھانا کھا گئے۔ مثال استثنائے منقطع کی۔ شیطان کے سوا سب فرشتوں نے حضرت آدم کو سجد کیا۔

ان دونوں قسم کے استثناءؤں کے لئے کلمات استثناء ایک ہی ہیں یعنی مگر
الا۔ لیکن۔ سوا۔ بجز۔ باستثناء۔ جیسے *

استثنائے متصل کی مثالیں۔ سب آگے مگر زید نہیں آیا۔ سب لڑکوں نے سبق پڑھا
الا زید نے نہیں پڑھا۔ سب دوست تماشہ دیکھنے گئے۔ لیکن میں گھر چلا رہا۔ سوا زید
کے سب لڑکے کھیلے۔ بجز میرے سب لوگ پٹے۔ باستثنائے زید کے سب کو انعام ملا۔
استثنائے منقطع کی مثالیں۔ سب گھوڑے روانہ کر دیئے مگر میں نہیں گیا۔ ہر جن کڑیاں
بھرتے جا رہے تھے۔ الا۔ زید ہارا تھا کا پڑا تھا۔ کتے بھونک رہے تھے۔ لیکن تم چپ
سادھے پڑے تھے۔ سوا سیکر گھر میں چڑیا ناک نہ تھی۔ بجز بندر کے وہاں کوئی
آدمی نہ تھا۔ باستثنائے چرواہے کے بکریاں سب پھانگ میں گئیں۔ *

(۶) حرف بیان۔ یعنی ایسا حرف کہ وہ اس جملہ کی ابتدا میں آئے۔ جو اپنے سے پہلے
جملہ کی وضاحت کرتا ہو۔ پہلے جملہ کو مبتدئ۔ بفتح یا ئے مشددہ۔ اور دوسرے کو جس کی ابتدا
میں حرف بیان ہے۔ بیان۔ یا عطف بیان کہتے ہیں۔ *

بیان کے لئے صرف فارسی حرف (کہ) ہے جو اردو میں بھی مستعمل ہے۔ جیسے۔
تم جانتے ہو کہ میں تمہارا مخالف نہیں ہوں۔ وہ کہتا ہے کہ میں حساب میں کمزور ہوں۔
مصادر۔ کہنا۔ فرمانا۔ وغیرہ کے یا ان کے مشتقات کے بعد جو جملہ بیان آئے اسے مقولہ
بھی کہتے ہیں۔ جیسے۔ اُس نے کہا۔ کہ آج کل بھائی بھائی کا دشمن ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ
صحبت بد سے بچنا چاہئے۔ *

الفاظ۔ ارشاد۔ ہدایت۔ نصیحت۔ قول وغیرہ کے بعد بھی مقولہ واقع ہوتا ہے۔ جیسے۔
آپ کا ارشاد ہے۔ کہ آپس میں لڑنا نہ کرو۔ آپ کی ہدایت ہے۔ کہ تکبر کبھی بدست کرنا
آپ کی نصیحت ہے۔ کہ بدگمانی بہت بری ہے۔ یا۔

آپ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ سب انسان بھائی ہیں۔ آپ ہدایت کرتے ہیں۔ *

کہ مذہب پر قائم رہنا چاہئے۔ آپ کا قول ہے۔ کہ ہمیشہ مظلوم کی مدد کی جائے۔
 (۷) کلمات علت۔ ایسے کلمے جو سبب اور علت کے ظاہر کرنے کے لئے بولے جاتے ہیں۔
 کیوں۔ اس لئے۔ اس واسطے۔ کہ (یعنی کیوں)۔ تا۔ لہذا۔ ان کلمات میں سے (لہذا) اور (کہ) کے سوا باقی تمام کلمات کے ساتھ کاف بیانہ آتا ہے خواہ متصل آئے یا مفصل مگر آتا ہے ضرور جیسا کہ ذیل کی مثالوں سے واضح ہو گا۔

مثالیں محنت کرو۔ کیونکہ محنت ہی راحت کی دانی ہے۔ وہ اس لئے آئے ہیں۔
 کہ تمہیں ساتھ لیجائیں۔ میں اس واسطے اُن کے پاس گیا تھا کہ تمہاری سفارش کروں
 پڑھے جاؤ کہ پڑھنا ہی سب سے بڑی نعمت ہے۔ میں انہیں لے آیا ہوں تاکہ تمہیں جانے کی
 تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔ آپ تو تشریف نہ لائے تھے ضروری کام تھا لہذا میں چلا آیا۔
 (۸) کلمات شرط و جزا۔ جب کسی ایک بات کو دوسری بات پر منحصر کرنا چاہیں
 تو جو کلمات حصر کرنے کے لئے لائے جائیں وہ کلمات شرط و جزا کہلاتے ہیں جیسے، اگر
 تم مدرسہ جاؤ گے تو میں بھی جاؤں گا۔ اس جملہ میں اگر۔ اور۔ تو۔ کلمات شرط و جزا ہیں۔
 کلمات شرط۔ جس بات پر حصر کیا جائے۔ اس پر حصر کرنے کے لئے جو کلمات لائے
 جاتے ہیں۔ ان کلمات کو کلمات شرط کہتے ہیں اور اس بات کو موقوف علیہ۔ وہ کلمات
 یہ ہیں۔ جو جبب۔ چونکہ۔ اگرچہ۔ ہر چند۔ گو۔ تا وقتیکہ۔ کیوں نہ۔ نہیں تو۔ ورنہ۔ ورنہ باوجود
 با آنکہ۔ جو ہیں۔ اگر۔ گر۔ ہر چند کہ۔ گو کہ۔ لیکن۔ از بسکہ۔

کلمات جزا۔ جس بات کو دوسری بات پر منحصر کیا جائے۔ اس پر منحصر کر نیکنے لئے جو
 کلمات لائے جائیں۔ ان کو کلمات جزا اور اس بات کو موقوف کہتے ہیں۔

کلمات جزا۔ اکثر یہ ہوتے ہیں۔ مگر۔ لیکن۔ الا۔ تاہم۔ اس لئے۔ اسی واسطے
 اسی واسطے۔ تب۔ سو۔ پر۔ یہ۔ لہذا۔ کہ۔ پھر بھی۔ تو۔ (بضم اول و واو جہول)۔

شرط کے کلمات۔ میں سے تا وقتیکہ۔ چونکہ۔ باوجودیکہ۔ میں کاف بیانہ ہے۔ اور ان

کلمات کا استعمال بلاکاف بیانیہ نہیں ہوتا۔
اور کلمات نہیں تو ورنہ۔ وگرنہ نفی کے معنی شرط میں پیدا کرتے ہیں اور جزا میں شرط
کے خلاف مضمون آتا ہے۔

طریق استعمال۔ کلمہ (جو) کی جزا میں اکثر کلمہ (سو) آتا ہے۔ جیسے۔ جو کیا۔ سو پایا۔ جو سویا
سو چوکا۔

اور کبھی اس کی جزا میں کلمہ (تو) آتا ہے۔ جیسے میں جو باغ میں گیا تو زید وہیں ملا۔
کبھی جو۔ اگر کے معنی دیتا ہے۔ جیسے جو تم نے ادھر کا رخ کیا تو اپنا کیا پاؤں گے۔
کبھی جو۔ کو۔ جب۔ کی جگہ بولتے ہیں۔ جیسے۔ وہ تو ایسا ہی ہے۔ کہ چوہہ ^{بنتا} تو بچکڑی
کلمہ جب کی جزا میں تب آتا ہے۔ جیسے۔ جب میں بلاؤں تب آنا۔
اور کلمہ جب جس وقت کے معنی میں بھی آتا ہے۔ جیسے۔ جب وہ آئیں گے تب میں آؤں گا۔
کلمہ جب کے بعد جب لفظ (ہی) بولا جائے تو اس کی جزا میں حرف (کہ) آتا ہے۔ جیسے۔
یہ جھگڑا جی ہی ہوگا۔ کہ تم اسکا فیصلہ کرو۔ یہاں بھی معنی اسی وقت ہے۔
اور کلمہ جی کے جواب میں لفظ (جب) بھی بولا جاتا ہے۔ جیسے۔ میں نے تو جی ہی بتا دیا تھا جب
تم نے پوچھا تھا۔

کلمہ جب جزا میں بجائے تب کے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے۔ عربی صرف و نحو کے لئے
بہرہ محنت کی ضرورت ہے۔ جب وہ آئی ہے۔
کلمہ چونکہ۔ اس کے جواب میں۔ اس لئے۔ یا اسی لئے۔ یا اس واسطے۔ یا اسی واسطے۔ یا لہذا
وغیرہ بولتے ہیں۔ جیسے۔ چونکہ تم نے خط نہیں بھیجا۔ اس لئے میں نے بھی کوتاہی کی۔ چونکہ
تم نے میری بات نہیں سنی اسی لئے میں خاموش ہو گیا۔ چونکہ تم نے مجھے یاد فرمایا۔
اس واسطے میں چلا آیا۔ چونکہ تم روٹھ گئے تھے۔ اسی واسطے میں بھی غیر حاضر رہا۔
چونکہ تم کو اس وقت فرصت نہیں لہذا میں جاتا ہوں۔

اس لئے اور اس واسطے کی جگہ آئی لئے اور اسی واسطے اس وقت کہتے ہیں جب
زور دنیا مقصود ہوتا ہے *

کلمہ اگرچہ کے جواب میں۔ کلمات مگر۔ لیکن۔ الا۔ تاہم۔ پھر بھی۔ پر۔ پوسے جاتے ہیں جیسے۔
اگرچہ وہ نہیں آئے مگر میں گیا۔ اگرچہ وہ بلایا کئے لیکن میں چلا آیا۔ اگرچہ وہ کچھ بہت اٹھا
الا میں نے اس طرف توجہ نہ کی۔ اگرچہ وقت بہت تنگ تھا تاہم میں نے چلنے کا ارادہ کر لیا
اگرچہ انہوں نے تمہیں نہیں بلایا۔ پھر بھی تمہارا جانا مناسب ہے۔ اگرچہ اس نے اصرار کیا
پر میں نے نہ مانا *

کلمہ ہرچند کی جزا میں بھی وہی کلمات آتے ہیں۔ جو اگرچہ کی جزا کے لئے بیان کئے گئے
ہیں جیسے ہرچند میں سے سمجھایا مگر وہ نہ سمجھا۔ ہرچند اس نے پوچھا لیکن میں چپ رہا۔ ہرچند
میں نے اسکو بلایا الا وہ شس سے شس نہوا۔ ہرچند اس سے کہا گیا۔ الا وہ نہ مانا۔ ہرچند
وہ مجھ پر خفا ہوا کئے پھر بھی میں نے کچھ نہ کہا۔ ہرچند تمہارا آنا جانا نہیں تاہم اس وقت جانا چاہئے
ہرچند میں سے چپ رہنا چاہا پھر مجھ سے نہ رہا گیا *

اسی طرح کلمہ گو کے جواب میں۔ مگر لیکن۔ الا۔ تاہم۔ پھر بھی۔ پر۔ لائے جاتے ہیں جیسے۔
گو وہ گئے مگر میں نہیں گیا گو تم بلائے رہے لیکن وہ نہ آیا۔ گو تم اقرار کرتے رہے۔ الا وہ انکار
ہی کرتا رہا۔ گو انہوں نے بہت اگسایا تاہم میں صبر کیے بیٹھا رہا۔ گو وہ نہایت عاجزی کرتا
رہا پھر بھی تم نے اسکی نہ سنی۔ گو اس نے بہت کہا۔ پر میں راضی نہوا۔

کلمات تا وقتیکہ۔ اور۔ جو ہیں۔ کی۔ جزا میں کوئی کلمہ نہیں بولتے۔ جو ہیں کے جواب میں ہیں
اب متروک ہے جیسے تا وقتیکہ وہ نہ آیا میں نے جاؤں گا۔ تا وقتیکہ میں اس شادی کے
کاموں سے غافل نہوں حاضر نہیں ہو سکتا۔ یا۔ جو ہیں اس نے تمہاری آواز سنی۔ وہ دڑازہ
کی طرف دڑا۔ جو ہیں تم کھنکھارے پھینکا ہو گیا *

یا۔ جو دیکھ۔ اور۔ بانگہ۔ ان۔ دونوں کلموں کی جزا میں۔ مگر اور پھر بھی اکثر آتے ہیں جیسے۔

باوجودیکہ میں اس جھگڑے میں نہ تھا مگر میرا نام لے دیا۔ یا آنکہ وہ جانتا نہیں چاہتا تھا۔
مگر اس کو بھیجا گیا۔ باوجودیکہ مجھے ہر طرح تنگ کیا۔ پھر بھی میں نے کچھ تباہ نہیں دیا۔
باآنکہ میں ان سے آگاہ تھا پھر بھی اپنا کام نکال لایا۔
کلمہ اگر کی جزا میں (تو) آتا ہے۔ جیسے اگر وہ نہ آئے تو تم کیا کرو گے۔ یا۔ اگر تم نہ جائے
تو میں جاتا۔

کیوں نہ۔ یہ کلمہ بھی شرط کے معنی دیتا ہے اور اس کی جزا میں۔ پر۔ مگر۔ پھر بھی۔ تاہم
لیکن۔ الا۔ وغیرہ بولے جاتے ہیں۔ جیسے۔
ان پر وہاں جھڑکیاں ہی کیوں نہ پڑیں۔ مگر یہ جائیں گے ضرور۔ مجھے کتنی ہی تکلیفیں کہیں
نہ اٹھانی پڑے۔ لیکن اس کام کو کر کے چھوڑوں گا۔ ان پر بہت بھبتیاں کسی گئیں۔
الا یہ وہاں سے نہ ملے۔ ان کے ساتھ کیسی ہی بدی کیوں نہ کی جائے۔ تاہم یہ بدلہ لے کے لے
آمادہ نہوں گے۔ ساری رات ہی کیوں نہ بتیبت ہو جائے۔ پر میں یاد رکھنے بغیر نہ اٹھوں گا
اس کو کتنا ہی کیوں نہ مارو۔ پھر بھی یہ گالیاں دیتے جائے گا۔

نہیں تو۔ ورنہ۔ وگرنہ۔ یہ ایسے کلمات شرط ہیں جو کلام سابق کے خلاف مضمون ظاہر
کرتے ہیں اور فعل یا سبق کی نفی کے ساتھ فعل لاحق کا اثبات کرتے ہیں اور پورے جملہ
شرط کے معنی دیتے ہیں۔ جیسے۔

میرا کہتا ہوں تو پچھتاؤ گے۔ یعنی۔ اگر میرا کہنا نہ مانا تو پچھتاؤ گے۔ محنت کرو ورنہ کاپی
دشووار ہے۔ یعنی۔ اگر محنت نہ کرو گے تو کامیابی دشوار ہے۔ تم آتے ہو تو آؤ۔ وگرنہ میں
جاتا ہوں۔ یعنی۔ اگر تم نہیں آتی تو میں جاتا ہوں۔

باقی کلمات شرط کی کچھ مثالیں جملہ لکھی جاتی ہیں۔ کیونکہ کافی تفصیل ہو چکی ہے۔
ہر چیز کہ میں ان کی تلاش میں ہوں مگر اب تک کامیاب نہیں ہوا۔ گو کہ انہوں نے مجھے
یاد دلایا۔ لیکن میں تعمیل نہ کر سکا۔ یہ اذیکہ شتاق زیارت تھا اس لئے حاضر خدمت ہوا۔

مگر۔ اور بکہ نہیں مستعمل نہیں ہوتے البتہ نظم میں ان کا استعمال ہے *
 کلمات بشرط کبھی حذف کر دیئے جاتے ہیں۔ جیسے * تم کہو تو جاؤں۔ تم مانو تو کہوں
 تم کہئے ہو تو کہو ورنہ میں کہتا ہوں *۔

کبھی جزا کے کلمہ کو حذف کر دیتے ہیں جیسے۔ اگر جانا ہے جاؤ۔ اگر کھانا ہے کھاؤ۔
 اگر لانا ہے لے آؤ *۔

کبھی بشرط اور جزا دونوں کے کلمات حذف کر دیئے جاتے ہیں جیسے *
 تمہیں ٹھہرنا ہے ٹھہر جاؤ۔ جانا ہے چلے جاؤ۔ آنا ہے آ جاؤ۔ وغیرہ *۔

جب جزا بشرط پر مقدم ہو تو کلمہ جزا نہیں لاتے جیسے۔ تم کچھ مت کہو اگر وہ نہیں سنتا۔
 تم اسے نہ بلاؤ۔ اگر وہ نہیں آتا *۔

مگر جزا کے مقدم لانے میں کلمہ تب بولا جاتا ہے۔ جیسے *۔

تم تب جانا جب وہ بلائیں۔ تم تب آنا جب وہ آجائیں *۔

کبھی بشرط اور جزا کے کلمات حذف کر کے دونوں جملوں کے مابین (اور) کا لفظ بولتے
 ہیں۔ جو فوراً یا سہجاً کا مترادف ہوتا ہے۔ جیسے *۔

تم وہاں گئے اور پکڑے گئے۔ وہ اس گلی میں آیا اور پٹا۔ یعنی اگر تم وہاں گئے تو پکڑے جاؤ
 اگر وہ اس گلی میں گیا۔ تو پٹے گا *۔

ایسے موقع پر ماضی معنی مستقبل آتی ہے *۔

بعض جگہ بشرط کا کلمہ لاکر امر لفظ کو مشتبه طریق پر ظاہر کرتے ہیں۔ جیسے *۔

اگر سوچ چھپے گا۔ تو چھٹکارا ہوگا۔ اگر خدا ہے تو میری ضرورت سنے گا *۔

کلمات ندا

وہ کلمات جو پکارنے کے وقت یوں بولے جائیں جس کو پکارا جاتا ہے۔ اس کو منادی

کہتے ہیں۔ اگر منادی قریب ہو تو بغیر مد صوت یعنی بلا آواز بڑھانے کے استعمال کیا جاتا ہے۔ اور بصورت بعید مد صوت کے ساتھ وہ کلمات جو منادی سے پہلے بولے جاتے ہیں۔ یہ ہیں * اے۔ او۔ اچی۔ ارے۔ اری۔ ابلے۔ ابلے۔ او۔ او۔ پے۔ یا۔ جیسے * اے خدا۔ اولڑکے۔ اچی حضرت۔ یارب۔ ان کلمات میں تذکیر و تانیث یا وحدت و جمع متادلے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جیسے۔ اے لوگو۔ اولڑکیو۔ اولڑکو اے صاحبو۔ لیکن کلمہ اچی واحد ہی کے لئے استعمال پاتا ہے اور * اور کلمہ (یا) بجز نام خدا کے دوسرے منادی کے ساتھ لانا کرہیہ ہے۔ جیسے * یا پیر۔ یا رسول۔ وغیرہ *

ارے لڑکو۔ ارے لڑکے۔ اری لڑکی۔ اری لڑکیو۔ یہ دونوں کلمے تذکیر و تانیث میں تو منادی کے موافق ہوتے ہیں مگر جمع میں پستور رہتے ہیں * اور یہ کلمات حقارت یا محبت کے اظہار کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں جیسے *

ارے نالایتی۔ اری بھوہڑ۔ ارے لاڈلے۔ اری لاڈو * ابلے آتم۔ ابلے ادب و قوت۔ او بلے نالایتی۔ یہ کلمات تحقیر کے لئے آتے ہیں اور منادی ذکر کے لئے برتے جاتے ہیں *

کلمات او۔ اور۔ اے۔ تحقیر اور تعظیم اور محبت۔ تینوں صورتوں میں مستعمل ہیں جیسے۔ او مردود۔ او اندھے۔ او برے۔ او خدا۔ او مالک۔ او بہانہ۔ او پیارے۔ او لاڈلے۔ اے جاہل۔ اے لنگڑے۔ اے نکمے۔ اے خدا۔ اے زاہد۔ اے عابد۔ اے عزیز۔ اے لاڈلے۔

کلمہ اچی تعظیم کے لئے خاص ہے۔ جیسے اچی حضور۔ اچی قبلہ۔ اچی حضرت۔ وغیرہ * کلمات ارے اور اری کے ساتھ جب (او) زیادہ کریں خواہ اول میں خواہ آخر میں تو یہ تحقیر کے لئے خاص ہو جاتے ہیں۔ جیسے۔ ارے اونانی۔ اورے بھنگی۔ اری اوٹیلین۔

اور ی مالن *

کلمہ ہوت۔ رے۔ ری۔ منادی کے بعد بولے جاتے ہیں۔ اور منادی سے پہلے باوجود ان کلمات نہا کے۔ دوسرا کلمہ ارے یا اری بھی لاتے ہیں۔ یا صرف انہیں پس کرتے ہیں۔ جیسے۔ زید ہوت۔ ارے جانے والے ہوت۔ اری جانے والی ہوت۔ جانے والے ہوت۔ جانے والے رے۔ ارے جانے والے رے۔ زید رے۔ ارے زید رے *

جانے والی ری۔ اری جانے والی ری۔ ہندہ ری۔ اری ہندہ ری *

بعض موقع پر منادی کے ہم یا صفت کے حرف اعرابی کی آواز کو لمبا کر کے کلمہ نہا کا کام لیتے ہیں۔ اور ایسے منادی کے کلمہ نہا کا لانا اور نہ لانا۔ دونوں جائز ہیں۔ جیسے۔ کلومنو۔ میں واؤ کی۔ اور کلوا اور بھورائیں الف کی۔ اور سندری اور سندری۔ میں یہ کی آواز بڑھا دیں۔ اسی طرح۔ پونڈے والے۔ ساگ والی۔ لنگڑے۔ اندھے۔ ہیں۔ یا۔ ارے اوکلواتیں۔ ارے او جانے والے۔ اری اوساگ والی۔ اری اوسندری میں یا مچھول معزو الف کی آواز بڑھایا نہا کا کام منادی کے آخر میں اگر کلمات نہا آئیں تو انہیں کے حروف اعرابی کی آواز بڑھائیں۔ منادی کے حرف اعرابی میں یہ عمل نہیں ہوتا *

نہا اور منادی مل کر ہمیشہ قائم مقام جملہ مفرد ہوا کرتے ہیں *

کلمات جواب

ایسے کلمے جو نہا کے جواب میں بولے جائیں۔ جیسے۔ جی۔ جی ہاں۔ ہاں جی۔ ہاں۔

بھلا۔ اچھا۔ بہت اچھا۔ ہوت۔ حاضر۔ حاضر ہوا۔ جناب۔ حضورہ۔

یہ کلمات نہا کے قریبے بعید۔ دونوں میں شمل ہیں * نہا کے قریب کے جواب میں

کم اور نہا کے بعید کے جواب میں زیادہ حروف اعرابی کی آواز کو بڑھا دیتے ہیں۔ ان میں سے

بھلا اور اچھا اور ہوت اور ہاں میں تو تغیر یا تعظیم کی کوئی خصوصیت نہیں۔ باقی کلمات جواب

تعظیمی میں بولتے ہیں *

کلمات ایجاب

ایسے کلمے جو امر یا نہی یا تنکلم کے کلام کی تصدیق کے لئے بولتے ہیں جیسے :-
 جی ہاں جی ہاں جی ہاں - اچھا بہت اچھا - خوب بہت خوب - ٹھیک بہت
 بالکل ٹھیک - بجا - درست - واقعی - صحیح - کیوں نہیں - ہوں - بضم اول وواو معرفت -
 کلمات جی ہاں ہوں - ایسے موقع پر بولتے ہیں جہاں بات کرنے والے کی
 بات کی طرف اپنا متوجہ ہو ناظر کرنا مقصود ہو - جیسے - ایک شخص نے تم سے کہا کہ میں
 کل دہلی گیا تھا - تم نے اس کے جواب میں بھلا جی - یا ہاں - یا ہوں کے کوئی کلمہ یا
 تو اس کے معنی ہوئے کہ یہ بات میں نے سن لی اور اب جو تم کو کہے اس کے سننے
 کے لئے متوجہ ہوں *

کیوں نہیں - ایجاب نفی کے لئے بولتے ہیں جبکہ کلام میں استفہام ہو - جیسے :-
 کوئی تم سے پوچھے کہ کیا زید میرا شاگرد نہیں - اور تم جواب دو کہ - کیوں نہیں یعنی زید
 تمہارا شاگرد ہے - چونکہ اصل کلام اور ایجاب دونوں میں نفی کا استعمال ہوا - اس لئے
 نفی کی نفی اثبات ہو گئی *

موت کا کلمہ ایجاب میں ہر وقت بولتے ہیں - خواہ ندا میں کلمہ موت کا استعمال کے لئے ہو
 یا ہو یا ہو جیسے - زید موت - اس کے جواب میں زید کے موت - یا اے زید - یا اے زید
 یا اوزید - ان سب کے جواب میں موت کہا جاسکتا ہے *

باقی کلمات - امر یا نہی - یا تصدیق کلام تنکلم کے لئے بولے جاتے ہیں جیسے :-
 کسی نے تم سے کہا کہ - دہلی جاؤ - اس کے جواب میں تم - اچھا - یا بہت اچھا - یا - بھلا -
 میں سے کوئی کلمہ کہہ دیا - یا کسی نے کہا کہ تم دہلی مت جانا - اس کے جواب میں بھی انہیں کلمات

میں سے کوئی سا کلمہ تم نے کہا۔ یا بہت خوب کہا۔ یا کسی نے کہا کہ میری رائے ہے کہ باہمی فیصلہ ہو جائے۔ عدالت سے چارہ جوئی نہ کرنی پڑے۔ اور اس کے جواب میں تم صحیح یا بہت صحیح۔ یا بالکل صحیح۔ یا درست۔ یا بالکل درست یا بجا۔ یا بالکل بجا یا ٹھیک۔ یا بالکل ٹھیک میں سے کوئی سا کلمہ استعمال کرو۔

کالفہر

وہ کلمہ جو اپنے سے پہلے کلمہ یا کلام کی تشریح کے لئے جو کلام کیا جائے اس پر پڑے۔ یہ عربی کے دو لفظ یعنی اور۔ اعمیٰ۔ اردو میں متعل میں جیسے۔ تہذیر یعنی ناحق یا فضول خرچ کرنا۔ تشریح اعمیٰ کسی بات کا کھول کر بیان کرنا۔ فعل یعنی کام۔ فاعل اعمیٰ کام کرنے والا۔

کلمات تمنا

ایسے کلمات جن سے آرزو یا تمنا ظاہر کی جائے۔ اس کے لئے فارسی کے دو کلمے کاش۔ اور کاشکے۔ اردو میں متعل ہیں جیسے۔ کاش وہ آتا اور مجھے اپنے ساتھ لے جاتا کاشکے میںہ برستا۔ اور میرا کھیت پیتا۔

کلمات تحقیر

ایسے کلمے جو اپنی یا کسی دوسرے کی حقارت یا انکسار کے لئے بولے جائیں۔ اور ان کا استعمال طنز کے لئے بھی کیا جاتا ہے۔ ان معنوں میں اکثر یہ کلمات بولتے ہیں۔ کیا۔ کہاں۔ کیوں نہ ہو۔ کیوں نہیں۔

۱۔ یعنی کے معنی ہیں وہ چاہے یا وہ قصد کرے اور اعمیٰ کے معنی ہیں ہیں چاہوں یا قصد کروں ۱۲

جیسے۔ کیا پدی کیا پدی کا شور با۔ میں کیا اور میری خدمت کیا۔ آپ کی سمجھ کا کیا ٹھکانا
 آپ کے کیا کہنے خوب مگر گناٹھا۔ کہاں کی نماز کہاں کا روزہ۔ کیوں نہو۔ آپ تو بڑے
 مستحق ہیں۔ کیوں نہیں آپ تو بالکل بے عیب ہیں۔ فارسی کے کاف تصغیر سے اردو میں
 تحقیر کا کام لیا جاتا ہے۔ جیسے ہرٹ پرے ہو مردک۔

کلمات ترمین کلام

ایسے کلمے جن کے معنی تو کلام میں مقصود نہوں۔ البتہ اُن سے کلام میں خوش غامی پیدا
 کی جائے اچھا۔ بھلا۔ بارے۔ آخر۔ ہاں۔ لو۔ آؤ نہ۔ ۔ لے۔ اچھا تو آؤ۔ تو سہی۔ بھی
 تو۔ اے۔ (الف کے زبرد ہمزہ کے روم سے) اے ہے (الف اور ہے کے برابر اور
 ہمزہ کے روم سے)۔

جیسے۔ اچھا پھر کیا ہوا۔ بھلا تم بھی تو کچھ کہو۔ بارے آپ تشریف لے آئے۔ آخر اُس کا
 کیا گناہ تھا۔ ہاں یہ تو بتاؤ کہ تم گئے تھے کہاں۔ لویہ بھی جا رہے ہیں۔ لے۔ میں ہی تیسرے
 پاس آ رہا ہوں۔ اچھا تو۔ تم نے بھی کچھ کہا یا نہیں۔ آؤ ہم تم مل کر تجارت کریں آؤ ہم بھی حلین
 تو سہی اور بھی اور تو۔ آخر میں بولے جاتے ہیں۔ جیسے۔ دیکھو تو سہی۔ سہو تو سہی بھٹو
 بھی چلے جانا۔ جاؤ بھی۔ تم بتاؤ تو۔ کہ اس نے کیا کہا۔ ٹھرو تو چلے جانا۔
 اے اور اے ہے۔ اکثر عورتیں بولتی ہیں۔ اے پھر تھیں کیا پڑی۔ اے سب تم ہی
 نے کونسی گئی کی۔

کلمات طبعی

ایسے کلمے جو۔ تہنید۔ یا تاسف و ندید۔ یا تھیں۔ یا نفرت۔ یا نفرتیں۔ یا سختی و شدت
 یا تعجب۔ یا اضطراب۔ یا تہنیت۔ یا قہر و کئے۔ یا قہر و کئے۔ یا قہر و کئے۔ یا قہر و کئے۔

حیف، حیف صد حیف۔ ہیہات۔ ان کلمات میں سوائے افسوس صد افسوس اور
حیف صد حیف اور ہاے رے اور ہئے ہئے۔ اور اے ہے کے سوا باقی ٹو بچ واہم کی
زیادتی ظاہر کرنے کے لئے مکر بھی بولتے ہیں۔ اور کلمات۔ واے۔ اے۔ واے۔ دروغ
دریغ۔ واہستہ۔ واسعیبتاہ۔ نشریں مستعمل نہیں۔ البتہ نظم میں استعمال ہوتے ہیں جاری
بحث سے خارج ہے۔

مثالیں۔ اہ کی اکروں۔ ہاے کس سے کہوں۔ ہاے رے۔ میں تو چلا۔
ہئے ہئے۔ بچے تجھے کہاں ڈھونڈوں۔ افسوس تیری بھری جوانی۔ حیف کہ تو یوں نامراد
جائے۔ ہیہات۔ اس صدمہ نے تو مار دیا۔ افسوس صد افسوس کہ میں آخر وقت میں
کچھ خدمت نہ کر سکا۔ حیف صد حیف کہ میں نے تیری صورت بھی نہ دیکھی۔ آہ آہ۔ اب میں
تجھے کہاں دیکھنے جاؤں۔ ہاے ہاے۔ میری گود کی کھلائی کہاں گئی۔ افسوس افسوس تو
اور یوں نامراد مرے۔ حیف یہ نہ کہ تو نے اپنے بچے کی صورت بھی نہ دیکھی۔ ہیہات
ہیہات۔ میری بھری گود خالی ہو گئی۔

کلمات ہاے۔ آہ۔ ہاے رے۔ تکلیف و درد کی زیادتی میں بھی بولتے ہیں۔
(۳) کلمات تحسین۔ ایسے کلمے جو تعریف یا دفع نظر یا داد دینے کے مواقع پر
استعمال کئے جاتے ہیں۔ یعنی۔

شاباش۔ آفریں۔ خوب۔ بہت خوب۔ واہ۔ واہ۔ واہ۔ واہ۔ واہ۔ واہ۔ واہ۔ واہ۔
بل بے۔ اے۔ اے۔ ہاے۔ ہاے۔ سب جان بشر چشم بدو۔ ماشا اللہ۔ یارک اللہ۔
جزاک اللہ۔ مرچا۔ جنڈا۔ ہل علی۔ نام خدا۔ کیا بات۔ کیا بات ہے۔ آفریں صد آفریں۔
جیسے۔ شاباش۔ خوب۔ حق یا دیکھا۔ آفریں تیری ہمت کو۔ خوب فرمایا۔ بہت خوب تقریر کی
نمائش اچھا کام کیا۔ بہت اچھا لگایا۔ وہ اچھی ناچی۔ واہ کیا چال کی ہے۔ واہ۔ واہ۔ کیا
تقریر کی ہے۔ واہ۔ واہ۔ تیری تقریر۔ واہ۔ واہ۔ واہ۔ واہ۔ واہ۔ واہ۔ واہ۔ واہ۔

بل بے تیرا زور۔ ات رے تیری جوانی۔ ہائے ہائے کیا ناز میں ہے۔ ہائے کیا سہم میں ہے۔
سبحان اللہ پھر فرمائیے۔ چشم بدو۔ کیا نازک مضمون ہے۔ ہاشا اللہ کیسا ذہین چہ ہے
بارک اللہ کیا کلا پایا ہے۔ چراک اللہ بڑی محنت کر رہا ہے۔ مر حبا کیا مضمون پیدا کیا
جدا کیا نئی تراش ہے۔ صل علی کسی بھی بھینی خوشبو ہے۔ نام خدا اب تو تم جوان
ہو گئے۔ بھاری تحریر کی کیا بات ہے۔ آپ کی کیا بات جب تقریر کی کسی بھی کی آفر
صد آفریں کس جرأت سے میدان مارا۔

(۴) کلمات نفرتیں۔ ایسے کلمے جو لعنت یا بھڑکار کے موقع پر بولے جائیں۔
جیسے۔ خدا کی مار۔ خدا کی سنوار۔ حقو۔ ڈر۔ ڈر۔ حقو حقو۔ پھٹے منہ۔ پھٹ پھٹ
لعنت۔ نفرت۔ زوف۔ کالا منہ۔ کالا منہ نیلے ہاتھ پیر۔

جیسے۔ تجھ پر خدا کی سنوار۔ حقو ہے ایسی ایمانداری پر۔ تیری بد عادتوں پر
ہر طرف سے حقو حقو ہوتی ہے۔ پھٹے منہ تو پھر در سے بھاگا۔ وہ وہاں چلا تو کیا مگر بڑی کڑ
پھٹ پھٹ ہوئی۔ لعنت ہے ایسی کمائی پر۔ نفرت ہے تیری اس زندگی پر۔ زوف ہے اس
بے حیائی پر۔ اسے کم بخت تیرا کالا منہ۔ ارے تیرا کالا منہ نیلے ہاتھ پیر۔
کلمات ڈر۔ اور۔ ڈر۔ ڈر۔ اکثر عورتیں استعمال کرتی ہیں۔ جیسے۔ ڈر۔ ڈر۔ جل گئے۔
ڈر۔ ڈر۔ دھکڑوں پٹی۔

ڈر۔ ڈر۔ پھٹ پھٹ۔ یا پھٹ پھٹ ڈر۔ ڈر۔ اس طرح عام بولتے ہیں۔
(۵) کلمات نفرت۔ ایسے کلمے جو گھن اور بیزاری کے وقت بولے جائیں۔
جیسے۔ چھی بہشت بہٹ۔ پر سے بہٹ۔ دھرت۔ بہت تری۔ دور ہو۔ دور دور
حقو۔ حقو حقو۔ الگ۔ الگ۔ آج حقو۔

چھی ہاتھ نہ لگانا۔ بہشت یوں نہیں کہا کرتے۔ کیسا میل ہے بہٹ۔ پر سے بہٹ میر
پاس مت آئیو۔ انھوں نے مجھے دھتکارا۔ اور کیا دھت۔ بہت تری دم میں نہا۔

جل دور ہو بہرٹ پر سے پرے دور دور مٹی کھار رہا ہوتھو۔ یہ منہ میں کیا لے لیا تھو۔
 ارے یہ کیا پول رہا ہے۔ آخ تھو۔ بس مجھ سے الگ۔ الگ الگ۔ یہاں سے جاؤ۔
 نفرت کے پیدا ہونے پر یا کسی نفرت کی حکایت کے وقت یہ کلمات زبان پر آتے ہیں۔
 (۶) کلمات سختی و شدت۔ ایسے کلمات جو کسی دکھ یا تکلیف یا ضرر کی
 زیادتی کے وقت زبان سے نکلیں جیسے :-

اُفت۔ اُفت۔ اُفت۔ اوٹو۔ اوٹو۔ توبہ۔ خدا کی پناہ۔ الحفیظ۔ الامان۔ العظمت للہ
 وغیرہ۔

مثالیں۔ اُفت کیسی گرمی ہے۔ اُفت اُفت۔ گھونٹ کے مارے دم گھٹا جاتا ہے۔
 اوٹو کیسی ٹھنڈی ہوا ہے۔ اوٹو کیا تڑاقتی کی دھوپ پڑ رہی ہے۔ توبہ کیسا غبار چھایا
 الہی توبہ سخت ہو لیں اٹھ رہی ہیں۔ ایسا درد ہوا کہ خدا کی پناہ۔ اتنا اولاد لڑا کہ الحفیظ۔
 ایسا سر جھکا یا کہ الحفیظ الحفیظ۔ الامان الامان۔ کتنی بارش ہوئی۔ الامان کس شدت
 کی آندھی اٹھی ہے۔ وہ آگ لگی کہ العظمت للہ۔ وہ بخار چڑھا کہ العظمت للہ۔
 (۷) کلمات تعجب۔ ایسے کلمے جو اچنبھے کے وقت زبان پر آئیں۔
 اللہ اکبر۔ اللہ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔
 صل علی۔ اوہو۔ اے نہتے۔ آہا۔ اوٹو۔ اوٹو۔ کیا۔ آئن۔ کیسا۔ ہیں۔ ہائیں۔
 کا۔ کے۔ کی۔

اللہ اکبر۔ اتنا بلند بننا۔ اللہ اللہ وہ اتنا اونچا چڑھ گیا۔ اللہ۔ تیری بی نیازی
 اللہ غنی۔ ایسی وسیع عمارت العظمت للہ کیسی موٹی ٹناک ہے۔ تعالٰی اللہ کیا صورت
 پائی ہے۔ سبحان اللہ جھل میں منگل ہو رہا ہے۔ صل علی کیا بھیجی بھیجی خوشبو ہے۔
 اوہو۔ تم آگئے۔ اسے پہنے دیکھو تو کیسی سنہری تیریاں ہیں۔ اہا کیا میٹھا آم نکلا
 اوٹو کیا آپ بھی ہیں ہیں۔ اوٹو۔ کیا سچ دہج ہے۔ کیا بانگہاں ہے۔ ایں کون گرا کیسا

خوبصورت جاؤر ہے۔ ہیں وہ بیمار ہو گیا۔ ہائیں کیا وہ چل سیں۔ وہ اکڑا اکڑا کر مار گیا۔
 وہ کھڑکے کھڑے گر پڑے۔ وہ لیٹی کی لیٹی رخصت ہوئی۔ وہ لیٹی کی لیٹی رہ گئیں۔
 (۸) کلمات اینساٹ کے کلمے جو خوشی اور فرحت کے وقت زبان پر لائیں جیسے۔
 آہا۔ اہا ہا ہا۔ آہو۔ اہو ہو۔ اہو ہو ہو۔ واہ وا۔ وغیرہ۔

مثالیں۔ آہا۔ آپ تشریف لے آئے۔ اہا ہا وہ ہو چلی۔ اہا ہا ہا۔ ہمارے سب آم میٹھے نکلے۔
 اہو ہو مجھے پیسہ پایا۔ اہو ہو نارنگیاں آئیں۔ اہو ہو ہو۔ وہ پتنگ کٹا۔ واہ وا باغ میں آکر
 دل خوش ہو گیا۔

(۹) کلمات تہنیت۔ وہ کلمے جو کسی خوشی یا شادی یا تہوار کے وقت ایک
 دوسرے سے بطریق نیک شگون کہے جائیں۔ یہ عربی الفاظ ہیں جو اردو میں برتے جاتے
 ہیں۔ ایک مبارک دوسرا سلامت۔ دوسرا لفظ پہلے لفظ کے جواب میں بولتے تھے
 مگر اب جواب میں بھی مبارک ہی مستعمل ہے۔ اور لفظ سلامت بطور تابع کے مبارک کے
 ساتھ بولتے ہیں۔ جیسے عید مبارک۔ شادی مبارک۔ ترقی مبارک۔ لڑکا مبارک۔
 وہاں تو مبارک سلامت کی دھوم ہے۔ آؤ ہم بھی ان کو مبارک سلامت دیتے چلیں۔

(۱۰) کلمات قدوم۔ ایسے کلمے جو کسی کے آنے کی خوشی میں کہے جائیں۔
 نظم میں تو بارک اللہ۔ اور خیر مقدم۔ اور اہلا سہلا۔ وغیرہ برتے جاتے ہیں۔ مگر نثر میں
 ان کا استعمال نہیں ہوتا۔ البتہ عورتیں ایسے موقع پر کلمات۔ جم جم۔ نت نت۔ بولتی
 ہیں۔ جیسے۔ جم جم آؤ۔ نت نت بسو۔ وغیرہ۔

علم نحو

یعنی وہ علم جس میں ان کلمات کے باہمی تعلق اور ترتیب اور مناسبت اور عمل سے بحث کی جائے جن سے کلام مرکب ہوتا ہے +

چونکہ ہم علم صرف میں یہ بتائے ہیں کہ کلمہ یا معنی لفظ کو کہتے ہیں اس لئے تعریف علم نحو کے سمجھنے کے لئے ہم کلام - اور تعلق - اور ترتیب - اور مناسبت اور عمل کا ذکر کریں گے -

کلام - جب دو یا دو سے زیادہ کلمے باہم اس طرح ملا کر بولے جائیں کہ کہنے والے کی غرض اور مدعا سننے والے پر پوری اور تمام ظاہر ہو جائے اور سننے والے کو کہنے والے کے کچھ اور کہنے کی انتظار نہ ہو تو ایسے

مرکب کلام کہیں گے - جیسے خالد بڑا نیک مرد ہے - اے خدا مجھے علم پڑھنے کی توفیق عطا فرما - میرا ارادہ ہے کہ کل شام کی گاڑی سے دہلی جاؤں - ایسے کلام کو مرکب نام - یا مرکب مفید - یا جملہ کہتے ہیں -

مرکب ناقص - اگر دو یا دو سے زیادہ کلمے اس طرح ملائے جائیں کہ ان سے کہنے والے کی غرض مدعا پورے طور پر سننے والے کو معلوم نہ ہو سکے - اور سننے والے کو تمام مطلب کہنے والے کا

سمجھنے کے لئے کسی اور بات کی انتظار رہے تو ایسے مرکب کو مرکب ناقص کہیں گے -
زید کا گھوڑا - بھولی لڑکی - دو سو ایک - بکر اور ولید - قلمدان - محمد صالح - خالد کا بھائی زید -

صہبائی منعمائی - روٹی و روٹی - چمینا جھپٹی - عمر بھر - چار کبوتر - سارا گھر - یہ میسر - تمہاری لڑکی -
میرٹھ تک - سب سے اچھا - بہت ہی نیک - بڑا بگڑا صاحب علم - جانہ والا - دیکھا ہوا پٹنہ والا

فائدہ - جہاں قرینہ ایسا موجود ہو کہ اسکے قائم ہونے پر بطریق جواب مرکب ناقص بدل جائے -
اور اس سے سننے والے کو کہنے والے کا پورا مطلب معلوم ہو جائے - تو ایسا مرکب ناقص پوچھ قیام

قرینہ مرکب تمام ہوگا - مثلاً تم کسی سے دریافت کرو کہ کیا زید چلا گیا - اور وہ جواب میں کہے کہ -
اے غم کے معنی علاوہ پھر رہے کے رستہ اور طریقہ کے بھی ہیں +

ہاں چلا گیا۔ تو اگرچہ ہاں چلا گیا مرکب ناقص ہے مگر سوال کے قرینہ سے یہ مرکب تام ہو گیا۔ کیونکہ
معنا یہ کلام پورا ہے یعنی ہاں زید چلا گیا +

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ بصورت فعل لازم فعل فاعل۔ اور بصورت فعل متعدی فعل و فاعل و
مفعول اور بصورت فعل مہول فعل و مفعول بالتمیۃ فاعل۔ مرکب ناقص ہیں۔ نہیں ہوا کرتے
یعنی فعل جن کلمات سے پورا ہوتا ہے وہ مرکب ناقص میں یکجا نہیں آیا کرتے۔
اشک بالاسے تم نے سمجھ لیا ہو گا کہ مرکب ناقص کی اٹھارہ قسمیں اکثراتی ہیں۔ اب مرکب
ناقص کا قسم وار ہم بیان کرتے ہیں +

مرکب اضافی۔ ایسا مرکب جسکے کلموں کی ترکیب بذریعہ کلمات اضافت کی جائے
اضافت کا مفصل ذکر علم صرف میں ہو چکا ہے۔ جیسے۔ زید کا گھوڑا۔ میرا قلم۔ اپنی کتاب
بائس کی لاٹھی۔ ولید کے کبوتر۔ تمھاری میز۔ ہماری کرسیاں۔ اپنا گھر وغیرہ۔

مرکب توصیفی۔ ایسا مرکب جس سے کسی شخص یا چیز کی بھلائی یا بُرائی ظاہر کی جائے
اس مرکب میں صفت خواہ مفرد ہو یا مرکب پہلے آتی ہے اور موصوف اسکے بعد آتا ہے۔ جیسے
چلبلا لڑکا۔ بھولی لڑکی۔ کالی عورت۔ بخیل آدمی۔ شریر بچہ۔ نیک خصلت گھوڑا۔ بدینت مرد۔
زبان دراز لڑکی +

مرکب عددی۔ ایسا مرکب جو دو عددوں کے ناموں سے اس طرح ترکیب دیا جائے
تینوں عددوں کے نام اپنی اصلیت پر رہیں۔ اور ترکیب کے لئے تخفیف سا تصرف ان میں
کر لیا جائے۔ جیسے۔ چھبیس^{۶۵} یعنی چھ اور بیس۔ اکتیس^{۸۷} یعنی ایک اور تیس۔ چھتیس^{۶۴}۔
یعنی چھ اور تیس۔ اکاسی^{۱۱} یعنی ایک اور اسی۔ چھیالیس^{۴۶}۔ یعنی چھ اور اسی۔ ستاسی^{۶۸} یعنی ستا
اور اسی۔ اٹھاسی^{۸۸} یعنی آٹھ اور اسی۔ نواسی^{۹۱} یعنی نو اور اسی۔ اکانویس^{۱۰۶} یعنی ایک اور نوے۔
اور جن اسمائے اعداد میں دو عددوں کے ناموں میں اس قدر تصرف کیا گیا ہو کہ ان مرکب ناموں
میں اعداد کے نام اپنی اصلیت پر باقی نہ رہیں۔ بلکہ وہ مرکب تام ہی دو عددوں کے مجموعہ کے لئے

بنا یا گیا ہو۔ تو وہ مرکب عددی نہیں ہوگا۔
 مرکب عطفی^۱۔ ایسا مرکب جس سے ایک کلمہ مفرد یا مرکب ناقص کو کسی دوسرے
 کلمہ مفرد یا مرکب ناقص کے ساتھ ایک حکم میں شامل کیا جائے۔ پہلے کلمہ کو معطوف علیہ اور دوسرے
 کو معطوف کہتے ہیں۔ جیسے۔ زید اور خالد۔ گھوڑا اور اونٹ۔ گھڑا اور گھڑیا۔ میں اور زید کا
 باپ۔ ولید کا بھائی اور تم۔ خالد کا بھتیجا اور بکری لڑکی۔ کالا کوا اور لال سرخاب۔ گلابی اور پی
 اور دھانی کرتہ۔ عطف بعد عطف خواہ کہتے ہی ہوں مگر وہ مرکب ناقص ہی رہیں گے۔ جیسے۔
 گھوڑا اور ہاتھی اور اونٹ اور بیل اور گائے اور بھینس اور بھینسا۔ اور بکری اور بھیر۔
 مرکب ظرفی^۲۔ ایسا مرکب جو ظرف اور منظر و ف سے ترکیب پائے اردو میں منظر و ف
 پہلے آتا ہے اور ظرف بعد میں۔ جیسے۔ اگالان۔ پیکان۔ قلمدان۔ سنگار دان۔
 باورچی خانہ۔ آبدار خانہ۔ گھر و بچی۔ جامدانی۔ سرمہ دانی۔
 مرکب التمراجی^۳۔ دو یا دو سے زیادہ اسم یا اسم و صفت اس طرح باہم ملائے جائیں
 کہ خواہ وہ دونوں اپنی اصلیت پر قائم ہوں۔ یا ان کی ہلیات لفظی کو یکی و زیادتی بعض
 حروف متغیر کر دیا جائے۔ اور ان دونوں سے ایک کشتی مراد لیا جائے۔ جیسے۔ عبداللہ۔
 محمد صالح۔ ظاہر حسین۔ خادم علی۔ بہادر خاں۔ منظر بیگ۔ یا۔ مرغابی۔ کبوتر۔ لم ڈھینگ۔
 نیل کنڈہ۔ زرین مرغ۔ یا۔ ہاون دستہ۔ کفگیر۔ درسنپا۔ یا۔ گیارہ۔ بارہ۔ تیرہ۔
 اکیس۔ بتیس۔ ستر۔ اکاون۔ ہاون۔ ننا توے۔ وغیرہ۔
 مرکب بالبدال^۴۔ ایسے دو یا دو سے زیادہ کلمات جن میں سے ایک تو مقصود بالذات
 ہو اور دوسرے سے صرف وضاحت مقصود ہو۔ جو کلمہ مقصود بالذات ہو اس کو مبدل نہ
 اور دوسرے کو بدل کہتے ہیں۔

۱۔ عطف کے متعدد معانی میں سے یہاں کے مناسب بات پھیرنے کے ہیں۔

۲۔ التمراج کے معنی ہیں ایک چیز کا دوسری چیز میں گھل مل جانا۔

اُردو میں بدل کی صرف دو قسمیں ہیں۔ ایک بدل الکل۔ جیسے۔ خالدار کا باپ ولید۔ یا ولید خالدار کا باپ۔ یا زید تمہارا بھائی۔ یا تمہارا بھائی زید۔ یا تمہارے چچا کا چھوٹا بیٹا بکر۔ یا بکر تمہارے چچا کا چھوٹا بیٹا۔ دوسرے بدل الغلط۔ یعنی غلط لفظ جو زبان سے نکل جائے اس کی عوض صحیح لفظ بولنا۔ جیسے پیٹھ۔ نہیں پھیٹا۔ دایاں ہاتھ نہیں بایاں۔ دہلی گیا نہیں دہلی سے آیا۔

مرکب بیانی۔ ایسا مرکب جس کے دونوں اسم۔ باہم ایک دوسرے کی توضیح کرنے والے ہوں اور بحیثیت و ضیاحت آپس میں ایک کو دوسرے پر کسی قسم کی ترجیح نہ ہو۔

مرکب بالبدل یعنی ہر بدل منہ مقصود بالذات ہوتا ہے اور مرکب بیانی میں دونوں اسم مقصود بالذات ہوتے ہیں۔ ان میں سے جو پہلے ہوا اسے سین۔ اور دوسرے کو بیان کہتے ہیں۔ سین کی وضاحت خواہ تو اسم خاص سے کیجائے خواہ کسی نسبت یا پیشہ یا سمت سے۔ جیسے۔ مصلح الدین سعدی عرفی شیرازی۔ ہمام تبریزی۔ عبدالرحمن جامی۔ اسد اللہ خاں غالب۔ شمس العلماء حالی صہبائی معالی۔ زاہر علی ہرروس۔ لنگڑا ممن۔ بھیدنگا کلن۔ بہلول داننا۔ اخفش نحوی۔ قتال مروزی۔

مرکب تابع۔ ایسا مرکب جس میں ایک کلمہ کے بعد کوئی دوسرا لفظ خواہ وہ بامعنی ہو یا بے معنی زیادہ کر دیں۔ پس اسکی دو قسمیں ہوں گی۔

(۱) تابع محض۔ ایسا تابع یعنی اصل کلمہ پر زیادہ کیا ہوا کلمہ۔ کہ گو وہ بامعنی ہے مگر اس کے معنی سے بولنے والے کو کچھ سرکار نہیں۔ جیسے دیکھ بھال۔ چال ڈھال۔ رونادھبنا۔ چیخ بکار توڑ۔ مرور۔ ٹوٹ پھوٹ۔ کھینچ تان۔ چھینا جھپٹی۔ جھگڑا رگڑا۔ ان مثالوں میں جو زاید لفظ بامعنی ہیں ان کے معنی مقصود نہیں۔

(۲) تابع فعل۔ ایسا تابع جو اس زبان میں جس زبان کا کلمہ متبوع ہے کسی معنی کے لئے نہ بنایا گیا۔ یہ لفظ التزام قافیہ اور ہم وزن ہوا کرتا ہے۔ جیسے۔ روٹی وٹی۔ پانی والی۔ دانہ

لحہ عربی میں بدل کی پانچ قسمیں ہیں۔ ایک بدل الکل۔ دوسرا بدل البدخ۔ تیسرا بدل الاستعمال۔ چوتھا بدل الغلط۔ درمیانی دونوں قسمیں اُردو میں مستعمل نہیں۔

جانا وانا۔ کھیلنا ویلنا۔ وغیرہ۔ ان مثالوں میں کلمہ متبوع کے پہلے حرف کو واؤ سے بدل دیتے ہیں اور یہ عمل بکثرت اردو میں ہوتا ہے۔ یا۔

صحیح جمع۔ جھوٹا۔ غلط۔ غلط۔ بچا کچھا۔ اگر ٹکڑا۔ ان میں تاقیہ اور وزن کا لحاظ ہے۔ یا میل کچیل۔ دانہ ڈنکا۔ پوچھ گچھ۔ ان میں تاقیہ کا لحاظ ہے مگر وزن کا نہیں غرض توابع کے لئے خواہ وہ محض ہوں یا اصل کوئی قاعدہ کلیہ نہیں۔ استعمال کے وقت متبوع کو پہلے بولتے ہیں اور توابع کو اس کے بعد۔ ہنگڑا زنگڑا میں توابع پہلے بھی بولا جاتا ہے یعنی زنگڑا جھنگڑا یہ شاذ ہے۔ مرکب تاکید دی۔ ایسا مرکب ہو کلمہ تاکید اور کسی اسم سے مرکب ہو۔ اس میں کلمہ تاکید کو ہو کلمہ کاف کے زیر سے اور اسم کو ہو کلمہ کاف کے زیر سے کہتے ہیں۔ اردو میں کلمہ تاکید ہو کلمہ سے پہلے بھی آتا ہے اور بعد میں بھی۔ کلمات تاکید کی تفصیل کلمات ربط کے بیان میں دیکھو۔ جیسے۔

کل مرد۔ ساری عورتیں۔ سب کیوتے۔ تمام سامان۔ یا۔ گھر بھر۔ سڑ بھر۔ چلو بھر۔ ہاتھ بھر۔ مٹھی بھر۔ انگل بھر۔ وغیرہ۔

مرکب تمیز عددی۔ ایسا مرکب جس میں کسی اسم یا صفت کے ابہام و شک کو گنتی یا ناپ۔ یا تول کے الفاظ سے رفع کیا جائے۔ جن اعداد سے رفع ابہام کیا جائے انہیں عدد اور جن سے رفع ابہام و شک ہو انہیں محدود کہتے ہیں۔ جیسے۔ دو آدمی۔ تین گھوڑے۔ چار کیوتے۔ پانچ گڑے۔ یا دو من آٹا۔ پانچ سیر گھی۔ سات گڑ لٹھا۔ دس گڑ باناٹ۔ یا ایک گڑ پانی۔ ایک گڑ ارس۔ دو بوتل سرکہ۔ ایک مٹھی دانے۔ ایک چٹکی آٹا۔

مرکب تمیزی۔ ایسا مرکب کہ جس میں ان الفاظ کا رفع ابہام کیا جائے جو عموم و شمول کے معنی دیتے ہیں اس تعریف سے اعداد خارج ہو گئی۔ کیونکہ وہ عموم و شمول کے معنی نہیں دیتے۔ اس مرکب میں ابہام دور کرنے والے لفظ کو۔ تمیز کہتے ہیں اور جس کلمہ سے ابہام دور کیا جائے اسے تمیز۔ یہ کلمہ زیر سے کہتے ہیں۔ جیسے۔ تمام عمر۔ سب لوگ۔ سارا گھر۔ سارا اتار۔ ساری نانگیں۔ کئی کیوتے۔ کتنے ہی اندھے۔ کتنی ہی مرغیاں۔ سینکڑوں جانور

ہزاروں تلیں۔ کتنا ہی سالان۔ چند خطوط متعدد کرسیاں۔ وغیرہ۔
مرکب اشارہ۔ ایسا مرکب جو اشارہ اور اشارۃ الیہ کی ترکیب بنایا جائے۔ جیسے۔
 یہ آدمی۔ وہ لوگ۔ یہ کرسی۔ وہ میسر۔ یہ اونٹ۔ وہ گھوڑا وغیرہ۔
مرکب لفظی۔ وہ مرکب جس میں اسم یا ضمیر یا اسماء اور ضمایر کو بذریعہ کلمہ ربط یا ہم
 ترکیب دیا جائے۔ جیسے۔ زید نے۔ اس کو۔ بیکرا۔ ان کے۔ اس کا۔ میرا۔ تمہاری۔ اپنے
 اپنا۔ زید کا بھائی۔ تمہاری لڑکی۔ اپنا لڑکا۔ کنوئیں کا پانی۔ زید کا گھر۔ صبح کا ناشتہ۔ سوئے
 کی انگوٹھی۔ نگاہ کا سر۔ پہاڑ کا دامن۔ طبیعت کا تیز۔ ہمارا شہر۔ دودھ کا پیالہ۔ بے دودھ کی چائے
 میسر پر۔ دہلی سے بیرون تک۔ گھر میں۔ صندوق کے اندر۔ کمرہ کے باہر۔ کونڈے کے تلے۔ حاکم کے
 آگے۔ گھوڑے کے پیچھے۔ دن بھر۔ رات بھر۔ تم ہی۔ میں ہی۔ وہ آپ۔ وہ خود آپ۔ اس کا
 تم جیسا۔ سو وہ۔ جو تم۔ میں اور وہ۔ تم اور یہ کھا کر۔ ہمارے۔ خواہ میں۔ چاہے تم۔ لیکن زید۔
 الا بکرم۔ سب کے سوا۔ اگر تم۔ الا وہ۔ اسے بکر۔ کیا آدمی۔ بہت ٹھیک۔ یعنی کام۔ بھلا تم بھی تو

وغیرہ۔ وغیرہ۔

مرکب تفضیل۔ ایسا مرکب جو تفضیل کے لئے بولا جائے۔ اردو میں عربی کی طرح
 کوئی وزن تو تفضیل کے لئے مقرر نہیں صرف مرکبات ہی یہ کام لیا جاتا ہے جیسے سب اچھا۔ سب بُرا
 اُس سے بہتر۔ اس سے کمتر۔ تم سے ذہین۔ مجھ سے غبی۔
مرکب بہ مبالغہ۔ ایسا مرکب جو مبالغہ کے لئے بڑا جائے۔ مبالغہ کے لئے بھی اردو
 میں اوزان مقرر نہیں ترکیب کے اس کو ظاہر کیا جاتا ہے۔ جیسے۔ بہت نیک۔ نہایت اچھا
 بیکم زور۔ نہایت ہی لمبا۔ بہت ہی چوڑا۔ وغیرہ۔

مرکب کثیر۔ ایسا کم کثیر جو مرکب ہو۔ جیسے۔ شہسوار۔ شاہ راہ۔ شاہ بیت۔ شہتوت
 بڑا پہاڑان۔ بڑا استاد۔ بڑا بادشاہ۔ وغیرہ۔
 بڑا کا لفظ صفت کے ساتھ آئے تو مبالغہ کے معنی دیتا ہوا اور اسم کے ساتھ بڑائی کے۔

اسم فاعل ترکیبی۔ اس کا مفصل ذکر علم صرف میں ہو چکا ہے۔ یہاں یہ بتانا ہی کہ صرف اسم فاعل ترکیبی بھی۔ مرکب ناقص ہو کر تیار ہو جیسے۔ جانے والا۔ آنے والا۔ راہ چلنا۔ دودھ پیتا۔ بے چین۔ بے قرار۔ پالنے والا۔ وغیرہ۔

اسم مفعول ترکیبی۔ اس کا ذکر بھی ہم علم صرف میں کر چکے ہیں۔ چونکہ اسم مفعول ترکیبی بھی مرکب ہوتا ہے اس لئے اس کی چند مثالیں لکھی جاتی ہیں۔ جیسے۔ لایا ہوا۔ روٹھا ہوا۔ گاڑا ہوا۔ کھٹا ہوا۔ دل پسند۔ دل ناز۔ ناز پروردہ۔ چشم دیدہ۔ دست گرفتہ۔ وغیرہ۔

قائدہ۔ مرکبات ناقص کی کل تو نہیں مگر اکثر قسمیں لکھ دی ہیں۔ یہ مرکبات ہمیشہ جزو کلام ہوتے ہیں۔ اور تمام مرکب ایک جزو ہوتا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ مرکب ناقص کے الگ الگ الفاظ جزو کلام ہو سکیں بلکہ تمام مرکب جزو کلام ہوتا ہے۔

مرکب تمام۔ ایسا مرکب کہ جس سے کہنے والے کی غرض و غایت سننے والے پر منکشف ہو جائے۔ اور سننے والے کو کہنے والے کا پورا مطلب مدعا سمجھنے کے لئے کسی اور کلمہ کے سننے کی ضرورت نہ ہے۔ یہ انکشاف خواہ یہی ہو یعنی جو لفظ کہنے والے نے کہے ہیں مطلب سمجھ لینے کے کافی ہوں۔ یا یہ انکشاف بواسطہ قرینہ کلام ہو یعنی مثلاً کسی استفہام کے جواب میں جو کہا جائے وہ فی نفسہ بلا لحاظ مضمون استفہام تو مرکب ناقص ہوگا۔ اور بلحاظ مضمون استفہام مرکب تمام بواسطہ۔ ایسے مرکب کو مرکب تمام۔ یا مرکب مفید یا کلام یا جملہ کہتے ہیں۔ جیسے زید بچھا ہے۔ بکر جا رہا ہے۔ ولید کھانا کھا رہا ہے۔ زید امرود لے آیا۔ یہ تمام جملے مرکب تمام ہیں لفظاً۔ اور جب کسی سے پوچھا کہ کیا زید مدرسہ چلا گیا۔ اور تم نے جواب میں کہا کہ ہاں۔ یا جی ہاں چلا گیا۔ یا چلا گیا۔ تو یہ جواب کے مرکبات اگر سوال کے قرینہ کو نظر انداز کریں تو مرکب ناقص ہیں۔ اور بلحاظ قرینہ سوال مرکب مفید ہیں۔ کیونکہ اس جواب کے یہ قرینہ سوال یہ معنی ہیں کہ جی ہاں زید مدرسہ چلا گیا۔

مرکب تمام یا مرکب مفید یا کلام یا جملہ میں اسناد کا ہونا لازم ہے۔

اسناد۔ مرکب مفید کے اجزاء کا وہ تعلق جو سننے والے کو کہنے والے کے مدعا پر ایسا آگاہ کرے کہ سننے والے کو کہنے والے کے مدعا سمجھنے کے لئے کسی اور علاقہ کی ضرورت نہ رہے۔ اس تعلق کا نام اسناد ہے۔

مسند الیہ۔ جس چیز کا تعلق کسی دوسری چیز سے ظاہر کیا جاتا ہے اس کو مسند الیہ کہتے ہیں اردو میں اکثر مسند الیہ پہلے آتا ہے۔

مسند۔ نون کے زیر سے۔ جس چیز سے کسی دوسری چیز کا تعلق قائم کیا جاتا ہے۔ اس کو مسند کہتے ہیں اردو میں مسند۔ مسند الیہ کے بعد بولا جاتا ہے۔

مثلاً۔ زید انسان ہے۔ اس مرکب مفید میں۔ زیر کا تعلق انسان ہونیکے ساتھ ظاہر کیا گیا اس لئے (زید) مسند الیہ ہے۔ اور انسان ہونے کے ساتھ یہ تعلق قائم ہے اس لئے انسان مسند ہے۔ اور وہ تعلق جو زید کا انسان ہونا ظاہر کر رہا ہے اسناد ہے۔ ہم مسند الیہ اور مسند اور اسناد کو چند اور مثالوں میں واضح کرتے ہیں تاکہ ابھی طرح ذہن نشین ہو جائیں۔

مرکب مفید	مسند الیہ	مسند	اسناد
بھائی صاحب تشریف لائے ہیں	بھائی صاحب	تشریف لائے ہیں	بھائی کا آنا۔
یہ رائے نہایت صحیح ہے۔	یہ رائے	نہایت صحیح ہے	رائے کا صحیح ہونا
میرا تمام مدعا	میرا تمام مدعا	پورا ہو گیا	مدعا کا پورا ہونا
تمہارے استاد چلے گئے۔	تمہارے استاد	چلے گئے	استاد کا چلا جانا
میں ہر وقت جاتا ہوں	میں	ہر وقت جاتا ہوں	اپنا ہر وقت جانا
میرا تمہارا برس کا آج چھوٹ گیا	میرا تمہارا برس کا آج	چھوٹ گیا	ساتھ کا چھوٹ جانا

علم اسناد کے لغوی معنی کسی کسی کی طرف ہوتا ہے یا ایک کو دوسرے کا سہارا دینے یا کہنے والے کی طرف کچھ منسوب کرنے کے ہیں اور اصطلاح میں۔ ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ سے اس طرح ملانے کو کہتے ہیں کہ ایک کلمہ کا مفہوم دوسرے کلمہ کو ثابت ہو جائے اسناد کی بنیاد تین ہیں۔ یعنی ایک ابتدائی۔ دوسری ظہری۔ تیسری انکاری۔ اور اسناد کی دو قسمیں ہیں حقیقی اور مجاز عقلی۔ اور ہر ایک بھی بلحاظ طریق یعنی مسند و مسند الیہ چار قسمیں ہیں۔ یہ سب باتیں چونکہ علم معانی سے متعلق ہیں اور علم نحو سے ان کا کچھ لگاؤ نہیں اس لئے ہم نے اس فکر کو نہیں لکھا کہ ۱۲ مسند کے ذریعہ کیا کیا

مسند الیہ اور مسند کلمات ذیل ہوتے ہیں :-

(الف) ایک یا ایک سے زیادہ اسم خواہ کسی قسم کے ہوں۔ جیسے زید انسان ہے۔
ہندہ عورت ہے۔ بکر آدمی ہے۔ ولید گدھا ہے۔ زید اور بکر کے بچوں کا نام خالد اور ولید ہے
شمس العلما، خان بہادر ہو گئے۔ غالب اور موسیٰ اور ذوق۔ ناسخ اور آتش۔ اور
آباد۔ تہ۔ اچھے تھے۔

(ب) ایک یا ایک سے زیادہ صفت خواہ کسی قسم کی ہو جیسے۔ اچھے اچھوں سے ملتے ہیں
برے بروں کو ڈھونڈتے ہیں۔ صاف اور ستھرے صاف اور ستھروں کے دوست ہوتے
ہیں۔ دبلا ٹوٹا ہو گیا۔ اندھوں میں کاناسر دار ہوتا ہے۔ دو میں کبھی نہیں ہو سکتے۔ پانچ
اور پانچ دس ہوتے ہیں۔ صفت مسند الیہ اسی حالت میں ہوتی ہے جب اس کو
بطریق اسم استعمال کیا جائے۔

(ج) ضمیر خواہ کسی قسم کی ہو جیسے۔ میں اس سے نہیں بولتا۔ وہ مجھ سے نہیں ملا۔ تم
اس کے پاس مت جانا۔ میرا جانا ان کے پاس نہیں ہوا۔ وہ مجھ سے مشورہ کرنا چاہتے ہیں
وہ تو کچھ کچھ تک رہا ہے۔ کوئی کسی کے پاس چلا گیا۔

(د) ایسا اسم یا ضمیر جو لفظ تک کے ساتھ برقی جائے۔ جیسے۔ تم تک وہ نہیں پہنچا۔ میں تم تک
کیونکر آؤں۔ بھائی تک کو اسکی خبر نہیں۔ اس کا گھر تک جل گیا۔ اس کے پاس تو تکا تک
نہ رہا۔ پانی تک کو بھی کسی نے نہ پوچھا۔

(ک) مصدر جیسے۔ ٹھلنا صحت کے لئے مفید ہے۔ امتحان دینا آسان نہیں۔ میری
جانا نہیں ہوا۔ مجھے کام کرنا ہے۔ چلنا پھرنا مفید ورزش ہے۔ کھانا پینا جاندار کے ساتھ لگا ہوا ہے۔

(و) مرکبات ناقص کی تمام قسمیں جیسے میرا قلم تم نے لے لیا۔ تم اپنی کتاب لائے یا نہیں۔
تمہاری بھولی لڑکی کہاں ہے۔ بخیل آدمی سے تم مت ملا کرو۔ چھیس کبوتر اڑ گئے۔ یہ آم
گنتی میں نفاسی ہیں۔ زید اور بکر تم سے ملے آئے ہیں۔ تم نے زید اور بکر کو کیوں نہیں بلایا۔

گھر و بچی پر گڑھے رکھ دو۔ تم اگلا دن اٹھا لاؤ۔ دسپنا شاید تم لے گئے۔ میرا کف گیر کھو گیا گیا۔
 زید تمہارا بھائی کل میرے پاس آیا تھا مجھے تمہارے بھائی زید سے ملنا ہے + وغیرہ وغیرہ
 (ن) صدمہ اور موصولی مل کر پیشہ سند الیہ ہوتے ہیں اور ان کے بعد کا جملہ صدمہ ہوا کرتا ہے۔
 فعل بحیثیت فعل سند الیہ نہیں ہوتا۔ لیکن اگر بطریق اسم بولا جائے تو سند الیہ ہوتا ہے۔ جیسے
 آیا ہے ماضی قریب کا صیغہ ہے۔ کھایا تھا ماضی بعید کا صیغہ ہے۔ ان دونوں مثالوں میں
 آیا ہے اور کھایا تھا سند الیہ ہیں +

اسی طرح کلمات ربط و عطف وغیرہ بھی جب تک بطریق کلمات عاملہ استعمال کئے جائیں
 سند الیہ نہیں ہوتے۔ اور جب بطریق اسم برتے جائیں تو سند الیہ ہوتے ہیں۔ جیسے۔۔۔۔۔
 ابتدا کے لئے آتا ہے۔ تک انتہا کے معنی میں آتا ہے اور عطف کے لئے بولا جاتا ہے۔ اذ کے
 معنی ہیں سے۔ تک تا کا مترادف ہے +

متعلقات سند الیہ اور سند کی توضیح یا تخصیص جن کلمات سے کی جاتی ہے وہ
 متعلقات کہلاتے ہیں۔ اور اکثر کلمات ذیل وضاحت یا تخصیص کے لئے برتے جاتے ہیں
 اسم جیسے۔ مئی کا مہینہ ختم ہو گیا۔ وحید الرحمن صاحب عرفانی تشریف لائے۔ زید
 آج آئے گا۔ تم نے لڈو کھائے +

ضمیمہ جیسے۔ تمہاری باتیں ناپسند ہیں۔ سارے بچے کھیلیں گے۔ اس کے پاس
 کوئی آیا ہوگا۔ میری ملاقات کسی سے نہیں ہوئی +
 صفت جیسے۔ ہزار بھرا باغ زید کا ہے۔ ولید لنگڑا ہو گیا۔ تم بڑے دانشمند ہو
 یہ لڑکا بہت مشریر ہے۔ یہ لڑکی بہت پیہولی ہے +

مقدار۔ تم دو سو اٹالے آؤ۔ میں نے دس گز بلبل رنگواٹی ہے۔ یہ شہد تو میرا بھی
 ہوگا۔ بہ دیوار میں گز لمبی ہے۔ تم مٹھی بھر دانے لے آؤ +
 عدد۔ چار ہمان آگے ہیں۔ بیسیوں مرد چارے ہیں۔ مجھے دو آدمیوں نے بلایا ہے۔

اُسے تین روپے ملے۔ تم چاروں طرف کیوں دیکھ رہے ہو؟
 اضافہ۔ جیسے۔ وہ زید کا دشمن جا رہا ہے۔ یہ میرا دوست بیٹھا ہوا ہے۔ میں
 زید کے بھائی سے ملا۔ اس کی گائے کا بچھڑا گم ہو گیا۔
 مرکب ناقص۔ جیسے۔ تمہارا بھجوا آدھی میرے پاس آیا۔ تمہاری راکھی
 نزدیک بالکل صحیح ہے۔ زید کا کام سب سے اچھا ہے۔
 شبہ فعل۔ جو کلمات شبہ فعل کہلاتے ہیں ان میں سے۔

(۱) اسم فاعل۔ مسند الیہ کی وضاحت کے لئے آتا ہے جیسے۔ وہ جلنے والا گیا۔ وہ
 آنے والا بھاگ گیا۔ یہ مانگنے والا آیا ہے۔ یہ دوڑنے والا خوب دوڑا۔ یہ جلنے والا بہت
 یہ یاد رکھو کہ فعل لازم کی صورت میں اسم فاعل ہمیشہ مسند الیہ کی وضاحت کرے گا
 (۲) اسم مفعول۔ اس کا استعمال بالعموم مسند کی وضاحت کے لئے کیا جاتا ہے۔ جیسے
 میں نے خریدے ہوئے آٹم پھیر دیئے۔ میں چرمی ہوئی لکڑیاں خرید لیا۔ میں نے سٹری ہوئی
 اسیبوں کو پھینک دیا۔ اس نے ٹوٹی ہوئی رکائیوں کو جوڑ دیا۔ چوری کیا ہوا مال نہیں ملا۔
 کٹی ہوئی کھیتی بھیک گئی۔

حالیہ ماضی۔ اگر اصل فعل لازم ہے تو حالیہ ماضی سے مسند الیہ کی وضاحت
 کیجاتی ہے جیسے۔ وہ ہنستا ہوا آیا۔ وہ روتا ہوا بھاگا۔ ولید کھیلتا ہوا سو گیا۔
 اور اگر اصل فعل متعدی سے تو حالیہ ماضی سے خواہ وضاحت مسند الیہ کیجائے یا مسند کی
 دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ جیسے وہ جاتا ہوا مجھے ملا۔ وہ مجھے جاتا ملا۔ وہ گاتا ہوا چنے
 بانٹ رہا تھا۔ وہ لڑتا ہوا بکڑا گیا۔ تم نے کھیلتے ہوئے بچے کو مارا۔ اس نے کھڑے ہوئے آدمی
 کو دھکا دیا۔

حالیہ ماضی۔ جس میں ماضی مطلق کے صیغوں کو مکرر بولتے ہیں ہمیشہ مسند الیہ کی وضاحت
 کے لئے کرتا جاتا ہے۔ جیسے۔ وہ بیٹھے بیٹھے سو گیا۔ یا وہ بیٹھا بیٹھا سو گیا۔ وہ کھڑے کھڑے کھینچا

رہا۔ یا وہ کھڑا کھڑا دیکھتا رہا یا مفعول ماکم لیتھ فاعلہ کی مثال۔ وہ بیٹھا بیٹھا پٹا کیا۔ یا وہ بیٹھے بیٹھے پٹا کیا۔

متعلق فعل۔ کلمات جو متعلق فعل ہوتے ہیں وہ بھی مسند الیہ کی وضاحت کرتے ہیں جیسے۔ وہ گہری نیند سو رہا ہو۔ وہ ہڑ ہڑا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ ہڑا ہڑا کر ٹوٹا رہا۔ وہ بولتے بولتے چپکا ہو گیا۔

افعال معطوف۔ یہ مسند الیہ اور مسند دونوں کی وضاحت میں مستعمل ہیں جیسے وہ نثار کر سو گیا۔ وہ کہہ کر چلا گیا۔ وہ کام پورا کر کے جائیگا۔ وہ مجھے اکیلا چھوڑ کر چیمپت ہوا۔ اس شخص نے مجھے اٹھا کر ٹپک دیا۔ میں عید کا چاند دیکھ کر آ رہا ہوں۔

جار و محذور۔ یہ بھی مسند الیہ اور مسند دونوں کی توضیح کے لئے آتے ہیں جیسے۔ نیند گہر میں چلا گیا۔ اس پر آفت پڑ گئی۔ میں آج تک باغ کی طرف نہیں گیا۔ میں آموں کو ٹوکری سمیت لے آیا۔ وہ تمہارے لئے گھوڑا لایا ہے۔

طریق استعمال۔ مسند الیہ اور مسند کے استعمال میں ان چھ باتوں کا لحاظ رکھنا چاہئے۔
(الف) اگر ایک جملہ میں دو اسم ہوں ایک اسم خاص دوسرا اسم عام۔ اور یہ دونوں اسم خواہ کسی قسم کے ہوں۔ ان میں سے اسم خاص مسند الیہ ہوتا ہے اور اسم عام مسند۔ جیسے۔
زید آدمی ہے۔ ولیاد بچہ ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ صحابی تھے۔

اور اگر دونوں اسم عام ہوں تو ان میں سے جس اسم عام کی عمومیت کم ہو وہ مسند الیہ ہوگا اور جس میں عمومیت زیادہ پائی جائے۔ وہ مسند لایا جائیگا۔ جیسے۔ گائے چوپایہ ہے۔ کبوتر پرندہ ہے۔ شیر درندہ ہے۔ شیشم درخت ہے۔

(ب) اگر کسی جملہ میں ایک اسم عام ہو اور دوسری صفت تو اسم مسند الیہ ہوگا اور صفت مسند۔ جیسے۔ زید لالہ ہو۔ بکر ٹھنڈا ہے۔ زمین گول ہے۔ کرسیاں مضبوط ہیں۔ لڑکا شیریں ہے۔ کچرا سخی ہے۔ گھڑا چھوٹا ہے۔

اور اگر ایک جملہ میں دو اسم ہوں۔ اور ایک کا استعمال بطریق اسم ہو اور دوسرے کا بطور صفت تو اسم مسند الیہ ہوگا اور جس اسم کو بطریق صفت لایا گیا ہے وہ مسند ہوگا۔ جیسے۔
گھوڑا ہوا ہو گیا۔ کاغذ عتقا ہو گیا۔ زید گدھا ہے +

اور یہی صورت اس وقت ہوگی جب ایک ہی اسم کو مکرر لائیں ایک جگہ بطور اسم اور دوسری جگہ بطریق صفت۔ جیسے عالم عالم ہی ہو اور جاہل جاہل ہی ہو۔ آدمی آدمی ہے۔ جانور جانور ہو۔
حیوان حیوان ہے اور انسان انسان۔ فرشتہ فرشتہ ہے اور شیطان شیطان +

(ج) اگر کسی جملہ میں صفت کے لفظ آئیں۔ تو ان میں سے بمقابلہ دوسرے کے جس میں خصوصیت زیادہ پائی جائے وہ مسند الیہ ہوگا۔ اور جس میں عمومیت پائی جائے وہ مسند۔ جیسے سپید کپڑا اچھا ہوتا ہے۔ سیاہ رنگ بھدا پڑ گیا۔ ذہین لڑکا شوخ ہو کر رہا ہے۔ نیک لوگ بدوں کی صحبت سے گھبراتے ہیں +

(د) اگر دو اسم خاص ایک جملہ میں آئیں تو اسم خاص کی قسموں میں سے علم بمقابلہ مخلص پہلے آئے گا۔ اور بمقابلہ لقب یا خطاب یا کنیت کے انکے بعد۔ جیسے وحید الرحمن صاحب عرفانی آئے۔ خان بہادر مولوی کریم الدین احمد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ حجتہ الشہ شاہ ولی اللہ صاحب بڑے زبردست عالم تھے۔ ابوالکلام سید محمد احمد صاحب کلکتہ رہتے ہیں +

(ک) اگر ایک جملہ میں شبہ اور شبہ بہ آئیں تو شبہ مسند الیہ ہوگا اور شبہ بہ مسند۔ جیسے۔
اس کی تقریر موتیوں کی لڑی ہے۔ پانی برف جیسا ٹھنڈا ہے۔ اس کا منہ چاند سا ہے۔
گھوڑا کیا ہے بکلی ہے +

(و) اگر کسی لفظ کا ترجمہ کیا جائے۔ یا کلمات ربط و عطف وغیرہ سے پروئے لفظ بحث کیجائے نہ پروئے معنی۔ یا کسی فعل کی نوعیت بتائی جائے۔ ان سب صورتوں میں اصل لفظ یا کلمہ۔ یا فعل مسند الیہ ہوں گے اور ان کا ترجمہ یا تعریف یا نوعیت مسند۔ جیسے چشم آنکھ کو کہتے ہیں۔ دست ہاتھ ہے۔ ریش دائرہ ہے اور بزوت موجد۔ یا۔ سے۔ جرن جری۔ میں خاک کے لئے

آتا ہے۔ تنک انتہا کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ یا آیا صیغہ واحد ذکر ماضی مطلق کا ہے
گیا ہے فعل لازم صیغہ واحد ذکر ماضی قریب کا ہے۔

بیان حذف سند الیہ یا سند کا حذف اکثر کیساں طریقوں پر ہوتا ہے یعنی جس کو
سے سند الیہ کو حذف کرتے ہیں اسی جہ سے سند کو حذف کر دیتے ہیں اور بعض موقع پر دونوں
کو ہم ہر ایک قاعدہ میں تفصیل کر دینگے کہ اس قاعدہ کی بموجب کس کس کا حذف ہو سکتا ہے۔
اول۔ جہاں قرینہ قائم ہو یعنی سند الیہ یا سند قرینہ سے معلوم ہو سکتا ہو وہاں خواہ سند
کو حذف کر دیجیے اس سوال کے جواب میں کہ تم آگے تم کو کہ ہاں آگیا۔ تو یہاں میں جو سند الیہ
ہے حذف ہو گیا۔ خواہ سند کو حذف کر دیجیے۔ سوال۔ زید اور ولید میں سے کوئی حاضر ہے؟
جواب۔ زید یہاں حاضر ہے جو سند تھا حذف ہو گیا۔

یا دونوں حذف کر دے جائیں۔ سوال۔ کوئی آیا۔ جواب۔ نہیں۔ یہاں دونوں حذف ہو گئے
خطاب کی صورت میں بھی سند الیہ کو حذف کر دیتے ہیں جیسے تم کسی سے کہو کہ کہاں سے
آئے یعنی تم۔ کہاں جا رہے ہیں یعنی آپ۔ کیسے گزرتی ہے۔ یعنی زندگی۔

دوم۔ بصورت خطاب یا تو صرف سند الیہ کو جواب میں حذف کر دیتے ہیں۔ جیسے تم نے
زمین خرید لی۔ اس کے جواب میں کہا جائے۔ خرید لی۔ یا سند الیہ اور سند دونوں حذف کر دیئے
جالتے ہیں۔ سوال۔ تم کپڑے آئے۔ جواب جی ہاں۔ یہاں سند الیہ اور سند دونوں حذف
ہو گئے۔ سند الیہ کا حذف نہ کرنا اور صرف سند کا حذف کرنا زبان اردو میں مروج نہیں۔

ایک صورت خطاب کی یہ بھی ہو کہ کوئی سائل آئے اور کہے کہ سید ہوں، مظلوم ہوں
سفس ہوں، قابل رحم ہوں۔ یہاں سند الیہ کو بقیام قرینہ یعنی حاضری قائل حذف کر دیا۔
سوم۔ بصورت استفہام۔ جواب میں صرف سند الیہ یا صرف سند۔ یا دونوں حذف کر دیئے
جالتے ہیں جیسے کیا تم نے سبق پڑھ لیا۔ جواب پڑھ لیا۔ یہاں سند الیہ حذف ہو گیا۔ یا۔
کون چلا گیا۔ جواب۔ زید۔ یہاں سند کو حذف کر دیا۔ یا کیا زید بیمار ہے۔ جواب۔ ہاں۔

یہاں دونوں حذف ہو گئے۔

چہارم۔ کسی کے اثنائے ذکر میں اگر کوئی اور بات کہی جائے جو ذکر کرنے والے نے نہیں کی تو بغیر نہ ذکر مسند الیہ کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے زید کا ذکر ہو رہا ہے اسکی نسبت کہا گیا۔

کہ زید کھیلتا ہے اور تم کو کہہ چوری بھی کرتا ہے تو زید جو مسند الیہ ہو حذف ہو گیا۔

ضرب الامثال میں بھی اکثر مسند الیہ کو حذف کر دیتے ہیں جیسے۔ نناج نہ جلنے آگن ٹہرا دیکھا نہ بھالا قربان گئی خالہ۔ شاماں بولی۔ بن کھنکھنایا۔ خالہ اماں کا کہنا یاد آیا۔

اور بعض جگہ مسند بھی حذف ہو جاتا ہے۔ جیسے تیرا کالا منہ چوری کا گڑ پیٹھا۔ خانہ آباد دولت یاد۔ یہ سچم۔ ڈرانے یا بچنے کی تنبیہ کرنے کے موقع پر مسند کو حذف کر دیتے ہیں۔ جیسے۔ سانپ

سانپ۔ یا۔ بندر بندر۔ یا۔ آگ آگ۔ اور مسند الیہ کو بھی حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے پچو پچو۔ دوڑ دوڑو۔ لیجو لیجو۔ دیکھو جانے پائے۔ لیکننا لیکننا۔ پکڑنا پکڑنا۔ لینا لینا وغیرہ۔

ششم۔ کبھی مسند الیہ کو اس لئے حذف کر دیتے ہیں کہ اس سے غرض نہیں ہوتی۔ اور اسکی جگہ مفعول مالم یثی فاعلہ لاسے ہیں اور اس میں فعل مجہول وضعی یا معنوی بطریق

مسند یو لاجاتا ہے۔ جیسے زید مارا گیا۔ ڈھول بج رہا ہے۔ کھیتی کٹ گئی۔ یا۔ خالد ڈپا۔ نارج بکا۔ کھیتی کٹی۔

فائدہ۔ مسند الیہ اور مسند کے حذف کی جہاں وجہ نہ ہوں وہاں ان کا ذکر ضروری ہوتا ہے۔ اور ان کا بار بار ذکر کرنا۔ اور مسند الیہ کو مضر لانا۔ اور مسند کو بصورت فعل لانا وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام باتیں علم معانی کے متعلق ہیں۔

مسند الیہ مسند کی وحدت جمع و تذکیر و تانیث کا بیان

وحدت جمع میں مسند الیہ اور مسند میں مطابقت ہوتی ہے۔ الیہ مؤنث کی جمع کا اثر چونکہ اصل فعل پر اس حالت میں نہیں پڑتا جب کہ فعل کے بعد افعال تصریحی ہوں۔ بلکہ افعال تصریحی

پر پڑتا ہے اور فعل واحد ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے یہ لڑکا جانے والا ہے۔ یہ لڑکے
 جانے والے ہیں۔ یہ لڑکی جانے والی ہے۔ یہ لڑکیاں جانے والی ہیں۔ یہ اس نے گھوڑا بیچ دیا
 میں نے گھوڑے بیچ دیئے ہیں۔ اس نے گھوڑی بیچ دی تھی۔ میں نے گھوڑیاں بیچ دی ہیں۔
 فعل لازم اور فعل متعدی مہول معنوی کی وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث فاعل یا مفعول مالم
 یسٹے فاعل کی بموجب ہوگی۔ یعنی حیثیا فاعل یا مفعول مالم یسٹے فاعل ہوگا۔ ویسا ہی فعل آریگا
 فاعل فعل لازم کی مثالیں۔ زید گیا۔ ہندہ گئی۔ کوئل گئے۔ عورتیں گئیں۔ یا۔
 وہ آیا۔ وہ آئی۔ وہ آئے۔ وہ آئیں *

مفعول مالم یسٹے فاعل فعل مہول معنوی کی مثالیں۔ زید پڑا۔ ہندہ پڑی۔ آدمی پڑے
 عورتیں پڑیں۔ یا۔ گھی بکا۔ چنے بکے۔ جوار بکی۔ مرچیں بھجیں *

فعل متعدی کا۔ اگر مفعول مذکور نہ ہو اور صرف فاعل کا ذکر کیا جائے تو فعل فاعل کی مطابقت
 ہوگا۔ جیسے۔ زید لایا۔ ہندہ لائی۔ زید اور بکر لائے۔ ہندہ اور سئلے لائیں *

اور جہاں فاعل کے ساتھ علامت (نے) آئے اور مفعول مذکور نہ ہو اور اسکے ساتھ علامت
 مفعول یعنی (کو) بولا جائے تو فعل واحد مذکور بولا جائے گا۔ جیسے۔ زید نے گھوڑے کو پکڑا۔
 ہندہ نے گھوڑی کو پکڑا۔ لوگوں نے گھوڑوں کو پکڑا۔ عورتوں نے گھوڑیوں کو پکڑا۔

اور اگر فاعل کے ساتھ تو علامت (نے) آئے۔ مگر مفعول کے ساتھ علامت (کو) نہ آئے۔
 تو فعل متعدی مفعول کی بموجب آریگا۔ جیسے زید نے گھوڑا باندھا۔ زید نے گھوڑے باندھے
 زید نے بکری باندھی۔ زید نے بکریاں باندھیں *

متعدی یہ دو مفعول میں فعل کی مطابقت مفعول ثانی سے ہوگی۔ جیسے۔

زید نے لڑکوں کو مٹھائی بانٹی۔ زید نے نزدوروں کو انعام دیا۔ ہندہ نے بچوں کو
 نازنگیاں دیں۔ ہندہ نے لڑکیوں کو گنے دیئے۔ انھوں نے تم کو مکان دلویا۔ تم نے
 تم کو روپے دیئے۔ میں نے ان کو جلیبی کھلوائی۔ تم نے اسکو جانیں دلوائیں *

ماضی استمراری میں مفعول کی وحدت جمع اور تذکیر و تانیث کا اثر فعل پر نہیں پڑتا۔ یعنی امور مذکورہ میں فعل مطابق مفعول نہیں ہوتا۔ بلکہ فاعل کا اثر فعل پر ہوتا ہے۔ جیسے۔ میں کتاب پڑھتا تھا۔ وہ کتابیں پڑھتا تھا۔ تو گھوڑا کستا تھا۔ میں گھوڑے کستا تھا۔ (یا) تم کتابیں پڑھتے تھے۔ وہ کتابیں پڑھتی تھیں۔ ہم آموں کو پیلاتے تھے۔ ہندہ کتابیں پڑھتی تھی۔ ہندہ اور سستے روٹیاں پکاتی تھیں۔ ہندہ روٹیاں پکاتی تھی۔

لفظ (ہوگا) پر بھی مفعول کی وحدت جمع اور تذکیر و تانیث کا اثر پڑتا ہے۔ جیسے۔ اس نے کھانا کھایا ہوگا۔ اس نے کھانے کھائے ہوں گے۔ اس نے روٹیاں پکائی ہوں گی۔ اس نے جامینیں کھائی ہوں گی۔ مگر فاعل کا اثر ان امور میں ہوگا پر نہیں پڑتا۔

حالیہ ماضی جب کسی اسم یا ضمیر یا صفت کے ساتھ مل کر فاعل واقع ہوں تو وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث میں فعل فاعل کی مطابقت ہوگا۔ جیسے۔ اڑا ہوا کبوتر اگیا۔ یا۔ اڑا کبوتر اگیا۔ سوئے ہوئے لڑکے جاگے۔ یا۔ سوئے لڑکے جاگے۔ بیٹھی ہوئی بلی کو دی یا بیٹھی بلی کو دی۔ بھاگی ہوئی گھوڑیاں آگئیں۔ یا۔ بھاگی گھوڑیاں آگئیں۔

ان مثالوں میں اصل فعل لازم ہے یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ وحدت جمع اور تذکیر و تانیث میں فعل اپنے قریب تر اسم کی بموجب ہوگا۔ جیسے۔ وہ اور اسکے بچے آگئے۔ باپ بیٹے جا رہے تھے۔ لڑکوں کے ساتھ ان کا باپ آیا ہے۔ بچوں کے ساتھ ان کی ماں گئی ہے۔

لیکن مسند الیہ کے بعد اگر ایسا مفعول آئے جس کے ساتھ علامت مفعول بھی ہو تو بصورت جمع بھی فعل واحد مذکر بولاجائیگا۔ جیسے۔ میں نے ان لوگوں کو ہنستا ہوا۔ یا ہنستے ہوئے پایا۔ میں نے ان آموں کو پھونس میں دبا دیا۔ ہم نے بچوں کو کھیلتا ہوا یا کھیلتا۔ یا کھیلتے دیکھا۔

ایسی صورت میں متعلق فعل کو اگر بطریق صفت برتا جائے تو اسم حالیہ یا صفت کے آخر میں (الف) لاتے ہیں۔ اور اگر بطریق خبر استعمال کیا جائے تو بجائے الف کے پائے مچھول لائیں مگر یہ قید بطریق صفت کلام ہو عام گفتگو میں اس پر عمل نہیں ہوتا جیسے۔ میں نے لڑکیوں کو گاتے یا گاتا دیکھا۔ میں نے

ان کو باتیں کرتے یا کرتا سنا۔ میں نے بچوں کو کو دتے یا کو دتا پایا۔ ہم نے لڑکوں کو سبق یاد کرتے یا کرتا۔ دیکھا۔

مسند الیہ اگر ضمیر ہے اور اسکے بعد ضمیر شخصی کسی صفت کی موصوف ہو کر حالت مفعولی میں ہو اور اسکے بعد علامت مفعول بھی ہو تو وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث میں ان موصوف و صفت میں مطابقت ہوگی۔ جیسے تم مجھ دیکھا پر رحم کرو۔ تم مجھ نکمتی کو میرے حال پر چھوڑ دو۔ تم ہم دیکھو کو کیوں سنا تے ہو۔ تم ہم نکمتوں کو کیوں دکھ دیتے ہو۔

اور اگر موصوف و صفت مل کر مفعول واقع ہوں۔ اور علامت مفعول صفت سے پہلے بولی جائے تو صفت واحد آئے گی۔ جیسے۔ میں نے ان بچوں کو گورا پایا۔ میں نے ان لڑکیوں کو کالا دیکھا۔ میں نے سب آدموں کو کھٹا پایا۔ میں نے سب انبیوں کو گچا پایا۔

اور بحالت اضافت مسند الیہ اور مسند میں وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث میں مطابقت ہوگی۔ جیسے میرا لڑکا اچھا ہے۔ میرے لڑکے اچھے ہیں۔ میری لڑکی اچھی ہے۔ میری لڑکیاں اچھی ہیں۔ جب مسند الیہ دو اسم ہوں ایک مذکر ایک مؤنث تو اگرچہ اسم مذکر مسند کے قریب نہو پھر بھی فعل کو مذکر لاتے ہیں۔ جیسے۔ میرے بچہ اور بچی چلے گئے۔ کیا تمہارے لڑکے اور لڑکیاں آگئے۔ دُور اور ایک عورت چار پہنچے تھے۔

جو صفت بطریق تعلق فعل یا خبر استعمال کی جائے۔ وہ وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث میں اپنے موصوف کی مطابق ہوگی۔ جیسے۔ تم نے یہ کام اچھا کیا۔ تم نے سب باتیں اچھی کہیں۔ تم نے سب کام اچھے کئے۔ تم نے یہ بات اچھی کہی۔

اگر مسند الیہ جمع ہو۔ یا اسکے لئے ضمیر جمع تغنیما بولیں تو مسند کو بھی جمع ہی لائیں گے۔ جیسے تمہارے جیسے اچھے لوگ اب کہاں پیدا ہوتے ہیں۔ تمہارے اچھے کام سراہے جاتے ہیں۔ جو مسند الیہ اضافی حالت میں ہو اور مضاف اس میں بیشیبت عطف متعدد ہوں اور ان کے بعد لفظ سب آئے۔ تو مسند یعنی فعل وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث میں مسند الیہ کے آخری

مضاف کے مطابق ہوگا۔ جیسے۔ اس کا پا جامہ اور کرتہ اور کوٹ۔ اور سر کے بال سب چھلنے
اسکی گلے اور بکری اور گھوڑیاں سب چوری گئیں۔ اسکے گھر کا تمام سامان اور گھر ٹٹ گیا۔
مگر یہ قاعدہ اکثر یہ ہے کلیہ نہیں۔ کیونکہ جس مضاف کے بعد لفظ سب آیا ہی۔ اور وہ واضح
اور اس سے پہلے جمع۔ تو بھی مسند یعنی فعل کو جمع لاتے ہیں۔ جیسے اس کے گھرے اور گھر یا سب
ٹوٹ گئے۔ اسکے کرتے اور پا جامے اور انگر کھا سب کھوئے گئے۔

اور اگر لفظ سب کے بعد لفظ کچھ بھی آئے تو فعل واحد آئے گا۔ جیسے۔ بازار میں آلوچے۔
کھرنیاں۔ ناشپاتیاں سب کچھ یک رہا ہے۔ یہاں آڑو۔ رنگ تیرے نا رنگیاں سب کچھ
ملتا ہے۔ میں نے پیڑے۔ گلاب جامینیں اہرتیاں سب کچھ کھایا۔ ان مثالوں میں سب کا
لفظ کل اور تمام کے معنی میں برنا گیا۔ اور اس پر وحدت جمع کا کوئی اثر نہیں پڑا۔ جیسے۔
یہ سب قصور میرے ہیں۔ یہ سب خطا میری ہے۔

جب بصورت عطف مختلف ضمیریں مسند الیہ ہوں۔ تو ضمیر واحد کا ضمیر جمع سے پہلے لانا
فصیح ہی۔ اگرچہ اس ترتیب کے خلاف بھی بولا جاتا ہی جیسے۔ میں اور تم چلیں۔ اس نے اور
ہم نے ساتھ کھانا کھایا۔ یہ تو فصیح ہے۔ اور تم اور میں چلیں۔ ہم نے اور اس نے ساتھ کھانا کھانا
اس کو فصیح نہیں مانا جاتا۔

جہاں ضمائر مختلف مسند الیہ ہوتی ہیں۔ وہاں فعل یعنی مسند جمع آئے گا۔ جیسے۔ تو اور میں
چلیں۔ یہ اور وہ اکٹھے گئے۔ میں اور وہ ایک ہی کتاب پڑھتے ہیں۔

جب وحدت و جمع اور حاضر و غائب اور متکلم ہونے میں ضمیریں مختلف ہوں۔ تو ضمیر جمع
ضمیر واحد پہلے لاتے ہیں۔ اور اگر ضمیریں صرف واحد یا صرف جمع ہوں تو ضمیر حاضر سے ضمیر
غائب پہلے آئے گی۔ اور اگر ان میں ضمیر متکلم بھی ہو تو اس کو حاضر و غائب دونوں سے
پہلے لائیں گے۔ اس ترتیب کا لحاظ کرنا فصیح مانا جاتا ہے۔ اور عام گفتگو میں اس ترتیب کا
لحاظ لزوم نہیں کیا جاتا۔ جیسے۔ میں اور وہ اور تم ایک ہی جگہ ٹھہریں گے۔ وہ اور تم

ایک تحصیل کے بٹے ہو۔ ہم اور تم ایک استاد کے شاگرد ہیں۔ میرا اور تمہارا۔ یا ان کا اور تمہارا ساتھ بھنا شکل ہے۔

یہ مثالیں تو بروئے ترتیب بالائیں۔ اور اشد ذیل میں اس ترتیب کا لحاظ نہیں کیا گیا تم اور میں چلیں۔ تم اور وہ اکٹھے جایا کرو۔ وہ اور میں کچ ہی جا رہی ہیں۔ تمہارا اور میرا کیا ساتھ۔ اسمائے جمع۔ اور اسمائے کتیب و رسائل اخبار اگرچہ بصورت جمع ہوں لیکن مسند الیہ ہونے پر ان کے لئے مسند واحد آتا ہے البتہ تذکیر و تانیث میں مسند الیہ اور مسند مطابق ہوتے ہیں۔ جیسے۔ فوج جا رہی ہے۔ پلٹیں آ رہی ہیں۔ رسالہ چلا گیا۔ جتھار روانہ ہو گیا فقیر کا گروہ آیا ہوا ہے۔ قواعد اردو چھپ گئی۔ صفوۃ المصادر پڑھ لی۔ مجالس العشاق کی جلد بندھ گئی۔ غیاث اللغات چھپ رہی ہے۔

یہ اخبار تصاویر کا پرچہ ہے۔ اخبار کاروان جاری ہو گیا۔ تہذیب النساء خرید لی۔ اور اداسانی نہیں ملی۔ تہذیب الاخلاق پھر جاری ہو گئی۔

جب مسند الیہ اور مسند دونوں مرکب حنائی ہوں اور مصناف الیہ دونوں میں اسم باضمیر ہوں تو فعل وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث میں مسند الیہ کی بموجب آئے گا۔ جیسے۔ ہماری خوشی کا دن ماتم کی رات ہوتا ہے۔ ہمارا روز فراق صبح محشر کا ہوتا ہے۔ مصیبت کا وقت میرے لئے قیامت کی گھڑی ہو گیا۔

اور اگر ان مثالوں میں فعل مسند کی بموجب لائیں تو معنی بدل جائیں گے۔ جیسے۔ ہماری خوشی کا دن ماتم کی رات ہو گئی۔ یعنی ماتم کی رات ہماری خوشی کا دن ہو گئی۔ پہلے مثال میں خوشی کے دن کو ماتم کی رات سے مثال دی ہے۔ اور دوسری میں ماتم کی رات کو خوشی کا دن مانا ہے۔ اس لئے مطلب کچھ کا کچھ ہو گیا۔

جب واسم خواہ دونوں مذکر ہوں۔ یا ایک مذکر اور ایک مؤنث ہو اور وہ مسند الیہ واحد ہوں تو فعل جمع مذکر آتا ہے۔ جیسے۔ رات دن چلیں۔ سے گزرتے ہیں۔ باپ بیٹے

باتیں کر رہے ہیں۔ ایک عورت اور ایک مرد جا رہے ہیں۔ گھوڑا اور گھوڑی بہننا نہیں
 اور اگر دونوں اسم مونث ہوں تو فعل جمع مونث آئے گا جیسے۔ چڑھیں اور گر سلیں اور ہا
 ہیں۔ گھوڑیاں اور بچھیریاں دانہ کھا رہی ہیں۔ عورتیں اور لڑکیاں چرخہ کات رہی ہیں۔
 گھڑ بچھیں اور گھڑیاں چوری جاتی رہیں۔

اور اگر دو اسم مل کر ایک اسم ہو گئے ہوں تو فعل اسم ثانی کی مطابق ہوگا۔ جیسے۔ گھوڑا
 گاڑی درستی کے لئے آگئی ہے۔ اونٹ گاڑی ٹوٹی ہوئی ہے۔ مال گاڑی چھوٹ گئی۔
 سواری گاڑی آرہی ہے۔

رشتہ کے ناموں میں اکثر چھوٹے رشتہ کا نام بڑے رشتہ کے نام کے بعد بولتے ہیں اور چھوٹے
 رشتہ کے نام کے آخر میں اگر الف ہو یا حرف (ہے) ہو۔ تو اس کو واحد کے لئے بھی یا ئے
 مجھول سے بدل دیتے ہیں۔ جیسے۔ چچا بھتیجہ جا رہے تھے۔ ماموں بھانجے کھانا کھا رہے ہیں۔
 دادا پوتے باتیں کر رہے ہیں۔ لیکن حرف الف اور حرف ہے کے بدل دینے کے بھی استعمال
 کیا جاتا ہے۔ جیسے۔ چچا بھتیجا جا رہے ہیں۔ ماموں بھانجہ کھانا کھا رہے ہیں۔ دادا پوتا
 باتیں کر رہے ہیں۔ مگر اہل دہلی اس کو نصیح نہیں مانتے۔ ہاں اگر دونوں نکلوں میں کلمہ عطف
 تو الف اور ہے کا یا ئے مجھول سے بدلنا یا نہ بدلنا دونوں طرح درست ہے۔ جیسے چچا اور بھتیجہ
 دونوں اس مشورے میں شریک ہیں۔ یا چچا اور بھتیجا دونوں اس مشورہ میں شریک ہیں
 باپ اور بیٹا اٹھ کر چلے گئے۔ باپ اور بیٹے اٹھ کر چلے گئے۔ ماموں اور بھانجہ آ رہے ہیں۔
 یا۔ ماموں اور بھانجے آ رہے ہیں۔

اس صورت میں واحد اور جمع کے لئے ایک ہی نام برتا جائیگا۔ اور اس تشابہ کی وجہ سے
 بہتر بھی ہے کہ (الف یا ہا) کو یا ئے مجھول سے بدلنا جائے۔

جو رشتے مساوی یا قریب مساوی کے ہیں۔ انکا الف یا ئے مجھول سے نہیں بدل تے۔
 جیسے تیا یا چچا دونوں چلے گئے۔ نانا اور دادا بیٹھے ہوئے ہیں۔ دادا۔ نانا تو مجھ سے متعلق ہیں

چچا۔ اور پھوپھا۔ آم چوس رہے ہیں۔ پھوپھا۔ چچا۔ تیا یا شکار کھیلنے گئے۔

جہاں مصدر اور افعال تصریحی میں سے کوئی فعل مسند ہو۔ وہاں اسم مصدر پر وحدت جمع اور تذکیر و تانیث مسند الیہ کا اثر پڑتا ہے۔ جیسے مجھے دانہ دلوانا ہے۔ اسے اٹالانا ہے۔

تمہیں بازار جانا ہے۔ یا۔ اسے گئے خریدنے ہیں۔ مجھے آم لانے ہیں۔ تمہیں خورد پزے کھانے ہیں۔ یا۔ اسے پلم بھرنی ہے۔ مجھے دہی لانی ہے۔ تمہیں دال دھونی ہے۔

افعال ناقصہ۔ اور افعال مملوہ میں فعل مسند الیہ کی مطابقت ہوتا ہے۔ جیسے۔ وہ مرد سندر ہو گیا۔ وہ عورت سندرست ہو گئی۔ وہ لڑکا اس شعر کو نہیں سمجھا۔ وہ لڑکی میری بات نہیں سمجھی۔ تم نے اس بات کا خیال نہیں کیا تھا۔ اس نے اس معاملہ میں فکر نہیں کی تھی۔

مجھے اس کا گمان نہ تھا۔ اسے اس کی خواہش نہ تھی۔

اگر معطوف علیہ اور معطوف اسم واحد کی خبر واقع ہوں تو فعل ناقص واحد آئے گا جیسے یہ لڑکا شکیل اور جمیل ہے۔ یہ لڑکی ذہین اور طباع ہے۔ زید بھلا مانس اور نیک ہے۔

یعنی فعل ناقص وحدت جمع میں۔ اپنے اسم کی مطابقت ہوگا۔ جیسے یہ لڑکیاں سمجھدار اور ہوشیار ہیں۔ یہ لڑکے شریر ہیں۔ زید اور بکر دعا باز اور مکار ہیں۔

اگر دو یا دو سے زیادہ۔ اسم۔ یا۔ فعل۔ یا۔ مفعول مالم یسمی فاعل۔ یا اسم فاعل۔ یا اسم مفعول مالم یسمی فاعل۔ بذریعہ کلمات عطف ملائے جائیں۔ تو اگر یہ سب ذوی العقول میں سے ہیں تو خبر۔ اور فعل خواہ کسی قسم کا فعل ہو بصورت جمع بولیں گے۔ جیسے زید اور بکر محنتی ہیں۔ خالد اور ولید دوڑے۔ زید اور بکر اور خالد پیٹے۔ جانے والے اور آنے والے

سب بیٹھے گئے۔ کھنے والے اور سننے والے بلائے گئے۔ زید اور بکر اور خالد اور ولید کھانا کھا رہے ہیں۔ اور خیر ذوی العقول کے لئے۔ فعل وحدت جمع اور تذکیر و تانیث میں کہیں تو قرینہ

معطوف کی موجودیت آتا ہے۔ جیسے اس نے پیڑ اور لٹو اور جلیبی کھائی۔ میں نے اس اور دودھ پیا۔ اس نے جلیبی اور امرتی اور پیڑ کھایا۔ میں نے امرود اور آڑو اور نانگیان کھائیں۔

اور کہیں بلا کسی قسم کے لحاظ معطوف قریب کے۔ فعل جمع مذکر بولیں گے بشرطیکہ کوئی معطوف مذکر ہو۔ جیسے۔ گھڑا اور گھڑیا بھر دیئے۔ طباق اور رکابی مانج دیئے۔ گھوڑا اور گھوڑی کس دیئے۔ گھڑا اور کنیا نہلا دیئے۔ اور اگر قریب تر معطوف جمع ہو تو فعل جمع بلحاظ تذکیر و تانیث معطوف اسے لگے گا۔ جیسے صراحیاں اور گھڑیاں بھریں۔ دیگچیاں اور رکابیاں مانج دیں۔ گھڑا اور گھڑیاں بھر دیئے۔ گھڑے اور گھڑیاں بھریں۔ مگر یہ قاعدہ کلیہ نہیں۔ اہل زبان یوں بھی کہتے ہیں کہ۔ ایک گھوڑا اور ایک ہاتھی خریدا۔ ایک بوڑھا اور ایک بچہ آیا۔ اس نے ایک ٹوکرا اور ایک ٹوکری کھودی۔ قلم اور دو استپوری گئے۔ قلم اور دو استمیر پر رکھ دی۔ قلم اور دو استمیر پر رکھ دیئے۔ قلم اور دو استمیر پر رکھ دیں۔ الغرض فعل کا جمع اور واحد اور مذکر و مؤنث لانا سماعت پر منحصر ہے۔

اور اگر کلمہ تاکید جمع معطوف علیہ اور معطوف واحد کے بعد آئے تو فعل جمع مذکر آئے گا۔ جیسے۔ قلم اور دو است دونوں نثار ہیں۔ بوٹ اور گرگابی دونوں ٹوٹ گئے۔ ہاتھی اور اونٹ اور گھوڑا تینوں چلے گئے۔ بکر اور خالہ اور ولید اور زید چاروں آگئے۔ جب عطف بذریعہ کلمات تردید ظاہر کیا جائے تو وحدت جمع اور تذکیر و تانیث میں فعل قریب معطوف کی مطابقت بولا جائے گا۔ جیسے زید یا بکر آیا تھا۔ گھوڑا یا ہاتھی چوری کیا۔ کلمہ یا کلمہ یا ٹوٹ گئی۔ گھوڑیاں یا گھوڑے کسے گئے۔ گھوڑیاں یا گھوڑا کسا گیا۔ گھوڑے یا گھوڑی کسی گئی۔ گھوڑا یا گھوڑیاں کسی گئیں۔ مرد یا عورتیں آئی تھیں۔

کلام یا مرکب تام یا مرکب مقید یا جملہ

ہم ان کلمات کی تعریف لکھ آئے ہیں۔ یہاں ہیں یہ بتانا ہے کہ اردو میں جملہ کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) جملہ مفرد۔ (۲) جملہ مرکب۔ (۳) جملہ مخلوط۔

جملہ مفرد۔ اردو میں جملہ مفرد کی ضمنی تقسیم نہیں ہوتی۔ کیونکہ اردو میں جملہ اسمیہ بموجب

اصطلاح عربی نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ صرف اسم و خبر سے مرکب تمام نہیں بنتا۔ بلکہ مرکب ناقص رہتا ہے۔ جب تک کہ افعال ناقصہ میں سے اس کے ساتھ کوئی فعل نہ بولا جائے۔ جیسی زید کھڑا ہے۔ یہ جملہ بوجہ (ہے) فعل ناقص کے جملہ فعلیہ ہے۔ اگر صرف زید کھڑا کہیں۔ اور فعل ناقص نہ ہو۔ یا ہے۔ یا تھا اسکے بعد بولیں تو یہ جملہ نہیں ہوگا۔ بلکہ مرکب ناقص رہے گا۔ جملہ کی ابتدا جس اسم یا ضمیر یا متعلق فعل یا مرکب ناقص سے کی جاتی ہے۔ وہ پاتواں اسم ہوتا ہے یا فاعل یا اسم فاعل۔ یا مفعول مالم یسمی فاعلہ۔ یا اسم مفعول مالم یسمی فاعلہ۔ اور اگر متعلق فعل ابتدائے جملہ میں آئے تو فاعل یا مفعول مالم یسمی فاعلہ کی ضمیر اس میں مستتر یعنی چھپی ہوئی ہوگی۔

مثالیں

- (۱) اسم کی مثال۔ زید تندرست ہے۔ اس جملہ میں زید اسم اور تندرست خبر اور ہے فعل ناقص ہے۔ یہ جملہ مفرد ہوا۔
- (۲) فاعل کی مثال۔ زید آیا ہے۔ اس جملہ میں زید اسم خاص فاعل ہے۔ اور آیا ہے صیغہ واحد مذکر غائب ماضی قریب فعل لازم ہے جو فاعل سے مل کر پورا جملہ مفرد ہوا۔
- (۳) اسم فاعل کی مثال۔ آنے والا آ رہے گا۔ اس جملہ میں آنے والا اسم فاعل ہے۔ اور آ رہے گا صیغہ واحد مذکر غائب فعل مستقبل مرکب۔ دونوں مل کر جملہ مفرد ہوا۔
- (۴) مفعول مالم یسمی فاعلہ کی مثال۔ زید بلا گیا۔ اس جملہ میں زید مفعول مالم یسمی فاعلہ ہے اور بلا گیا صیغہ واحد مذکر غائب ماضی مطلق مجہول وضعی۔ جملہ مفرد ہوا۔
- (۵) اسم مفعول مالم یسمی فاعلہ کی مثال۔ جانے والا مارا گیا۔ اس میں جانے والا اسم مفعول مالم یسمی فاعلہ ہے اور مارا گیا صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مطلق مجہول وضعی۔ یہ بھی جملہ مفرد ہوا۔

آنے والا تھا۔ اس میں آنے والا۔ اسم مفعول مالم سے فاعلہ۔ اٹھا صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مطلق جہول معنوی۔ جملہ مفرد ہوا۔

(۶) متعلق فعل کی مثال۔ آہستہ آہستہ چل۔ اس میں تو ضمیر فاعل مستتر ہے۔
چیکے چیکے بولو۔ اس میں تم۔ ضمیر فاعل مستتر ہے۔

کہہ رہے آنا ہوا۔ اس میں آپ کا یا تمہارا ضمیر فاعل مستتر ہے۔

اس بیان بالا سے چار باتیں اصولی معلوم ہوتی ہیں۔

(اول) فعل لازم جب فاعل کی طرف نسبت کیا جائے۔ تو جملہ مفرد ہو جائے گا۔ جیسے۔
ہوا چلی۔ بیٹھ برسا۔ گھوڑا دوڑا۔

(دوم) فعل متعدی معروف اپنے مفعول کے ساتھ جب فاعل کی طرف نسبت دیا جائے تو جملہ مفرد بن جائیگا۔ جیسے زید نے بکر کو پکڑا۔ وہ تم کو پکارتا ہے۔ میں روٹی کھاؤں گا۔ اس نے پانی پی لیا۔

(سوم) فعل متعدی جہول خواہ جہول وضعی ہو یا جہول معنوی جب اپنے مفعول مالم سے فاعلہ کی طرف نسبت دیا جائے گا تو جملہ مفرد بن جائے گا۔ جیسے حساب لکھا گیا۔ وہ بلایا جائے گا۔ اسکو آواز دی گئی۔ یا ناج بکا۔ ڈھول بجا۔ سوت کتا۔ قافلہ ٹٹا کھیت کٹا زید ٹپا۔ (چہارم) فعل ناقص لازم مع خبر کے جب اپنے اسم کی طرف منسوب ہو۔ تو جملہ مفرد ہو جاتا ہے جیسے زیر بحثی ہے۔ مجھے رونا نہیں آتا۔ اسے ہنسی آتی ہے۔ وہ بزدل نکلا۔ وہ تندرست تھا۔ وہ حاضر ہو گیا۔ چاندی دھات ہے۔

تثنیہ۔ فاعل یا مفعول مالم سے فاعلہ۔ یا تو اسم ہو گا یا ضمیر ہو گی یا ایسی صفت جو اپنے موصوف کے اسم کی قائم مقام ہو۔ علم صرف میں اس کا ذکر مفصل ہو چکا ہے۔
اجزائے جملہ مفرد۔ جملہ مفرد کے اجزا دو سے کم اور چار سے زیادہ نہیں ہوتے۔
(اول) صرف مستزلیہ اور مستند۔ ان دونوں سے جملہ مفرد بن جاتا ہے۔

(دوم) سند الیہ اور متعلقات سند الیہ اور سند۔ ان سے بھی جملہ مفرد بن جاتا ہے۔

(سوم) سند الیہ۔ اور سند اور متعلقات سند۔ ان سے بھی جملہ مفرد بن جاتا ہے۔

(چہارم) سند الیہ اور متعلقات سند الیہ۔ اور سند اور متعلقات سند۔ ان کے باہم ملنے

سے بھی جملہ مفرد مکمل ہو جاتا ہے۔

ترکیب جملہ۔ جملہ کے اجزاء کو اور ان کے باہمی تعلق کو بیان کرنے کا نام علم نحو میں ترکیب ہے۔ اجزاء اور ان کے تعلقات دو طریقوں پر بتائے جاسکتے ہیں۔

(۱) بطریق متعارف۔ یعنی وہ طریقہ ترکیب جو سابق سے مروج ہے۔ جیسے:-

(۱) زید آیا ہے۔ آیا ہے صیغہ واحد غائب فعل ماضی قریب لازم تام۔ فعل۔ زید۔

اسم خاص فاعل۔ فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔

(۲) اے لڑکے آ۔ اے کلہ نڈا۔ لڑکے منائے۔ یہ دونوں مل کر فاعل ہوئے۔ آ صیغہ واحد

حاضر۔ امر فعل لازم تام فعل۔ فعل اور فاعل مل کر جملہ فعلیہ ندائیہ ہوا۔

اگر صرف (اے لڑکے) کہیں تو بھی یہ جملہ ہوگا۔ کیونکہ اس کا سند یعنی فعل آ بقرینہ ندایہ

محذوف ماننا پڑے گا۔

(۳) وہ جانے والا چلا گیا۔ چلا گیا صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مطلق مرکب لازم تام

فعل۔ وہ ضمیر واحد غائب موصوف۔ جانے والا صفت۔ موصوف صفت مل کر فاعل

ہوئے۔ فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔

(۴) وہ بھاگتا ہوا آیا۔ آیا صیغہ واحد غائب ماضی مطلق فعل لازم تام فعل۔ وہ ضمیر

واحد غائب فاعل۔ بھاگتا ہوا حالیہ ماضی متعلق فعل آیا کے۔ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔

(۵) وہ سنتا ہوا جا رہا تھا۔ جا رہا تھا صیغہ واحد مذکر غائب ماضی بعید فعل مرکب لازم تام

وہ ضمیر واحد غائب فاعل۔ سنتا ہوا حالیہ ماضی متعلق فعل جا رہا تھا کے۔ یہ سب ملکر جملہ فعلیہ

(۶) زید نے روٹی کھائی۔ کھائی صیغہ واحد مذکر ثانی فعل متعدی فعل لازم تام اسم خاص فاعل

(۷) علامت فاعل۔ روٹی اسم عام مفعول۔ سب مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔
 (۸) ہم اس بات پر غور کریں گے۔ کریں کے صیغہ جمع مذکر مستقبل متعدی فعل۔ ہم ضمیر جمع متکلم
 فاعل۔ اس صفت اشارہ بات مشاۃ الیہ دونوں مل کر مجرور ہوئے۔ پھر کے جار و مجرور۔
 مل کر متعلق فعل کریں گے۔ غور مفعول۔ یہ سب مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔

(۹) سب لوگوں کو تم سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ چاہئے صیغہ امر فعل لازم ناقص۔
 سب لوگوں کو اسم۔ تم سے جار و مجرور متعلق فعل۔ سبق حاصل کرنا۔ خبر۔ فعل ناقص اس سے
 اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔

(۱۰) میں خدا کی قسم کھاتا ہوں۔ کھاتا ہوں صیغہ واحد متکلم فعل حال مطلق متعدی فعل ناقص
 شخصی فاعل۔ خدا کی قسم بہ ترکیب اضافی مفعول۔ سب مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔
 اگر کوئی شخص اثنائے گفتگو میں کہے خدا کی قسم۔ تو اس میں فاعل اور فعل کا حذف قرینہ سے
 پایا جائے گا۔ اور اس کا قسم کھانا۔ جملہ فعلیہ ہوگا۔

(۱۱) اس نے ہنستے ہوئے ایک جاتے ہوئے لڑکے کو پکڑ لیا۔ پکڑ لیا فعل متعدی ماضی
 صیغہ واحد مذکر غائب ماضی مطلق۔ اس ضمیر اشارہ بعید فاعل نے علامت فاعل۔
 ہنستے ہوئے حالیہ ماضی متعلق فعل پکڑ لیا۔ ایک عدد لڑکے معدود دونوں مل کر مفعول ہوئے
 کو علامت مفعول۔ جاتے ہوئے حالیہ ماضی متعلق مفعول یعنی (ایک لڑکے کو) یہ سب
 مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔

(۱۲) زید کے گھوڑے نے کل شام کو اپنے سائیس کے بازو پر کاٹا۔ کاٹا فعل متعدی صیغہ
 واحد مذکر ماضی مطلق۔ زید مضاف الیہ کے علامت اضافت گھوڑے مضاف۔ دونوں
 مل کر فاعل۔ نے علامت فاعل۔ کل شام بہ ترکیب ظرفی مفعول۔ اپنے مضاف الیہ
 سائیس مضاف۔ دونوں مل کر مضاف الیہ ہوئے۔ بازو مضاف۔ یہ دونوں مل کر مجرور
 ہوئے۔ پر کلہ جار کے۔ جار و مجرور مل کر۔ یا تو متعلق فعل کاٹا مانو۔ یا جار و مجرور کو مفعول ماضی

قرار دو۔ دونوں طرح درست ہے۔ یہ سب مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔
 (۱۳) میں اپنے بچہ کو یاد کرتا ہوں۔ کرتا ہوں صیغہ واحد متکلم حال مطلق فعل متعدی معروف
 میں ضمیر شخصی واحد متکلم فاعل۔ اپنے مضاف الیہ۔ بچہ مضاف۔ بہ ترکیب اضافی مفعول
 کو علامت مفعول۔ یاد مفعول ثانی۔ سب مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔
 اگر کسی درد کے وقت کوئی شخص کہے۔ کہ ہائے میرے بچے۔ تو اگر اس سے مراد یہی
 ہوگی کہ میں اپنے بچے کو یاد کرتا ہوں۔ تو تقریبہ کلام فاعل اور مفعول متحدہ معلوم
 ہو جائے۔ یہ بھی جملہ فعلیہ ہوگا۔
 (۱۴) ترکیب بطریق جدید۔ یعنی ایسی ترکیب جو اب ہم نے بہ نظر سہولت پیدا کی ہے
 بہ نظر انتصار اسکو ہم ذیل کے نقشہ میں لکھتے ہیں:-

ترکیب					جملہ
جملہ	مستقل	مستقل	مستقل	مستقل	
”	آیا ہے	آ	زید	”	زید آیا ہے۔
”	آ	آ	اسے لڑکے	”	اسے لڑکے آ۔
”	چلا گیا	چلا	وہ	”	وہ جانے والا چلا گیا۔
”	آیا	آ	وہ	”	وہ بھاگتا ہوا آیا۔
”	جارا تھا	جارا	وہ	”	وہ سستا ہوا جارا تھا۔
”	رہی	کھائی	زید نے	”	زید نے روٹی کھائی۔
”	اس بات پر غور	کریں گے	ہم	”	ہم اس بات پر غور کریں گے۔
”	خدا کی قسم	کھاتا ہوں	میں	”	میں خدا کی قسم کھاتا ہوں۔
”	ایک جاتے	پکڑ لیا	اس نے	”	اس نے ہنستے ہوئے ایک جاتے کو پکڑ لیا۔
”	اپنے سائیں کے	کھا	زید کے گھوڑے	”	زید کے گھوڑے نے کل شام کو اپنے سائیں کے
”	بازو پر	”	”	”	کے بازو پر کھانا کھا۔
”	یاد	کرتا ہوں	میں	”	میں اپنے بچہ کو یاد کرتا ہوں۔
”	تم سے متعلق	چاہتے	”	”	سب لوگوں کو تم سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔
”	ترکیب پر مبنی	”	”	”	”

جو جملہ فعل ناقص لازم اور اس کی اسم خبر سے بنتا ہے۔ اسکو جملہ اسمیہ قرار دینا اس لئے صحیح نہیں کہ اس کا اسم حالت فاعلی میں ہوتا ہے۔ کیونکہ کسی صفت کا قیام اسکی ذات میں ثابت کیا جاتا ہے۔ گو کہ عدد و فعل ننو۔ اس لئے ہم بوجہ فعل ناقص لازم اسکو جملہ فعلیہ ہی قرار دیتے ہیں۔

فائدہ۔ جس جملہ میں ایک ہی فعل ہو خواہ وہ فعل مفرد ہو یا مرکب وہ جملہ مفرد ہوتا ہی جیسا کہ اشلہ بالا سے ظاہر ہو چکا ہے۔

اُشبہات۔ بعض جملوں میں اس قسم کا شبہ پڑ جاتا ہے کہ افعال لازم تام کا بھی مفعول ہوتا ہے یا علامت فاعل بجز (ئے) کے اردو میں اور کوئی کلمہ نہیں ہوتا۔ اس شبہ کو رفع کرنے کے لئے ہم چار جملہ اور ان کی ترکیبیں لکھتے ہیں تاکہ طلباء اس دھوکہ میں نہ آئیں۔
(۱) ہمیں رونا نہیں آتا۔ اس جملہ میں نہیں آتا فعل لازم ناقص منفی ہے اور ہمیں اسم اور رونا خبر سے اس لئے یہ جملہ مفرد فعلیہ ہے۔ ہمیں کو مفعول سمجھنا غلطی ہے کیونکہ فعل لازم کا اردو زبان میں مفعول نہیں ہوتا۔

(۲) مجھے ہنسی آتی ہے۔ اس جملہ میں بھی حسب جملہ بالا۔ مجھ کو اسم ہے اور ہنسی خبر اور آتی ہے فعل لازم ناقص۔ اور یہ جملہ فعلیہ ہے۔

(۳) مجھ سے نہیں چلا جاتا۔ نہیں چلا جاتا فعل لازم تام منفی صیغہ ماضی مطلق اور مرکب مجھ فاعل اور سے علامت فاعل۔ چلا جاتا فعل مرکب ہے نہ کہ فعل مجہول کیونکہ فعل لازم مجہول نہیں ہوا کرتا۔

(۴) اس سے نہیں آیا گیا۔ حسب بالا اس جملہ میں بھی۔ نہیں آیا گیا فعل لازم منفی صیغہ واحد مذکر ماضی مطلق مرکب۔ اور اس ضمیر فاعل اور سے علامت فاعل۔ فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔

جملہ مرکب

ایسا جملہ کہ جس میں دو یا دو سے زیادہ فعل آئیں۔ یہ افعال خواہ لفظاً مذکور ہوں یا بقرینہ کلام تقدیراً پائے جائیں۔ جیسے زید آیا اور بکر گیا۔ یا۔ زید آیا اور بکر کو پکڑ کر لے گیا۔ یا۔ وہ تمہارے انتظار میں بیٹھا رہا۔ مگر تم نہ آئے۔ یا۔ وہ اس لئے آیا ہے کہ تمہیں ساتھ لے جائے۔ ان مثالوں میں افعال لفظاً مذکور ہیں۔ اور

خدا کی قسم میں نے نہیں کہا۔ یعنی میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے نہیں کہا۔ یا۔ آخدا مجھ پر رحم فرما۔ یعنی میں خدا کو پکارتا ہوں تاکہ وہ مجھ پر رحم فرمائے۔ ان جملوں کے پہلے اجزائیں افعال بقرینہ کلام تقدیراً موجود ہیں +

ان مثالوں سے ظاہر ہے کہ جملہ مرکب دو یا دو سے زیادہ مرکبات مفید کے ساتھ ترکیب کیا جاتا ہے مگر کبھی دو یا دو سے زیادہ مرکب غیر مفید سے ترکیب نہیں پاتا۔ یہ مرکبات دو قسم کے ہوتے ہیں۔

(۱) مرکب مفید یعنی جملہ مرکب ایسا مرکب جو ان کلمات کو الگ کر دینے کے بعد جن کے ذریعہ سے دو یا دو سے زیادہ مرکبات مفید کو باہم ربط دیا گیا ہے بذاتہ وہ مفرد جملے اپنے پورے معنی دیں یعنی ان میں سے ہر ایک کلام نام یا جملہ مفرد ہو۔ یہ ضروری نہیں کہ مرکب مفید اپنے پورے معنی اسی ترتیب یا شرط یا شمول وغیرہ کے ساتھ دے۔ جیسا کہ وہ دوسرے مرکب سے ربط پا کر دیتا۔ بلکہ اس مرکب کا بروئے معنی بذاتہ مرکب مفید ہونا کافی ہے۔ جیسے۔ زید آیا اور بکر گیا۔ اس جملہ مرکب میں سے اگر لفظ اور کو خارج کر دیا جائے۔ تو زید آیا۔ ایک مرکب مفید ہے اور بکر گیا دوسرا مرکب مفید۔ یہ الگ الگ کلام نام ہیں۔ گو لفظ اور سو جو ترتیب یا شمول پایا جاتا تھا وہ بروئے معنی ترکیبی ان سے نہ پایا جائے۔ کلمہ عطف کے آنے سے جب یہ دونوں مرکب مفید آپس میں ملکر شمول حکم واحد کے معنی پیدا کریں تو ہر ایک ان میں سے مرکب مفید کہلا سکے گا +

(۲) مرکب غیر مفید۔ یعنی جملہ مرکب کے ہر ایسا مرکب جو بذاتہ اپنے پورے معنی نہ دے جب تک کہ کلمات ربط کے ذریعہ سے وہ دوسرے مرکب مفید سے نہ ملایا جائے۔ مرکب غیر مفید کہلائے گا۔ جیسے زید اس لئے آیا ہے کہ تم اس کے ساتھ جاؤ۔ اس جملہ میں پہلا مرکب کہ۔ زید اس لئے آیا ہے۔ مرکب غیر مفید ہے کیونکہ اس سے زید کے آنے کی غرض معلوم نہیں ہوتی۔ اور لفظ اس لئے جو زید اور۔ آیا ہے کو ملاتا ہے نظر انداز نہیں کیا جائیگا۔ کیونکہ یہ کلمہ دو دیگر کلمات کا ملانے والا ہے نہ کہ مرکب غیر مفید کا۔ البتہ کافی مانیہ جو دو مرکب غیر مفید کو ملا کر مرکب مفید بناتا ہے نظر انداز کر دیا جائیگا۔ اس لئے تم اس کے ساتھ جاؤ۔ بھی مرکب مفید ہے۔ کیونکہ اس میں کوئی ابہام نہیں ہے۔

پس جن مرکبات سے جملہ مرکب ترکیب پاتا ہے ان کو مرکب مفید یا مرکب غیر مفید کہتے ہیں۔

جملہ مرکب کے مرکبات کے باہم ملائے کے لئے کلمات شمول۔ یا کلمات حصر و تخصیص یا کلمات تسلسل کلام۔ یا کلمات عطف۔ یا کلمات تردید۔ یا کلمات اضراب۔ یا کلمات استعرا یا کلمات استثناء۔ یا حرف بیان۔ یا کلمات علت۔ یا کلمات شرط و جزا۔ یا کلمات ایجاب یا کلمات تزیین کلام۔ برتے جاتے ہیں۔ اور کلمات قسم۔ اور کلمات نداء۔ اور کلمات نداء اپنے مقسم بہ۔ اور منادے۔ اور مندوب۔ سے ملکر پورا مرکب مفید ہو جاتے ہیں۔ اور مرکب جملہ کا جب جزو ہوتے ہیں تو دوسرے مرکب سے ملائے کے لئے ان کلمات شمول میں سے کوئی کلمہ استعمال نہیں کرتے۔

اب ہم مرکب جملوں کی دونوں طرح کی ترکیبیں لکھتے ہیں۔

۱۔ مقسم بہ۔ ہم کے پیش اور قاف کے سکون اور بین کے زبر سے اسکے معنی ہیں جس کی قسم کھائی جائے۔
 ۲۔ منادے۔ ہم کے پیش اور نوں کے اور دال کے زبر سے اس کی یہ الف کی طرح پڑھی جائے گی۔ اس کے معنی ہیں۔ جسکو پکارا جائے۔
 ۳۔ مندوب۔ ہم کے زبر سے جس پر رویا جائے۔

(۱) ترکیب بطریق متعارف۔ اس میں جملہ کے تمام کلمات کا اجمالی ذکر کیا جائیگا۔

(۱) زید کھانا کھاتا رہا اور بکر بیٹھا ہوا تکتا رہا۔ کھاتا رہا فعل مرکب متعدی زید فاعل

کھانا مفعول۔ جملہ مفرد معطوف علیہ۔ اور کلمہ عطف۔ تکتا رہا فعل مرکب متعدی۔ بکر فاعل۔

بیٹھا ہوا حالہ ماضی متعلق فعل کے جملہ مفرد معطوف۔ دونوں مل کر جملہ مرکب ہوا۔ اس کو

جملہ عاطفہ یا جملہ معطوفہ یا جملہ جمع بھی کہتے ہیں۔

ایسے جملوں میں کلمہ عطف ضرور ہوتا ہے خواہ لفظاً جیسا کہ جملہ مذکورہ بالا میں ہے خواہ تقدیراً

جیسے۔ کما ئیں خانخاناں۔ اڑائیں میاں فہیم۔ اس میں کلمہ عطف محذوف ہے۔ اور ایسی

جملہ مرکب کو جس میں حرف تردید سے عطف ظاہر کیا جائے جملہ تردید بھی کہتے ہیں۔

فائدہ۔ معطوف علیہ اور معطوف میں جب کلمہ کر یا۔ آئے۔ تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

ایک یہ کہ۔ یہ کلمات عطف کے لئے استعمال کئے جائیں۔ جیسے۔ زید گھر سے کھانا کھا کر بڑے

گیا۔ اس جملہ کی ترکیب بطریق جدید تو یوں کریں گے کہ زید گھر سے کھانا کھا۔ مرکب غیر مفید

کر۔ کلمہ عطف۔ مدرسہ گیا۔ مرکب غیر مفید۔ دونوں مرکب غیر مفید بذریعہ کلمہ عطف مل کر جملہ

مرکب ہوا ہے اور بطریق متعارف۔ اس کی ترکیب دو طرح ہوگی۔

۱۔ اول یہ کہ۔ زید فاعل مسند الیہ۔ گھر مجرور سے جار۔ جار مجرور متعلق مسند۔ کھانا کھا کر متعلق مسند

مدرسہ ظرف مکان متعلق مسند۔ گیا فعل لازم مسند۔ مسند الیہ اور مسند اپنے متعلقات سے

مل کر جملہ مفرد ہوا۔

۲۔ دوم یہ کہ۔ اس جملہ کے مضمون کو یوں ادا کریں کہ۔ زید نے گھر میں کھانا کھایا اور مدرسہ گیا۔

اس کی ترکیب یوں ہے کہ۔ زید فاعل نے علامت فاعل گھر ظرف مکان مجرور۔ میں جار۔

دونوں متعلق فعل کھانا مفعول۔ کھایا فعل یہ جملہ مفرد یا مرکب مفید معطوف علیہ۔ اور کلمہ

زید فاعل بقرینہ کلام۔ مدرسہ ظرف مکان مجرور۔ کو۔ محذوف جار۔ جار مجرور متعلق فعل۔

گیا فعل لازم جملہ مفرد یا مرکب مفید معطوف۔ معطوف علیہ اور معطوف مل کر جملہ عاطفہ ہوا۔

یا۔ یوں ادا کریں کہ۔ زید گھر سے کھانا کھانے کے بعد مدرسہ گیا +
 اس کی ترکیب یوں کرو کہ۔ گیا فعل لازم۔ زید فاعل گھر سے۔ جار و مجرور مل کر متعلق فعل۔ کھانا
 کھانے کے مجرور۔ بعد جار۔ مجرور و جار مل کر متعلق مسند الیہ یعنی زید کے مدرسہ مجرور۔ کو مجرور
 جار۔ مجرور و جار متعلق مسند الیہ یعنی فعل گیا۔ فعل اور فاعل اپنے متعلقات مل کر جملہ مفرد ہوا +
 دوسری صورت یہ کہ کلمات (کہ) اور (کے) کو کلمات عطف نہ مانیں بلکہ کلمات ربط مانیں
 اور اس جملہ کی تقدیر یوں کریں کہ زید نے گھر میں آکر کھانا کھایا اور پھر مدرسہ کو گیا۔
 اس کی ترکیب یوں ہو گی کہ کھایا یا فعل متعدی زید فاعل۔ نے علامت فاعل۔ کھانا مفعول
 اگر متعلق فعل۔ جہاں مفرد معطوف علیہ۔ اور کلمہ عطف۔ پھر متعلق زمانہ غیر معین متعلق فعل۔
 گیا فعل لازم زید تقریبہ کلام فاعل مستتر۔ مدرسہ کو۔ ترکیب مجروری متعلق فعل۔ جملہ مفرد
 ہو کر معطوف ہوا۔ معطوف علیہ اور معطوف مل کر جملہ عاطفہ ہوا +

(۲) زید سے فریاد کی کہ بکر نے میری کھیتی کاٹ لی۔ ترکیب۔ زید فاعل نے علامت
 فاعل۔ فریاد مفعول۔ کی فعل متعدی۔ یہ سب مل کر مبین ہوئے۔ کہ حرف بیان۔ بکر فاعل
 نے علامت فاعل۔ میں مضاف الیہ۔ ری علامت اضافت۔ کھیتی مضاف۔ مضاف الیہ
 اور مضاف مل کر مفعول ہوئے۔ کاٹ لی فعل مرکب متعدی۔ جملہ مفرد ہو کر بیان ہوا۔
 مبین و بیان مل کر جملہ مرکب بیانہ ہوا +

(۳) انھوں نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں علم دین ضرور پڑھنا چاہئے۔ انھوں فاعل
 نے علامت فاعل ارشاد مفعول۔ فرمایا فعل متعدی جملہ مفرد ہو کر مقولہ ہوا۔ کہ حرف بیان
 تمہیں مفعول۔ علم مضاف الیہ۔ دین مضاف۔ دونوں مل کر مفعول ثانی ضرور کلمہ تاکید
 متعلق فعل۔ پڑھنا چاہئے فعل متعدی۔ اس کا فاعل جملہ سابقہ تقریبہ کلام ہے۔ یہ سب
 مل کر جملہ مفرد ہو کر قول ہوا۔ مقولہ اور قول مل کر جملہ مرکب بیانہ ہوا +

تسبیح۔ یہ ہم پھر یاد دلاتے ہیں کہ جس مبین میں ارشاد۔ یا تمہیں علم دین ضرور کے ساتھ کرنا یا فرمانہ

یا کہنا۔ یا۔ بولنا۔ وغیرہ کے مشتقات آئیں اور وہ فعل واقع ہوں تو اس میں کو مفعول کہتے ہیں اور بیان کو قول۔ اور جملہ کو جملہ بیانیہ +

(۴) علم پڑھو اس لئے کہ علم ہی دولت و عزت کی کنجی ہے۔ پڑھو فعل متعدی با فاعل بقرینہ خطاب علم مفعول جملہ مفرد مفعول ہوا۔ اس لئے کہ فکر علت۔ علم۔ اسم۔ ہی کلہ جہم۔ دولت و عزت بہ ترکیب عطفی مضاف الیہ۔ کی علامت اضافت۔ کنجی مضاف مضاف الیہ اور مضاف مل کر خبر۔ ہے فعل لازم ناقص۔ سب مل کر جملہ مفرد ہو کر علت ہوا مفعول کی معلول علت مل کر جملہ مرکب معلومہ ہوا +

(۵) میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے یہ خط نہیں لکھا۔ میں۔ فاعل۔ خدا مضاف الیہ مقسم بہ۔ کی علامت اضافت۔ قسم مضاف مضاف الیہ اور مضاف مل کر مفعول ہوئے۔ کھاتا ہوں فعل متعدی۔ جملہ مفرد مقسم ہوا۔ کہ۔ زائد ربط کے لئے۔ میں فاعل نے علامت فاعل یہ صفت اشارہ خط موصوف اشارہ الیہ اشارہ اور مشاۃ مل کر مفعول ہوئے۔ نہیں لکھا فعل منفی متعدی۔ یہ بھی جملہ مفرد جواب قسم ہوا۔ قسم اور جواب قسم مل کر جملہ مرکب قسمیہ ہوا +

تنبیہ۔ جب قسم لفظاً پورا جملہ ہو۔ تو جواب قسم سے پہلے کاف زائد ربط کے لئے ضرور آتا ہے جیسا کہ مثال بالا سے ظاہر ہے۔ اور اگر قسم لفظاً پورا جملہ نہ ہو۔ بلکہ تقدیراً ہو۔ تو ربط کے لئے کاف زائد نہیں لاتے۔ جیسے :-

(۶) خدا کی قسم مجھ سے زید نہیں ملا۔ ترکیب۔ خدا مقسم بہ مضاف الیہ۔ کی علامت اضافت۔ قسم مضاف بہ ترکیب اضافی قسم ہوئے۔ مجھ مفعول سے علامت مفعول۔ زید فاعل۔ نہیں ملا فعل منفی۔ یہ جملہ جواب قسم ہوا۔ قسم اور جواب قسم مل کر جملہ مفرد قسمیہ ہوا یا بہ ترکیب اضافی۔ کلمات خدا کی قسم۔ کو تقدیراً جملہ مانا جائے۔ خواہ اس کی تقدیر پوری نہ ہو جائے۔ کہ۔ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں۔ یا یوں کہ مجھے خدا کی قسم ہے۔ ان دونوں صورتوں

میں یہ جملہ مفرد نہ رہے گا بلکہ جملہ مرکب قسمیہ ہو جائیگا۔ کیونکہ پہلی صورت میں فعل متعدی اپنے فاعل و مفعول اضافی سے مل کر جملہ مفرد قسم ہو جائے گا۔ اور دوسری صورت میں فعل لازم ناقص اپنے اسم۔ اور خبر اضافی سے مل کر جملہ مفرد قسم ہوگا۔

اسی طرح یہ جملہ ہے کہ۔ بخدا میں انکے پاس خود گیا تھا۔ اس کی ترکیب اگر یوں کر کیا کہ حرف بے جار خدا مجرور متعلق فعل۔ گیا تھا فعل لازم میں فاعل۔ ان کے پاس یہ ترکیب اضافی متعلق فعل۔ خود تاکید فاعل تو یہ جملہ مفرد قسمیہ ہوگا۔ اور بخدا کو تقدیر یوں سمجھیں کہ میں خدا کو گواہ لاتا ہوں۔ تو لاتا ہوں فعل متعدی مثبت۔ میں فاعل۔ خود مفعول کو علامت مفعول۔ گواہ مفعول ثانی۔ جملہ مفرد قسمیہ ہوگا۔ اور جملہ جواب قسم سے مل کر جملہ مرکب قسمیہ ہو جائے گا۔ اور بخدا کی تقدیر بوجہ جواب قسم کے صحیح ہونے کی یوں مانیں کہ میں خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ تو بھی یہ جملہ مفرد قسمیہ ہو کر جواب قسم سے مل کر۔ جملہ مرکب قسمیہ ہو جائے گا۔

(۷) اے خدا مجھ پر رحم فرما۔ ترکیب ۱۔

چونکہ ندا۔ اور منادے۔ مل کر ہمیشہ قائم مقام جملہ مفرد ہوتے ہیں اس لئے۔ اے کلمہ ندا۔ خدا منادے۔ دونوں مل کر جملہ مفرد ہوئے۔ ندا اور منادے کو جملہ مفرد اس لئے تسلیم کیا جاتا ہے۔ کہ اس کی تقدیر یا تو یوں کیجائے گی کہ۔ میں خدا کو بکارتا ہوں۔ یا یوں کہ۔ میں خدا کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ یا یوں کہ۔ میں خدا سے التجا کرتا ہوں۔ یہ ہر سہ صورتیں جملہ ہائے مفرد ہیں۔

دوسرے جملہ کی ترکیب ضمیر تو بقرینہ خطاب متعلق فاعل۔ مجھ مجرور۔ پر جار متعلق فعل۔ رحم مفعول۔ فرما فعل متعدی مثبت۔ جملہ مفرد مدعاے ندا ہوا۔ اس کو جواب ندا بھی کہتے ہیں۔ ندا اور جواب ندا مل کر جملہ مرکب ندا کہیہ ہوا۔

الہی۔ الہا۔ بار الہا۔ خدا یا۔ تبار خدا یا۔ کریم۔ رحیم۔ وغیرہ بھی کلمات ندا اور منادے

مربک ہوتے ہیں۔ اور قائم مقام جملہ مفرد تسلیم کئے جاتے ہیں۔ جیسے :-

(۸) الہی میں تیرے فضل و کرم کا امیدوار ہوں۔ ترکیب ۱۔

الہی تقدیر کا جملہ مفرد ہے یعنی اسے میرے خدا میں تیرا بندہ ہوں۔ لہذا اس کی ترکیب یوں کی جائے گی۔ الہی۔ یعنی اسے میرے خدا۔ لے کلمہ ندا۔ میرے خدا بہ ترکیب اضافی مناد۔ لے۔ ندا اور مناد کے قائم مقام جملہ مفرد ہو کر ندا ہوا۔ میں تیرا بندہ ہوں۔ ہوں فعل ناقص لازم۔ میں اسم تیرا بندہ بہ ترکیب اضافی خبر۔ جملہ مفرد ہوا۔ اور کلمہ عطف بقربہ کلام تقدیر میں اسم تیسرے مضاف الیہ۔ فضل و کرم بہ ترکیب عطفی مضاف۔ مضاف الیہ اور مضاف مل کر یہ مضاف ہوئے۔ کا علامت اضافت۔ امیدوار مضاف۔ یہ مضاف الیہ مرکب اور مضاف مل کر خبر ہوئے۔ ہوں فعل لازم ناقص کی۔ یہ جملہ مفرد جواب ندا ہوا۔ ندا اپنے جواب سے مل کر جملہ مرکب ندا بن گیا ہوا۔ اور اگر صرف اے میرے خدا سے ترکیب کی جائے گی تو چونکہ اس جملہ میں دو فعل نہیں آئیں گے۔ اس لئے جملہ مفرد ہے گا +

(۹) ہائے میرے بھائی مجھے اکیلا چھوڑ کر کہاں گئے۔

ندبہ اور مندوب بھی باہم مل کر قائم مقام جملہ مفرد ہوا کرتے ہیں۔ کیونکہ مراد قائل۔ کلمات ہائے میرے بھائی۔ سے۔ یہ ہوتی ہے کہ میں اپنے بھائی کی جدائی پر۔ افسوس کرتا ہوں۔ اس لئے اس کی ترکیب یوں ہوگی۔ کہ۔ ہائے کلمہ ندبہ۔ میرے بھائی بہ ترکیب اضافی مندوب۔ ندبہ اور مندوب مل کر قائم مقام جملہ مفرد ہوئے۔ گئے فعل لازم۔ تم ضمیت تر قائل۔ مجھے اکیلا چھوڑ کر مرکب ناقص۔ اور کہاں ظرف مکان ہر دو متعلق فعل۔ یہ سب مل کر جملہ مفرد ہو کر جواب ہونا کا ندا اور جواب ندامل کر جملہ مرکب مندوب ہوا +

(۱۰) میں دعا کرتا ہوں کہ خدا کے پاک تمھیں تندرست رکھے۔ ترکیب ۔

کرتا ہوں فعل متعدی مثبت میں قائل۔ دعا مفعول۔ جملہ مفرد مسین ہوا۔ کا فایانہ۔ خدا کے پاک بہ ترکیب توصیفی قائل تمھیں مفعول اول۔ تندرست مفعول ثانی۔ رکھنے فعل

مشددی مثبت جملہ منفرد ہو کر بیان ہوا۔ مبین و بیان مل کر جملہ مرکب عائیہ ہوا۔

ایسے جملہ کو جس میں خواہ دعائے نیک ہو یا بد جملہ دعائیہ کہتے ہیں *

اس مرکب جملہ میں ہے۔ ہم نے۔ خدائے پاک تمہیں تندرست رکھے۔ کو جملہ منفرد دعائیہ مانا ہے۔ اگر کہا جائے کہ لفظ خدائے پاک۔ تقدیراً خود جملہ ہے کیونکہ ان سے مراد قائل یہ ہے کہ میں خدائے پاک سے عرض کرتا ہوں۔ یا میں خدائے پاک سے چاہتا ہوں۔ یا میں خدائے پاک سے دعا کرتا ہوں۔ اور اس لئے یہ جملہ منفرد بھی مرکب ہے۔ تو ہم کہیں گے کہ اگر اس طرح تقدیراً جملہ بنائے جائیں گے تو ندائیہ و دعائیہ وغیرہ جملے بکثرت بچا سکتے منفرد کے مرکب ماننے پڑیں گے۔

(۱۱) اگرچہ تم نے فرما دیا تھا۔ مگر مجھے یاد نہیں رہا۔ ترکیب :-

اگرچہ کلمہ شرط۔ فرما دیا تھا فعل مرکب متعری مثبت تم فاعل نے علامت فاعل۔ مجھ سے تقریبہ کلام مفعول محذوف۔ جملہ منفرد ہو کر شرط ہوا۔

مگر کلمہ جزا نہیں رہا فعل منفی ناقص لازم۔ مجھے اسم۔ یاد خبر۔ یہ جملہ منفرد جزا ہوا۔ شرط و جزا مل کر جملہ مرکب شرطیہ ہوا۔

کلمات نہیں تو۔ ورنہ۔ وگرنہ۔ پورے جملہ شرط کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ اور ترکیب کرنے کے وقت اس کا لحاظ رکھا جائے۔ اس کا ذکر کلمات شرط میں ہم نے مفصل کر دیا ہے۔ یہاں ایک جملہ کی ترکیب لکھے دیتے ہیں :-

(۱۲) تم ان کے پاس جاؤ نہیں تو میں جاتا ہوں۔

اس جملہ مرکب میں لفظ نہیں تو۔ قائم مقام جملہ شرط ہے کیونکہ اس جملہ کا مضمون یہ ہے کہ۔ تم ان کے پاس جاؤ۔ اگر تم نہیں جاتے۔ تو میں جاتا ہوں۔ پس نہیں تو۔ یا ورنہ۔ یا وگرنہ کوئی سا کلمہ یہاں ہوتا اس سے مراد قائل یہی ہوتی ہے۔ کہ۔ اگر تم نہیں جاتے۔ اس لئے ترکیب یوں کرو۔

جاؤ فعل لازم مثبت۔ تم فاعل۔ ان کے پاس بہ ترکیب اضافی متعلق فعل۔ جملہ مفرد ہوا۔ اگر کلمہ شرط نہیں جائے فعل منفی لازم۔ تم فاعل۔ باہم مل کر جملہ مفرد شرط ہوا۔ تو کلمہ جزا۔ جاتا ہوں فعل لازم مثبت۔ میں فاعل۔ جملہ مفرد ہو کر جزا ہوا۔ یہ تینوں مفرد جملے مل کر جملہ مرکب شرطیہ ہوا۔

(۱۱) زید پکڑا گیا یعنی وہ شخص جس نے تمہاری شکایت کی تھی۔ پکڑا گیا فعل مجہول وضعی۔ زید مفعول مالم یستمر فاعلہ۔ جملہ مفرد منفی ہوا۔ یعنی کلمہ تفسیر۔ وہ صفت اشارہ شخص موصوف۔ صفت موصوف مل کر پھر موصوف ہوئے صفت جس کے اور یہ موصوف و صفت مل کر فاعل ہوئے۔ نے علامت فاعل۔ تمہاری شکایت بہ ترکیب اضافی مفعول۔ کی تھی فعل متعدی مثبت۔ فعل اپنے فاعل و مفعول سے مل کر جملہ مفرد منفی ہوا۔ اور دونوں جملے مل کر جملہ مرکب تفسیریہ ہوا۔ یہ ترکیب جملہ مذکورہ کی اسی عبارت کی ہے جس سے لفظاً مضمون ظاہر کیا گیا ہے۔ اگر تقدیراً فعل مستمر مان کر اس جملہ مرکب کو یوں کہیں۔ کہ۔

زید پکڑا گیا۔ یعنی وہ شخص پکڑا گیا کہ جس نے تمہاری شکایت کی تھی۔ تو اس کی ترکیب یوں ہوگی۔ کہ زید مفعول مالم یستمر فاعلہ۔ پکڑا گیا فعل مجہول وضعی۔ فعل مجہول اپنے مفعول مالم یستمر فاعلہ سے مل کر جملہ مفرد منفی ہوا۔ یعنی کلمہ تفسیر۔ وہ صفت اشارہ شخص مشار الیہ موصوف۔ صفت موصوف مل کر مفعول مالم یستمر فاعلہ۔ پکڑا گیا فعل مجہول وضعی۔ یہ جملہ مفرد مبین ہوا۔ کاف بیان۔ تمہاری مضاف الیہ شکایت مضاف۔ مضاف الیہ اور مضاف مل کر مفعول ہوئے۔ جس فاعل نے علامت فاعل کی تھی فعل متعدی مثبت یہ جملہ مفرد ہو کر بیان ہوا۔ مبین اور بیان مل کر مفسر ہوئے۔

۱۲ اس جملہ مرکب میں دوسرا جملہ پہلے جملہ کی تفسیر بیان کرتا ہے اس لئے پہلے جملہ کو مفسر مبین کی تشدید اور زبردستی تفسیر کیا گیا۔ اور دوسرے جملہ کو مفسر مبین کی تشدید اور زبردستی تفسیر کرنے والا بھی کہتے ہیں ۱۲۔ فرجاد علیہ الرحمہ۔

جملہ اول منفرد کے۔ منفرد اور منفرد مل کر جملہ مرکب تفسیر یہ ہوا۔
 (۱۴) خاک ساری سے بڑائی ملتی ہے کیونکہ جب تک بیج خاک ساری اختیار
 نہیں کرتا۔ درخت نہیں ہوتا۔ ترکیب :-

ملتی ہے فعل متعدی مثبت۔ بڑائی فاعل۔ خاک ساری مجرور سے کلمہ جار۔ مجرور و جار متعلق فعل
 انسان کو۔ بقرینہ کلام مفعول مقدر۔ فعل متعدی اپنے فاعل اور مفعول اور متعلق سے مل کر
 جملہ مفرد بین مدلل (لام مشدق مفتوح ہے) (یعنی جس پر دلیل لائی جائے) ہوا۔

کیوں کلمہ علت کاف بیانیہ جب کلمہ شرط مجرور تک جار۔ مجرور و جار متعلق فعل۔ خاک ساری
 مفعول اول۔ اختیار مفعول ثانی۔ نہیں کرتا فعل متعدی منفی۔ فعل متعدی منفی اپنے فاعل
 اور ہر دو مفعول اور متعلق سے مل کر جملہ مفرد مشبہ ہوا۔ بقرینہ کلام۔ تب حرف جزا مجرور۔
 تک جار۔ مجرور و جار مل کر متعلق فعل ناقص نہیں ہوتا کہ۔ نہیں ہوتا فعل لازم ناقص۔
 بقرینہ کلام ضمیر اشارہ وہ جس کا اشارہ الیہ بیج ہی۔ اسم۔ درخت خبر۔ فعل ناقص اپنے اسم
 خبر اور متعلق سے مل کر جزا ہوا۔ شرط اور جزا مل کر جملہ مرکب بیان دلیل ہوا۔ مدلل اور
 دلیل مل کر جملہ مرکب مدللہ ہوا۔

(۱۵) حضرت ندیم دنیا سے رخصت ہو گئے۔ گویا آفتاب علم دین ہمیشہ
 کے لئے غروب ہو گیا۔ ترکیب :-

ہو گئے فعل لازم ناقص۔ حضرت مضاف الیہ۔ ندیم مضاف الیہ۔ مضاف و مضاف الیہ۔
 مل کر اسم ہوئے۔ دنیا مجرور سے جار۔ مجرور و جار مل کر متعلق فعل۔ رخصت خبر۔ یہ جملہ مفرد
 مشبہ ہوا۔ گویا کلمہ تشبیہ۔ آفتاب مضاف الیہ۔ علم موصوف۔ دین صفت صفت موصوف
 مل کر مضاف الیہ ہوئے۔ یہ مضاف و مضاف الیہ مل کر اسم ہوئے۔ ہمیشہ کے مجرور لئے جار
 مجرور و جار متعلق فعل۔ غروب خبر۔ ہو گیا فعل لازم ناقص۔ یہ جملہ مفرد مشبہ بہ ہوا۔ دونوں

جملے مل کر جملہ مرکب تشبیہیہ ہوا۔
 (۱۶) اس کو کتنا ہی سمجھاؤ وہ کبھی نہ مانے گا۔ بھلا کہیں پتھر کے بھی چونک لگتی
 سنی ہے۔ ترکیب :-

سمجھاؤ بقرینہ خطاب فعل متعدی مثبت با فاعل۔ اس مفعول۔ کو علامت مفعول، کتنا کلمہ مقدار اسم
 ہی کلمہ تاکید۔ دونوں متعلق فعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول اور متعلق سے مل کر علیٰ مفرد ہوا۔
 نہ مانے گا فعل متعدی منفی۔ وہ فاعل۔ کبھی متعلق فعل۔ بقرینہ کلام تختاری بات ہے ترکیب اضافی
 مفعول۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول اور متعلق سے مل کر جملہ مفرد ہوا۔ یہ دونوں جملے
 مل کر مثل ہوئے۔ (مثلاً تشدید والی سنے کے زیر سے) بھلا کلمہ ترکیب کلام۔
 سنی ہے فعل متعدی مثبت۔ بقرینہ کلام۔ کسی فاعل نے علامت فاعل مخدوشہ۔ کہیں ظرف مکان
 متعلق فعل۔ لگتی یعنی لگتی ہوئی بحالیہ ماضی حال چونک ذوالحال۔ پتھر مجرور۔ کہے جار۔ مجرور جار
 متعلق فعل۔ بھی کلمہ شمول۔ حال اور ذوالحال متعلق مفعول۔ فعل فاعل و مفعول و متعلقاً
 مل کر جملہ مفرد مثل ہوا (مثلاً تشدید والی سنے کے زیر سے)۔

یہ تینوں جملے مل کر جملہ مرکب تشبیہیہ ہوا۔

(۱۷) جو بوؤ گے سو کاٹو گے۔ ترکیب :-

جو اسم موصول۔ بوؤ گے فعل متعدی مثبت تم ضمیر مستتر فاعل۔ چیز بقرینہ کلام مفعول مخدوشہ۔
 فعل اپنے فاعل و مفعول سے مل کر جملہ مفرد موصول ہوا۔
 کاٹو گے فعل متعدی مثبت۔ تم ضمیر مستتر فاعل۔ چیز بقرینہ کلام مفعول مخدوشہ۔ سو کلمہ صیغہ متقابل
 جو۔ فعل فاعل و مفعول مل کر جملہ مفرد صلیہ ہوا۔

صلیہ اور موصول مل کر جملہ مرکب موصولہ ہوا۔

(۱۸) کام کرو ورنہ باتوں سے کچھ نہیں ہوگا۔ ترکیب :-

کرو فعل متعدی مثبت فاعل کام مفعول۔ جملہ مفرد ہوا۔

نری کلمہ تخصیص۔ تہیں ہوگا فعل منفی لازم ناقص۔ باتوں مجرور سے جار۔ دونوں مل کر اسہم ہوئے۔ کچھ خبر۔ جملہ مفرد ہوا۔

دونوں جملے مل کر جملہ مرکب تخصیصیہ یا حصریہ ہوا۔

(۱۹) اور تو کوئی نہیں آیا صرف میں ہی آیا ہوں۔ ترکیب ۱۔

نہیں آیا فعل منفی لازم۔ اور کلمہ حصہ۔ تو کلمہ تفریع کوئی فاعل۔ جملہ مفرد ہوا۔ صرف کلمہ تخصیص میں فاعل ہی کلمہ حصہ آیا ہوں فعل لازم تام مثبت۔ جملہ مفرد ہوا۔

دونوں مل کر جملہ مرکب حصریہ یا تخصیصیہ ہوئے۔

(۲۰) تم سب کو پیغام دیا تھا سو میں نے بجنسہ اُن کو پہنچا دیا۔ ترکیب ۱۔

دیا تھا فعل متعدی مثبت۔ تم فاعل نے علامت فاعل۔ جو پیغام مفعول۔ جملہ مفرد ہوا۔ سو کلمہ ربط سلسلہ کلام۔ پہنچا دیا فعل متعدی مثبت۔ میں فاعل نے علامت فاعل۔ بجنسہ متعلق فعل۔ اُن مفعول کو علامت مفعول۔ جملہ مفرد ہوا۔

یہ دونوں جملے مل کر جملہ مرکب متعلقہ سلسلہ ہوا۔

(۲۱) وہ نہا کر سو گیا۔ ترکیب ۱۔

اس جملہ کی ترکیب دو طرح ہو سکتی ہے۔ ایک کہ بصورت موجودہ اس کو جملہ مفرد مانا جائے

یعنی۔ سو گیا فعل لازم تام مثبت وہ فاعل نہا کر متعلق فعل۔ جملہ مفرد ہوا۔

دوسرے یہ کہ تقدیر اس جملہ کو یوں کہیں کہ وہ نہایا اور سو گیا۔ نہایا فعل لازم تام مثبت۔

فعل و فاعل مل کر معطوف علیہ ہوئے اور کلمہ عطف۔ سو گیا فعل لازم تام مثبت وہ غیر مستقر فاعل۔

فعل و فاعل مل کر معطوف ہوئے۔ معطوف علیہ اور معطوف مل کر جملہ مرکب عطف انصائیہ ہوا۔

(۲۲) زید آیا۔ یا۔ بکر آیا۔ ترکیب ۱۔

آیا فعل لازم تام مثبت۔ زید فاعل۔ جملہ مفرد معطوف علیہ ہوا۔ یا۔ کلمہ تردید۔ آیا فعل لازم تام مثبت۔

بکر فاعل جملہ مفرد معطوف ہوا۔ دونوں جملے مل کر جملہ مرکب عاطفہ تردید ہوا۔

(۳۳) میں نے تمھیں بلایا تھا۔ مگر تم نہیں آئے۔ ترکیب :-
 بلایا تھا فعل متعدی مثبت۔ میں فاعل نے علامت فاعل۔ تمھیں مفعول۔ جملہ مفرد ہوا۔
 مگر کلمہ استدراک۔ نہیں آئے فعل لازم منفی۔ تم فاعل۔ جملہ مفرد ہوا۔
 دونوں جملے مل کر جملہ مرکب استدراکیہ ہوا۔

(۳۴) گھر بار سب آپکا ہے۔ لیکن کوٹھی کٹھنہ کو ہاتھ مت لگانا۔
 ہے فعل ناقص لازم۔ گھر متبوع بارتابع محض۔ متبوع وتابع مل کر اسم ہوئے۔ آپکا خبر۔
 جملہ مفرد ہوا۔ لیکن کلمہ استدراک۔ مت لگانا فعل منفی متعدی۔ کوٹھی متبوع کٹھنہ وتابع محض
 متبوع وتابع مل کر مفعول ہوئے۔ کو علامت مفعول۔ ہاتھ متعلق فعل۔ فعل اپنے فاعل
 و مفعول متعلق سے مل کر جملہ مفرد ہوا۔ دونوں جملے مل کر جملہ مرکب استدراکیہ ہوا۔

(۳۵) وہ میرا دوست تو ہے پر بگڑی کا دوست نہیں۔ ترکیب :-
 ہے فعل ناقص۔ وہ اسم۔ میرا دوست بہ ترکیب اضافی خبر۔ تو کلمہ تزیین کلام۔ سب مل کر
 جملہ مفرد ہوا۔ پر کلمہ استدراک۔ نہیں فعل ناقص لازم (کیونکہ لفظ نہیں میں لفظ ہے موجود)
 یہ کلمہ نہ ہے کی اصلاح یافتہ صورت، وہ ضمیر مستتر اسم۔ بگڑی کا دوست بہ ترکیب اضافی
 خبر۔ یہ بھی جملہ مفرد ہوا۔ دونوں جملے مل کر ایک جملہ مرکب استدراکیہ ہوا۔

(۳۶) سب لوگ آگے مگر جو ہر میاں نہیں آئے۔ ترکیب :-
 آگے فعل لازم تام مثبت سب کا فاعل۔ دونوں مل کر جملہ مفرد مستثنیٰ منہ ہوا۔ مگر کلمہ استثناء۔
 نہیں آئے فعل منفی لازم۔ جو ہر میاں فاعل۔ یہ جملہ مفرد مستثنیٰ متصل ہوا۔ مستثنیٰ منہ اور
 مستثنیٰ مل کر جملہ مرکب استثنائیہ ہوا۔

(۳۷) میں نے کیا کیا اور تم نے کیا کیا۔ ترکیب :-
 کیا فعل متعدی مثبت میں فاعل نے علامت فاعل۔ کام تقریبہ کلام مفعول محذوف۔
 کیا کلمہ استفہام۔ سب مل کر جملہ مفرد معطوف علیہ ہوا۔ اور کلمہ عطف۔ کیا فعل متعدی مستثنیٰ

تم فاعل نے علامت فاعل۔ کام محذوف مفعول۔ کیا کلمہ استفہام۔ سب مل کر جملہ مفرد معطوف ہوا۔ معطوف علیہ اور معطوف مل کر جملہ عاطفہ استفہامیہ ہوا۔
 (۲۸) میراجانا فضول ہوگا شاید وہ چلا گیا ہو۔ ترکیب ۱۔
 ہوگا فعل لازم ناقص۔ میراجانا بہ ترکیب اضافی اسم۔ فضول خبر جملہ مفرد ہوا۔
 شاید کلمہ شک۔ ہو فعل ناقص۔ وہ اسم۔ چلا گیا خبر۔ یہ بھی جملہ مفرد ہوا۔ یہ دونوں جملے مل کر جملہ مرکب شکیدہ ہوا۔

(۲۹) میں بیٹھا ہوا تھا کہ وہ دفعتاً اگیا۔ ترکیب ۱۔
 تھا فعل لازم ناقص۔ میں اسم۔ بیٹھا ہوا حالہ ماضی خبر۔ جملہ مفرد مبتدئ ہوا۔ کاف بتیاء فعل لازم تام مثبت۔ وہ فاعل۔ دفعتاً کلمہ بفاجات متعلق فعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ مفرد بیان ہوا۔ مبتدئ و بیان مل کر جملہ مرکب بیانیہ بنائے ہوا۔
 الغرض مرکب جملہ سے جس قسم کا مضمون ظاہر ہوتا ہو اسی کے لحاظ سے اس جملہ مرکب کا نام رکھ دیا جاتا ہے۔ علاوہ اُن مرکب جملوں کے ناموں کے جن کی ترکیب ہم نے لکھی ہے۔ اور جدید ناموں کے جملے بلا ترکیب اس لئے لکھتے ہیں کہ طالب علم ان پر قیاس کرے۔
 (۱) یہ وہی لڑکے آئے ہیں جن کو تم پڑھاتے ہو۔ چونکہ دوسرا جملہ لڑکوں کی صفت کے طریق پر ہے اس لئے اس جملہ کو۔ جملہ مرکب وصفیہ کہیں گے۔ یا

(۲) جب تک میں نہ کہوں۔ تم یہاں سے نہ ٹلنا۔ چونکہ دوسرے جملے سے ٹپنے کے وقت کی تمیز ہوتی ہے اس لئے اس جملہ کو۔ جملہ مرکب میمزہ کہیں گے۔ اسی پر قیاس کر لینا چاہئے۔

اب ہم انہیں جملوں کی ترکیب جن کی ترکیب بطریق متعارف لکھی جا چکی ہے بطریق جدید لکھتے ہیں یہ ترکیب نہایت آسان اور سہل اور آردو زبان کے لئے موزوں ہے۔

(۳) ترکیب بطریق جدید۔ چونکہ نوعیت بتانے میں طالب العلم کو اجازت ملے جملہ کی

کافی شناخت ہو جاتی ہے اس لئے ترکیب میں ہر جز کو بتانا تحصیل حاصل خیال کے صرف مرکب مفید اور مرکب غیر مفید اور کلمات ربط کا ظاہر کرنا اس ترکیب میں کافی سمجھا جاتا ہے۔ مرکب مفید اور مرکب غیر مفید کی ہم نے ایسی تعریف کر دی ہے جو زبان اردو کی مناسب ہے۔ اور اسی ترکیب

ہم ترکیب جدید سے موسوم کرتے ہیں * ترکیب ۱۔
(۱) زید کھانا کھاتا رہا۔ اور پھر بیٹھا ہوا اٹکتا رہا * ترکیب ۱۔

پہلا مرکب مفید۔ بذریعہ اور کلمہ عطف کے دوسرے مرکب مفید سے مل کر جملہ مرکب عاطفہ ہوا۔
(۲) زید نے فریاد کی کہ بکر نے میری کھیتی کاٹ لی * ترکیب ۱۔

پہلے مرکب مفید کو بذریعہ کاف بیانیہ دوسرے مرکب مفید سے ملا یا گیا تو جملہ مرکب بیانیہ ہوا۔
(۳) انھوں نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں علم دین ضرور پڑھنا چاہئے * ترکیب ۱۔

پہلے مرکب مفید کو بذریعہ کاف بیانیہ دوسرے مرکب مفید سے ترکیب دیا گیا تو یہ جملہ مرکب بیانیہ ہوا۔
(۴) علم پڑھو اس لئے کہ علم ہی دولت و عزت کی کنجی ہے * ترکیب ۱۔

پہلا مرکب مفید کلمہ علت۔ اس لئے کہ۔ کے ذریعہ سے دوسرے مرکب مفید سے مل کر جملہ مرکب

(۵) میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے یہ خط نہیں لکھا * ترکیب ۱۔

پہلا مرکب مفید۔ بذریعہ کاف بیانیہ کے دوسرے مرکب مفید سے مل کر جملہ مرکب قسمیہ ہوا۔

(۶) خدا کی قسم مجھ سے زید نہیں ملا * ترکیب ۱۔

پہلا مرکب تقدیراً مرکب مفید۔ یعنی میں خدا کی قسم کھاتا ہوں یا مجھے خدا کی قسم ہے

بذریعہ کاف بیانیہ مقدر کے دوسرے مرکب مفید سے مل کر جملہ مرکب قسمیہ ہوا۔

(۷) اے خدا مجھ پر رحم فرما * ترکیب ۱۔

پہلا مرکب نداء و مناد لئے قائم مقام مرکب مفید کیونکہ اس کی تقدیر یہ ہے کہ۔ میں خدا

کو پکارتا ہوں۔ اسی طرح دوسرا مرکب تقدیراً مرکب مفید ہے کہ۔ تو مجھ پر رحم فرما۔ اور

دونوں کو ملانے والا کاف بیانیہ بقرینہ کلام محذوف ہے۔ اس لئے یہ جملہ مرکب نداء بیانیہ ہوا

(۸) الہی میں تیرے فضل و کرم کا اسید وار ہوں * ترکیب ۱۔
 الہی تقدیراً قائم مقام دو مرکب مفید کے یعنی (اے میرے خدا میں تیرا بندہ ہوں) کے اور
 کلمہ عطف محذوف۔ میں تیرے فضل و کرم کا اسید وار ہوں تیسرا مرکب مفید۔ یہ تینوں مرکب
 مفید مل کر جملہ مرکب ندائیہ ہوا *

(۹) ہائیکے میرے بھائی مجھے اکیلا چھوڑ کر کہاں گئے * ترکیب ۱۔
 پہلا مرکب تقدیراً مرکب مفید ہے یعنی میں اپنے بھائی کی جدائی پر افسوس کرتا ہوں۔
 دوسرا مرکب غیر مفید۔ کیونکہ ضمیر فاعل مستتر ہے۔ اور کاف بیانیہ محذوف۔ اس لئے
 یہ جملہ مرکب مندوبہ ہوا *

(۱۰) میں دعا کرتا ہوں کہ خدائے پاک تمہیں تندرست رکھے * ترکیب ۱۔
 اس میں دو مرکب مفید بذریعہ کاف بیانیہ ملائے گئے ہیں اس لئے یہ جملہ مرکب دعائیہ ہوا *
 (۱۱) اگرچہ تم نے فرما دیا تھا مگر مجھے یاد نہیں رہا * ترکیب ۱۔
 پہلا مرکب غیر مفید ٹوٹ کر حرف جزا کے ذریعہ سے دوسرے مرکب مفید جڑے ملا دیا۔ اس لئے
 یہ جملہ مرکب شرطیہ ہوا *

(۱۲) تم ان کے پاس جاؤ نہیں تو میں جاتا ہوں * ترکیب ۱۔
 پہلا مرکب مفید۔ دوسرا مرکب (نہیں تو) لفظاً اور تقدیراً یعنی (اگر تم نہیں جاتے)
 مرکب غیر مفید۔ تو کلمہ جزا ملانے والا محذوف۔ تیسرا مرکب مفید۔ یہ تینوں مل کر جملہ
 مرکب بشرطیہ ہوئے *

(۱۳) نہ پکڑا گیا۔ یعنی وہ شخص جس نے تمہاری شکایت کی تھی۔ ترکیب
 پہلا مرکب مفید یعنی تمہارے تفسیر ملانے والا۔ دوسرا مرکب غیر مفید۔ دونوں مل کر جملہ مرکب
 تفسیریہ ہوا * اور اگر تقدیراً یوں کہیں کہ نہ پکڑا گیا یعنی وہ شخص پکڑا گیا جس نے
 تمہاری شکایت کی تھی تو دو مرکب مفید اور ایک مرکب غیر مفید یہ جملہ مرکب مانا جائیگا۔

(۱۴) خاک ساری سے بڑائی ملتی ہو۔ کیونکہ۔ جب تک بیج خاک ساری

اختیار نہیں کرتا۔ درخت نہیں ہوتا * ترکیب ۱۔

پہلا مرکب۔ مرکب منفید۔ کیونکہ کلمہ علت مع کاف ہیانیہ ملائے والا کلمہ۔ دوسرا مرکب۔

مرکب غیر منفید۔ تیسرا مرکب بھی مرکب غیر منفید۔ یہ سب مل کر جملہ مرکب مدللہ ہوا *

(۱۵) حضرت ندیم دنیا سے رخصت ہو گئے۔ گویا۔ آفتاب علم دین

ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا * ترکیب ۱۔

پہلا فقرہ مرکب منفید۔ گویا کلمہ تشبیہ ملائے والا۔ دوسرا فقرہ مرکب منفید۔ یہ دونوں مل کر

جملہ مرکب تشبیہ ہوا *

(۱۶) اس کو کتنا ہی سمجھاؤ۔ وہ کبھی نہ مانے گا۔ بھلا کہیں پتھر کے بھی

چونک لگتی سنی ہے * ترکیب ۱۔

پہلا مرکب غیر منفید۔ دوسرا فقرہ مرکب منفید۔ بھلا کلمہ تزئین کلام۔ تیسرا فقرہ مرکب

یہ سب مل کر جملہ مرکب تشبیہ ہوا *

(۱۷) جو پوؤں گئے۔ سو کاٹو گئے * ترکیب ۱۔

جو اسم موصول۔ پہلا فقرہ مع فاعل و مفعول مستقر مرکب منفید۔ سو کلمہ صلہ۔ کاٹو گئے

مع فاعل و مفعول مستقر۔ مرکب منفید۔ دونوں مل کر جملہ مرکب موصولہ ہوا *

(۱۸) کام کرو۔ نری باتوں سے کچھ نہیں ہوگا * ترکیب ۱۔

فقرہ اول مرکب منفید۔ نری کلمہ تخصیص۔ فقرہ دوم مرکب منفید۔ یہ سب مل کر

جملہ مرکب تخصیصیہ ہوا *

(۱۹) اور تو کوئی نہیں آیا صرف میں ہی آیا ہوں * ترکیب ۱۔

اور کلمہ حصر۔ تو کلمہ تفریع۔ کوئی نہیں آیا مرکب منفید۔ صرف کلمہ حصر۔ میں ہی آیا ہوں

مرکب مفید۔ سب مل کر جملہ مرکب حصہ یہ ہوا۔

(۲۰) تم نے جو پیام دیا تھا سو میں نے بچنبہ ان کو پہنچا دیا۔ ترکیب ۱۔
پہلا فقرہ مرکب غیر مفید۔ سو کلمہ سلسلہ کلام۔ دوسرا فقرہ مرکب مفید۔ یہ مل کر
جملہ مرکب متسللہ ہوا۔

(۲۱) وہ نہا کر۔ سو گیا۔ ترکیب ۱۔

پہلا فقرہ مرکب غیر مفید۔ دوسرا مرکب مفید۔ دونوں ملے اور جملہ مرکب عاطفہ الصالیہ ہوا۔
(۲۲) زید آیا۔ یا۔ بکر آیا۔ ترکیب ۱۔

پہلا فقرہ مرکب مفید۔ یا کلمہ تردید۔ دوسرا مرکب بھی مرکب مفید۔ جملہ مرکب عاطفہ تردید ہوا۔
(۲۳) میں نے تمہیں بلایا تھا۔ مگر تم نہیں آئے۔ ترکیب ۱۔

پہلا مرکب مرکب مفید۔ مگر کلمہ استدراک۔ دوسرا مرکب بھی مرکب مفید۔ جملہ مرکب استدراکیہ ہوا۔
(۲۴) گھر بار سب آپ کا ہے۔ لیکن۔ کوٹھی کٹھک کو ہاتھ بہت لگانا۔ ترکیب
پہلا فقرہ مرکب مفید۔ لیکن کلمہ استدراک۔ دوسرا فقرہ بھی مرکب مفید۔ جملہ مرکب استدراکیہ ہوا۔

(۲۵) وہ میرا دوست تو ہے پر بگڑی کا دوست تمہیں۔ ترکیب ۱۔
پہلا مرکب مرکب غیر مفید۔ پر کلمہ استدراک۔ دوسرا مرکب مرکب مفید۔
جملہ مرکب استدراکیہ ہوا۔

(۲۶) سب لوگ آگئے مگر جو ہر میاں نہیں آئے۔ ترکیب ۱۔

پہلا فقرہ مرکب مفید۔ مگر کلمہ استثناء۔ دوسرا فقرہ بھی مرکب مفید۔ جملہ مرکب استثنائیہ ہوا۔
(۲۷) میں نے کیا کہا اور تم نے کیا کیا۔ ترکیب ۱۔

پہلا مرکب مرکب مفید۔ او کلمہ عطف۔ دوسرا مرکب بھی مرکب مفید۔ جملہ مرکب عطفیہ ہوا۔
(۲۸) میرا جانا فضول ہوگا۔ شاید۔ وہ چلا گیا ہو۔ ترکیب ۱۔

مرکب دل مرکب مفید۔ شاید کلمہ شک۔ مرکب دوم مرکب مفید۔ جملہ مرکب شکہ ہوا۔

(۲۹) میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ۔ وہ دفعتاً آگیا۔ ترکیب :-
 پہلا فقرہ مرکب منفید۔ کاف بیانہ۔ دوسرا فقرہ بھی مرکب منفید۔ جملہ مرکب
 بیانیہ فجائیہ ہوا۔
 اختیار۔ جملہ مرکب کے ساتھ۔ اس کی قسم کا بیان کرنا ضروری نہیں۔ خواہ قسم
 بیان کی جائے یا نہ کی جائے۔

جملہ مخلوط

زبان اردو میں جملہ مخلوط دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک جملہ معترضہ۔ دوسرا جملہ مستانفہ
 ہم ان دونوں کی اول تعریف لکھیں گے اور پھر مثالیں مع ترکیب لکھیں گے۔
 (۱) جملہ معترضہ۔ ایسا جملہ جو کسی دوسرے جملہ کے اول یا بیچ میں یا آخر میں حائل ہو جائے
 اور اصل جملہ کے مضمون سے اس کا لگاؤ نہ ہو۔ یعنی بغیر اس جملہ کے حائل کرنے کے بھی
 مضمون اصل جملہ پورا ادا ہو جائے۔ جیسے :-

(۱) جیواد۔ ماشاء اللہ۔ بڑا ہوشیار ہے۔ ترکیب :-
 ہے فعل ناقص لازم۔ جیواد۔ اہم۔ بڑا ہوشیار کلمہ مبالغہ خبر۔ ماشاء اللہ۔ جملہ معترضہ
 یہ سب مل کر جملہ مخلوط ہوا۔ یا۔ یوں ترکیب کرو کہ جیواد بڑا ہوشیار ہے مرکب منفید
 ماشاء اللہ مرکب منفید معترضہ۔ جملہ مخلوط ہوا۔

(۲) خدا بخشنے۔ زید نہایت سیدھا آدمی تھا۔ ترکیب :-
 خدا بخشنے جملہ معترضہ۔ تھا فعل ناقص لازم۔ زید اسم۔ نہایت سیدھا صفت مبالغہ
 آدمی موصوف۔ صفت موصوف مل کر خبر۔ یہ جملہ منفرد ہوا۔ دونوں مل کر جملہ مخلوط ہوا۔
 یا یوں کہو۔ کہ زید نہایت سیدھا آدمی تھا۔ مرکب منفید۔ خدا بخشنے جملہ معترضہ

۱۔ اعتراض کے معنی ہیں کسی شے کے آگے حائل ہونا۔ معترضہ حائل ہونے والا۔

بقرینہ کلام مرکب مفید۔ جملہ مخلوط معترضہ ہوا۔

(۳) میرے منجھلے بھائی کا انتقال ہو گیا۔ اللہ مغفرت فرمائے۔
 ہو گیا فعل ناقص لازم۔ میرے مضاف الیہ۔ منجھلے صفت بھائی موصوف صفت و
 موصوف مل کر مضاف ہوئے مضاف الیہ اور مضاف مل کر اسم۔ کا کلمہ اضافت۔
 انتقال خبر۔ فرمائے فعل متعدی۔ اللہ فاعل مغفرت مفعول۔ جملہ معترضہ ہوا۔
 یہ سب مل کر جملہ مخلوط ہوا۔ یا۔ پہلا مرکب مرکب مفید۔ دوسرا معترضہ بھی مرکب مفید۔
 جملہ مخلوط معترضہ ہوا۔

(۲) جملہ متانفہ۔ یعنی دو یا دو سے زیادہ مرکبوں میں سے ایسا ایک مرکب کہ
 جس کو لفظاً اپنے ساتھ کے دوسرے مرکب یا مرکبوں سے۔ کوئی تعلق نہ ہو۔ گو معنائاً
 تعلق ہو۔ جیسے۔

(۱) یہ تو پور کے لٹو ہیں۔ جو کھائے گا سو پچھتائے گا۔ ترکیب ۱۔
 ہیں فعل لازم ناقص۔ یہ اسم۔ تو کلمہ تزمین کلام پور مضاف الیہ کے علامت اضافت
 لٹو مضاف مضاف الیہ اور مضاف مل کر خبر۔ جملہ متانفہ ہوا۔ جو ضمیر موصول۔
 کھائے گا فعل متعدی مثبت کوئی بقرینہ کلام فاعل صفت اشارہ لٹو موصوف مشابہ الیہ
 دونوں مل کر مفعول مخذوف جملہ مفرد موصول ہوا۔ سو کلمہ جواب صلہ پچھتائے گا فعل
 متعدی مثبت وہ ضمیر مستتر فاعل اس صفت اشارہ فعل مشابہ الیہ موصوف صفت اور موصوف
 مل کر مفعول ہوئے۔ سے علامت مفعول۔ یہ سب مخذوف جملہ مفرد ہو کر صلہ ہوئے۔
 صلہ اور موصول مل کر جملہ مرکب ہوا۔ جملہ متانفہ اور جملہ مرکب مل کر جملہ مخلوط ہوا۔
 یا یوں ترکیب کرو۔ پہلا فقرہ مرکب مفید۔ دوسرا مرکب غیر مفید۔ تیسرا مرکب غیر مفید

۱۔ استیناف فقرہ کے ساتھ یعنی اس کی فاکلمہ میں ہمزہ ہے۔ ۲۔ اس کے معنی ہیں کسی کام کا شروع کرنا۔ یا
 از سر نو کسی کام کا کرنا۔ مجازاً مجرا ہونا، الگ ہونا۔ متانفہ یعنی جداگانہ ۱۲ منہ ۱۲ ک ۱۲ ک

جو اسم موصول سے جواب موصول۔ سب مل کر جملہ مخلوط مستانفہ ہوا *
 (۲) سانپ کے منہ میں چھو ندر۔ کھائے تو کو ہڑی چھوڑے تو اندھا *
 ایک ترکیب تو یوں ہوگی۔ کہ اس جملہ کی تقدیر یوں ہے کہ ۱۔

سانپ کے منہ میں چھو ندر ہے۔ اور سانپ حیران ہے۔ اس لئے کہ اگر چھو ندر کو کھائے
 تو کو ہڑی ہو جائے گا۔ اور اگر اس کی چھوڑ دے تو اندھا ہو جائے گا۔

۲۔ فعل ناقص لازم سانپ مضاف الیہ کے علاوہ اضافت منہ مضاف مضاف الیہ اور مضاف
 مل کر اسم ہوئے۔ چھو ندر خبر جملہ مفرد معطوف علیہ ہوا۔ اور کلمہ عطف۔ ہے فعل ناقص لازم
 سانپ اسم۔ حیران خبر جملہ مفرد معطوف ہوا۔ یہ معطوف علیہ اور معطوف مل کر معلول ہوئے۔
 اس لئے کہ کلمہ علت۔ اگر کلمہ شرط۔ کھائے فعل متعدی بافاعل۔ چھو ندر مفعول۔ کو علامت
 مفعول۔ تو کلمہ جزا۔ ہو جائے گا فعل لازم ناقص۔ سانپ اسم محذوف۔ کہ ہڑی خبر۔ جزا ہوئی
 شرط کی شرط و جزا مل کر جملہ مرکب شرطیہ معطوف علیہ ہوا۔ اور کلمہ عطف۔ اگر کلمہ شرط۔
 چھوڑ دے فعل متعدی بافاعل۔ اس مفعول کو علامت مفعول یہ شرط ہوئی۔ تو کلمہ جزا
 ہو جائے گا فعل لازم ناقص۔ سانپ اسم محذوف۔ اندھا خبر۔ یہ جزا ہوئی شرط کی۔
 شرط و جزا مل کر معطوف ہوئے۔ معطوف علیہ اور معطوف مل کر جملہ مرکب عاطفہ ہو کر
 علت ہوئی معلول کی علت اور معلول مل کر جملہ مخلوط ہوا *

یا۔ یوں ترکیب کرو۔ کہ اصل مثال کا پہلا مرکب بقرینہ کلام سے پہلے فعل محذوف مرکب مفید
 دوسرا مرکب بھی بقیاس حذف فعل مرکب مفید۔ اسی طرح تیسرا مرکب بھی مرکب مفید۔
 ہر۔ مرکب مفید مل کر جملہ مخلوط مستانفہ ہوا *

ان دونوں مثالوں کے پہلے جملہ جملہ مستانفہ۔

ایک
 النسخہ فی اللہ۔ بتاريخ ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۶ء نامی پریس میرٹھ میں طبع ہوئی

اطلاع

یہ امین اردو۔ صرف پنج اردو کے لئے مکمل قواعد کا علمی ذخیرہ ہے جو اعلیٰ جماعتوں کے لئے ایسی کافی اور مفید ہے کہ اس کے پڑھنے کے بعد کسی دوسری کتاب کے پڑھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور اس میں صرفی و نحوی قواعدوں کو ایسی تفصیل و تشریح کے ساتھ آسان و سہل و سلیس و فصیح اردو میں بیان کیا ہے کہ پڑھنے والے کو استاد سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

ان جماعتوں کے طلبہ بھی اپنی تعلیم کے معیار تک اس سے پورا فائدہ اٹھا سکتے ہیں لیکن بدین خیال سے کہ اس کتاب سے نفع حاصل کرنے میں مزید سہولتیں پیدا کی جائیں اور ان جماعتوں کے طالب علموں پر ان جزئی قواعدوں کی یاد کا بوجھ ڈالا جائے جس کی برداشت کے لئے ابھی ان کے دماغ تیار نہیں۔

مؤلف صاحب امین اردو۔ اسکے ایسے اجزاء تالیف فرما رہے ہیں جو مسلسل ادنیٰ جماعتوں کی علمی ترقی کے ساتھ ساتھ انکی رفاقت صحیح طور پر کر سکیں۔

اور ان جماعت دار اجزاء امین اردو کو مشقی اور امتحانی سوالات سے۔

سریع الفہم بنا۔ نہ مسماعی اور کوشاں ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ قریب آئندہ زمانہ میں ہم ان حصص سب ہذا کی اشاعت کر دیں گے جو چھوٹی جماعتوں کے نصاب تعلیم کے لئے سوزوں ہوں گے۔

پبلشر۔ نامی بکٹ پو۔ محلہ اندر کوٹ شہر میٹھ

اعلان

جملہ اہل علم و اہل مطابع و جریں کتب کی خدمت میں
انکساکے ساتھ التماس ہے کہ کتاب ہڈ کے حق طباعت و
اشاعت کے متعلق جملہ حقوق جناب مؤلف علامہ نے عاجز کے
نام حسب رابطہ قانون جسٹری محفوظ و مامون فرمادئے ہیں
لہذا کوئی صاحب ملکی یا غیر ملکی اسکی طبع و اشاعت کا عزم
نفرمائیں البتہ جس قدر حد میں مطلوب ہوں صرف مجھ معلن سے

طلب فرمائیں۔ خاکسار

محبوب علی پروپرائٹر۔ نامی بکٹ پو
ونامی پریس میرٹھ

